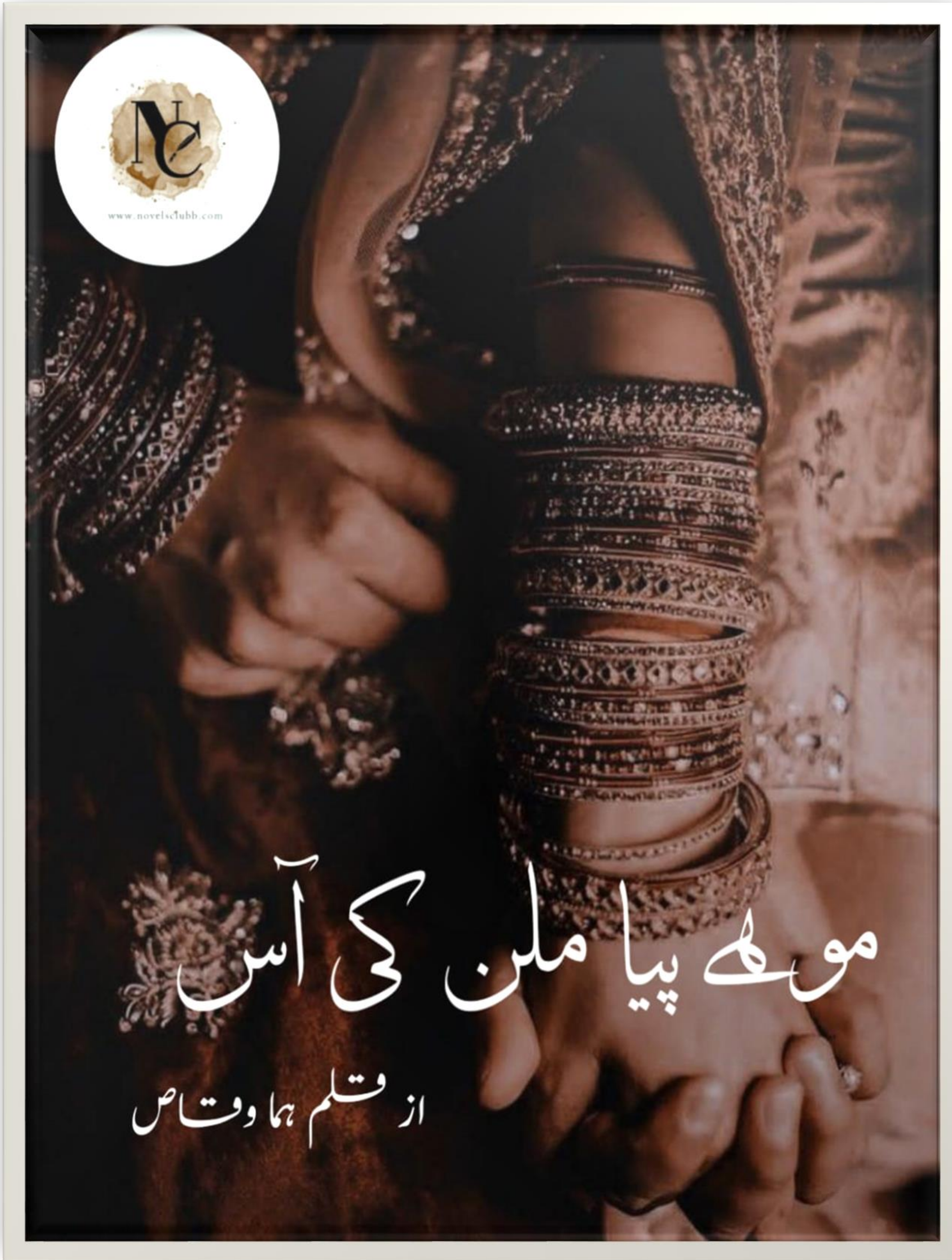
www.novelsclubb.com
موہے پیا ملن کی آس
از قلم ہما وقاص

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

موھے پیا ملن کی آس

ہما وقاص

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 1

ٹرے کو ہاتھ میں تھامے جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھا تھا۔اس انداز پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔ سر کو آہستگی سے ہلاتی آگے بڑھی اور ٹرے کو بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے بال شائد بلکل اس کی ماں جیسے تھے سنہری چمکتے ہوئے کیونکہ نجف کے بال تو گہرے بھورے رنگ کے تھے۔آہستگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا کسی نرم و ملائم سے فرز جیسا احساس ہوا۔

" جاج جاج "

نرم دھیمی سی آواز میں اس کے چہرے کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔ پر وہ ہنوز اُسی انداز میں بیٹھا تھا۔ اس کا کیا قصور تھا اس سب میں دل اچانک جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ ڈالا تھا آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے۔

" جاج لک ڈنر از ریڈی "

پیار سے میٹھے سے لہجے کو اپناتے ہوئے کہا۔ جاج نے غصے سے چہرہ اوپر اٹھایا چہرہ تنا ہوا تھا۔ دانتوں کو ایک دوسرے میں غصے سے پیوست کیے وہ اپنے سامنے بیٹھی اس نازک سی لڑکی کو گھور رہا تھا۔

" نو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ایٹ "

وہ چیخا تھا اس کے گلے کی رگیں پھول رہی تھیں جو اس بات کی گواہ تھیں وہ اسے ایک پل بھی برداشت نہیں کر رہا ہے۔

" آئی ایم یور مام جاج "

اذفرین نے دھیرے سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ جاج نے ایک جھٹکے سے ہاتھ کو پیچھے دھکیلا۔ اس کے سانس کی رفتار تیز ہو چلی تھی ننھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ اب اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"نووووو یو آر ناٹ"

اس کا لہجہ اس کی آنکھیں سب میں نفرت موجود تھی۔ وہ اس وقت چار سال کا بچہ نہیں لگ رہا تھا۔

"لیو می آلون"

باریک سی آواز میں ایسے چیخا کہ وہ گڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔

"اوکے اوکے"

www.novelsclubb.com

ہاتھ کے اشارے سے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کرتی وہ ٹرے وہیں چھوڑ کر جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔ باہر نکلتے ہی دروازے کے ساتھ لگے گہری سانس خارج کی۔ وہ کھوئی کھوئی سی زینے کے جنگلے کو تھامے کھڑی تھی۔

"کیا ہوا نہیں کھا رہا کھانا"

نجف کی آواز پر چونک کر نیچے دیکھا وہ سیڑھیوں کے بلکل پاس پریشان حال کھڑا تھا۔ بکھرے سے بال بڑھی ہوئی شیو بل پڑی شرٹ جس کے بازو کے کف فولڈ کیے ہوئے تھے اذفرین نے آہستگی سے سر کو نفی میں ہلایا۔

" آپ فکر نہ کریں میں کچھ دیر میں پھر سے ٹرائی کرتی ہوں "

اذفرین نے نجف کا اترا چہرہ دیکھ کر تسلی آمیز انداز اپنایا۔ زینہ اتر کر وہ ابھی کمرے کی طرف مڑی ہی تھی جب پھر سے نجف کی آواز آئی۔

" اذفرین "

وہی شرمندگی بھرا لہجہ اذفرین نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور پلٹی۔ ایک نظر اذفرین کی آنکھوں میں دیکھا۔

www.novelsclubb.com

" جی "

شائستگی سے کہا وہ اب سر جھکائے کھڑا تھا۔

" تھنکیو تھنکیو فار ایوری تھنگ "

زینے کے جنگلے کو تھامے وہ اس سے نظریں چرا گیا تھا۔

"آپ کے لیے کھانا لگا دوں"

اذفرین نے اس کی شرمندگی کم کرنے کے لیے بات کو فوراً بدلہ۔اب پچھلی باتیں دہرانا بے کار تھا۔

" نہ نہیں امی نے کھالیا کیا؟ میں کھالوں گا جب بھوک لگے گی"

نجف نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔وہ نماز کے انداز میں سر پر سکارف کو باندھے ہوئی تھی۔ سفید چہرہ پر نور تھا۔

"جی وہ سوگ ئی ہیں"

اذفرین نے آہستہ سی آواز میں کہا جس پر وہ سر ہلا کر رہ گیا۔اذفرین نے مسکرا کر دیکھا اور کمرے کی طرف بڑھ گ ئی۔ نجف کی نظریں پشت پر گڑی محسوس ہو رہی تھیں جلدی سے آکر کمرے کا دروازہ بند کیا اور دروازے سے ٹیک لگائے کرب کے عالم میں آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

آہستہ سے چلتی سٹڈی ٹیبل تک آئی دراز میں سے ڈائی ری نکالی اور کرسی کو پیچھے دھکیلتی بیٹھ گ ئی۔ کچھ یاد آ جانے پر پھر سے دراز کو کھولا اور ایک مخمل کی سرخ ڈبیا کو نکالا۔ جیسے ہی اسے کھولا بھینی سی خوشبو کے احساس سے دل عجیب طرز میں دھڑکنے لگا۔

سوکھا گلاب جس کی پتیاں اب سفوف سا بن چکی تھیں ٹہنی بھی سوکھ کر دھاگہ سا لگنے لگی تھی نرمی سے ڈبیا کو پھر سے بند کیا اور دراز میں رکھ دیا۔ ٹیبل لیمپ کو چلا کر ڈائی ری کو کھولا۔ قلم سفید کاغز پر رکھا اور لکھنا شروع کیا۔

جنوری بروز منگل 2019 آج پورا ایک سال بیت گیا دیکھو پر تمھاری یاد اور اس گلاب کی خوشبو آج بھی تازہ ہے نہیں جانتی تم سے زندگی میں پھر کبھی مل سکوں گی کہ نہیں پر تم سے جڑا یہ یاد کا رشتہ کبھی نہیں ختم کر سکوں گی۔ میں ہر روز رات کو یوں ہی بیٹھ کر تمہیں پہروں یاد کرتی ہوں وہ چند دن اور ان چند دنوں کا ایک ایک پل یاد کرتی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے یہ ایک سال بھی بیت گیا اسی طرح پوری زندگی بیت جائے گی اور میں تمہیں یونہی یاد کیا کروں گی۔

قلم آہستہ آہستہ کاغز پر سرکتا جا رہا تھا اور سیاہ دھبے واضح ہونے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

****

بروز جمعہ سات جنوری 2018 سڈنی بنکس ٹاؤن سے باہر نکلتے ہی سیاہ چارکول میں لپٹی شفاف سڑک اتنی گرم تھی کے جوتے کے تلوے بھی گرم ہوتے ہوئے محسوس ہورہے تھے۔ 1939 کے بعد سڈنی کے اندر پڑنے والی یہ شدید گرمی اپنا ریکارڈ توڑ رہی تھی۔

اس کی سفید جلد جیسے جلنے لگی تھی اور سرخی مائل ہوتی جارہی تھی تیز تیز قدم اٹھاتی وہ بس سٹینڈ کی طرف جارہی تھی۔ گھبرائی سی پریشان صورت لیے جس پر گھبراہٹ واضح تھی۔

سفاک لوگ ہر جگہ موجود تھے چاہے وہ پاکستان ہو چاہے آسٹریلیا اور یہاں اس کے معاملے میں تو سفاکی برتنے والے چاروں طرف اس کے اپنے ہی تھے۔

سفید رنگ کے جوگرز میں بھی پاؤں جھلس رہے تھے ڈھیلی سی سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے جینز پہنے بار بار گردن پر آئے پسینے کو صاف کر رہی تھی۔ گلے کے گرد لپٹا سکارف اب گیلا ہونے لگا تھا بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنائے پیشانی پر گرمی کو برداشت کرتے

www.novelsclubb.com

شکن اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے وہ بے حال سی بس سٹاپ کی تلاش میں نظریں گھما رہی تھی۔ میک اپ سے بے نیاز سفید چہرہ اب گرمی کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

گرمی میں پگھلتی کاریں بسیں بنکس ٹاؤن کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھیں۔ اللہ اللہ کر کے بس سٹینڈ نظر آنے لگا تھا۔ تھوڑی سی ہمت بندھی تو قدموں نے بھی ہمت پکڑی۔

ازفرین نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بند بوتل کو کھولا دو گھونٹ حلق میں انڈیلے۔ تیز تیز قدم اٹھاتی بس سٹاپ تک پہنچی

بس سٹاپ پر پہنچ کر شیڈ کے نیچے جاتے ہی جیسے سکون ملا تھا۔ کندھے پر لٹکے بیگ کو اوپر اٹھا کر اس میں سے پھر سے وہ کاغذ نکالا جس کو وہ اس راستے پر آتے ہوئے بیسوں بار کھول چکی تھی اور بس سٹاپ پر لکھے گئے الفاظ کو کاغذ کی چھوٹی سی چٹ پر لکھے گئے الفاظ کے ساتھ ملایا۔

www.novelsclubb.com

وہ درست بس سٹاپ پر پہنچ چکی تھی ایک طرف چلتے سکرین بورڈ پر بس کا نمبر چیک کیا۔ درست تھا تسلی سے دل پر ہاتھ رکھا۔ گہری سانس لی آج خود جانے کا پہلا دن تھا اسی لیے

ہر بات پر ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔ چشمے کو سر پر ٹکائے آنکھوں کو سکوڑ کر سڑک کی مطلوبہ جانب کی طرف دیکھا۔

نیلے رنگ کی ڈبل ڈیکر بس دور سے آتی دکھائی دی ایسا لگ رہا تھا جیسے بس سڑک پر ہر طرف سے پگھل رہی ہو۔ بس کے کھڑے ہوتے ہی بس کے بڑے سے دروازہ کے کھلنے کی آواز پر سکھ کا سانس لیتی وہ بس میں سوار ہوئی۔ بس کی ٹھنڈک نے اندر تک سکون اتار دیا اب دو گھنٹے اسی سکون میں گزارنے تھے۔

بس ہوسٹس نے مسکرا کر خالی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں اطراف میں لگی سیٹوں کے درمیان میں سے گزرتی وہ اپنی مطلوبہ سیٹ تک پہنچی اس کی سیٹ کھڑکی کی طرف تھی۔ اور پہلی سیٹ پر بیٹھا نفس چہرہ کتاب کے پیچھے چھپائے ہوا تھا ہلکے سے گرے رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے نیلے رنگ کی جینز پہنے وہ ارد گرد کی دنیا سے یکسر بے نیاز تھا اذفرین کی نظر اب کتاب پر تھی۔

"دی اینمی وِدِان بائے جان وینٹری" ہلکے گرے رنگ کی جلد پر آف وائٹ رنگ کے الفاظ لکھے تھے وہ جو بھی تھا اس کے پاس آنے پر بھی کتاب میں گم تھا۔

www.novelsclubb.com

" ایکسکیوز می مائی ن سیٹ پلیز "

اذفرین نے پراعتماد آواز میں کہا۔ کتاب نیچے ہوئی تھی وہ کوئی ایشائی ی تھا گو کہ رنگت بے حد سفید تھی پر اس کے چہرے کے نقوش اور وضع قطع سے وہ ایشائی ی تھا۔ لمبائی کے رخ بڑی سی آنکھیں ایک لمحے میں دیکھنے والے کو اپنے سحر میں قید کرنے کی طاقت رکھتی تھیں اذفرین بھی دل میں داد دیے بنا نہیں رہ سکی تھی۔

" واٹ "

ناسمجھی جیسے انداز میں آنکھیں سکیڑے سوال کیا۔ پیشانی پر بھی بل پڑے تھے سیاہ بال تھوڑے سے بے ترتیب ہوئے ماتھے پر بھی موجود تھے اس کی اس ناسمجھی پر اذفرین نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا عجیب انسان ہو بھ ئی تمھارے سامنے کھڑی ہوں اندازہ بھی نہیں کہ کس لیے۔

www.novelsclubb.com

" مائی ن سیٹ پلیز "

اذفرین نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر پھر سے کہا۔ انداز طنزیہ تھا اذفرین کے اس انداز پر وہ تھوڑا سا خم دے کر سیدھا ہوا۔ پر چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔

" اوہ شٹ ی ور "

ٹانگیں سمیٹیں اور کتاب کو پھر سے چہرے کے آگے کیا۔

" تمیز تو چھو کر نہیں گزری" اذفرین بڑبڑاتی ہوئی ٹانگوں اور سیٹ کے درمیان کے راستے میں سے گزرتی کھڑکی کی ساتھ کی سیٹ پر پہنچی بیگ کو گود میں رکھے کھڑکی کے پردے کو تھوڑا سا پیچھے کیے باہر دیکھا۔ باہر جتنے بھی لوگ تھے سب کے پیشانی کے بل باہر موجود گرمی کے گواہ تھے۔

اذفرین نے کھڑکی کے ساتھ سر ٹکایا اور آنکھیں موندلیں۔

" تو کوئی بات نہیں امی چلی جایا کرے گی بچی تو نہیں ویسے بھی یہاں رہنا ہے تو ہر کام خود کرے "

ذہن میں ہونے والی بازگشت نے حلق تک کڑوا کر دیا تھا۔ ذہن کو جھٹکا۔ اور آنکھوں کو اور زور سے بند کیا۔ ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں نے نیند کی آغوش میں بھیج دیا تھا۔ کوئی چیخ رہا تھا اذفرین نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

" اۓ اۓ ستاپ (سٹاپ) رید (ریز) یور ہینڈ اینڈ ہید داؤن ایوری ون "

کرخت اور اونچی آواز تھی ساتھ لوگوں کی ہولناک چیخیں تھیں اذفرین کی آنکھیں کھلی تھیں تو پھٹی سی رہ گ ئی یں بس کا پر سکون منظر عجیب بھونچال میں تبدیل تھا خوف کی سرد سی لہر ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ بھر گ ئی۔

سیاہ فام چار آدمی ہاتھوں میں پسٹل تھامے بس کی مختلف جگہوں میں کھڑے تھے ایک آدمی ڈرائی یور کے سر پر بندوق تانے ہوئے تھا اور اسے بس روکنے سے منع کر رہا تھا گیٹ کے پاس کھڑا گارڈ بے ہوش تھا۔

" یہ یہ کون لوگ ہیں "

اذفرین نے گھبرا کر اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے سے کہا جو ہاتھ کھڑے کیے ہوئے تھا۔ اور اب چور نظروں سے بار بار سر اٹھائے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر بھی کچھ دیر پہلے والا سکون غائی ب تھا

www.novelsclubb.com

" شششششش کچھ مت بولو کچھ مت بولو سر نیچے کرو "

ساتھ بیٹھے لڑکے نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اردو میں جواب دیا اذفرین کا سارا جسم کانپ گیا تھا ایک لمحے کو دل نے چاہ یہ خواب ہو پر یہ خواب نہیں تھا۔ وہ چاروں آدمی لوگوں کو رونے سے منع کر رہے تھے اور خود اپنی عجیب سی زبان میں بات کر رہے تھے۔

"اے لسن ہیڈ داؤن گیمی یور موبائی ل"

ان میں سے ایک چیخ چیخ کر ٹوٹی پھوٹی انگلش بول رہا تھا اب وہ لوگوں سے ان کے موبائی ل فون اور سامان کھینچ رہا تھا۔

"گیمی یور موبائی ل"

اب وہ دنوں کے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا اور ان دونوں سے موبائی ل فون مانگ رہا تھا۔ لڑکے نے جیب سے موبائی ل نکال کر دیا اب وہ اذفرین کے آگے ہاتھ کر چکا تھا اذفرین نے کانپتے ہاتھوں سے بیگ اس لڑکے کی طرف بڑھایا۔ اس نے جھپٹ کر بیگ چھینا اور آگے بڑھ گیا۔ اذفرین نے دھیرے سے گردن موڑے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو لب بھینچے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"ٹرن دا بس ٹرن دا بس باسٹڈ"

وہی آدمی اب ڈرائی یور کے سر پر کھڑا تھا۔اور اسے بس کو موڑنے کا کہہ رہا تھا سنسان سڑک کا رخ سڈنی کے سنسان جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ سب لوگ اب کانپنے لگے تھے سب کا خیال تھا وہ سامان لوٹنے کے بعد بس سے اتر جائی یں گے پر وہ تو شائی د بس کو یر غمال بنا چکے تھے۔ایک عورت اونچا اونچا رونے لگی تھی۔

" پلیز لیو اَس پلیز پلیز "

وہ ہاتھ جوڑے کھڑی رو رہی تھی۔انگلش بولنے والا سیاہ فام اب تیز تیز قدم اٹھاتا اس عورت کی طرف بڑھ رہا تھا۔

" ہے لیدی ہے لیدی ستاپ کرائی نگ اف یو نات ستاپ ائی ول شوت یو رائی ت ناؤ "

سیاہ فام نے اس عورت پر پسٹل تانی تھی عورت کے ساتھ بیٹھا آدمی تیزی سے کھڑا ہوا اور عورت کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے زبردستی چپ کروا رہا تھا۔ عورت اب اس کے قابو میں بھی پھڑ پھڑا رہی تھی۔

" ہے ٹرن دس روڈ "

آدمی اب جنگل میں بس کو لے آیا تھا۔لوگ خوف سے سر نیچے جھکائے بیٹھے تھے بچوں کے رونے کی آوازیں تھیں شائی دہلکی ہلکی۔

"ستاپ ستاپ"

وہ اب بس کو روکنے کے لیے کہہ رہا تھا وہ۔اور پھر وہ چاروں مارتے ہوئے سب کو بس سے اتار رہے تھے۔اذفرین کے بازو تھکنے لگے تھے۔

"مؤو مؤو"

اب ان میں سے ایک آدمی نے ساتھ بیٹھے لڑکے کے بازو کو دبوچا تھا۔اسے کھڑا کرنے کے بعد اس کے بازو کو جھپٹ کر کھڑا کیا تھا۔وہ ہاتھوں کو پیچھے باندھ کر بس سے اتار رہے تھے اور بس سے اترتے ہی ایک آدمی آنکھوں پر پٹی باندھ رہا تھا۔جیسے ہی اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی کچھ بھی نظر آنا بند ہو چکا تھا۔بس قدم چل رہے تھے۔پانچ سے چھ منٹ کے فاصلے پر چلانے کے بعد وہ اب ایک جگہ پر کھڑا ہونے کے لیے کہہ رہے تھے۔کسی کا کندھے پر زور کا ہاتھ پڑا تھا۔اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہوئی وہ بیٹھنے کا کہہ رہے تھے۔

****

"نہیں بس پھول رکھ دیتا تھا میری کتابوں میں "

وہ مسکرائی اور ناز سے کتاب میں پڑے سوکھے پھول کی طرف دیکھا جو اس کی تصویر کے بلکل اوپر پڑا تھا۔ پاس بیٹھی سنبل نے گردن جھکا کر تصویر کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے کی طرف جو محبت کا ہر رنگ چہرے پر بکھیرے ہوئے تھا۔

"واہ واہ اتنی محبت اور تم اس کی تصاویر جمع کرتی تھی ہے نہ؟ "

سنبل نے قہقہ لگاتے ہوئے کتاب میں پڑی تصویر کی طرف اشارہ کیا وہ مسکرا رہا تھا اور آنکھیں سحر پھونک رہی تھیں۔ یہ کہنا غلط نہیں تھا وہ بہت خوبرو تھا۔ سامنے بیٹھی اوزگل کیا کوئی بھی دل ہار بیٹھے۔

"کہاں بھئی یہ کچھ تصاویر ہی ہیں بس میرے پاس "

اوزگل نے شرماتے ہوئے کہا۔ سنبل پھر سے قہقہ لگا چکی تھی اوزگل کے فون پر بجتی بل پر وہ اب فون کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں آخری لیکچر کے بعد یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی تھیں۔

" اوہ ادیان کی کال لگتا وہ لینے آگیا ہے میں چلتی ہوں "

تیزی سے کتابیں سمیٹتی وہ اٹھی تھی کتاب میں سے ایک تصویر پھسل کر گھاس پر گری۔ اور وہ بے نیازی سے سب سمیٹ کر اب کندھے پر بیگ رکھے کھڑی تھی۔

"رکو پاگل لڑکی "

جیسے ہی وہ مڑی سنبل نے تصویر کو ہاتھ میں لے کر شرارت سے کہا۔ وہ آواز سنتے ہی پلٹی۔

"اس کو تو سنبھال لو اپنے اُن کو "

سنبل نے آنکھ کے کونے کو دبایا اور تصویر پکڑے ہاتھ کو ہلایا۔ اوزگل اُن کہنے پر جھینپ گ ئی۔

"اوہ یہ کیسے گری نیچے دو مجھے "

وہ سر پر ہاتھ مارتی آگے ہوئی اور سنبل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سنبل نے لب شرارت کے انداز میں بھینچے مسکراہٹ دبائے تصویر پکڑے ہاتھ کو ہوا میں گھمایا۔ وہ اب جس طرف کو بڑھتی سنبل ہاتھ گھما کر ہاتھ کو دوسری طرف لے جاتی۔

"سنبل تنگ مت کرو "

www.novelsclubb.com

اوز گل نے بے چینی سے بازو جھٹکے سنبل اب اس کی حالت سے محزوز ہوتی قہقے لگا رہی تھی اور اس کی تصویر چھیننے کی کوشش کو مسلسل ناکام بنا رہی تھی۔

" سنبل پھٹ جائے گی اور باہر کھڑا انتظار کرتا ادیان دانت توڑ دے گا میرے "

اوز گل نے پیر پٹخے اور گھور کر سنبل کی طرف دیکھا۔

" یہ لو پکڑو ترس آ گیا تم پر ابھی تصاویر پر تو گزارا ہے تمھارا "

سنبل نے تصویر اس کے آگے کی جس کو خفگی سے دیکھتے ہوئے وہ تھام چکی تھی۔ اور پھر عجلت میں بھاگنے کے سے انداز سے گیٹ کی طرف چل دی۔ فکر تھی تو ادیان کی جو بلا وجہ کا پکڑ کر جھاڑ دیتا اسے دیر سے آنے پر۔

****

www.novelsclubb.com

ان کو یہاں بیٹھے شائد تین گھنٹے سے زائد ہو چکے تھے ان سب کی آنکھوں پر بندھی پیٹیاں یہاں آتے ہی اتار دی گ ئی تھیں پر ہاتھ سب کے ابھی بھی پشت کی طرف بندھے تھے۔ ارد گرد اونچے اونچے درخت تھے یہاں ان چار آدمیوں جیسے اور بہت سے سیاہ فام تھے جو بڑی بڑی گن اٹھائے لوگوں کے چاروں اطراف میں کھڑے تھے۔

علیدان نے ارد گرد چور نظر سے دیکھا اور تھوڑا سا سرک کر درخت کے ساتھ ٹیک لگائی۔ وہ ہلکا ہلکا سرکنے کا عمل تین گھنٹے سے جاری رکھے ہوئے تھا مقصد اپنے ہاتھ درخت کی اؤٹ میں چھپانا تھا۔

ہاتھوں کو بس پینٹ کے پیچھے کی جیب میں سے کٹر کو نکالنا تھا درخت کے پاس پہنچنے کے بعد اب وہ اس کی اؤٹ میں ایک گھنٹے سے یہ کوشش کر رہا تھا۔ جنگل میں ارد گرد بہت سے گھنے درخت ہونے کے باعث حبس اور گھٹن تھی۔ سب لوگ پسینے میں شرابور ڈرے سہمے بیٹھے تھے۔ کچھ لوگ وقفے وقفے سے رونے کا عمل جاری رکھے ہوئے تھے جن میں سے ایک وہ لڑکی تھی جو بس میں اس کے ساتھ بیٹھی تھی علیدان کی توجہ زیادہ اس پر جانا اس کا ایشائی ہونا تھا باقی سب گورے تھے جن میں تین بچے اور کچھ بوڑھے لوگ بھی شامل تھے عورتیں اور سب لوگ ملا کر کل تیس کے قریب لوگ تھے۔

www.novelsclubb.com

بہت مشکل سے باریک سا کٹر اس کے ہاتھ لگا تھا وہ یہ کٹر اکثر کتابوں کے جڑے اوراق کو الگ کرنے کے لیے استعمال کرتا تھا اور بازاوقات اخباروں اور تصاویر کو کاٹنے کے لیے

اس لیے یہ اس کی پینٹ کی پچھلی جیب میں وہ اسی وقت منتقل کر چکا تھا جب بس میں اچانک بھگدڑ مچی تھی فائی لر نمایہ کٹر اس وقت اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

کٹر سے وہ اب بڑی مہارت کے ساتھ ہاتھوں کی رسی کاٹ رہا تھا۔ انداز ایسا تھا کہ سامنے سے کوئی یہ محسوس بھی نہ کر سکے وہ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ وہ تھک جاتا تو ہاتھ روک دیتا کیونکہ ہاتھوں میں پسینہ آنے کی وجہ سے کٹر کے پھسل جانے کا ڈر تھا۔

" دی کو پے کوم دی کو پے کوم "

" سر آرہے ہیں سر آرہے ہیں "

ایک سیاہ فام چیختا ہوا آیا اب باقی سب آدمی لوگوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر نیچے جھکا رہے تھے۔ علیدان نے جلدی سے کٹر کو چھپایا۔ اس کے گردن کو زور کا جھٹکا پڑا تھا۔ اور گردن نیچے ہوئی تھی سامنے اب بہت سے آدمیوں کے پاؤں نظر آرہے تھے۔

" وارازہل بیگاسی "

" ان سب سے لوٹا ہوا سامان کدھر ہے "

www.novelsclubb.com

کرخت سی آواز ابھری تھی شائی دکچھ الفاظ کو ہی وہ سمجھ پارہا تھا وہ سامان کا پوچھ رہا تھا باقی لوگوں سے۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 2

وہ لوگ غالباً پانچ لوگ تھے جواب آئے تھے ان میں سے ایک کو وہ منیر یعنی سر بول رہے تھے وہ اب شائی دلوگوں کے پاس جاجا کر ان کو ہراساں کررہا تھا۔ وہ جس کے پاس بھی جاتا اسے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتا اور اس شخص کی چیخ و پکار شروع ہو جاتی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باقی سب لوگ بھی کانپنے اور رونے لگتے۔

www.novelsclubb.com

علیدان نے ضبط سے لب بھینچے جبکہ ہاتھ رسی پر پوری قوت لگانے میں مصروف تھے کٹر نے اپنا کام دکھا دیا تھا رسی کی گرفت ڈھیلی ہو رہی تھی گردن جھکے رہنے کی وجہ سے شل ہو رہی تھی قوت لگانے کی وجہ سے پسینہ ناک سے ٹپک ٹپک کر مٹی پر گر کر جذب ہو رہا تھا

۔اسے معلوم تھا ان کا کوئی مطالبہ پورا نہ ہونے پر یہ لوگ ایک ایک کر کے سب لوگوں کو مار دیں گے یہ یہاں کے جنگل میں رہنے والے ایک رہائی شی قبیلے کے باغی لوگ تھے جو آئے دن آسٹریلیا کے باشندوں کو یرغمال بنا کر حکومت سے مختلف مطالبات کر رہے تھے اور مطالبات نہ پورے ہونے پر وہ بے دردی سے لوگوں کا قتل عام کر دیتے تھے۔اور علیدان کو اس لمحے یہاں اسطرح جان سے ہاتھ دھونا ہرگز قبول نہیں تھا۔اور شائی د قدرت بھی اس کا پورا ساتھ دے رہی تھی۔

اچانک نسوانی چیخ پر بے ساختہ وہ نظریں اٹھانے پر مجبور ہوا تھا۔سیاہ فام افریقی اب اس ایشین لڑکی کے بال دبوچے اس کے چہرے پر جھکا ہوا تھا اور وہ کانپتے وجود کے ساتھ مچھلی کی طرح تڑپتی ہوئی رو رہی تھی۔وہ بہت قد آور اور مضبوط ڈیل ڈول کا آدمی تھا بڑے سے موٹی موٹی لٹوں والے بال کندھوں پر کھول رکھے تھے اس کی بے تحاشہ سیاہ رنگت میں اس کی سرخ آنکھیں اس کو ہیبت ناک بنا رہی تھیں۔وہ شائی داس لڑکی کو چھوڑنا بھول گیا تھا۔اور اپنی آنکھوں کو پوری طرح کھولے اس کے چہرے پر گاڑے ہوئے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔لڑکی اس کے سامنے کوئی نازک سی چڑیا محسوس ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اذفرین کے بال وہ اس بری طرح دبوچے ہوئے تھا کہ تکلیف کے زیر اثر اس کی آنکھوں میں پانی امڈ آیا اس پر جھکا وہ ہیبت ناک صورت والا آدمی اسے اوپر سے نیچے بری طرح گھور رہا تھا گردن کو بالوں سے پکڑ کر اس بری طرح پیچھے کیا تھا کہ اذفرین کی سفید گردن کی رگیں واضح ہونے لگی تھیں۔پورا وجود کانپ رہا تھا گردن اور چہرہ خوف اور گرمی کے زیر اثر پسینے میں شرابور تھا۔اس شخص کی آنکھوں میں اترتی شیطانیت اذفرین کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑا گئی تھی۔اس کی نظریں وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔اس نے اپنا چہرہ اذفرین کے چہرے کے بلکل قریب کیا۔

"دی میسی موؤ ٹ ہار ہیرین برین"

"یہ لڑکی چاہیے اس کو لے کر آؤ ادھر"

اس نے ایک جھٹکے سے اذفرین کو چھوڑا اذفرین لڑکھڑا کر ایک طرف زمین بوس ہوئی سمجھ میں نہیں آیا اس آدمی نے کیا کہا۔پر وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتا واپس جا رہا تھا اور تین سیا فام سر ہلاتے ہوئے اذفرین کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"ٹل ہیرا دی میسی اوپ"

"اس لڑکی کو اٹھا"

وہ اپنی زبان میں بول رہا تھا، گردن اشارتاً لڑکی کی طرف اٹھی تھی۔سب کی نظریں بیک وقت سیاہ شرٹ میں ملبوس لڑکی کی جانب گھومی تھیں اور اُن میں موجود لمبے قد والے آدمی کے قدم بھی۔

ماحول مکمل سناٹے میں آگیا تھا،لوگوں کی ابھرتی سسکیاں اور رونے کی آوازیں خوف سے دبنے لگی تھیں۔ہر کوئی دو قدم پیچھے ہٹنے لگا تھا۔سیاہ شرٹ میں ملبوس لڑکی نے ساتھ والی خاتون کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا تھا۔

ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ اور بھیانک روپ ہی دہشت زدہ کرنے کے لئے کافی تھے۔

قدآور شخص نے ایک ہی جھٹکے میں لڑکی کو کندھے پر اٹھا لیا،وہ پیٹ کے بل اس کے کندھے سے پیچھے کی جانب جھول رہی تھی،ٹانگیں آگے کی طرف تھیں۔

"چھوڑو مجھے، چھوڑو مجھے،بچاؤ کوئی "

وہ درد اور خوف سے چلاتی ہوئی اس کی کمر پر سر مارتی خود کو آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ گو کے اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔

لڑکی کی چیخیں اتنی دردناک تھیں کے سب رونا بھول کر تھر تھر کانپنے لگے تھے، اس کی چیخوں کی گونج جنگل میں دور دور تک پہنچ رہی تھی۔

قریب تھا کے وہ لوگ لڑکی سمیت ان کی نظروں سے اوجھل ہوتے، ایک چنگھاڑ سنائی دی تھی

" لیو ہر "

"چھوڑ دو اسے "

علیدان کی جانب ہر نظر مڑی تھی۔ یوں تمام آوازیں تھم گئیں، لمبے قد والے اور اس کے ساتھیوں کے قدم جم گئے، وہ پلٹے تھے۔

www.novelsclubb.com

" وات سے ہ ئی ی "

"کیا بول رہا ہے یہ"

لمبے قد والے نے لب بھینچ کر اپنے ساتھی سے پوچھا، غالباً وہ انگلش نہیں جانتا تھا

"گیسے ورلادی میسی"

"کہہ رہا ہے لڑکی کو چھوڑ دو"

ساتھ کھڑے سیاہ فام نے گردن کو ہلاتے ہوئے کہا اب وہ تینوں علیدان کو گھورنے میں مصروف تھے جو اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"نیم دت سام"

"اس کو بھی ساتھ لے چلو"

قد آور سیاہ فام نے پیشانی پر بل ڈالے اور دانتوں کو پیس کر کہا۔ اور اس کے ایسا کہتے ہی دنوں سیاہ فارم اب علیدان کی طرف قدم بڑھانے لگے تھے۔ علیدان نے کسی بھی طرح کی مزاحمت نہیں کی وہ اب علیدان کو بھی دونوں بازؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہے تھے۔ ایک آدمی لڑکی کو اٹھائے ہوئے تھے اور اس کے بلکل پیچھے دنوں علیدان کو گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہے تھے۔ علیدان کی نظریں ان کے کندھوں سے لٹکتی

www.novelsclubb.com

رائی یفل پر تھی۔ رائی یفل کے منہ پر سیلانسر چڑھے تھے جن سے فائی ر کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

لڑکی مسلسل چیخ رہی تھی۔ وہ لوگ اب درختوں میں سے گزرتے ہوئے کافی آگے آچکے تھے۔ یہی وہ محفوظ جگہ تھی جہاں اسے اپنی زندگی بچانے کی آخری کوشش کرنی تھی کیونکہ اس کے بعد اس کا بچنا ممکن نہیں تھا۔

علیدان نے پوری قوت سے بازوؤں کو جھٹکا دیا اور رسی یک لخت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی دور جا گری۔

علیدان کے ہاتھوں کا یوں کھل جانا دنوں آدمیوں کی سوچ سے بلکل برعکس عمل تھا اس سے پہلے وہ سنبھل پاتے علیدان بڑی مہارت سے ٹانگیں گھماتا ان کو زمین بوس کر چکا تھا ایک کی آنکھ میں ٹکر مار کر اس کی گن کو اس کے گلے سے کھینچ کر اب باقی دنوں پر تان چکا تھا سارا عمل اتنی تیزی سے ہوا کہ وہ دو لوگ اپنے کندھوں پر لٹکتی گنز کو بھی نہ اتار سکے۔ نیچے لوٹ پوٹ ہوتا آدمی اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھے اونچی آواز میں چیخ رہا تھا علیدان نے تیزی

سے اس کے سر کے وسط میں فائر کیا گن کو پھر سے برق رفتاری سے دنوں پر تانا ان کے اپنی اپنی رائفل پر بڑھتے ہاتھ پھر سے تھم گئے۔

"ٹیک آف دا گرل اینڈ ریز یور ہینڈ"

"لڑکی کو نیچے اُتارو اور ہاتھ اوپر کرو فوراً"

علیدان نے پھولی سانسوں کے ساتھ کہا جبکہ نظریں مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جیسے ہی اس نے اذفرین کو نیچے اتارا وہ بھاگتی ہوئی علیدان کے پیچھے آئی تھی جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ وہ دونوں آدمی اب ہاتھ اوپر کیے ہوئے تھے۔ علیدان نے ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا دونوں پر فائر کیے۔ وہ بے آواز فائر پر اب زمین بوس ہو چکے تھے۔

علیدان نے پھٹی آنکھوں سے تینوں لاشوں کی طرف دیکھتی اذفرین کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے اس کے بندھے ہاتھوں کی رسی کو کھولا۔ تینوں گنز کو اپنے گلے میں لٹکا کر اذفرین کو اشارہ کیا۔

"بھاگو"

اذفرین کانپتی ہوئی اب اس راستے کی مخالف سمت میں علید ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ جو گرز تیزی سے زمین کو روندتے پیچھے چھوڑ رہے تھے کپڑوں سے پتے اور جھاڑیاں ٹکرا رہی تھیں

وہ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اتنی تیزی سے بھاگ رہی تھی۔اس لمحے وہ نہیں جانتی تھی وہ کون تھا پر وہ اس کا مسیحا تھا وہ جھاڑیوں کو پھلانگتا درختوں سے بچتا اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔ اذفرین اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی بے حال ہو چلی تھی۔ان کو اسطرح بھاگتے ہوئے دس منٹ کے لگ بھگ ہو چکے تھے۔اس سارے لمحے میں لڑکا کئی بار پیچھے مڑ کو اس کو دیکھ چکا تھا۔اور ارد گرد نظر دوڑا کر تسلی کر رہا تھا کہ ان کے پیچھے وہ لوگ آ رہے ہیں یا نہیں۔ دس منٹ اتنی تیز رفتاری میں بھاگنے کے بعد اذفرین نے چیخ کر سامنے بھاگتے نفس کو پکارا

۔

www.novelsclubb.com

"سنو سنو "

اذفرین پوری قوت سے چیخی تھی وہ ایک دم سے رک کر پلٹا لبوں پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا اذفرین کے پاس آیا۔ سانس بے تحاشہ پھول رہا تھا بھنویں سوالیہ انداز میں اوپر اچکائی ہوئی تھیں۔

" مجھ سے اور بھاگا نہیں جا رہا ہے "

اذفرین نے روتے ہوئے بچارگی سے کہا۔ وہ ابھی تک پھولی سانسوں کو بحال نہیں کر پائی تھی۔ علیدان نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ اور پھر اپنے سامنے کھڑی بے حال سی لڑکی کی طرف دیکھا وہ اپنی جسامت کے لحاظ سے انیس بیس سال کی لڑکی لگ رہی تھی معصوم سا بیضوی چہرہ جن پر اس کی چھوٹی سی تیکھی ناک اور خوبصورت تراش کے لب چہرے کو جاذب نظر بنا رہے تھے۔ سیاہ شرٹ پر جگہ جگہ مٹی لگی تھی چہرے اور گردن پر بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس سیاہ فام کا دیوانہ ہو جانا اب باخوبی سمجھ آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

علیدان نے فوراً ذہن جھٹکا۔

" دیکھو تمھاری بے کار کی باتیں سننے کا وقت نہیں ہے اس وقت بھاگو "

اتنا کہہ کر وہ پھر سے بھاگنے لگا تھا اذفرین نے روہانسی صورت بنائی اور پھر سے اسکے پیچھے بھاگنا شروع کیا۔

****

میر دلاور ولاز کے گیٹ پر بیٹھے رحیم بابا کو مسکرا کر سلام کرتی پورچ پر نظر دوڑاتی وہ لان تک پہنچی تھی جہاں وہ سوزو کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ چکی تھی اور یہ اچھا موقع تھا اس سے ساری بات کی وضاحت لینے کا اسی لیے ان کے گھر چلی آئی تھی اوز گل نے کمر پر ہاتھ دھر کر سر کو ہوا میں افسوس کے انداز میں مارا۔ اور آگے بڑھی

" ادیان ادیان "

غصے سے اسے پکارتی اب وہ اس کے سر پر پہنچ چکی تھی ادیان نے ایک بے زار سی نظر اس پر ڈال کر پھر سے سوزو کی طرف توجہ مرکوز کر دی۔ ادیان کی اس بے رخی پر اوز گل کا منہ حیرت سے وا ہوا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں اس سارے ایٹیٹوڈ کی وجہ پوچھ سکتی ہوں۔ "

www.novelsclubb.com

جھٹکے سے اس کے بازو کو کھینچ کر رخ اپنی طرف موڑا اور اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ادیان نے ناک چڑھا کر آنکھوں کو سکوڑے اس کی طرف دیکھا میرون رنگ کے گھٹنے تک آتے فراک کے نیچے جینز پہننے وہ اس سرمئی شام کا حصہ لگ رہی تھی سوزو کو گود سے رہائی بخشی تو وہ بھاگتا ہوا دم ہلاتا ایک طرف کو چل دیا۔

" مجھے کیا ہو گا "

دل پر قابو پا کر گہری سانس لی اور اٹھ کر کپڑے جھاڑتا وہ پاس کھڑی قلب جاں سے زبردستی بے اعتنائی برت کے ایک طرف پڑی ریکٹ اور شٹل کو کٹ میں ڈالنے لگا۔

" موڈ بنا ہے اس طرح بات نہیں کر رہے ایک ہفتے سے نوٹ کر رہی ہوں میں "

اوزگل نے منہ پھلا کر خفگی کے انداز میں شکوہ کیا۔جس پر ادیان کے چہرے پر اور سنجیدگی طاری ہو چکی تھی۔وہ زندگی میں پہلی دفعہ اوزگل کے ساتھ اسطرح کا سلوک کر رہا تھا اور یہ سب کچھ ایک ہفتے سے ہو رہا تھا۔اوزگل کو اس سب کی عادت نہیں تھی اس لیے ادیان کی یہ بے اعتنائی بری طرح کھل رہی تھی۔

" کچھ نہیں ہوا میرا دماغ کھانا بند کرو پلیز "

سخت لہجا اپنایا اور نظریں چرائی یں جو بے ساختہ اس کے چہرے کے نقوش میں الجھ کر دل کو باغی ہو جانے پر اکسا رہی تھیں۔

" ادیان یونیورٹریٹڈ می لائی ک دس واٹ ہیپنڈ "

اوز گل نے روہانسی آواز میں کہا۔ادیان کا سخت لہجہ آنکھوں میں پانی لے آیا تھا۔ادیان کیا اسے تو کسی کے بھی سخت لہجے کی عادت نہیں تھی۔

" کچھ نہیں "

یہاں مزید رہتا تو پگھل جانے کا ڈر تھا جواب اسے ہونے نہیں دینا تھا سامنے کھڑی اس لڑکی کی عزت کرنی تھی محبت کی جگہ احترام کو دینی تھی پر یہ سب کرنا بھی اس کے لیے آسان نہیں تھا اسی لیے بے رخی برت رہا تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اب گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔اور اوز گل نا سمجھی کے لکیریں ماتھے پر سجائے میر دلاور ولاز کے وسیع لان میں پریشان حال کھڑی تھی۔

****

علیدان نے بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بہت پیچھے گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی تھی۔ اونچے اونچے آسمان سے بات کرتے درختوں کے درمیان میں وہ نڈھال سی جھکی ہوئی گہرے سانس لے رہی تھی۔

اف یہ لڑکی مروا کر چھوڑے گی دانت پیستا وہ تیزی سے واپس بھاگ کر اس کے پاس آیا ارد گرد نظر دوڑائی عصر ہوتے ہی جنگل میں ملگجا سا اندھیرا ہونے لگا تھا اور ابھی کچھ دیر میں سب کچھ نظر آنا بند ہو جانا تھا جو ان دونوں کے لیے مشکلات پیدا کر سکتا تھا پر وہ لوگ جو اب تک تو ان کو ڈھونڈنے نکل پڑے ہوں گے ٹارچ اور لائٹ کے ساتھ ان کو کھوج سکتے تھے۔ اور یہی ڈر علیدان کو مسلسل بھاگنے پر مجبور کر رہا تھا۔ گو کہ وہ ان کو لوڈڈ تین گن اپنے ساتھ لیے ہوئے تھا پر ان لوگوں کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کتنے لوگ ان کو ڈھونڈنے نکلے ہوں گے۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا اب؟"

علیدان نے اس کے پاس جا کر پھولی سانسوں کے ساتھ پوچھا جب کے نظریں مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ انجان تھی ان کو ملے چند گھنٹے ہی ہوئے تھے وہ اسے

بچانے کی آڑ میں اپنی جان بچا پایا تھا یہ اس کا علیدان پر احسان تھا اور اسی احسان کے بوجھ تلے وہ اسے ساتھ گھسیٹے پھر رہا تھا نہیں تو اس لمحے وہ خود کو اس سارے جھمیلے سے با آسانی بچا سکتا تھا۔ پر اب وہ ساتھ تھی تو اسے بچانا فرض بن گیا تھا۔

"پانی پانی پینا ہے مجھے"

اذفرین نے مریل سی آواز میں کہا اور چہرہ اوپر اٹھا کر سامنے کھڑے لڑکے کی طرف دیکھا۔ انسان تھا یا جن تھکا نہیں تھا کیا اذفرین کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ سانس تھا کا بحال ہونے کا نام نہیں لے رہا جسم بلکل لاغر ہو چکا تھا گلے میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔ پیاس کی شدت کا احساس بری طرح بڑھ چکا تھا۔ جس کی وجہ سے اب ایک قدم بھی چلنا محال تھا۔

"کیا میری جان پر بنی ہے کہ وہ لوگ ہم تک نہ پہنچ جائی یں اور آپ کو پانی پینا ہے"

علیدان نے حیرت سے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا اب اس مہرانی کو میں یہاں کہاں سے مرنل واٹر پروائیڈ کروں۔ دانت پیستے ہوئے سوچا وہ سیدھا سیدھا وقت ضائع کروانے پر تلی تھی۔

"میں اور نہیں بھاگ سکتی مجھے پیاس لگی ہے"

اذفرین نے نفی میں زور زور سے سر کو ہلایا اور روتے ہوئے کہا۔ سامنے کھڑے لڑکے کی پیشانی پر اور زیادہ شکن نمودار ہوئے۔ افسوس سے سانس لیا لب بھینچ کر ضبط کرنے کے انداز میں ارد گرد دیکھا۔ افف یہ بے زار ہو رہا ہے مجھ سے چھوڑنا جائے مجھے اذفرین کو ایکدم سے انجانے سے خوف نے آگھیرا۔

"دیکھیں ابھی یہاں تو کہیں پانی نہیں نظر آرہا آپ تھوڑی سی ہمت پیدا کریں شائید آگے کہیں مل جائے پانی"

کمر پر ہاتھ دھرے آواز میں سے سختی کو کم کرتے ہوئے کہا کیونکہ سامنے کھڑی لڑکی کا زرد پڑتا چہرہ اس کی سچائی کا ثبوت تھا کہ اس کی ہمت جواب دے رہی ہے۔ ویسے بھی وہ نازک سے ڈیل ڈول کی لڑکی اتنے میل اس کے ساتھ بھاگ گئی تھی یہ بھی حیرت کی بات تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن میں بھاگ نہیں سکوں گی"

اذفرین نے بچارگی سے کہا۔ علیدان نے آبرؤ چڑھا کر ایک بھرپور نظر اس کے زرد پڑتے چہرے پر ڈالی۔ ترس آگیا تھا

"ہمم پر اس وقت ہمارا ان سے دوری بنائے رکھنا زیادہ اہم ہے"

پر سوچ انداز میں کہا اور اب کی بار لہجے میں کچھ نرمی در آئی تھی۔ اذفرین نے بچوں کی طرح سامنے کھڑے لڑکے کی طرف دیکھا جو اس وقت اس گھنے سنسان جنگل میں واحد اسکا اپنا تھا۔ علیدان اب بغور اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ دبلی سی تو ہے اگر اسے اٹھا کر بھاگوں تو کتنا وزن ہوگا اس کا علیدان نے تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا۔

"میری پیٹھ پر چڑھ سکتی ہیں کیا؟"

علیدان نے کے اچانک کہنے پر وہ ایکدم سے سٹپٹا سی گ ئی پر وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"واٹ"

گھٹی سی آواز میں چہرے پر ناسمجھی سجائی۔ علیدان نے افسوس سے ہاتھ ہوا میں اٹھائے کیا ڈرامے کر رہی ہے اب یہ بیوقوف لڑکی۔ اب ان حالات میں کیا میں اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے اسے پاس آنا کا کہہ رہا ہوں۔

"نہ نہیں آپ کیسے مجھے اٹھا کر بھاگ سکتے ہیں"

www.novelsclubb.com

اذ فرین نے گڑ بڑا کر کہا۔اذ فرین ابھی اس کی پیشکش میں ہی الجھی ہوئی تھی کہ وہ آگے بڑھا وہ اب مزید اس کی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھا اسے بازو سے پکڑ پر کندھے پر ڈالا ۔وہ رکیں رکیں کرتی ہی رہ گ ئی تھی علیدان نے کسی بات پر کان نہیں دھرا۔

'' میں بھاگ سکتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں ''

پھولی سانس میں کہاں اور بھاگنا شروع کیا اذ فرین نے زور سے آنکھوں کو بند کیا وہ واقعی میں اسے گود میں اٹھائے بھاگ رہا تھا اس بات سے یکسر انجان کے ارد گرد درختوں کی شاخیں اور پتے زور زور سے اذ فرین کے منہ سے ٹکرا رہے تھے۔

غلط سوچا تھا وہ اتنی بھی ہلکی نہیں تھی علیدان کے ویٹ لفٹنگ کے سارے ریکارڈ ٹوٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com*********

'' کیوں وہ کس لیے آئی ہے یہاں تم نے کہا تھا وہ کبھی نہیں آئے گی یہاں ''

ایمیلی نے اٹھا کر تکیہ ایک طرف مارا۔وہ سرخ چہرہ لیے اس وقت غصے کی آخری حدوں کو پار کر رہی تھی۔ نجف نے گہری سانس لی۔

"ہاں کہا تھا پر مجبوری بن گئی ہے بے بی سمجھا کرو نا"

نجف کا انداز التجا والا تھا۔ پر سب بے کار تھا وہ اٹھا اٹھا کر چیزیں پھینک رہی تھی۔ چھوٹے سے کمرے میں جگہ جگہ کارپٹ پر مختلف چیزیں بکھری ہوئی تھیں۔

"اوہ بس کرو تم مجھے بیوقوف بنانا"

ایمیلی نے حقارت سے کہا۔ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے چہرے کا رخ ایک طرف موڑا۔

"میں تم سے اور جارج سے پیار کرتا ہوں اس سے آگے اور کچھ نہیں"

نجف نے بچارگی سے اس کے قریب جا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"تم اپنی مام کو بتاؤ ہمارے بارے میں"

www.novelsclubb.com

ایملی نے کندھے کو ناگواری سے جھٹکا۔ جس کی وجہ سے نجف کا کندھے پر دھرا ہاتھ نیچے گرا۔

نجف کے بجتے فون پر وہ وہ خاموش ہوئی نجف نے موبائل نکالا ایک نظر ڈالتے ہی ہونٹوں پر انگلی رکھے ایمیلی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

" نجف اذفرین گھر نہیں پہنچی ہے رات ہو گئی ہے نہ ہی اس کا نمبر لگ رہا ہے "

مائدہ بیگم کی گھبرائی سی آواز فون میں ابھری۔ نجف نے گھبرا کر سر پر ہاتھ رکھا۔ یہ لڑکی عذاب بن گئی تھی اس کے لیے۔

" مما یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے اسے ہر ہر چیز نوٹ کروائی تھی۔ "

نجف نے ناگواری سے کہا۔ ایمیلی نے گھور کر نجف کی طرف دیکھا نجف نے التجائی نظروں سے اس کے آگے ہاتھ کی دو انگلیوں کو جوڑتے ہوئے مجبوری کا اشارہ کیا۔

" مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے تم فوراً گھر پہنچو میرا دل گھبرا رہا ہے "

www.novelsclubb.com

مائدہ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ نجف نے گھڑی پر نظر ڈالی رات کے سات بج رہے تھے اسے چار بجے گھر پہنچ جانا چاہیے تھا۔

" اوکے میں آتا ہوں "

آہستہ سی آواز میں کہا اور فون بند کرتا ہوا باہیں پھیلا کر کچھ دور کھڑی ایمیلی کی طرف بڑھا
۔

" ایمیلی مائی بے بی پلیز انڈرسٹینڈ مائی سچویشن "

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 3

" رات کا اندھیرا ہونے سے پہلے ہمیں کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر بیٹھنا ہو گا "

علیدان نے پھولی سانسوں کے ساتھ کہا۔اور اذفرین کو کندھے پر سے نیچے اتارا وہ جلدی سے نظریں چراتی اپنی شرٹ درست کر رہی تھی گہری سانس لی جب تک اس کے کندھے پر تھی یوں لگ رہا تھا ابھی گر جائے گی۔ایک نظر اوپر اٹھا کر سامنے کھڑے اس اجنبی کی طرف دیکھا اسے ابھی بھی سانس چڑھا تھا کمر پر ہاتھ دھرے سر کو اوپر اٹھائے وہ اب

www.novelsclubb.com

مصروف سے انداز میں ارد گرد درختوں کو دیکھ رہا تھا بڑی بڑی آنکھیں اب تھکاوٹ کے باعث بوجھل سی ہو کر اس گہری ہوتی شام کا حصہ لگ رہی تھیں۔

"یہ درخت ٹھیک ہے"

علیدان نے ایک گھنے سے پتوں سے ڈھکے درخت کی طرف اشارہ کیا۔ جس کی شاخیں لمبائی کے رخ نیچے لٹک کر اس کے تنوں کو ڈھک رہی تھیں اور نیچے والا تنا اتنا اونچا نہیں تھا کہ چڑھنا ناممکن ہو۔ علیدان اب کھوجتی سی نظروں سے درخت کو دیکھتا اس کے پاس کھڑا تھا۔

اف میں کیسے چڑھوں گی اس پر ازفرین نے تھوک نگلتے ہوئے درخت کی طرف دیکھا وہ تو کبھی زندگی میں درخت پر نہیں چڑھی تھی۔ درخت کے اوپر چڑھنے کا سوچ کر ہی روح فنا ہونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں آتا چڑھنا"

ازفرین نے سہمی سی آواز میں کہا صورت بھی گھبرائی سی تھی۔ وہ جو درخت کی اونچائی کا اندازہ لگانے میں مصروف تھا چونک کر ازفرین کی طرف دیکھا۔ چلو جی اب اس کو درخت

پر بھی نہیں چڑھنا آتا۔علیدان نے بھنویں اوپر چڑھائی یں وہ بچوں کی طرح روہانسی صورت بنائے اب درخت کی طرف دیکھ رہی تھی معصوم سا چہرہ جگہ جگہ سے سرخ ہو رہا تھا اسے جب کندھے پر اٹھائے بھاگ رہا تھا تو مختلف شاخیں اور پتے اس کے چہرے اور بالوں سے ٹکرا رہے تھے بکھرے بالوں میں ابھی بھی جگہ جگہ گھاس پھوس اٹکی ہوئی تھی ۔یار کیا کروں اس لڑکی کا اس کو تو بچا کر میں خود عزاب میں پھنس گیا ہوں۔علیدان نے منہ کھول کر تھکے سے انداز میں ارد گرد دیکھا۔پر اب گلے پڑا ڈھول بجانا ہی تھا۔

" میرے کندھے پر چڑھیں "

علیدان ایک دم سے نیچے ہو کر ایک ٹانگ کو فولڈ کرتے ہوئے نیچے بیٹھا۔اور اپنے دائی یں کندھے پر ہاتھ سے اشارہ کیا۔وہ ہونق بنی کھڑی تھی۔اب اس کے اوپر چڑھوں اففف ازفرین نے تھوک نگلا سامنے بیٹھے شخص کے ضبط سے بند کیے ہوئے جبڑے اس کے اندر کے غصے کو صاف واضح کر رہے تھے جو اسے سنبھال سنبھال کر اُسے چڑھ رہا تھا۔

" نہ نہیں میں یہاں نیچے ہی رہوں گی "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے گھبرا کر کہا۔ درخت پر سے گر جانے کا خوف آیا اور اس کے کندھے پر کیسے چڑھ سکتی تھی وہ۔ علیدان نے اب کی بار کھا جانے والے انداز میں گھور کر دیکھا۔ اندھیرا زیادہ گہرا ہوتا جا رہا تھا اور اس لڑکی کے نخرے ختم نہیں ہو رہے تھے۔

" نیچے سیف نہیں آپ کیوں نہیں سمجھ رہی یہ بات "

غصے سے کہا اذفرین اس کی بار عب آواز پر فوراً گھبرا کر آگے ہوئی۔ اور الجھے سے انداز میں اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔ اف کتنی بھاری آواز تھی اس سارے عرصے میں وہ پہلی دفعہ اسے جھاڑ رہا تھا۔

" میرے کندھے پرے چڑھیں اور پھر درخت کے اس تنے کو پکڑیں اس سے اوپر آپکو بتاتا ہوں کیسے چڑھنا "

علیدان نے ڈپٹنے کے سے انداز میں کہا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسا کر اپنے گھٹنے پر رکھا تا کہ اس کے وزن کو برداشت کر سکے۔ اذفرین نے گھبراتے ہوئے اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھا اور پھر کندھے پر پاؤں رکھ کر تنے کو ہاتھ ڈالا جیسے ہی تنے کو ہاتھ ڈال کر وہ لٹکی وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور اسے کمر سے پکڑ کر اوپر کیا

کمر پر اس کے ہاتھوں کی گرفت محسوس ہوئی لمحہ بھر کو عجیب سی شرمندگی کا سا احساس ہوا اچانک وارد ہو جانے والی افتاد کیا کیا کروا رہی تھی آج اس سے وہ اب اسے اوپر ہو کر تنے پر چڑھنے میں مدد کر رہا تھا۔اور واقعی اس کی مدد سے وہ ہمت جتا کر اب تنے پر بیٹھ چکی تھی۔

وہ خود بڑی مہارت سے پاؤں درخت میں پھنساتا تنے پر پہنچ چکا تھا۔اب اسی طرح اس نے اذفرین کو دو تنے اور اوپر چڑھا دیا تھا۔

" آئی یں یہاں آپ بیٹھیں مجھے اور اوپر جانا ہے "

علیدان نے درخت سے ٹیک لگانے والی جگہ کی طرف اشارہ کیا۔اذفرین تنے پر آہستگی سے قدم اٹھاتی وہاں تک پہنچی اور دونوں اطراف میں ٹانگیں لٹکا کر وہ اب درخت کے ساتھ ٹیک لگا چکی تھی ایک نظر نیچے دیکھا تو جیسے خوف آ گیا۔جھرجھری لی۔

" مم مجھے ڈر لگ رہا ہے میں گر جاؤں گی "

گھٹی سی آواز میں کہا اور خوف سے علیدان کی طرف دیکھا۔چلو ایک تو میڈیم کے نخرے ختم نہیں ہو رہے یہاں اس کو بیڈ لگا کر دوں میں اب علیدان نے چڑ کر سوچا۔

"نہیں گرتی آپ بہت بڑا اتنا ہے ہاں کچھ کیڑے مکوڑے چڑھیں گے گھبرانا نہیں

" جلدی سے پکڑ کر نیچے پھینکنا ہے انہیں

علیدان نے ضبط سے آواز کی سختی کو کم کرتے ہوئے کہا وہ پہلے سے ہی اتنا گھبرائی ہوئی تھی اوپر سے پانی نہیں ملا تھا ایسا نہ ہو رو دے اسی بات کے پیش نظر وہ سختی برتنے سے گریز کر رہا تھا۔ لڑکیوں کے رونے سے وہ ویسے بھی گھبرا جاتا تھا وہ ایک دفعہ رونا شروع ہو جائیں تو سوں سوں بند نہیں ہوتی ان کی۔

"سنیں اور کیا سانپ بھی ہوتے ہیں درختوں پر؟ "

اذفرین نے سہم کے ارد گرد دیکھا۔ چلو جی علیدان نے افسوس سے گردن گھمائی۔ وہ جو اوپر والے تنے تک پہنچنے کے لیے درخت میں پاؤں پھنسائے ہوئے تھا اس کی بات پر تھما

" ہاں ہو سکتے ہیں "

www.novelsclubb.com

دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور پھر سر کو ہوا میں مار کر اوپر کی طرف دیکھا اذفرین کی شکل پر اب خوف کے آثار اور بڑھ گئے تھے۔ سانپ کا تو سوچ کر ہی وہ رات کو سو نہیں پاتی تھی اور یہاں تو اف زور سے آنکھیں بند کیں۔

"گھبرائی یں نہیں مجھے دیکھنا ہے اور اوپر جا کر کہ وہ لوگ آرہے یا نہیں"

مصروف سے لہجے میں اسے تسلی دیتا اب وہ اوپر جا رہا تھا۔اذفرین کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک تنے سے دوسرے تنے پر چڑھتا آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

وہ آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی تھی اندھیرا اب اور بڑھ گیا تھا۔ارد گرد سے عجیب سی آوازیں آنے لگی تھیں پتوں میں بھی سرسراہٹ تھی دل اور وجود کانپنے لگا تھا۔اسے اکیلے اسی طرح بیٹھے دس سے پندرہ منٹ گزر چکے تھے گہرے ہوتے اندھیرے کے باوجود وہ بار بار اوپر دیکھ رہی تھی ہلکی سی روشنی باقی تھی۔ایک دم سے پتوں کی سرسراہٹ زیادہ ہونے پر جان جیسے حلق میں اٹک گ ئی تھی۔کہاں چلا گیا مجھے چھوڑ کر

"سنیں"

قریب سے اس لڑکے کی آواز ابھرنے پر اذفرین نے جلدی سے دل پر ہاتھ رکھ کر سکھ کا سانس لیا۔اندھیرا مزید ہونے کی وجہ سے وہ اب بہت کم نظر آرہا تھا۔

"جی"

اذفرین نے آہستہ سی آواز میں کہا۔اس کے آجانے پر دل کی کپکپاہٹ فوراً بند ہوئی تھی۔ ایک عجیب سے ساتھ کا احساس تھا۔شائی دیہ تسلی بخش احساس اس کی اب تک کی اتنی بہادری دیکھ کر ہوا تھا۔وہ جو کوئی بھی تھا بلا کا ذہین اور مضبوط اور بہادر انسان تھا اس نے اپنی پوری زندگی میں اس جیسا بہادر انسان اپنی آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھا تھا۔وہ اب اذفرین کے بلکل سامنے آکر بیٹھ چکا تھا۔

"وہ پہنچنے والے ہیں پانچ سے چھ لوگ ہیں ٹارچ کی روشنیوں سے اندازہ لگایا ہے میں نے ابھی کچھ دوری پر ہیں مجھے انھیں ختم کرنے جانا ہے آپ یہیں بٹھیں اگر میں واپس نا آیا تو سمجھیۓ گا انہوں نے مجھے مار دیا"

علیدان نے عجلت میں آواز کو دھیما رکھتے ہوئے کہا وہ گھبرایا سا لگ رہا تھا اور سانس بھی بے تحاشہ پھولی ہوئی تھی خبر سننے کے بعد اذفرین کی حالت اب اس سے بھی بدتر ہو چکی تھی وہ گلے سے ایک رائی یفل اتار کر اس کے ہاتھ میں پکڑا رہا تھا جبکے وہ تو ساکن حواس باختہ بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے رائی فل اتار کر پکڑانے پر جیسے جھٹکے سے ہوش میں آئی۔

"نہ نہیں پلیز پلیز مت جائیں"

www.novelsclubb.com

اذفرین بری طرح گھبرا کر بولی پورا وجود لرز گیا تھا اتنے بڑے سنسان جنگل میں اس کے سوا تھا کون۔وہ بری طرح رودی۔پورا وجود خوف سے کانپنے لگا تھا پسینہ سر سے کی کنپٹی سے بہتا اب گالوں تک پہنچ گیا تھا۔علیدان اس کے اس طرح رونے پر گھبرا گیا وہ تو بہت ڈرپوک قسم کی لڑکی تھی۔

"سنیں سنیں پلیز رونا بند کریں"

علیدان نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور تسلی آمیز لہجے میں کہا۔پر اس پر تو جیسے کسی بات کا کوئی اثر ہی نہیں تھا وہ کانپ رہی تھی اور منہ سے عجیب سی آواز نکل رہی تھی جیسے کوئی بچہ خوف سے روتا ہو۔

"اگر میں واپس نہ آیا تو آپ کو یہاں کے ایک رہائیشی قبیلے تک پہنچنا ہے وہ جنگل میں ہی ہے مجھے پورا یقین ہے وہ آپ کو پناہ دیں گے اور آپ کے گھر تک پہنچانے میں مدد کریں گے"

علیدان اب آہستہ آواز میں سمجھا رہا تھا پر وہ تو مسلسل رو ہی رہی تھی بس سن اور سمجھ نہیں رہی تھی۔

" پلیز مجھے یہاں اکیلا مت چھوڑ کر جائیں پلیز پلیز "

اس سے پہلے کے وہ مڑ کر درخت پر سے اترتا اذفرین نے بچوں کی طرح اس کے بازو کو دبوچا۔علیدان نے الجھ کر بازو کو جھٹکے سے چھڑوایا۔وہ اسے بھی کمزور کر رہی تھی جبکہ وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا ان آدمیوں کے یہاں پہنچنے سے پہلے کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر انہیں مارنا تھا اور یہاں ان کی اندھا دھند فائرنگ سے اسے بھی نقصان ہو سکتا تھا۔

" پاگل مت بنو بیٹھو آرام سے اور اگر میں نہ آسکا "

غصے سے کہتے ہوئے وہ ابھی اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا کہ اذفرین نے کھسک کے قریب ہو کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اس کا کانپتا ہاتھ علیدان کے کے الفاظ کا گلا گھونٹ چکا تھا۔

" ایسا کیوں کہہ رہے ہیں آپ؟ "

اذفرین بری طرح ڈر گئی تھی۔علیدان نے آہستگی سے اس کے ہاتھ کو ہٹایا۔اس پر ترس آنے لگا تھا پر وہ یہاں اس کو گلے لگا کر بیٹھ نہیں سکتا تھا۔

" کیونکہ کچھ بھی پوسیبل ہے "

دھیرے سے اسکے دوسرے ہاتھ سے بازو چھڑوایا اور اندازے سے ایک تنا نیچے اترا۔ وہ ابھی بھی رو رہی تھی۔

اچھا میں جا رہا ہوں صبح کو اترنا اور پھر وہ گاؤں تلاش کرنا اب مجھے یہ پتا ہے کے یہ "
" سڈنی کا وہی جنگل ہے فی امان اللہ

اذفرین نیچے جھکی دیکھ رہی تھی جب اس کی آواز ابھری اور پھر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ اور وہ ریں ریں کرتی آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی تھی۔ سر کو تنے سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

****

" تائی امی کیا بنا رہی ہیں "

زیب نے عقب سے اوز گل کی آتی آواز پر مسکرا کر گردن گھمائی وہ اپنے مخصوص ہشاش بشاش سے انداز میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ میرون فراک میں کھلتی سی رنگت بڑی بڑی سیاہ چمکتی آنکھیں لیے

" ارے تم کب آئی "

پاس پڑے کپڑے سے ہاتھ پونچھتی وہ سیدھی ہوئی یں۔اوزگل اب چہکتی ہوئی آگے ہو کر چولہے پر رکھے سالن میں جھانک رہی تھی۔وہ گھر میں آئے اور اتنی خاموشی ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔

"تائی امی شام سے آئی ہوئی ہوں صندل کے ساتھ تھی "

تھوڑا سا پیچھے ہو کر مسکرا کر کہا اور پاس پڑے کیبنٹ کو کھول کر کوکیز سے بھرا باکس نکالا۔

"کیوں ادیان بھی تو گھر تھا آج "

زیب نے مسکرا کر حیران ہوتے ہوئے کہا ادیان کے ہوتے ہوئے وہ صندل کے ساتھ تھی یہ بات حیرت میں ہی مبتلہ کر رہی تھی۔وہ دنوں بچپن سے ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔اور ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ نظر آتے تھے۔

www.novelsclubb.com

" پتا نہیں کیوں کھڑوس بنا ہوا بات نہیں کر رہا بہت دن سے "

اوزگل نے ناک چڑھا کر کہا خفگی سے بچوں کی طرح منہ پھلایا۔اس کے اس انداز پر زیب قہقہ لگا گ ئی تھیں۔جبکہ وہ اب بسکٹ کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ کچن شیلف پر ہاتھ ٹکائے کمر کو دھیرے دھیرے جھلا رہی تھی۔

"ایک ہی دیور ہے تمھارا اب نخرے بھی نہ کرے "

زیب شرارت سے کہتی پھر سے سالن کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔زیب کی اس بات پر پیچھے کھڑی اوز گل شرما ہی تو گئی تھی گال گلابی ہو گئے تھے اور لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا وہ نہیں تھا پر اس کا ذکر ہی تھا جس کی خاطر وہ بھاگی بھاگی ایک دیوار کے پار اس گھر میں آجاتی تھی۔

"تائی امی "

شرمائے سے انداز میں مصنوعی خفگی سے زیب کی طرف دیکھا جو اس کے اس طرح شرما جانے پر محزوز ہوتی دل و جان سے مسکرا رہی تھیں۔جبکہ وہ اب مسکراہٹ چھپاتی کچن سے باہر جا رہی تھی۔

"جا کہاں رہی ہو؟ کھانا کھا کر جانا"

www.novelsclubb.com

زیب نے پیچھے سے آواز لگائی۔جس پر وہ پلٹی نہیں تھی۔

"نہیں جا نہیں رہی وہی اپنے ایک عدد دیور کو دیکھنے جا رہی ہوں "

لجائے سے لہجے میں کہتی وہ اب لاونج میں سے گولائی کی صورت میں چڑھتے زینے کی طرف جارہی تھی جبکہ زیب اب بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ دھیرے سے سر ہلاتی پھر سے سالن پر جھک چکی تھیں۔

****

مائی دنے ہاتھ پر ٹکائے سر کو اٹھایا پریشان سی صورت کے ساتھ سامنے بیٹھے نجف کی طرف دیکھا۔ جو بار بار سامنے لگے ٹی وی پر مختلف چینل بدل رہا تھا۔ جہاں جگہ جگہ بس کے لاپتہ ہونے کی خبر چل رہی تھی۔

"سعد کی بھی کال آرہی ہے بار بار"

مائی دہ بیگم نے پریشان سے انداز میں تھکے سے لہجے کے ساتھ کہا۔ نجف نے ٹی وی کی آواز آہستہ کی اور مائی دہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا۔

" امی بتادیں ان کو معاملہ بہت سنجیدہ ہے بس کا کوئی پتا نہیں چل رہا ابھی تک "

روکھے سے انداز میں کہا جبکہ مائی دہ بیگم کا اس بات پر چہرہ اور پھیکا پڑ چکا تھا۔ خشک ہوتے منہ کو ہاتھ سے صاف کیا زبان بار بار اوپر تلوے سے چپک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" فروا کو بتا دیا ہے میں نے وہ خود بتا دے گی میری ہمت نہیں ہو رہی بھ ئی "

ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر کہتی وہ صوفے کی پشت کے ساتھ سر ٹکا گ ئی تھیں۔ نجف نے پھر سے نظریں ٹی وی پر جما دی تھیں۔اس کی پیشانی پر بھی پریشانی کی لکیریں تھیں۔

بہت بڑی مشکل ہو گ ئی نجف سعد سوال کرے گا کہ کیوں اکیلے بھیجا تھا فری کو "

" جاب پر

تھوڑی دیر بعد مائی دہ کی پریشان کن آواز پھر سے ابھری نجف نے ناگواری سے چہرے کا رخ ان کی طرف موڑا۔

امی یہ کوئی بات ہے اب بھلا کہہ دیں گے مجھے ضروری کام تھا بس ہو گ ئی غلطی "

"

www.novelsclubb.com

نجف نے الجھے سے لہجے میں کہا اور ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔

" نجف میرا دل بہت گھبرا رہا ہے سعد پتا نہیں کیا سوچے گا "

مائی دہ بیگم نے دل پر ہاتھ دھرے پھر سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ بار بار مختلف خیالات ذہن میں ابھر رہے تھے۔

" امی وہ کچھ نہیں سوچے گا آپ بس کریں اور یہ ہم نے نہیں قسمت نے کیا ہے اور "

نجف بات کرتے کرتے رک گیا تھا مائی دہ بیگم نے پیشانی پر بل ڈالے گھور کر دیکھا۔

" اور کیا بولو "

دانت پیس کر اسے بات مکمل کرنے کا کہا۔ نجف نے گہری سانس لی اور نظریں چرائی یں

۔

" پتا نہیں وہ زندہ "

آہستہ سی آواز میں کہا۔ابھی بات مکمل نہیں کی تھی کہ مائی دہ بیگم نے تنک کر بات کو کاٹا۔

" بکواس مت کرو اللہ نہ کرے ایسا کچھ بھی ہو "

ان کے چہرے پر ایک دم سے خوف پھیل گیا تھا۔پریشان ہو کر انہوں نے ماتھے پر سے پسینے کو صاف کیا۔ان کے پاس پڑے موبائی ل پر ہوتی رنگ ٹون کی آواز پر دنوں نے بیک وقت موبائی ل کی طرف دیکھا۔

" فروا کی کال "

مائی دہ بیگم نے سہمی سی آواز میں کہااور فون کو ہاتھ میں پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ نجف نے ٹی وی بند کیا۔

" بات کریں "

آہستہ سی آواز میں کہتے ہوئے اس نے فون کی طرف اشارہ کیا۔مائی دہ بیگم نے پریشان اور شرمندہ سی صورت بنائے فون کان کو لگایا۔

" ہیلو "

تھکی سی آواز میں کہاان کے بولنے کی دیر تھی کہ دوسری طرف سے فروا کی بے چین سی آواز ابھری۔

" امی میں اور سعد کل آرہے ہیں ملبرین سے سڈنی "

www.novelsclubb.com

وہ ایک ہی سانس میں تیزی سے بولی۔مائی دہ نے ڈر کر نجف کی طرف دیکھا۔پر خاموش رہیں۔

" سنیں وہ کہہ رہے تھے پاکستان بازل کو اس کی خبر نہیں ہونی چاہیے ابھی "

فروا پریشان سے لہجے میں اذفرین کے بہنوئی کا نام لے رہی تھی جو اس کی بڑی بہن مہرین کا شوہر تھا۔ان کی بھرپور مخالفت مول لے کر تو اذفرین پاکستان سے یہاں آئی تھی۔

"اچھا بیٹا تم ٹھیک ہو نہ سعد نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا"

مائی دہ بیگم نے پریشان سے لہجے میں فروا سے دریافت کیا۔

"امی وہ بہت پریشان ہیں آخر کو چھوٹی بہن ہے ان کی اور یہ نجف اس کو نہیں پتا تھا وہ تو پاکستان میں کبھی اکیلی یوں نہیں گھومی تھی اس نے سڈنی جیسے شہر میں اسے اکیلے بھیج دیا"

فروا غصے میں بول رہی تھی مائی دہ نے خفگی بھری نظروں سے نجف کی طرف دیکھا تو وہ سر کو ہوا میں مارتا زور سے ریموٹ پٹخ کر باہر نکل چکا تھا۔

"مانا کہ ابھی شادی نہیں ہوئی اس کی فری سے پر میری نند ہی سمجھ کر خیال کر لیتا اب یہ بات سعد کو پتا چلے گی میری کتنی کی عزت رہ جائے گی ان کے سامنے بولیں آپ"

فروا تیز تیز بول رہی تھی لہجہ غصہ اور پریشانی لیے ہوا تھا۔مائی دہ بیگم کچھ بول نا سکیں بچارگی سے سامنے بند دروازے کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

" اب وہ بازل اور مہرین جان کھا جائیں گے ان کو خبر ہوئی تو کہ ہم جب پاکستان میں شادی کروا رہے تھے اذفرین کی تو کیا ضرورت تھی یہاں آسٹریلیا بلوانے کی "

فروا مسلسل مائدہ پر غصہ اتار رہی تھی اور ان کا چہرہ اور زرد پڑتا جا رہا تھا۔ اذفرین کی معصومیت اور فروا کے گھر بچانے کے لالچ میں وہ بہت بڑی پریشانی مول لے چکی تھیں۔

" اس کے ہاتھوں تو میں بہت تنگ ہوں نہیں مان رہا فری سے شادی کے لیے ابھی بھی "

مائدہ بیگم نے گھٹی سی آواز میں کہا۔ نجف اگر ان کا اکلوتا بیٹا تھا تو فروا اکلوتی بیٹی جسے شادی کے چار سال بعد بھی اولاد نہیں ہوئی تھی اور جب ڈاکٹر نے اس کے بانجھ ہونے کی خبر دی تب سے دونوں ماں بیٹی کو سعد کی دوسری شادی کو خوف ستانے لگا تھا اسی لیے چکر چلا کر وہ اذفرین کا رشتہ زبردستی نجف سے کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" پاگل ہے کیا یہ امی میرا گھر خراب کرنے پر تلا ہوا ہے اور سعد نے لا کر میرے سر پر سوار کر دینی ہے وہ "

فروا اب غصے میں چیخ رہی تھی۔اذفرین کو پاکستان سے سیدھا سڈنی بھیجنے کا سارا چکر بھی فروا نے ہی چلایا تھا کہ جہاں کچھ مہینوں بعد اسے رہنا ہے وہاں اگر رہ لے گی تو کوئی بات نہیں اور وجہ اپنی ماں کا اکیلا ہونا اور اس کی اچھی جاب کو بنایا تھا۔

"اچھا تم آؤ گی تو سمجھا لینا خود "

مائدہ بیگم نے تھکی سی آواز میں کہا اور پریشانی سے سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔سعد تو ویسے بھی غصے کا تیز تھا۔

****

وہ لوگ اب قریب پہنچ چکے تھے پانچ آدمی تھی علیدان نے آنکھوں کو سکوڑ کر ان کی تعداد کو گنا ہر سیاہ فام کے ہاتھ میں ٹارچ لائٹ تھی علیدان نے جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپ کر نشانہ سب سے پیچھے والے پر داغا بے آواز فائر پر وہ ایک دم سے زمین بوس ہوا جیسے ہی وہ نیچے گرا گرنے کی آواز پر باقی چاروں چوکنے ہوئے۔وہ ابھی اپنی رائفل کو سیٹ کر ہی رہے تھے کہ علیدان نے ایک پتھر اٹھا کر مخالف سمت میں پھینکا پتوں کی سرسراہٹ پر چاروں آدمی رخ موڑ کر اب اس طرف فائرنگ کرنے لگے تھے۔

یہی وہ موقع تھا علیدان نے چاروں کی پشت پر فائی رچلا دیے تھے۔اب پانچوں ڈھیر تھے ۔وہ دھیرے سے چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔ایک تھوڑا سا ہل رہا تھا جس کے سر پر وہ پھر سے فائی رچلا چکا تھا۔ بچپن سے شکار کھیلنے کا فائی دہ آج وہ باخوبی اٹھا رہا تھا۔

وہ اب سامان سمیٹ رہا تھا ان کی ٹارچ لائی ٹ اٹھائی یں پانی کی مشک نما بوتل گلے میں لٹکائی۔اور رسی کو کندھے پر لٹکایا اور کچھ نہیں تھا ان کے پاس۔

ٹارچ لائی ٹ جلائی اور واپسی کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ جو سر کو درخت سے ٹکائے آیت الکرسی کا ورد کرتی خوف سے بے ہوش ہونے کے عنقریب تھی دور سے ٹارچ لائی ٹ کی روشنی دیکھ کر کانپ اٹھی جلدی سے تنے سے نیچے لٹکتی ٹانگوں کو سمیٹا اور چھوئی موئی سی ہو کر کانپنے لگی۔افف میرے اللہ مجھے موت آ جائے میرے اللہ دل کانپنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

زندگی نے اتنے دکھ دیے تھے اور اس دکھ کی کمی تھی جو اب اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔وہ ان وحشیوں کے ہاتھوں نوچے جانے کے ڈر سے موت آ جانے کی دعا مانگنے لگی تھی۔

جیسے ہی ٹارچ لائٹ کی روشنی درخت کے پاس ہوئی اور براہراست اس پر پڑی وہ آنکھیں بند کیے زور زور سے چیخنے لگی تھی کوئی تیزی سے درخت پر چڑھ رہا تھا۔

" چیخو مت میں ہوں "

علیدان نے تنے پر خود کو ٹکاتے ہی اس کے منہ پر ہاتھ رکھا وہ بری طرح کانپ رہی تھی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا منہ سے پانی نکل رہا تھا گردن پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔علیدان نے ٹارچ لائٹ چلائی اذفرین تڑپ کر اس سے چمٹی تھی اس کے سینے سے لگی وہ کانپ رہی تھی اور اونچا اونچا رو رہی تھی۔وہ لوٹ آیا تھا اسے خوشی ہوئی تھی یا کیا وہ نہیں جانتی تھی پر اس کو سامنے دیکھ کر وہ بے ساختہ اس کے سینے سے جا لگی تھی وہ کچھ نہیں تھا اس کا پر اس لمحے وہ اس کا سب کچھ تھا۔

" ریلکس ریلکس "

www.novelsclubb.com

علیدان نے آہستگی سے اس کے کمر پر بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔وہ یونہی ساتھ لگی کانپ رہی تھی۔اس کے یوں اچانک رد عمل پر وہ سٹپٹا گیا تھا پر وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھی

اسے گ ئے تقریباً دو گھنٹے سے اوپر ہو چلے تھے اور اس سارے وقت میں وہ یہاں تن تنہا بیٹھی تھی عورت ذات تھی اتنا خوفزدہ ہو جانا اچھنبے کی بات نہیں تھی

آہستہ آہستہ اس کی کپکپاہٹ میں کمی آئی تھی۔اور پھر وہ پر سکون ہو گ ئی تھی۔پر علیدان سے الگ نہیں ہوئی تھی۔

افف یہ کیا کیا میں نے ہوش میں آتے ہی جیسے اپنی اس بے باک حرکت کا احساس ہوا آہستگی سے علیدان سے الگ ہوئی انداز شرمندہ سا تھا۔

" سوری "

مدھم سی آواز میں کہا اور تھوڑا سا پیچھے سرکتے ہوئے درمیان کے فاصلے کو بڑھایا۔سر جھکا کر چہرے پر آتے بالوں کو سمیٹ کر کان کے پیچھے آڑیا۔

" اٹس اوکے دیکھو میں ٹارچ لے آیا ہوں ہمیں ابھی نکلنا ہو گا یہاں سے آپ کی تھکاوٹ اتری "

نرم سے لہجے میں کہا۔اس کی طرف پانی کی بوتل کو بڑھایا وہ پاگلوں کی طرح پانی پی رہی تھی پانی منہ سے باہر نکل رہا تھا علیدان بغور اس کے انداز کو دیکھ رہا تھا پتا نہیں کتنی نازک

www.novelsclubb.com

مزاج ہوں گی محترمہ اور اب علیدان نے گہری سانس لی علیدان کے اس طرح دیکھنے پر وہ نظریں جھکا گئی۔

علیدان نے تنے کے ساتھ رسی کو مضبوطی سے باندھ کر نیچے لٹکایا۔

" اترو اس کو پکڑ کر "

رسی کی مضبوطی جانچنے کے بعد اذفرین کی طرف دیکھ کر کہا۔اذفرین نے ڈرتے ڈرتے رسی کو تھاما اور اس سے لٹکی۔

" ہاں نیچے سرکتی جاؤ اب آہستہ آہستہ "

تنے پر بیٹھے علیدان نے تھوڑا سا نیچے جھکتے ہوئے کہا۔وہ جب نیچے اتر کر کھڑی ہوئی تو وہ جلدی سے رسی کو تنے سے کھول کر خود بڑی مہارت سے نیچے اترا۔

www.novelsclubb.com

" چلو "

ہاتھ جھاڑ کر پاس کھڑی اذفرین سے کہا اور نیچے پڑی رسی کو فولڈ کر کے کندھے پر لٹکایا۔ اور آگے بڑھا پھر کچھ سوچ کر پیچھے مڑا اور اذفرین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔اذفرین نے حیرت سے بڑھے ہاتھ کو دیکھا اور تھام لیا۔

اس کا ہاتھ تھامتے ہی عجیب سے تحافظ کا احساس ہوا۔ جس کو ابھی وہ کوئی نام نہیں دے سکتی تھی۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 4

سیڑھیاں پھلانگتی وہ سفید ٹائی لز والے خوبصورت پورچ سے ہوتی ہوئی سامنے ادیان کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جینز کے نیچے میرون رنگ کا چمڑے کا کھسہ پہن رکھا تھا جس میں سفید پاؤں اور دمک رہے تھے وہ ایسی ہی تھی جینز کے نیچے کھسہ پٹیالہ شلوار کے نیچے جو گرز شوخ چنچل سی ہنس مکھ سی اور ادیان بھی ایک ہفتہ پہلے تک بلکل ایسا ہی تھا پورے خاندان میں دونوں کرائی م پارٹنر کے نام سے مشہور تھے۔

www.novelsclubb.com

کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو ادیان سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا کچھ ٹائپ کر رہا تھا دروازہ کھلنے کی آواز پر جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور سامنے اوز گل کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے سیدھا ہوا۔

'' کم از کم ناک تو کیا کرو ''

شکن آلود پیشانی کے ساتھ آنکھوں کو سکوڑ کر اوز گل کو گھورا۔اس کا اب یوں کمرے میں اس طرح چلے آنا عجیب ہی لگا تھا۔پر اس پر تو جیسے کوئی اثر نہیں تھا مسکراتی ہوئی بلا تکلف آگے بڑھی۔آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں

'' ادیان پہلے بھی تو ایسے ہی آتی تھی کمرے میں ن ئی بات ہے کیا ''

لاڈ سے کہتی آگے بڑھی اور بیڈ پر بیٹھی۔وہ ادیان کی خفگی کو ابھی بھی سنجیدگی سے نہیں لے رہی تھی۔شائی داس کی وجہ ادیان کا پہلی دفعہ اس سے یوں دوری بنا کر رکھنا تھا۔ادیان سے بلا تکلفی کی ایک وجہ دونوں کی عمر میں صرف ایک سال کا گیپ ہونا تھا ادیان اس سے ایک ساک بڑا تھا بس۔

'' پہلے کی بات اور تھی اوز ''

ادیان نے ناگواری سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ پورے گھر میں صرف وہ اسے اوز کہتا تھا باقی سب گل کہتے تھے ادیان نے پاس پڑی کتاب کو اور ساتھ پڑی ڈائری کو اپنی طرف کھینچا۔ وہ جتنا اس سے دور جانے کی کوشش میں تھا وہ اتنا ہی سر پر سوار ہو رہی تھی اور اس کا یوں بار بار سامنے آجانا تکلیف کا باعث بن رہا تھا۔

" ادی مطلب سمجھی نہیں میں "

آہستگی سے کہتے ہوئے اب وہ نا سمجھی کے سے انداز میں ادیان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پر وہ تو کچھ اسطرح سے کتاب پر جھکا کچھ لکھنے میں مصروف تھا جیسے وہ اس کے پاس ہی نہ کھڑی ہوئی۔ ادیان کی طرف سے کوئی جواب نا آنے کی صورت میں وہ پریشان سی ہوتی اپنی جگہ سے اٹھی

" ادی مس ئی لہ کیا ہے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ایسی کیوں ناراض ہو بھ ئی "

اس کے قریب آکر الجھے سے انداز میں کہا۔ وہ اس سے کتنی ہی باتیں کرنا چاہتی تھی ہفتہ پہلے ہی تو سب بڑوں کے طے کیے رشتے نے اس کی دنیا بدل کر رکھ دی تھی اور اب کتنی ہی دل کی ایسی باتیں تھی جو وہ اپنے سب سے اچھے دوست سے کرنا چاہتی تھی پر وہ تھا کہ

اس دن کے بعد سے اکھڑا اکھڑا سا تھا گھور کر ادیان کی طرف دیکھا اس کے بال سر جھکنے کی وجہ سے ماتھے پر آئے تھے دونوں بھائی یوں میں بہت مشابہت تھی بس ادیان کی آنکھیں چھوٹی تھیں ناک تو بلکل اس کے جیسا تھا اور کشادہ پیشانی اوزگل دھیرے سے مسکرا دی ادیان نے کا سر ہنوز ویسے ہی جھکا تھا۔

" میں کیوں ناراض ہوں گا "

مصروف سے انداز میں کہا۔اوزگل نے غصے سے دیکھا۔حد تھی ویسے شام سے اسے منانے میں لگی تھی اور نواب کے نخرے تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

" ہمم "

اوزگل نے شرارت سے مسکراتے ہوئے ادیان کے ہاتھ میں سے قلم چھینا۔وہ جو ضبط کے آخری مرحلے پر تھا ایک دم سے غصے میں بھرا اٹھا۔

" جسٹ سٹاپ اٹ اوز "

اونچی آواز میں کہتے ہوئے اوزگل کی طرف دیکھا اور بے دردی سے اس کے ہاتھ میں پکڑے قلم کو کھینچا۔ادیان کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ وہ گڑبڑا گئی اور پھر ساکن ہوئی تھی اور

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیر نے لگے تھے۔ پھر رکی نہیں تھی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے کمرے سے کیا میر دلاور ولاز سے بھی نکل گ ئی تھی۔

اوراس کی آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں کہ نمی وہ اسکے دل پر چھوڑ گ ئی تھی۔ جس دن اوز گل کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی ملی اسی دن تو ادیان دلاور کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس سے چھن گ ئی تھی۔ اسے پتا تھا اب وہ اس کے آنے پر ہی دلاور ولاز میں قدم رکھے گی اچھا ہے مت آئے۔

ادیان نے گہری سانس لی اور کرسی پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

****

ٹارچ کی روشنی میں ان کو یوں چلتے یوئے آدھا گھنٹہ ہو چلا تھا رات ہونے کی وجہ سے وہ اب بھاگ نہیں رہے تھے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

اس نے ایک ہاتھ تو پکڑ رکھا تھا پر پھر بھی دائیں بائیں سے خوف آرہا تھا۔ اور اب تو ٹانگیں کندھے سب جواب دینے لگے تھے بھوک سے بھی برا حال تھا۔ ہمت جمع کی

" سنیں "

اذفرین نے گھٹی سی آواز میں اپنے ساتھ چلتے علیدان کو پکارا وہ جو بہت چوکنا ہو کر چل رہا تھا اس کے یوں خاموشی کو توڑنے پر چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ معلوم تھا یوں رات کو جنگل میں چلنا خطرے سے خالی نہیں تھا پر وہاں رکنا بھی مناسب نہیں تھا اس سے دوری بنانا ضروری تھا اور گنز ساتھ ہونے کی وجہ سے حوصلہ بڑھا ہوا تھا اذفرین کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا وہ اب بلکل خاموش کھڑی تھی۔ چودھویں رات کے ملگجے سے اندھیرے میں اس کا چہرہ نظر آرہا تھا وہ اب کچھ نہیں کہہ رہی تھی البتہ اس کی گھٹی سی آواز سے وہ باخوبی اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ تھک گئی ہے۔

"ہمم تھک گئی ہیں کیا؟"

علیدان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔ اذفرین نے دھیرے سے سر کو ہلایا۔ تھکنے سے زیادہ ارد گرد سے آتی خوفناک آوازیں پتوں کی سرسراہٹ بھیڑیوں کی آوازیں عجیب طرح سے خوفزدہ کر رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھر رک جاتے ہیں یہاں صبح ہونے تک"

علیدان نے فوراً درختوں کی طرف قدم بڑھائے اب وہ ٹارچ لائٹ ڈال کر درختوں کو جانچ رہا تھا۔ لمبا قد کسرتی بدن مضبوط ڈیل ڈول گھنے بال وہ اپنی بہت ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ خوبرو بھی تھی۔ اس کو یوں درختوں کو کھوجتے دیکھ کر اذفرین پھر سے گھبرا گئی۔

"پھر درخت پر چڑھنا ہو گا کیا؟"

بچارگی سے کہا۔ علیدان جواب ماتھے پر ہاتھ پھیرتا ہوا کچھ سوچنے میں مصروف تھا گردن گھما کر گھور کر اذفرین کی طرف دیکھا۔

"جی نیچے بلکل سیف نہیں ہمارے پاس آگ جلانے کا کوئی انتظام نہیں کوئی بھی جنگلی جانور آسکتا ہے"

www.novelsclubb.com

دانت پیستے ہوئے کہا وہ اب درخت کے تنے پر رسی ڈال رہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر"

اس کے یوں ناگواری سے کہنے پر اذفرین نے آہستگی سے جواب دیا اور اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔ اس دفعہ تنا کچھ زیادہ ہی اونچا تھا۔ جس کی وجہ سے اذفرین کو بھی رسی سے ہی

اوپر جانا تھا۔علیدان نے اب رسی کے ایک سرے کو ازفرین کو پکڑایا اور دوسرے سرے کو ایسے کھینچا کہ وہ اوپر اٹھنے لگی اور پھر تنے کے قریب پہنچتے ہی وہ اسے ہاتھ ڈال کر اوپر چڑھ چکی تھی۔وہ خود اب رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ رہا تھا۔اوپر آ کر رسی کو بھی اوپر کھینچا بوتل سے پانی پیا اور بوتل ازفرین کی طرف بڑھائی۔تینوں گنز ایک طرف ٹہنی سے لٹکائی یں اور تنے پر سیدھا لیٹ گیا جبکہ ازفرین ایک طرف ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔لیٹتے ہی جیسے کمر کو سکون ملا تھا۔نہیں پتا تھا کس رخ کو جا رہے تھے وہ اور کیا وہ گاؤں اس رستے میں ہو گا بھی کہ نہیں باقی لوگوں کا کیا بنا ہو گا اور گھر والے ان تک خبر پہنچی ہو گی یا نہیں ان گنت خیالات تھے جو اس وقت علیدان کے دماغ میں ابھر رہے تھے۔

ازفرین نے کن اکھیوں سے علیدان کی طرف دیکھا اس کی ٹانگیں ازفرین کی طرف تھیں س کتنی عجیب بات تھی وہ کتنے گھنٹوں سے ایک ساتھ تھے پر ایک دوسرے کا نام تک نہیں جانتے تھے۔ازفرین نے پانی کی بوتل کا ڈھکن بند کیا۔

www.novelsclubb.com

"آپکا نام کیا ہے؟ "

آہستہ سی آواز میں سوال پوچھا دوسری طرف بلکل خاموشی تھی پھر وہ اٹھ کر بیٹھا۔ اتنے گھنٹوں کے بعد اب جا کر تھوڑا سکون ملا تھا یہی وجہ تھی وہ بھی نام پوچھ رہی تھی۔

" علیدان دلاور "

سنجیدگی سے جواب دیا علیدان اذفرین نے زیر لب نام کو دھرایا کتنا پرفیکٹ میچ تھا اس کا نام اس کی شخصیت سے وہ بہادر تھا ہمت والا تھا۔

" اور آپکا نام "

بھاری سے سنجیدہ آواز میں پوچھا۔ وہ جواب سر جھکائے بیٹھی اس کے نام سے اس کی شخصیت کی عکاسی کر رہی تھی چونک کر دیکھا۔

" میرا نام اذفرین سہیل ہے "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے مدھر سی آواز میں جواب دیا جس پر وہ دھیرے سے سر ہلا گیا۔ پھر خاموشی تھی دونوں طرف جسے پھر سے اذفرین نے ہی توڑا۔

"پاکستان سے ہیں؟ "

اذفرین نے اگلا سوال پوچھا۔ وہ جواب سوالات کا سلسلہ ختم سمجھ چکا تھا اگلے سوال پر پھر سے سیدھا ہوا۔ اور سر کو اثبات میں ہلایا۔

" میں بھی پاکستان سے ہی ہوں "

اذفرین کو عجیب سی خوشی ہوئی تھی۔ انداز تھوڑا بچوں جیسا تھا جیسے وہ پاکستان نہیں اس کا کوئی رشتہ دار نکل آیا ہو۔

" آپ کو دیکھتے ہی لگا تھا آپ پاکستان سے ہوں گے کس شہر سے ہیں؟ "

علیدان نے بغور اذفرین کی طرف دیکھا۔ یہ تو کہہ رہی تھی میں تھک گئی ہوں۔ اب سوال پر سوال کر رہی ہے۔

" اسلام آباد سے "

www.novelsclubb.com

مختصر جواب دیا۔ اور ارد گرد دیکھا۔ وہ جوش میں تھوڑا اونچا بول رہی تھی۔

" میں لاہور سے ہوں "

اپنا انٹرویو وہ خود ہی دیے جا رہی تھی علیدان نے سر ہلایا۔

" یہاں کیسے مطلب سڈنی میں کیا کرتے ہیں؟ "

اگلا سوال۔علیدان نے سیدھے رخ پیشانی میں بل ڈالے ارد گرد دیکھا۔کیا یہ ساری رات میرا انٹرویو لیتی رہے گی ایسے۔

" میں کرٹن یونیورسٹی میں جیو گرافک سپیشلائی زیشن کا سٹوڈنٹ ہوں اپنے پروجیکٹ کے سلسلے میں سڈنی آیا ہوں "

علیدان نے روانی میں کہا جس پر وہ اب سر ہلا رہی تھی۔

" اوہ اسی لیے آپ جنگل کے بارے میں اتنا جانتے ہیں "

اذفرین نے اپنی بات کی تائید چاہی۔ہیں یہ کیا بات کی اس نے میں کوئی والڈ لائف پڑھ رہا ہوں۔علیدان نے حیرت سے اذفرین کو دیکھا جو خود کو اب بہت سمجھدار تصور کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" جی کہہ سکتی ہیں آپ "

علیدان نے کندھے اچکائے۔گہری سانس لی مچھر کاٹ رہا تھا جس کے باعث وہ بار بار گردن کھجا رہا تھا۔حیرت سے اذفرین کی طرف دیکھا یقیناً اس کی گردن بالوں میں ڈھکی

ہونے کی وجہ سے یہ بچی ہوئی ہے جنگلی مچھروں کے وار سے۔ مٹی سے اٹے بالوں سو جی آنکھوں والی یہ لڑکی اتنا بھی بول سکتی ہے اس کا اندازہ نہیں تھا اسے۔

" سنیں "

اذفرین نے سہمی سی آواز میں پکارا۔ کہیں یہ سو نا جائے سو گیا پہلے اور میں نہ سوئی تو ڈر لگے گا مجھے۔ پتہ نہیں کہاں ہیں ہم

" کیا ہم کھو گئے ہیں جنگل میں "

اذفرین کی گھبرائی سی آواز ابھری انداز ڈرا سا تھا۔ عجیب سی گھٹن ہوئی ایک دم سے دل کیا سب کچھ خواب ہو اور اب اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ بستر پر ہو۔

" ہو سکتا ہے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے بھنویں اچکائی یں۔ یہی بات تو بار بار اس کے ذہن کو الجھا رہی تھی جو اس نے کر دی تھی

" تو اب کیا ہو گا "

اذفرین نے روہانسی آواز میں کہا۔علیدان نے گھبرا کر دیکھا اب پھر سے رونا شروع کر دے یہ۔

" اللہ پر بھروسہ رکھیں آپ کچھ دیر سو جائیں "

علیدان نے فوراً مشورہ دیا۔وہ جب تک جاگتی رہے گی شائی دیو نہی سر کھاتی رہے گی۔

" سوئی تو گر جاؤں گی "

اذفرین نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔کافی اونچائی تھی اور سوتے ہوئے کیا خبر نیچے جا گرے۔

" نہیں گرتی میں باندھ رہا ہوں آپکو درخت کے ساتھ "

علیدان نے آگے ہو کر رسی کو تنے کے ساتھ گھمایا اور اذفرین کے پیٹ سے رسی کو باندھا اذفرین کے ہاتھ باہر نکال دیے تھے۔رسی باندھ کر پیچھے ہٹا وہ کسی گڑیا کی طرح دم سادھے بیٹھے تھی وہ اس کے قریب جھکا اسے باندھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

" سو جائیں اب نہیں گرتی آپ "

علیدان نے گہری سانس لی اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔ایک تو لڑکیوں کے تھوڑا سا پاس جانے پر ایک ہی طرح کے خیالات کیوں آنے لگتے ہیں۔اذفرین کی یہ حالت اس کی سمجھ میں آچکی تھی۔

" اور آپ "

اذفرین نے گھبرا کر پوچھا۔وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا مطلب وہ یہاں نہیں ہو گا اس کے پاس ایک دم سے دل گھبرا گیا۔

" میں بھی تھوڑا آرام کروں گا یہ ساتھ والے تنے پر ہوں سو جائیں "

اذفرین کو تسلی دیتا وہ اب ساتھ والے تنے پر پھلانگ چکا تھا۔سیدھا تنے پر لیٹ کر ٹانگ کو ٹانگ پر چڑھایا۔درخت ہی درخت تھے عجیب سی آوازیں وحشت ناک بنا رہی تھیں ماحول کو۔

www.novelsclubb.com

" مت اٹھاؤ خود اٹھے گا "

" کچھ نہیں تھوڑا سا خون ہے رک جائے گا "

" علیدان مرد بن مرد "

"بیٹا یہ چڑیوں کا شکار کر کے تو کیا خود کو شکاری سمجھ بیٹھا ہے ہرن لے کر آنا کسی دن پھر تھپکی دوں گا"

میر دلاور کے مختلف فقروں کی بازگشت کانوں سے ٹکرائی۔ بابا کیا آپ جانتے تھے میری زندگی میں ایک دن یہ سب ہو گا۔ آپ نے ہمیشہ ہمت دی مضبوط بنایا۔اور اسی ہمت نے مجھے حوصلہ دیا ایک لڑکی کی عزت اور اپنی جان بچا سکا۔ زندگی میں پہلی بار اسے اپنے باپ کی کہی ہر بات ہر سختی مار درست لگ رہی تھی۔ سب یاد آرہے تھے۔

****

"ایزونس ن ئی ی ول سلپ نائی سال اونس الملِ این ور دیو مارک"

"ہمیں سنوانک چاہیے نہیں تو اسی طرح ہم ایک ایک کر کے لوگوں کو مارتے رہیں گے"

www.novelsclubb.com

ٹی وی پر سیاہ فام ڈاکو کی فوٹیج چل رہی تھی جنہوں نے تین آدمی مار کر درختوں سے الٹا لٹکا رکھے تھے اور وہ حکومت سے اپنے کسی آدمی کو چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔اس فوٹیج سے اب آسٹریلوی فوج تحقیق کر رہی تھی وہ اس وقت کہاں موجود ہیں سعد نے گھبرا کر ٹی

وی بند کیا۔اور آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر کو نیچے جھکا لیا۔اذ فرین کی معصوم سی صورت آنکھوں کے سامنے تھی۔

" سعد پریشان نہ ہوں آپ اللہ بہتر کرے گا "

فروا نے دھیرے سے سعد کے کندھے پر ہاتھ پھیرا۔جان پر بنی تھی سعد سے کتنی مخالفت مول لے کر اس نے اذ فرین کو سڈنی بھیجا تھا۔

" وہ میری بہن ہی نہیں میری بیٹی کی طرح ہے امی ابو کے بعد میری ذمہ داری ہے وہ آخرت میں ان کو کیا جواب دوں گا اگر اس کو کچھ ہو گیا اور مہرین اس کو کیا کہوں گا "

سعد نے گھبرائے سے لہجے میں کہا اور پریشانی سے صوفے کی پشت سے سر ٹکا لیا۔

" سعد یہ تو ایک حادثہ ہوا نہ اس میں آپ کا اور میرا تو کوئی قصور نہیں "

www.novelsclubb.com

فروا نے بیچارگی سے کہا سعد نے ایک دم سیدھا ہو کر خونخوار نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی فروا کو گھورا۔

" تم جاؤ یہاں سے پلیز "

ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا وہ خاموشی سے اٹھ کر چل دی تھی۔

****

آنکھ کھلی تو صبح ہو چکی تھی آنکھوں کو ملتے ساتھ والے تنے پر دیکھا وہاں علیدان موجود نہیں تھا جھک کر نیچے دیکھا وہ کہیں بھی نہیں تھا عجیب سا خوف اور وسوسے ذہن میں امڈنے لگے۔

" سنیں "

رسی کو کھولنے کی کوشش کی پر پتا نہیں کتنی مضبوطی سے باندھی گ ئی تھی۔

" سنیں علیدان آپ کہاں ہاں "

www.novelsclubb.com

روہانسی آواز میں پکارا ہر طرف خاموشی تھی نہ وہ تھا اور نہ گن تھیں۔ اذفرین کی جان جیسے حلق میں آئی تھی۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 5

کہاں چلے گ ئے مجھے چھوڑ کر اذفرین نے سہم کر ادر گرد دیکھا اور رسی کھولنے کی کوشش کی پر پتہ نہیں کن فولادی ہاتھوں سے باندھ کر گیا تھا وہ ائی رن مین کہ رسی کھل ہی نہیں رہی تھی۔ اذفرین کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔ رسی کو کھولنے پر لگائی گ ئی طاقت اور خوف کی وجہ سے پورا وجود پسینے میں نہا گیا تھا۔ ناخن ٹوٹ گیا تھا پر رسی بس ذرا سی ڈھیلی ہی ہو پائی تھی۔

رسی کو پیٹ سے پکڑ کر ڈھیلا کرنے کی کوشش میں وہ اچانک درخت کے تنے سے پھسلی تھی اب اگر رسی کی گرفت نہ ہوتی تو وہ زمین بوس ہوتی۔ لیکن لٹکنے کی حالت کچھ اسطرح سے تھی کہ ٹانگیں اوپر اور سر نیچے لٹک گیا تھا۔ خوف کے مارے اور گرنے کے ڈر سے وہ بے تحاشہ چیخ رہی تھی۔ وہ مجھے چھوڑ کر چل گیا ہے یقیناً اور میں ایسے ہی لٹکے لٹکے مر جاؤں گی ذہن میں امڈ آنے والے خیال کے زیر اثر وہ کانپ گ ئی تھی۔

" علیدان علیدان "

وہ چیخ رہی تھی۔ پاس سے ہی کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔ سب کچھ الٹا نظر آرہا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا کہیں سے آیا تھا اور اب بلکل اس کے پاس افسوس سے سر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ اذفرین کو وہ الٹا نظر آرہا تھا۔

کیا الو قسم کی لڑکی ہے وہ جب صبح اٹھا تو وہ سو رہی تھی سوچا جب تک وہ اٹھتی ہے تو کچھ کھانے کا بندوبست ہی کرلیتا ہوں اسی سوچ کے زیر اثر وہ کچھ دور نکل گیا تھا پر اس کی چیخوں نے پاؤں کے نیچے سے زمین کو سرکا دیا وہ تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور سامنے کے منظر پر نظر پڑتے ہی افسوس کرنے کے بجائے کچھ نہیں رہ گیا تھا۔

وہ تیزی سے درخت پر چڑھا. اور ہاتھ سے پکڑ کر اسے اوپر کیا۔ اوپر آتے ہی وہ خفگی سے علیدان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے بال اور شرٹ درست کر رہی تھی جبکہ وہ رسی کی گانٹھ کو کھولنے میں مصروف تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ سو رہی تھیں تو میں کچھ کھانے کے لیے لینے گیا تھا یہیں پاس میں پر یہاں ساری جڑی بوٹیاں ہیں صرف"

رسی کو تنے سے باندھ کر نیچے پھینکا اور سر ہلا کر اسے رسی سے اترنے کا اشارہ کیا۔

کم از کم مجھے بتا کر چلا جاتا میں اٹھنے پر اتنا گھبراتی تو نہیں منہ سے تو اسے کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اسی لیے بس خیالات میں ہی لتاڑ رہی تھی روہانسی صورت بنائے نیچے اتری اور وہ اپنے مخصوص انداز میں چھلانگیں لگاتا نیچے اترا۔

چلیں آگے چلتے ہیں مجھے آواز آرہی ہے پانی گرنے کی جیسے کوئی آبشار ہو لگتا ہے پاس ہی کوئی ندی ہے "

علیدان نے ساری چیزیں کندھے پر رکھتے ہوئے اذفرین کو ایک طرف جانے کا اشارہ کیا۔

بھوک سے اب تو برا حال ہو رہا تھا الٹا لٹکنے کی وجہ سے سارا خون ایک دفعہ سر میں اکٹھا ہوا تھا جس کی وجہ سے اب حالت اور خراب ہو رہی تھی کل دوپہر سے صرف پانی پی رہے تھے دونوں اور اب تو جیسے معدہ سکڑنے لگا تھا۔

" کیا کچھ بھی نہیں تھا کھانے کو "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے بچارگی سے چلتے ہوئے علیدان کی طرف دیکھا۔ آواز بھی جسمانی کمزوری کے باعث نقاہت کا شکار ہو چکی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں تھا جڑی بوٹیاں اور کچھ عجیب سے پھل تھے جن کو کھا نہیں سکتے کیا پتا زہریلے ہوں کیا زیادہ بھوک لگی ہے؟"

علیدان نے اذفرین کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ بچوں کی طرح سر ہلا کر رہ گئی۔ چہرہ بھوک کے باعث زرد پڑ رہا تھا۔

" چلیں ہمت کریں کچھ دور تک چلیں پلیز "

علیدان نے سنجیدگی سے کہا اور آگے بڑھا

وہ سہی کہہ رہا تھا کچھ ہی دیر چلنے کے بعد وہ جہاں کھڑے تھے وہاں ایک اونچے پہاڑ سے آبشار گر رہی تھی اور نیچے بہت بڑی ندی بہہ رہی تھی۔ جس میں شفاف پانی میں تیرتی مچھلیاں تک نظر آرہی تھیں ندی کے آس پاس انگنت گھنے درخت تھے اور پاس کی زمین سبز گھاس سے ڈھکی تھی اتنا حسین منظر دیکھ کر پل بھر کو نظریں ہٹانا بھول چکی تھی وہ۔

ندی سے ایک طرف بہت گہری کھائی تھی جہاں سے ندی کا پانی گہری کھائی میں گرتے ہوئے بہت نیچے ایک اور ندی میں گر رہا تھا اس گہری کھائی سے چار موٹی رسیوں کا پل دوسری اطراف کے پہاڑ کے ساتھ مل رہا تھا۔ علیدان منہ دھونے اور بازو دھونے میں

www.novelsclubb.com

مصروف تھا۔اس نے بھی آگے بڑھ کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارے پانی پیااور کھڑی ہوئی علیدان بوتل میں پانی بھر رہا تھا۔اور وہ پھر سے جھرنے سے گرتے پانی اور خوبصورت منظر کو دیکھنے لگی تھی۔

'' پہلے کچھ کھا لیتے ہیں پھر سوچتے ہیں آگے کا ''

وہ منظر کی خوبصورتی میں کھوئی ہوئی تھی جب عقب سے علیدان کی آواز ابھری۔وہ جو گرز اتارے پینٹ کے پائی نچے فولڈ کر رہا تھا۔کیا کرنے والا ہے یہ افرین نے بھنویں اچکا کر دیکھا وہ اب ایک نوکیلی لمبی سی لکڑی کو تھامے ندی میں اتر گیا۔اور پانی میں اب بار بار لکڑی کو مار رہا تھااور پھر کچھ دیر میں وہ ہاتھ میں دو درمیانے سائز کی مچھلیاں پکڑ کر ندی سے باہر آرہا تھا۔

اب وہ صاف سبز پتوں پر مچھلی کو رکھے اس کی جلد کو اتار کر اسی لکڑی سے مچھلی کا پیٹ چاک کر رہا تھا۔ مچھلی کے اندر سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکال کر اس نے جلدی سے اپنے منہ میں رکھا انداز عجلت لیے ہوئے تھا چاہے وہ جتنا بھی مضبوط آئی رن مین تھا پر تھا تو انسان ہی

اسے بھی بھوک نے ویسے ہی نڈھال کر رکھ تھا جیسے اذفرین کو یہ اور بات ہے وہ بظاہر پر سکون نظر آرہا تھا اس کی طرح نڈھال نہیں تھا۔

" کھائیں "

" یہ یہ کیسے کھا سکتی ہوں ایسے میں ابکائی آرہی مجھے "

اذفرین نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے ہتھیلی کو منہ کے آگے رکھا۔ وہ جو اب دوسری مچھلی کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہا تھا آبرؤ چڑھائے۔

ایکسکیوز می مس یہاں اب جنگل میں آپ کے لیے فائیو سٹار ہوٹل تو کوئی کھولنے سے رہا صرف یہ سوچو زندہ کیسے رہنا آپکو یہاں چپ سے کھاؤ بیمار پڑیں گی یہیں پھینک کر آگے بڑھ جاؤں گا"

علیدان نے لکڑی کے نوکیلے سرے کو مچھلی کے پیٹ کے رخ رکھ کر ہاتھ سے زور لگایا۔ تیوری چڑھا کر سامنے بیٹھی لڑکی کو گھورا ہر بات پر تماشہ لگا رہی تھی

مچھلی کی اوپری جلد کو جیسے ہی اتارا تو سرخ و سفید رنگ کا گوشت نمایاں ہوا۔ایک پتے پر مچھلی رکھ کر اس نے اذفرین کے آگے کی اور خود وہ پھر سے اپنی والی مچھلی کھانے لگا تھا اس کو دیکھتے ہوئے اذفرین نے ڈرتے ڈرتے مچھلی کے گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا اٹھایا۔

" امی!!!!!جب یہ مچھلی بنایا کریں پلیز سارے برتن دو بار دھویا کریں کیا ہر جگہ سے بدبو آرہی ہے" بچوں کی طرح ہونٹ نکال کر پاس کھڑی عورت سے کہا۔

" نہیں مجھے یہ سالن میں پسند نہیں اگر فرائی کریں گی تو میں کھاؤں گی "

پاس پڑی پلیٹ کو دور کیا جس میں مچھلی کا سالن تھا۔

اپنے ہی کہے گئے لفظوں کی بازگشت ذہن میں گونجنے لگی تھی۔کتنے نخرے تھے اور آج گہری سانس لی۔

جیسے ہی گوشت کا ٹکڑا منہ میں گیا دل بری طرح اچھلا تھا۔ابکائی کی شکل میں منہ کے آگے ہاتھ کو رکھا۔علیدان نے گھور کر دیکھا اور کھانے کیطرف اشارہ کیا۔

دھلے چہرے کے ساتھ وہ اب نکھری نکھری سی اس خوبصورت منظر کا ایک حصہ لگ رہی تھی چہرے پر جگہ جگہ سرخ خراشیں تھیں وہ شائد درخت پر چڑھتے اور اترتے وقت لگی

تھیں وہ بہت ہوش ربا حسن رکھتی تھی گہری سیاہ آنکھیں ان پر گھنی قدرتی اوپر کے رخ کو مڑی پلکیں تیکھی سی ناک بیضوی چہرہ بھرے سی لب جن کی تراش اتنی خوبصورت تھی کہ تمام شاعروں کی شاعری انہی لبوں پر کی ہوئی لگ رہی تھی۔اس نے اس سے پہلے کبھی اتنی معصوم صورت والی لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

اس سارے لمحے میں وہ اب اس کو اتنے غور سے دیکھ رہا تھا۔

علیدان کی مسلسل نگاہیں خود پر مزکور محسوس کرتے ہوئے وہ جلدی جلدی کھانے میں مصروف ہو چکی تھی مبادہ وہ ڈانٹ دے۔

زبردستی ٹکڑے کو منہ میں رکھتے ہی جلدی سے پانی کی بوتل کو اٹھا کر منہ سے لگایا۔اور آنکھیں زور سے بند کیے گوشت کے ٹکڑے کو نگلا۔

"کیسی ہے مچھلی؟ "

www.novelsclubb.com

علیدان نے کھاتے ہوئے آنکھوں کو اوپر اٹھا کر سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس کی روہانسی صورت کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھوں میں پانی تیر رہا تھا۔

"بہت بہت گندی ہے "

بری طرح ابکائی کی شکل میں چہرہ بگاڑتے ہوئے کہا۔اس کے ایسے انداز پر علیدان کا بے ساختہ قہقہ گونجا تھا۔وہ جو رونے کے قریب تھی اس کو پہلی دفعہ یوں ہنستا دیکھ کر مبہوت سی رہ گئی وہ ہنستے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہا تھا اسے کے دانت بہت خوبصورت تھے ۔بمشکل وہ اپنے قہقے پر قابو پا کر سیدھا ہوا۔اور وہ اس کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔تو جناب ائی رن مین ہنستے بھی ہیں۔وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

علیدان ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھا اور اب کمر پر ہاتھ رکھے کھائی کی طرف جا رہا تھا۔اور پھر آنکھوں کو سکوڑے پیشانی پر پر سوچ انداز میں بل ڈالے اس کی طرف آیا۔

"دیکھو وہ پل"

بازو کو لمبائی کے رخ تان کر پل کی طرف اشارہ کیا۔اذفرین نے بازو کی سیدھ میں نظر گھمائی۔چار رسیوں سے بنایا ہوا پل تھا نیچے دو رسیاں چلنے کے لیے اور ارد گرد ایک ایک رسی پکڑ کر چلنے کے لیے تھی۔پل کو دیکھ کر ہی انسان خوف سے کانپنے لگے اذفرین نے جھرجھری لی۔

"اب یہ مت کہنا آپ کہ ہمیں اس کے پار جانا ہے"

اذفرین نے خوف سے بھری آنکھوں کو اور کھولا اور سہمی سی آواز میں پوچھا۔

"جی بلکل ہمیں یہی کرنا ہے اس کے پار ہی جانا ہے اور اس کے بعد دوسری طرف سے اس پل کی رسیوں کو کھول دینا ہے تاکہ ہم اور سیو ہو سکیں"

"کیا" اذفرین کی جان جیسے حلق میں آ گئی کھائی اتنی گہری تھی کہ نظر بھر کر نیچے دیکھا بھی نہیں جا رہا تھا اور علیدان کہہ رہا تھا کہ انہیں اس پل سے پار جانا ہے۔

"جی جو گرز اتار لیں کیونکہ ننگے پاؤں زیادہ بہتر رہے گا" علیدان نے گہری نظروں سے پل کی طرف دیکھا رسیاں موٹی تھیں پر اتنی نہیں کہ جو گرز کے ساتھ ان پر چلا جاتا۔

اذفرین ابھی بھی خوف کے زیر اثر ساکن سی بیٹھی تھی۔

"چلو اٹھو شاباش"

علیدان نے تیوری چڑھائے گھور کر دیکھا اور جب وہ نہ اٹھی تو زبردستی اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا۔

"دیکھو بس نیچے مت دیکھنا میں تمہیں خود سے باندھ رہا ہوں اور رسیوں کو ہاتھ سے مضبوطی سے تھامے رکھنا تم آگے چلو گی اور میں پیچھے"

اذفرین جو گرز اتار رہی تھی وہ اپنے جو گرز اتار کر ان کے تسمے آپس میں باندھ کر گلے سے لٹکا چکا تھا اذفرین نے اس کو دیکھتے ہوئے اُسی طرح کیا۔ وہ اب اذفرین کی کمر سے رسی باندھ کر اس کا دوسرا اپنی کمر سے باندھ رہا تھا۔

"چلیں ایک ایک رسی پر ایک ایک پاؤں رکھیں" اذفرین کے پیچھے وہ چل رہا تھا اور آگے اذفرین چل رہی تھی۔ اذفرین بری طرح کانپ رہی تھی۔

"میں پیچھے ہوں ڈریں مت بس رسیوں پر گرفت مضبوط رکھیں"

علیدان نے اس کے پیچھے کان کے قریب ہوتے ہوئے نرمی سے کہا لیکن وہ تو جیسے خوف کی وجہ سے آنکھیں بھی نہ کھول پا رہی تھی۔ ٹانگیں تھر تھر کانپنے لگی تھیں

"اذفرین پلیز ہمت کریں"

علیدان نے ضبط سے دانت پیسے اور ارد گرد نظر دوڑائی وہ وقت ضائع کر رہی تھی۔ پر آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔

"کھولو رسی اور رہو یہیں میں جا رہا ہوں اکیلا"

علیدان نے ماتھے پر بل ڈالے اس کے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے رخ اپنی طرف موڑا اور دھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ علیدان کے اتنا اونچا بولنے پر گڑ بڑا گئی۔ تڑپ کر اس پر نظر ڈالی وہ ماتھے پر بل ڈالے اب اس کی کمر کے گرد بندھی رسی کو کھول رہا تھا۔

"نہ نہیں نہیں میں چلتی ہوں" سہم کر کانپتی آواز میں کہا اور پھر ڈرتے ڈرتے رسی پر قدم رکھا۔ رسی کا پل بری طرح ہل رہا تھا۔

پر اس پر نہ چلنا اپنی جان سے ہاتھ دھونے کے مترادف تھا بس یہی وہ بات تھی جس نے ہمت دی تھی اور وہ پل کو پار کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

پل کے دوسری طرف پہنچ کر وہ تو اپنے بار بار گالوں پر بہتے آنسو صاف کر رہی تھی جبکہ علیدان پل کو کھولنے میں مصروف تھا وہ کبھی گانٹھ پر فائر کر رہا تھا تو کبھی ہاتھوں سے پکڑ کر کھول رہا تھا بہت کوشش کے بعد وہ پل کو کھولنے میں کامیاب ہوا تھا رسیوں سے بنا پل جھول کر گرا اور دوسری طرف چٹان سے جا ٹکرایا۔

علیدان کا چہرے پر عجیب سا سکون تھا۔

****

میر دلاور نے جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ زیب کی سسکیوں کی آواز وسیع عریض لاونج کی خاموشی میں ہولناک سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔لاونج میں ایک طرف درخشاں زیب کو سنبھالے بیٹھی تھیں اور دوسری طرف میر دلاور کھڑے تھے۔

"زیب آپ رونا بند کریں گی پلیز خود کو سنبھالیں"

میر لاور نے بارعب آواز میں روتی ہوئی زیب سے کہا۔پر ان پر تو جیسے کوئی اثر نہیں تھا علیدان کے دوست شہروز نے آج صبح ان کو علیدان کے آسٹریلیا بس میں یرغمال ہو جانے کے بارے میں آگاہی دی تھی۔اور تب سے میر دلاور اور میر ابرار دونوں ولاز میں قبرستان جیسی خاموشی چھا گ ئی تھی۔

میر دلاور اب سامنے بیٹھی زیب کو بغور دیکھنے میں مصروف تھے جسے میر ابرار کی بیوہ درخشاں بار بار حوصلہ دے رہی تھیں دل تو ان کا بھی کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا ابھی پچھلے ہفتے ہی تو میر دلاور نے ان کی اکلوتی بیٹی اوز گل کا رشتہ علیدان کے ساتھ طے کیا تھا جس پر وہ خوشی سے نہال تھیں اور آج یہ خبر سن کر تو جیسے روح فنا ہو رہی تھی۔

ادیان لاونج میں داخل ہوا تو سب کی نظریں اس پر اٹھی تھیں اس کا حال بھی باقی افراد سے کچھ مختلف نہیں تھا سر جھکا ہوا تھا چہرہ تھکا سا پریشان حال تھا وہ میر دلاور کی آسٹریلیا کے آئی یر ٹکٹ کروانے گیا تھا۔

" بابا تین دن بعد کی فلائی یٹ ملی ہے "

ادیان نے آہستگی سے کہتے ہوئے ٹکٹ میر دلاور کی طرف بڑھائی۔ جسے انھوں نے ہاتھ بڑھا کر پکڑا۔ ادیان نے ان کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو بغور دیکھا۔ آج پہلی دفعہ وہ اپنے باپ کو اتنا بے بس اور کمزور دیکھ رہا تھا۔

" میں صبح سے کہہ رہی ہوں آپکو مجھے ساتھ لے کر جائیں "

زیب نے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے اور آنسوؤں میں ڈوبی بھاری سی آواز میں کہا۔ اب سب دکھ بھرے انداز میں زیب کی طرف دیکھ رہے تھے وہ نڈھال ہو گئی تھیں۔

" ادیان اپنی ماں کو سنبھالو یار کچھ نہیں ہو گا اُسے وہ میرا بیٹا ہے "

www.novelsclubb.com

میر دلاور نے زیب سے نظریں چراتے ہوئے ادیان کو کہا۔ان سے زیب کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ گو کہ وہ خود بھی اس خبر پر اندر سے بری طرح ہل کر رہ گ ہئے تھے۔ پر زیب کے سامنے انہیں مضبوط بن کر رہنا تھا۔ادیان آہستگی سے چلتا ہوا میر دلاور کے قریب ہوا اور ان کے گلے لگ گیا۔ حوصلے کی ضرورت ان کو بھی تھی۔ان کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ ادیان کو بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔

****

وہ مبہوت سی کھڑی ارد گرد دیکھ رہی تھی وہ کچھ دور چلنے کے بعد ایک اور بہتے جھرنے کے پاس پہنچے تھے یہاں بھی ایک ندی بہتی ہوئی ایک طرف ابشار کی شکل میں گر رہی تھی۔ اس نے جو گرز اتار رکھے تھے اور پاؤں ندی کے ٹھنڈے پانی میں رکھے کھڑی تھی جس جگہ وہ کھڑی تھی پانی ٹخنوں کو چھوتا ہوا پتھروں پر بہہ رہا تھا پانی شفاف تھا اور اندر موجود پتھر مختلف رنگوں کے تھے اس کے سفید پاؤں رنگ برنگے پتھروں پر رکھے عجیب دلکش سی تصویر لگ رہے تھے۔ کچھ دیر یونہی اپنے پاؤں اور پتھروں کو دیکھنے کے بعد نظر اوپر اٹھائی۔

www.novelsclubb.com

علیدان کہاں گ ئے ذہن میں آتے خیال کے باعث نظر ارد گرد گھمائی اور پھر وہ جھینپ گ ئی وہ سامنے ندی میں تراکی کرنے میں مصروف تھا شرٹ اتار کر ایک طرف درخت سے لٹکار کھی تھی۔اذ فرین نے سرخ پڑتے چہرے سے نظروں کا زاویہ بدلہ۔پاؤں ندی سے باہر نکالے اور جو گرز پہنتی ایک طرف آئی۔علیدان اب نہانے کے بعد شائی د پھر سے مچھلی پکڑنے کی کوشش میں تھا۔پینٹ پانی میں نچڑ رہی تھی اور شرٹ سے بے نیاز وہ مصروف سی صورت بنائے گیلے بالوں کو بار بار ماتھے پر سے اٹھاتا ندی کے شفاف پانی میں نظریں گاڑے مچھلیاں پکڑنے میں مصروف تھا۔

افف یہاں کچھ اور کیوں نہیں ہے کھانے کو بچارگی سے ارد گرد دیکھا جب کے دانت نچلے لب کو بے دردی سے کچل رہے تھے کچی مچھلی پھر سے کھانے کا سوچ کر ہی دل متلی کا شکار ہو رہا تھا۔اچانک پاس پڑے پتھروں کو دیکھ کر ذہن میں ایک خیال کو دا جس کے باعث لب مسکرا دیے۔چمکتی آنکھوں سے آگے بڑھی اور دو پتھروں کو اٹھا کر آپس میں ٹکراتے ہوئے آگ جلانے کی سعی شروع کر دی۔بمشکل وہ ایک مچھلی کو پکڑ پایا تھا پر مچھلی اتنی بڑی تھی کہ اس سے اچھا خاصہ پیٹ بھر سکتا تھا مچھلی کو پکڑ کر جب وہ ندی سے باہر نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو نہ روک سکا۔

www.novelsclubb.com

محترمہ دو پتھروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہی تھیں یعنی آگ جلائی جا رہی تھی وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے پاس آیا وہ کچھ سوکھی گھاس اور لکڑیوں کو اکٹھا کیے دو پتھر ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

" بہت مشکل ہے ایسے یہ آپ کے بس کا کام نہیں "

علیدان نے مچھلی کو ایک طرف پتھر پر رکھا اور مسکراہٹ دباتے ہوئے قریب ہی پیروں کے بل بیٹھا۔ وہ جو سر جھکائے نچلے لب کو دانتوں میں دبائے آگ جلانے کی بھرپور کوشش میں تھی چونک کر سر اوپر اٹھایا علیدان گیلی پینٹ اور بنا شرٹ کے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اذفرین نے فوراً نظریں جھکائی یں۔

" مجھے کچی مچھلی نہیں کھانی "

نظریں جھکائے دھیمی سی آواز میں کہا جبکہ ہاتھ مسلسل آگ جلانے کی سعی میں مصروف تھے۔

" اچھا تو ایسے آگ جل جائے گی کیا؟ "

علیدان نے لبوں پر ہاتھ دھرے مسکراہٹ چھپائی اور آبرؤ چڑھائے بڑے انداز میں سوال کیا۔

" جل جاتی ہے فلموں میں دیکھا ہے اور پہلے لوگ ایسے ہی جلایا کرتے تھے "

اذفرین نے معصومیت سے کہتے ہوئے جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ وہ بے ساختہ بھرپور انداز میں مسکرادیا سر کو زور زور سے اثبات میں ہلایا

" آپ کہہ تو ہینڈرڈ پرسینٹ درست رہی ہیں لیکن محترمہ آپ پتھر غلط استعمال کر رہی ہیں "

علیدان نے گہری سانس لی اس کے ہاتھوں میں پکڑے پتھروں کی طرف اشارہ کیا اور خود ارد گرد پڑے پتھروں پر نظر دوڑائی۔

www.novelsclubb.com

" اممم

بغور پتھروں پر جانچتی نظر ڈالی اور پھر ہاتھوں کے بل آگے ہوتے ہوئے دو پتھروں کو چن کر مختلف جگہوں سے اٹھایا جبکہ اذفرین اب پتھروں کو ٹکرانا بند کیے اس کی حرکات نوٹ کر رہی تھی۔

" پتھر کچھ اسطرح کے ہونے چاہیے سمو تھ سے "

علیدان دو ہموار سے چمکتے پتھر اٹھائے اب ان کو ہاتھ میں گھما رہا تھا پھر ان کو پوری قوت سے ایک دوسرے کے ساتھ مس کرتے ہوئے ٹکرانا شروع کیا۔ اذفرین دم سادھے بیٹھی تھی۔ کوئی پانچ سے چھ بار یہی عمل دھرانے کے بعد اچانک پتھروں سے ایک چنگھاری سی نمودار ہوئی علیدان نے برق رفتاری سے پتھروں کو پاس پڑی گھاس کے قریب کیا۔ گھاس نے فوراً آگ پکڑی۔ دھواں اٹھنے لگا تھا جسے اب علیدان نیچے ہوتے ہوئے پھونک کی ہوا سے بڑھا رہا تھا۔

" جل گ ئی یہ تو جل گ ئی سچ میں "

اذفرین چہکتے ہوئے اٹھی تھی اس کی خوشی دیدنی تھی خوشی ایسی تھی کہ وہ بے ساختہ پاس بیٹھے علیدان کے گلے میں بازو ڈال کر جھول سی گ ئی۔ وہ جو آگ کو قائم رکھنے کے لیے پاس پڑی لکڑیوں کو اٹھا اٹھا کر اس میں ڈال رہا تھا اذفرین کے اچانک یوں بچوں کی طرح گلے میں بازو ڈالنے پر سٹپٹا سا گیا۔ وہ بلکل بچوں جیسی تھی رونا بھی خالص تو خوشی

بھی ایسی ہی تھی وہ خوشی سے سرشار ایسا کر تو چکی تھی پر اگلے ہی لمحے احساس ہوا وہ کر کیا گئی ہے جھینپ کر جھجکتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

علیدان بس مسکرا کر رہ گیا۔ وہ اب مچھلی کو لکڑی میں پھنسائے آگ کے اندر پکار رہا تھا۔

اذفرین اب شرمندہ سی بیٹھی تھی بار بار علیدان سے نظریں چرا رہی تھی۔

کتنی بیقوف ہوں میں کیا سوچے گا کہ میں کیسی لڑکی ہوں ذہن خود کو بری طرح لتاڑانے میں مصروف تھا۔ شرمندگی ایسی تھی کہ گردن اور نظریں اوپر نہیں اٹھ رہی تھی۔ یہ حرکت وہ دوسری بار دہرا چکی تھی کرتی بھی تو کیا یہاں اس کے سوا کوئی بھی نہیں تھا وہ کس سے غم اور خوشی بانٹتی۔

علیدان نے مچھلی سے نظر ہٹا کر چور سی نظر اس پر ڈالی وہ شرمندگی میں گڑی بیٹھی تھی۔

پاگل ہے بھلا اب اس میں اتنا شرمندہ ہونے کی کیا بات ہے۔ علیدان نے سر کو مسکراتے ہوئے جھٹکا۔

"وہ سامنے سے بڑے بڑے پتے توڑ لائیں یہ تو کر سکتی ہیں نا آپ باقی سب کام تو میں نے کر دیے ہیں میڈیم کے لیے"

علیدان نے اس کی شرمندگی کم کرنے کی غرض سے نارمل سا انداز اپنایا۔ وہ گڑبڑا کر فوراً ایسے اٹھی جیسے ایسی ہی کسی بات کے انتظار میں تھی۔

بڑے سے پتوں پر رکھ کر وہ ایک ساتھ مچھلی کو کھا رہے تھے۔

" کتنی مزے کی لگ رہی ہے میں نے آج سے پہلے کبھی اتنی ٹیسٹی مچھلی نہیں کھائی "

اذفرین نے چہکتے ہوئے کہا مچھلی اچھی خاصی پک چکی تھی جس کی وجہ سے ٹیسٹ بہت اچھا تھا۔

" فریش ہے بلکل اور ہم بھوکے ہیں صبح سے اس لیے "

علیدان نے مسکرا کر گوشت کے ٹکڑے کو چباتے ہوئے کہا۔ پانی پینے کے بعد وہ ابھی منہ صاف کر رہی تھی جب علیدان شرٹ پہن کر قریب آکر کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

" چلیں میڈیم اگر پیٹ پوجا ہو گئی ہو تو آگے بڑھتے ہیں "

علیدان نے سنجیدگی سے کہا۔ شام ہونے ہی والی تھی اور وہ پیٹ بھر کر کھا چکی تھی اور اب چلنے کا بلکل دل نہیں تھا۔

'' نہیں آج رات ادھر رک جاتے ہیں آگ بھی جل رہی ہے صبح نکلیں گے ''

اذفرین نے التجائی انداز میں کہا۔علیدان کچھ دیر پر سوچ انداز میں ارد گرد دیکھتا رہا پھر اثبات میں سر ہلادیا۔اور اذفرین بھر پور انداز میں مسکرا دی۔

******

'' حکومت کے مزاکرات چل رہے ہیں پر یہ بندہ بہت اہم بندہ ہے ان لوگوں کا تو حکومت بھی کچھ اور ہی چکروں میں لگ رہی ہے باتوں پر ہی ٹرخائے جا رہی ہے لوگوں کو ''

نجف نے پریشان سے لہجے میں کہا پاس بیٹھے سعد کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ضبط کرتے ہوئے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔اذفرین کی معصوم صورت بار بار آنکھوں کے سامنے آ رہی تھی۔ اگر اسے کچھ ہو گیا میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔

'' آج جو بندے مارے ان کا کچھ پتا چلا کون کون تھے ''

فروا نے دھیمے سے لہجے میں نجف سے پوچھا۔سعد نے تڑپ کر فروا کی طرف دیکھا اور پھر نجف کی طرف۔

'' نہیں کچھ کچھ بھی نہیں پتا چل رہا ہے ''

نجف نے دونوں ہاتھوں کو جوڑے پریشان سے انداز میں ہاتھوں کو منہ پر رکھا۔

'' افف میرے خدا کیسے کیسے پتے چلے ہماری بچی کا ''

مائی دہ بیگم نے دوپٹہ دعا کے انداز میں اوپر اٹھاتے ہوئے روتی آواز میں کہا۔

'' سعد میرا خیال ہے آپی مہرین کو بتادیں معملہ بہت سنجیدہ ہے ''

فروا نے پریشان سے لہجے میں سعد کے کندھے پر ہاتھ رکھا جواب گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

*****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 6

www.novelsclubb.com

صبح جب آنکھ کھلی تو ابھی ملگجا سا اندھیرا تھا۔اور علیدان بھی درخت سے ٹیک لگائے سو رہا تھا۔اذفرین نے بغور اسے دیکھا اور تسلی کی کہ وہ سو رہا ہے یا ویسے ہی آنکھیں مونے لیٹا ہے پر وہ بے سدھ گہری نیند میں تھا۔

یہی اچھا موقع تھا پاس پڑی بوتل کو کندھے سے لٹکا یارسی کو اٹھا کر درخت کے تنے سے باندھا اور لٹک کر نیچے اتری۔اسطرح اترنے کا کام اب وہ اتنی بار کر چکی تھی کہ اب خود باآسانی اتر سکتی تھی۔

بڑے سے درخت کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی درخت کی اؤٹ سے باہر آ کر چور سی نظر علیدان پر ڈالی شکر کا سانس لیتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھا وہ اٹھا نہیں تھا۔ہلکی ہلکی روشنی پھیل گ ئی تھی چڑیوں کی چہچانے کی آوازیں تھیں آبشار سے گرتے پانی کی آواز ندی کے اندر موجود بہتے پانی کی آواز اللہ کتنا حسین تھا سب ایک لمحے کو تو وہ سب کچھ بھول چکی تھی کہ وہ یہاں کیوں اور کیسے موجود ہے بس وہ تھی اور یہ خوبصورت قدرتی منظر انسانوں کی پہنچ سے دور صاف شفاف وہ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے مسکرا رہی تھی

www.novelsclubb.com

اور پھر بازو ہوا میں کھول کر وہ دھیرے سے گھوم رہی تھی ایسا لگ رہا تھا سارا منظر اس کے ساتھ رقص کر رہا ہو پر اچانک علیدان کی وہاں کی موجودگی کا خیال آتے ہی خجل سی ہوتی ہوئی رکی وہ تو جیسے آج پر سکون تھا اسی لیے بھرپور نیند لے رہا تھا رسی کا پل کھول دینے کے بعد ان کا اس پار آنا ناممکن ہو چکا تھا۔

مسکرا کر گہری نظروں سے آئی رن مین کی طرف دیکھا۔ سارے لمحے ذہن میں گھوم گئے میٹھی سی لہر تھی جو دل میں اٹھی تھی لب دھیرے سے مسکرا دیے۔ کیا سوچ رہی ہوں میں یہ اچانک ذہن کے سوال پر دل کو سنبھالا اور سر پر چپت لگائی۔ علیدان سے توجہ ہٹا کر پھر سے ندی کی طرف دیکھا۔

وہ اٹھا نہیں ہے تو کیوں نا بال بھی دھو لوں اچانک ذہن میں خیال امڈ آنے پر اس نے ہاتھ بالوں میں پھیرا بال مٹی اور گھاس سے اٹے ہوئے تھے خود سے عجیب سی گھن آئی اس کے بال اتنے ریشمی تھے کہ کبھی اسے ہاتھ پھیرتے ہوئے ایسے محسوس نہیں ہوا تھا جیسے آج ہو رہا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہاں سیاہ فام جب اسے گود میں اٹھائے ہوئے تھا اسی وقت بالوں میں سے چھوٹا سا کلپ بالوں سے پھسل کر پتا نہیں کہاں گرا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیسے واش کروں بالوں کو تیرا کی بھی تو نہیں آتی۔ کمر پر ہاتھ رکھے پر سوچ انداز میں ارد گرد دیکھا۔

اور پھر بہتی آبشار پر نظر پڑتے ہی نظر تھم گ ئی کچھ پتھر اوپر کو ابھرے ہوئے تھے جن پر پاؤں رکھتی وہ آبشار کے ایک اطراف میں جا سکتی تھی۔ اور وہاں کھڑے ہو کر باآسانی بالوں کو دھویا جا سکتا تھا ہمت جتانی ہی تھی جو گرز اتار کر ایک طرف رکھے اور آہستہ آہستہ پتھروں پر پاؤں رکھتی وہ آبشار کی طرف بڑھ رہی تھی پتھر پانی کے لگتار بہنے کی وجہ سے بہت ہی پھسلن زدہ ہو چکے تھے ایک پتھر شائی د زیادہ پھسلن لیے ہوئے تھا اذفرین نے جیسے ہی اس پر پاؤں رکھا وہ بری طرح ڈگمگا گ ئی بہت کوشش کے باوجود توازن برقرار نہ رکھ سکی اور سیدھی پانی میں جا گری جہاں بہاؤ بھی تیز تھا ندی کے پانی میں گری بھی کچھ اسطرح کہ فوری سنبھل بھی نا سکی اور پانی کے ساتھ بہتی ہی چلی گ ئی بڑی مشکل سے وہ ایک نوکیلے سے ابھرے پتھر کو پکڑنے میں کامیاب ہوئی پر جیسے ہی نیچے نظر پڑی تو خوف سے آنکھیں اور دل پھٹنے کو آیا وہ ندی کے آخری دہانے پر پہنچی ہوئی تھی جہاں سے ندی کا پانی آبشار کی صورت میں گہری کھائی میں گر رہا تھا اور نیچے ایک اور ندی تھی۔ اور اس کی ٹانگیں اور جسم اب نیچے لٹک رہا تھا صرف ہاتھ ہی اس نوکیلے پتھر کو تھامے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

" بچائیں پلیز بچائیں علیدان۔ن۔ن۔ن "

وہ چیخ رہی تھی بہتا پانی بری طرح آنکھوں اور منہ میں جا رہا تھا۔ٹانگوں کو زور زور سے ہوا میں مار رہی تھی اور مسلسل علیدان کے نام کو پکار رہی تھی وہ بہتی ہوئی کافی دور آچکی تھی ۔اس لیے آواز دینے میں پوری قوت لگا رہی تھی پر گرتے پانی کے شور میں آواز دب رہی تھی۔

" علیدان کہاں ہے علیدان علیدان "

ہاتھ کی گرفت کم ہوتی جا رہی تھی اوہ میرے خدا وہ سو رہا ہے نہیں اٹھے گا۔دونوں ہاتھوں سے پتھر کو تھام کر اوپر ہونے کی کوشش کی۔پر پانی کا بہاؤ ایسا کرنا ناکام بنا رہا تھا۔ دل خوف سے کانپ رہا تھا لرزتے دل سے جھک کر ایک دفعہ پھر سے نیچے دیکھا اور پھر اور قوت سے چیخی اتنی ہولناک چیخ تھی کچھ دور پتھر پر بیٹھا عجیب سا پرندہ ڈر کر اڑا تھا۔اب نہیں بچ سکوں گی۔رونے جیسی صورت بنا کر آسمان کی طرف دیکھا بازو اب جواب دیتے جا رہے تھے اور ہاتھوں کی گرفت بس چھوٹنے ہی والی تھی۔

www.novelsclubb.com

جب اٹھا تو وہ کہیں نہیں تھی عجیب سا احساس ہوا رسی کو درخت سے بندھا دیکھا کر یہ اندازہ تو لگا چکا تھا کہ وہ خود اتر کر گ ئی ہے کہیں پر وہ اتنی دور کیسے جا سکتی ہے ڈرپوک سی تو ہے۔پاگلوں کی طرح آوازیں دیتا وہ اسے ارد گرد تلاش کر رہا تھا پر وہ کہیں نہیں تھی کہاں جا سکتی ہے کوئی جنگلی جانور تو نہیں اٹھا کر لے گیا ذہن میں وسوسے جنم لینے لگے تھے۔ عجیب طریقے سے دل پریشان ہوا تھا گو کہ وہ اس کی کچھ نہیں لگتی ساتھ بھی بس دو دن کا تھا پر اس وقت ایسا لگ رہا تھا وہ سب کچھ تھی اس کا تڑپ کر اسے پھر سے آوازیں دی پر کہیں سے کوئی آواز نہیں آئی۔پریشانی سے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھاما اچانک نظر اس کے جو گرز پر پڑی جو ندی کے پاس اتارے ہوئے تھے پھر تو وہ پاگلوں کی طرح ندی کی طرف بھاگا تھا۔

"اذفرین اذفرین"

www.novelsclubb.com

علیدان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی جیسے جینے کی آس ملی تھی۔تڑپ کر ٹانگوں کو ہوا میں چلایا اور پتھر پر ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی۔

"علیدان مجھے بچالیں میں گر رہی ہوں نیچے کھائی میں"

پوری قوت سے چیختے ہوئے پکارا۔اور پھر بار بار اس کا نام لیا۔وہ تیرتا ہوا وہاں پہنچا تھا اور اب پتھر کو تھام کر اس کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

" مضبوطی سے پکڑ کر رکھیں دوسرے ہاتھ سے پتھر کو ایک ہاتھ مجھے دیں "

وہ حواس باختہ سا لگ رہا تھا۔اذفرین نے ایک ہاتھ سے پتھر پر گرفت مضبوط کی اور دوسرا ہاتھ علیدان کی طرف بڑھایا۔

علیدان نے زور لگا کر اسے اپنی طرف کھینچا اس کے جبڑے پوری قوت سے ایک دوسرے میں پیوست تھے اور دماغ اور بازو کی رگیں باہر کو ابھر رہی تھیں کیونکہ اس وقت وہ نہ صرف اذفرین کو اوپر کھینچ رہا تھا بلکہ اپنے پیروں کو بھی پتھر سے اڑا کر پانی کے بہاؤ میں بہنے سے روکے ہوئے تھا اذفرین کے اوپر آتے ہی وہ اسے بغل میں لیے پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں تیر رہا تھا اور اس میں بھی پوری طاقت لگانی پڑ رہی تھی جس کے باعث چہرہ سرخ ہو گیا تھا جبکہ وہ تو نیم بے ہوش سی لگ رہی تھی۔ندی سے باہر لا کر اسے کنارے پر لیٹایا۔اور خود گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے پیٹ کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے ہلکا ہلکا دبایا۔سانس پھولی ہوئی تھی۔وہ ہوش میں نہیں آ رہی تھی جھجکتے ہوئے اس کے

چہرے پر جھکا اور ہاتھ کی مدد سے اس کے لبوں کو کھولتے ہوئے اس کے سانسوں کو پائپ سے پانی کھینچنے کی مترادف اوپر کو کھینچا

وہ تھوڑا سا اوپر اٹھی اور کھانسی کے ساتھ ہی منہ سے پانی نکلا۔اور تیز سانس بھی۔علیدان جلدی سے سیدھا ہوا اذفرین کی آنکھیں کھلی تو وہ پانی میں نچڑتا اس کے اوپر جھکا تھا۔

سارا منظر پھر سے آنکھوں میں گھوم گیا اور آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے تھے۔اور پھر وہ باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔وہ جو اس کے ہوش پر آجانے پر سکھ کا سانس لے رہا تھا اب اس کے ٹسوے بہانے پر جیسے ذہن پھٹنے لگا تھا پاگل لڑکی اگر میں کچھ دیر اور نہ پہنچ پاتا ایک دم سے اسے سامنے لیٹی لڑکی پر بری طرح غصہ آیا۔

''چپ بلکل چپ اکیلی وہاں پہنچی کیسے تم؟ ''

علیدان نے غراتے ہوئے کہا پیشانی پر بے تحاشہ شکن تھے اور آنکھوں میں غصہ۔علیدان اچانک اتنے غصے سے گرجا کہ وہ رونا بھول کر اب حیران ہوتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی

۔

www.novelsclubb.com

"کچھ اندازہ بھی ہے میں کتنا پریشان ہو رہا تھا وہاں کب سے تلاش کر رہا تھا اور اگر کچھ دیر اور نہ آتا میں یہاں تو اندازہ بھی ہے کہاں ہوتی تم"

علیدان آپے سے باہر ہو چکا تھا اور اب تو وہ اتنے غصے میں تھا کہ آپ کو بھول کر اسے تم تم کہہ رہا تھا اور وہ دم سادھے اس کو دیکھ رہی تھی۔ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی ٹانگوں کو سمیٹ کر گھٹنوں پر سر رکھا۔ میں کونسا جان بوجھ کر گری تھی سہم کر غصے سے بھرے علیدان کی طرف دیکھا جسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور پیشانی پر بل پڑے تھے۔ بالوں شرٹ اور پینٹ سے پانی نچڑ رہا تھا۔

"تم۔۔۔ تم اگر ساتھ نہ ہوتی کب سے نکل بھی گیا ہوتا میں یہاں سے تمھاری وجہ سے پھنسا ہوا ہوں کبھی تم تھک جاتی ہو کبھی تمہیں پکا کر کھانا ہوتا کبھی کچھ کبھی کچھ عزاب میں پھنس گیا ہوں"

www.novelsclubb.com

وہ انگلی کا اشارہ اس کے سر کی طرف کرتے ہوئے طیش میں بولے جا رہا تھا اور شائید آج سارا غبار انکال رہا تھا پچھلے دو دن کا۔

اتنی مصیبت سمجھ رہا ہے یہ مجھے اور میں اسے یہاں اپنا سب کچھ سمجھ رہی ہوں دل عجیب سی گھٹن کا شکار ہوا۔

آدھے گھنٹے سے تلاش کر رہا ہوں تمہیں پاگل سمجھ رکھا ہے بہت عقل مند سمجھتی ہو "
" خود کو کیوں اکیلی یہاں تک آئی

علیدان کا غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا اس کے سر پر کھڑا۔ خود تو مرد ذات ہے دھڑلے سے میرے سامنے شرٹ کھول کر نہا لیتا ہے جو دل میں آتا ہے کرتا ہے میں لڑکی ہوں کیا اتنی سی بات اس کے ذہن میں نہیں آرہی میرے خود کے ذاتی مس ئی لے نہیں ہو سکتے کیا۔ اذفرین نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔ اور اس کا یوں ڈانٹے جانا اب برداشت سے باہر ہو چلا تھا ایسا بھی کیا کر دیا تھا

ایک دم جھٹکے سے کھڑی ہوئی پیشانی پر شکن اب علیدان سے بھی گہرے تھے۔

" مجھے واش روم جانا تھا اس لیے نہیں بتایا نہیں اٹھایا آپکو "

اذفرین نے اونچی آواز میں چیخ کر کہا جس بات کو وہ اس پر ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اب چیخ کر علان کر رہی تھی اس کے سامنے وہ جو کچھ اور ڈانٹنے کے لیے بولنے ہی والا تھا ایک دم سے چپ ہوا۔

" میں کوئی خود کو عقل مند نہیں سمجھتی اور آپ کو نہیں کہا تھا میں نے مجھے بچائی یں آپ خود کو دے تھے جب وہ بھیڑیے مجھے اٹھا کر لے جا رہے تھے "

اب غصہ نکالنے کی باری اس کی تھی دانت پیستے ہوئے وہ علیدان سے بھی اونچا چیخ رہی تھی ۔علیدان اب بس گھور ہی رہا تھا پر وہ تو جیسے پھٹ پڑی تھی۔

" اگر اتنا ہی بوجھ ہوں تو کیوں لیے لیے گھوم رہیں ہیں جائی یں آپ اکیلے جو ہونا ہوا میرے ساتھ ہو جائے گا موت آنی ہے نہ ایک دن تو یہیں سہی ویسے بھی میرے غم میں مبتلا ہونے کے لیے میرا کوئی نہیں اس دنیا میں "

اذفرین نے آنسوؤں کے زیر اثر بھاری ہوتی آواز میں کہا غصے سے ہاتھ کی پشت سے گال رگڑے اور ایک طرف چل دی۔ جبکہ وہ وہیں کھڑا تھا۔ بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا لب

بھینچے اس کی طرف دیکھا جواب پیر پٹختی ایک طرف جا کر اپنی شرٹ کو اور پینٹ کو ہاتھوں کی مدد سے نچوڑ رہی تھی۔

سمجھتی کیا ہے خود کو اتنی مدد کی اور اگر تھوڑا سا ڈانٹ دیا تو چار سنا دی مجھے احسان فراموش کہیں کی علیدان نے جھٹکے سے شرٹ اتاری اور ہاتھوں سے نچوڑ کر ایک طرف درخت پر ڈال دی۔ کن اکھیوں سے ناک پھلا کر اذفرین کی طرف دیکھا۔ دماغ دیکھو میڈیم کا اور میں ہلکان ہوا جا رہا تھا اس کے لیے۔ سر کو طنزیہ انداز میں ہوا میں مارا

وہ اب پتھروں پر ایک طرف منہ بسورے بیٹھی تھی جبکہ علیدان نے چار مچھلیاں پکڑ کر آگ میں پکائی یں اور پھر انہیں بڑے بڑے پتوں میں رکھ کر ٹہنیوں کی مدد سے باندھ لیا ۔ جن پتھروں سے آگ جلائی تھی انہیں بھی پانی کی بوتل کے سامنے والی جیب میں رکھا تینوں گنز کو اٹھایا اور ساری چیزیں سمیٹ کر کندھے سے لٹکا کر وہ اب اذفرین کے پاس آیا تھا۔ جو منہ پھلائے سامنے ندی میں پاس پڑے چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھی۔ نظریں سامنے کسی غیر مرئی نقطے پر جمار کھیں تھیں۔ بال اب سوکھ کر چمک رہے تھے اور ہوا سے اڑ اڑ کر ریشم کے دھاگوں کی طرح اس کے گداز گالوں سے ٹکرا رہے تھے

www.novelsclubb.com

چہرہ نکھرا سا دمک رہا تھا پر آنکھیں سوجی ہوئی تھیں شائد پانی کے لگاتار ان پر پڑنے اور رونے کی وجہ سے وہ روٹھے سے انداز میں بیٹھی اب اس سے بری طرح بے نیازی برت رہی تھی۔اس کی ساری باتیں بار بار ذہن کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں۔کتنا دکھ ہوا تھا دل کو یہ سب سن کر کہ وہ پچھتا رہا تھا اس کو بچا کر اور اب اس سے تنگ بھی آ چکا تھا۔

" چلو "

علیدان نے روکھے سے لہجے میں کہا چہرہ سپاٹ تھا۔اذفرین ایسے بیٹھی تھی جیسے کچھ سنا نہیں بس پتھر اٹھا اٹھا کر ندی میں پھینک رہی تھی۔

علیدان نے بغور دیکھا اب ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے ڈر گیا تھا اسے کچھ ہو نہ گیا ہو اب دل کی اس عجیب سی بات کو تو اس پر آشکار نہیں کر سکتا کہ وہ کتنا گھبرا گیا تھا آبرؤ چڑھا کر اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور پھر گہری سانس خارج کی۔

" چلو اب زیادہ نخرے مت کرو "

اذفرین کا ہاتھ پکڑ کر اس کو زبردستی اٹھانے کی سعی کی۔اب کی بار لہجہ نرم تھا۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا میں خود چلی جاؤ ں گی یہاں سے آگے کوئی احسان نہیں چاہیے آپ کا۔"

اذفرین نے اس کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا اور چہرے کا رخ موڑ لیا۔ کیا سمجھتا ہے جب چاہا بری طرح انسلٹ کردی اور اب آکر حق کس بات کا جتا رہا ہے اذفرین کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لیا کیا سمجھتا ہے اکیلی ہوں کمزور ہوں تو اس فولاد کی محتاج ہوں اللہ ہے میرے ساتھ تھوک نگل کر آنسوؤ ں کے گلے میں اٹکے گولے کو نگلا

علیدان نے گھور کر دیکھا اب یہ نخرے کس بات کے ہیں پیشانی پر بل ڈالے اور پھر غصے سے آگے چل پڑا۔

کچھ دیر علیدان کی پشت کو گھورتے رہنے کے بعد منہ بسور کر اٹھی کچھ دیر انتظار کیا کہ وہ رکے گا پیچھے مڑ کر دیکھا پر اس نے تو ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا دل میں عجیب سا خوف آیا اور اس کے پیچھے چل دی۔ وہ تو تیز تیز چلنا شروع ہو چکا تھا۔ اذفرین نے بھی تیز تیز قدم اٹھائے اور اس کے ساتھ قدم ملائے انداز خفا سا تھا۔ حالت دوسری طرف بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

****

" اوز "

ادیان نے دروازے کھولتے ہی ایک ہاتھ سوئچ بورڈ پر رکھا اور خفیف سی آواز میں اوز گل کو پکارا۔ لائٹ کے جلتے ہی کمرہ روشنی میں نہا گیا اوز گل سامنے بیڈ پر نیم دراز تھی ادیان کو دیکھ کر جلدی سے آنکھوں کے بھیگے کونوں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑ ڈالا۔ وہ چت لیٹی تھی اور آنکھیں چھت پر غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔

ادیان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اب بیڈ کے بلکل پاس آچکا تھا۔ گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا رو رو کر آنکھیں سوزش لیے ہوئے تھیں چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ بھائی سے اتنی محبت کرتی ہے یہ دل میں ٹیس اٹھی۔

کتنا دردناک لمحہ تھا وہ اپنی چاہت اپنی محبت کو کسی اور کے لیے یوں بے حال ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ کوئی اور اس کا اپنا سکا بھائی تھا جس سے وہ خود بھی بے انتہا محبت کرتا تھا۔

" اوز اٹھو نیچے چلو کھانا کھاؤ "

ملائم سے لہجے میں کہتا تھوڑا سا اس پر جھکا۔اوز گل ویسے ہی ساکن سی گم سم سی لیٹی تھی ۔کچھ دیر دونوں نفوس کے درمیان یونہی خاموشی رہی۔

" مجھے بھوک نہیں ہے "

اوز گل کی آہستہ سی آواز نے خاموشی کو ختم کیا۔ادیان نے کمر پر ہاتھ رکھے کچھ دیر پر سوچ انداز میں اسے دیکھا اور پھر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔کمر کا رخ تھوڑا سا موڑ کر چہرہ اس کی طرف گھمایا جو مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔

" دیکھو ہم سب پہلے سے ہی بہت پریشان ہیں تمہیں دیکھ کر اور ہو رہے ہیں "

ادیان نے نرمی سے سمجھایا۔وہ کل سے کچھ نہیں کھا رہی تھی یوں ہی کمرے میں بند تھی درخشاں بیگم نے آج ادیان سے گزارش کی کہ وہ صرف تمھاری بات مانتی ہے اسے آ کر سنبھالو اور اس کی اسطرح کی حالت سن کر وہ اس سے دوری برتنے کے سارے ارادے بالائے طاق رکھے اس کے پاس بیٹھا تھا۔

" مجھے نہیں ہے بھوک اور تم جاؤ یہاں سے پلیز "

اوز گل نے خفگی سے کہا اور کروٹ لیتے ہوئے بازو کو آنکھوں پر دھر لیا انداز اس سے بھی خفگی برتنے والا تھا وجہ شائی داس رات کی ڈانٹ تھی۔

" نہیں میں نہیں جاؤں گا اٹھو چچی کا خیال کرو کچھ بہت پریشان ہیں وہ "

ادیان نے اس کے بازو کو آنکھوں پر سے ہٹایا اور تھوڑی سختی برتی۔ سختی کرنے کا اتنا اثر ہوا تھا کہ وہ اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ادیان کی طرف دیکھا وہ بھی کم پریشان نہیں تھا علیدان سے وہ بھی بے پناہ محبت کرتا تھا۔

" ادی۔۔۔۔ "

اوز گل نے آہستگی سے ادیان کو پکارا جبکہ نظریں ہاتھوں پر جمی تھیں وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" ہاں بولو؟ "

ادیان نے دل کی حالت کو سنبھالا جو اس کے یوں بے حال ہونے پر خود بے حال ہوا جا رہا تھا۔سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی دل اس کے لیے ہمک رہا تھا۔جب سے ہوش

سنبھالہ تھا تب سے اسے چاہا تھا اور کچی عمر کی محبت کی جڑیں تو روح تک رسائی پا چکی ہوتی ہیں ان کو اکھیڑنے میں صدیاں بیت جاتی ہیں یہاں تو ابھی دو ہفتے ہی گزرے تھے۔

"علی ٹھیک ہو گا نہ؟ "

اوز گل نے آنسوؤں کو ضبط کرتی ہوئی گھٹی سی آواز میں پوچھا وہ بچپن سے ہی علید ان کو علی اور اسے ادی کہتی تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا بھائی کو بہت جلد وہ ہم سب کے ساتھ ہوں گے ان شاءاللہ دیکھنا تم "

ادیان نے تسلی آمیز لہجے میں کہا اور اس کے چہرے کو تھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر کیا اس کی نظروں کا تصادم ہوتے ہی دل کی حالت پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر دیکھا۔

"اگر انہیں کچھ ہوا تو میں میں کیا کروں گی؟ "

www.novelsclubb.com

لب رونے کے انداز میں باہر نکالے نم آنکھوں سے وہ سوال کر رہی تھی اس سے جسے اس کی آنکھ میں ایک آنسو بھی ازیت میں مبتلہ کر دیتا تھا اور اب تو وہ کل سے تکیہ بھگو رہی تھی۔

"اوز اللہ نہ کرے ایسا کچھ بھی ہو "

تڑپ کر اس کی بات کی نفی کی اور سر کو بھی نفی میں ہلایا۔وہ پھر سے رو رہی تھی۔اور روتے روتے سر ادیان کے کندھے پر ٹکا دیا۔اس کی آنکھوں سے نکلتا گرم گرم سیال کندھے کو بھگو رہا تھا۔

"دیکھو چچی ٹھیک نہیں رہتی اور تمھاری وجہ سے اور پریشان ہو رہی ہیں پلیز ان کا کچھ خیال کرو اٹھو شاباش"

ادیان تڑپ کر اس سے دور ہوا اور کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔وہ تو اسے دوست مانتی تھی بہت اچھا دوست اس کے دل میں چھپی محبت سے یکسر بے خبر۔

"ہمم تم چلو میں آرہی ہوں نیچے"

اوز گل نے آنسو صاف کیے اور آہستگی سے کہتی ہوئی بیڈ سے نیچے اتری۔ادیان نے چہرے پر موجود کرب کو چھپایا اور مسکرا دیا۔

"گڈ گرل نیچے ویٹ کر رہا ہوں تمھارا"

ادیان نے اس کے گال کو تھپکا اور پھر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

****

www.novelsclubb.com

'' بھوک نہیں ہے مجھے ''

اذفرین نے خفگی سے کہتے ہوئے چہرے کے رخ کو موڑ لیا وہ مسلسل دو گھنٹے چلے تھے اور اب ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے دوپہر میں گرمی اور حبس کے بڑھنے کی وجہ سے اب چلنا دشوار ہو گیا تھا اور آج پچھلے دو دن کی نسبت حبس اور گھٹن زیادہ تھی۔

علیدان نے پتوں میں پیک شدہ مچھلی نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔اتنی گرمی میں وہ مسلسل دو دن سے مچھلی کھا رہے تھے اور اب تو دل بھی اکتانے لگا تھا۔اور علیدان سے تو وہ اب بات تک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

'' نہیں کھانی ٹھیک ہے مرضی آپکی ''

علیدان نے کندھے اچکائے اور خود بے نیازی سے کھانے میں مصروف ہوا اذفرین نے گھور کر دیکھا کتنا کٹھور تھا وہ بھوک تو اسے بھی لگی تھی دو گھنٹے چلنا آسان نہیں تھا اور اس کے بعد کچھ کھانے کو ملے گا کہ نہیں اس کی بھی کوئی ضمانت نہیں تھی اسی لیے اکڑ کو بالائے طاق رکھا اور پاس پڑی مچھلی کو اٹھا کر کھانے لگی۔علیدان نے کن اکھیوں سے دیکھا

اور پھر سنجیدگی سے کھانے میں مگن ہوا۔ نخرے کسے دکھا رہی ہے مجھے جس نے آج تک کسی کے نخرے نہیں برداشت کیے علیدان نے ناک پھلایا

"سنیں کچھ پتا بھی ہے کہاں جارہے ہیں کب ختم ہوگا یہ سب میں تنگ آگ ئی ہوں اس سب سے تھک گ ئی ہوں مجھے گھر جانا ہے اپنے"

گھٹی سی آواز میں کہتے آنسوؤں کے بے اختیار امڈ آنے پر قابو پاتے ہوئے علیدان کی طرف دیکھا انداز ایسا تھا جیسے سارا قصور علیدان کا ہو

علیدان پانی کی بوتل کو منہ سے لگائے پانی پینے میں مصروف تھا۔ بوتل کو ہٹا کر ڈھکن لگایا بھنویں سکیڑ کر اسے گھورا۔

"تو میں کیا کروں تمھارے سامنے ہے سب کچھ میرے ہاتھ میں کیا ہے اور میں کوئی ٹارزن تھوڑی نہ ہوں چل رہے ہیں ایک سیدھ میں کہیں تو پہنچیں گے"

علیدان کا لہجہ بہت روکھائی لیے ہوئے تھا اذفرین نے معصوم سی صورت بنائے اُسے دیکھا وہ کتنا سخت دل تھا کوئی احساس نہیں تھا۔ کتنا غلط سوچتی رہی اس کے بارے میں کہ وہ اتنا خیال کرتا ہے اس کا۔

وہ انہی سوچوں میں گم چپ چاپ بیٹھی تھی جب یکا یک بادل گرجے اور موسلادھار بارش شروع ہوئی۔ بارش کی رفتار اتنی تیز تھی کہ جس درخت کے نیچے وہ بیٹھے تھے دفعتاً پانی جمع ہونے لگا تھا۔

" اُفف یہ بارش کہاں سے ہونے لگی "

علیدان تیزی سے اٹھا اور درخت کے تنے کی طرف دیکھا۔ پھر اذفرین کی طرف دیکھا وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

" رکو یہاں آؤ "

اذفرین کو اشارہ کیا وہ تیزی سے پاس آئی اس کے پاس آتے ہی اسے کمر سے پکڑ کر اوپر چڑھایا اور پھر خود بھی سارا سامان سمیٹ کر اوپر چڑھا۔ بارش اتنی تیز تھی کہ درخت گھنے ہونے کے باوجود وہ بھیگ رہے تھے۔

بارش تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی بادل اتنے زیادہ گہرے تھے کے دوپہر میں بھی اندھیرا ہو گیا تھا اتنے دن سے جو حبس نما گرمی تھی اس کا زور ٹوٹا تھا شائد بارش کے ساتھ طوفانی ہوا چل رہی تھی۔ اذفرین نے ٹانگیں سمیٹ کے چہرے کو اس پر ٹکایا اور تنے

سے ٹیک لگائی۔اچانک وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے آگے ہوئی درد ناک سی چیخ گلے سے نمودار ہوئی۔

"کیا ہوا آپکو؟ "

علیدان نے جلدی سے ٹارچ جلائی جو ہاتھ میں ہی لیے بیٹھا تھا۔اس کی چیخ دل دہلا دینے والی تھی۔

"کسی چیز نے کاٹا ہے مجھے "

وہ کندھے کو مسلتے ہوئے آگے ہوئی چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔وہ جو آگے ہوئی اور گردن کا رخ موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں پر اُسی وقت علیدان ٹارچ لائی ٹ کی روشنی ڈالے ہوئے تھا اور ساکن بیٹھا تھا سبز رنگ کا پتلا سا پر بے انتہا لمبا سانپ درخت کے تنے سے لپٹا آدھا جسم ہوا میں کیے لہرا رہا تھا۔

"سانپ سانپ تھا علیدان وہاں مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے "

اذفرین نے گھٹی سی آواز میں لڑکھڑاتے سے لہجے میں کہا اس کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں جبکہ علیدان نے برق رفتاری سے پاس پڑی بندوق اٹھا کر سانپ کا نشانہ داغا

www.novelsclubb.com

سانپ پھٹنے جیسی صورت میں فائی رسے نیچے گرا درخت کے تنے پر دور دور اس کے خون کے نشان اور ٹکڑے گرے علیدان اب تیزی سے اذفرین کے پاس کھسکا جو اپنی شرٹ کو کندھے سے پیچھے کیے سانپ کے کاٹنے کی جگہ دیکھ رہی تھی سانپ نے بلکل کندھے کے اوپر ڈسا تھا وہاں سرخ رنگ کے دو دھبے نمودار تھے اذفرین کا چہرہ ایک دم سے زرد پڑا اس کا شرٹ کو پکڑا ہاتھ ڈھیلا ہوا اور اس سے پہلے کے وہ درخت سے نیچے گرتی علیدان اسے باہوں میں تھام چکا تھا۔

" لسن لسن ریلیکس اذفرین کچھ نہیں ہو گا "

اذفرین کا سر گود میں رکھے اس کے گال تھپتھپائے پر وہ تو ہوش میں نہیں تھی۔علیدان نے پریشان صورت بنائے بندوق کو ایک طرف رکھا

" اذفرین اذفرین "

www.novelsclubb.com

زور زور سے اس کے گال کو تھپکا۔

****

" سمجھ نہیں آ رہی حکومت مان کیوں نہیں رہی ان کے مطالبات "

میر دلاور نے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے پریشانی سے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔ان کی آج رات کی فلائیٹ تھی اوراس وقت پاکستان کے ایک مایاناز لیڈر کے آفس میں موجود تھے۔

"کچھ لوگ تو کہہ رہے ہیں سونگوانگ فوج کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اب اگر یہ بات ان لوگوں کو بتاتے ہیں تو وہ ایک ہی دفعہ میں باقی سب لوگوں کو مار دیں گے"

سامنے بیٹھے شخص نے افسوس بھرے لہجے میں کہا جس پر میر دلاور نے تڑپ کر دیکھا۔ دھواں سا آنکھوں اور دل میں بھرنے لگا تھا۔

"اسی لیے آسٹریلیا کی حکومت آپریشن کا سوچ رہی ہے ٹریس آؤٹ تو کر لیا ہے کہ کس جگہ ان کو یرغمال بنا کر رکھا گیا ہے"

سفدر عزیز نے گہری سانس لی اور کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔میر دلاور ڈھنے کے سے انداز میں پاس پڑی کرسی پر بیٹھے۔ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی جوان اولاد کی محبت کیا چیز ہوتی ہے آج سمجھ آ رہی تھی۔

"بس اللہ سے دعا کریں دلاور صاحب"

سفدر نے دھیمے سے لہجے میں تسلی دی۔اور پاس پڑے فون کو اٹھا کر کان سے لگایا۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 7

بار بار اس کے گال تھپکنے پر بھی وہ ہوش میں نہیں آرہی تھی علیدان نے تیزی سے درخت سے نیچے لٹکتی لمبی لمبی رسی نما شاخیں کھینچیں اور سانپ کے ڈسنے کی جگہ سے آگے اور پیچھے باندھ دیا ایک رسی کو کندھے اور جوڑ پر اور دوسری کو بلکل نیچے بازو پر باندھا دونوں طرف سے زہریلے خون کے بہاؤ کو روکنا تھا سانپ نے بلکل کندھے پر ڈسا تھا اس کی شرٹ کو کندھے سے ہٹا کر زخم پر ہونٹ رکھ کر دانتوں کی مدد سے جلد کو اوپر اٹھاتے ہوئے زخم پر سے خون کو چوسنا شروع کیا وہ بار بار خون کو سک کرنے کے بعد نیچے پھینک رہا تھا۔ کافی دیر یہی عمل دہرانے کے بعد اس نے تھک کر اذفرین کو تنے پر سیدھا لیٹا دیا۔ اور خود پاس پڑی بوتل سے پانی کے ساتھ کلی کی پر دل اس بری طرح خراب ہوا تھا کہ وہ سینے کو مسلتا ہوا جلدی سے درخت سے نیچے اترا بارش اب قدرے کم ہو چکی تھی کچھ دوری پر جا کر اس

نے بری طرح قے کی تھی اور یہ قے اس وقت فائدہ مند ثابت ہوئی تھی۔ طبیعت کچھ بہتر محسوس ہونے پر وہ پھر سے بے سدھ پڑی اذفرین کے پاس آیا۔

"اذفرین پلیز اٹھو اذفرین"

آہستگی سے اس کے گال تھپتھپائے پر وہ بے سدھ تھی پل بھر میں سفید چہرہ زردی مائل ہو گیا تھا سیاہ گھنی مڑی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ کیا ہو گیا ہے اس کو اٹھ کیوں نہیں رہی۔ پریشانی سے دل بیٹھا جا رہا تھا سانپ کی کونسی قسم تھی نہیں جانتا تھا کچھ سانپ تو اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ فوراً انسان جان کی بازی ہار جاتا ہے۔ دل میں ابھرتے خیال سے بے چین ہو کر اذفرین کے بے جان سے وجود کی طرف دیکھا۔

وہ بار بار کبھی اس کی نبض چیک کر رہا تھا اور کبھی ناک کے نتھنوں کے پاس ہاتھ لا کر اس کی سانس محسوس کر رہا تھا وہ بے ہوش تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اگر اُس کو کچھ ہو گیا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ کبھی اس کا پریشان سا چہرہ آنکھوں میں لہرا رہا تھا اور کبھی آگ کے عکس کو آنکھوں میں سموئے وہ چہکتی ہوئی اس کے گلے میں جھولتی نظر آ رہی تھی۔ انہیں سوچوں

میں گم اذفرین کا سر اپنے گھٹنے پر رکھے کب شام سے رات ہوئی اور وہ درخت کے تنے سے سر ٹکائے کس وقت سویا خبر نہیں ہوئی

" امی مجھے مت چھوڑ کر جائی یں پلیز امی واپس آجائی یں "

خفیف سی سرگوشی نما آواز تھی جو کان میں پڑتے اس کی آنکھ کھلی اذفرین کے ہونٹ دھیرے دھیرے ہل رہے تھے وہ سسک بھی رہی تھی نیم بے ہوشی کے حالت میں بڑبڑا رہی تھی۔علیدان خوشی سے دفعتاً سیدھا ہوا۔

"اذفرین آنکھیں کھولو تم ٹھیک ہو نا؟ "

آہستگی سے اسے پکارتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکا وہ آنکھیں موندے لیٹی بڑبڑا رہی تھی اس کے گال تھپتھپانے کی غرض سے ہاتھ رکھا تو اُس کا جسم تپ رہا تھا اُسے بہت تیز بخار تھا چہرہ رات سے بھی زیادہ زردی مائل تھا۔ جلدی سے اُس کی شرٹ کو کندھے سے ہٹاتے ہوئے زخم دیکھا وہاں سے جگہ گہرے نیلے رنگ کی ہو رہی تھی۔

رات جو نشان سرخ رنگ کے تھے اب سیاہ ہو رہے تھے اور ان کے گرد علیدان کے دانتوں کا دائی رہ بنا ہوا تھا جلدی سے اس کی گردن اور بازو کو دیکھا پر وہاں کی جلد کا رنگ

ٹھیک تھا مطلب کل فوری اسے باندھ دینے کی وجہ سے زہر آگے اور پیچھے جسم میں نہیں گیا تھا۔

اپنی شرٹ کو اتار کر پاس پڑی پانی کی بوتل سے پانی لے کر گیلا کیا اور نچوڑ کر فولڈ کیا پھر اس کے سر پر رکھا اب یہ عمل وہ بار بار دھرا رہا تھا لیکن ابھی یہ سب کافی نہیں تھا۔اس کے زخم سے مزید خون بہنا ضروری تھا۔ جس کے لیے زخم کو گہرا کرنا تھا۔اب زخم گہرا کرنے کے لیے کسی نوکیلی چیز کی ضرورت تھی۔

نچلے لب کو دانت میں دبائے پیشانی پر دھیرے سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بغور پاس پڑی ہر چیز کو دیکھا کیا کروں اچانک کہاں سے ایسی کوئی چیز لاؤں لکڑی نہیں نہیں اس کا ذرہ جلد میں رہ سکتا ہے ذہن میں آتے خیال پر بے ساختہ گردن کو نفی میں ہلایا

ارد گرد نظر کو پھر سے گھمایا نظر پاس پڑی گن پر رکی تھی پر سوچ انداز میں آنکھوں کو سکوڑے گن کو غور سے دیکھا ایک گن کو اگر توڑ دوں تو شائد کچھ ایسی نوکیلی چیز مل جائے اسی خیال کے زیر اثر وہ لپک کر گن لے کر نیچے اترا۔

پاس پڑے پتھر مار مار کر گن کو توڑنے کی کوشش شروع کی جیسے ہی وہ پتھر اٹھا کر گن پر مار رہا تھا تو آس پاس کے درخت میں اچھل کود ہو رہی تھی اور پتے ہل رہے تھے گھبرا کر ارد گرد دیکھا کمر پر ہاتھ رکھے بغور درختوں کو دیکھا پھر سے پتھر اٹھا کر مارا اور نظر درخت پر رکھی درخت پر بہت سے بندر موجود تھے۔بندر کو دیکھ کر دل کو تسلی ہوئی کہ کوئی خطرناک جانور نہیں ہے اور پھر سے پتھر کو گن پر مارا گن اب ٹوٹ چکی تھی اور پرزہ پرزہ ہو گئی تھی اس کے ٹریگر کے خول کے نیچے سے گول سی پتری نکلی جو ایک طرف سے نوکیلی تھی۔اس پتری کو اٹھا کر وہ پھر سے اذفرین کے پاس آیا جو اسی طرح بے سدھ پڑی تھی۔پتری کو پانی سے دھویا اذفرین کے پاس ہوا اس کے سر کو اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا ڈسے ہوئے نشان پر ٹریگر کی پتری کو رکھ کر زور سے دبایا وہ نیم بے ہوشی میں ہی تڑپ گئی تھی لیکن زخم گہرا ہوتے ہی خون رسنے لگا وہ اب تڑپنے کے انداز میں ہل رہی تھی شائد زخم کی تکلیف برداشت سے باہر تھی علیدان نے اسے مضبوطی سے تھاما مبادہ وہ یوں ہلتے ہوئے درخت سے نیچے جا گرے خون اب اس کی گردن سے بہتا ہوا اس کی شرٹ میں جذب ہو رہا تھا۔اذفرین کو درخت سے باندھ کر نیچے اترا

www.novelsclubb.com

پتھروں کی مدد سے پھر سے آگ جلائی جو بہت زیادہ کوشش کے بعد جلنے میں کامیاب ہوئی درختوں پر بندر آگ کو دیکھتے ہی اب دوسرے درختوں پر لٹک لٹک کر جا رہے تھے ۔علیدان اب بغور ان کی حرکات دیکھ رہا تھا اگر یہاں بندر موجود ہیں تو مطلب یہاں پھل موجود ہیں اچانک ذہن میں آتے خیال کے زیر اثر وہ سر اوپر اٹھائے درختوں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھا۔ بندر اسے دیکھ کر ڈرتے ہوئے ایک درخت سے دوسرے پر جا رہے تھے کچھ دور جانے پر ہی ایک ایسا درخت مل گیا تھا جس پر گولائی کی شکل میں آم سے ملتے جلتے رس بھرے سے پھل لٹک رہے تھے کچھ بندر جو اس درخت پر موجود تھے ان پھلوں کو توڑ توڑ کر کھانے میں مصروف تھے۔ نیچے بھی جگہ جگہ ادھ کھائے پھل پھینکے ہوئے تھے جن پر بڑے چھوٹے مختلف اقسام کیڑے رینگ رہے تھے۔

اپنی شرٹ اتاری اور اس کے بازو باندھ کر اس میں بہت سارے پھل بھر لیے۔ واپس آیا تو اذفرین ابھی بھی ویسے ہی بے سدھ پڑی تھی اور وہ اب گن کے مزید پرزے اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا ایک پتری بلکل سیدھی تھی جس سے پھل کاٹا جا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

شام کے سائے پھیلنے لگے تھے جلتی آگ سے بہت فائدہ ہوا تھا جس درخت کے تنے پر وہ موجود تھے وہاں سے سارے بندر دوسرے درختوں پر منتقل ہو چکے تھے۔

وہ اب اذفرین کی مخالف سمت میں بازوؤں کو فولڈ کیے سر کے نیچے رکھے چت لیٹا تھا۔
ذہن میں میر دلاور کی آواز گونجی اور سارا منظر آنکھوں کے آگے گھوم گیا

"آپ مان لیں اس کی بات اسے شوق ہے یہ سب پڑھنے کا"زیب میر دلاور کے آگے کھڑی التجائی انداز میں کہہ رہی تھیں اور وہ خود کچھ ہی دوری پر سینے پر ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا تھا۔

"کچھ ڈھنگ کا پڑھ لے زیب بیگم"میر دلاور نے گھور کر علیدان کی طرف دیکھا۔

"جانیں دیں پڑھنے دیں اس کا شوق ہے میر صاحب"زیب بیگم نے ایک نظر بچارگی سے دیکھتے علیدان پر ڈالی اور پھر سے میر دلاور کی طرف دیکھا۔

"جائے کس نے روکا ہے پر یہ یاد رکھے میری خوشی اس میں شامل نہیں"میر دلاور نے چہرے کا رخ موڑا

" بابا ہمیشہ سے آپ کی بات مانی ہے صرف یہ پہلی خواہش ہے میری اس کے بعد جو آپ کہیں گے اس پر سر تسلیم خم ہو گا کبھی انکار نہیں کروں گا۔

وہ اپنے خیالوں میں گم تھا جب اذفرین کی تکلیف سے کراہنے کی آواز آئی وہ جلدی سے سیدھا ہوا تو وہ کندھے پر ہاتھ رکھے اٹھنے کی کوشش میں تھی چہرے پر ناک اور ماتھا تکلیف کی وجہ سے شکن آلودہ تھا آنکھیں بند سی تھیں خشک ہوتے ہونٹوں پر بار بار زبان پھیر رہی تھی مطلب اسے پیاس لگی تھی۔

" لیٹی رہو ابھی "

علیدان نے پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولتے ہوئے اس کو پھر سے لیٹے رہنے کا اشارہ کیا۔ قریب آکر پانی کی بوتل کو اس کے منہ سے لگایا پانی اس کے منہ سے نیچے گر رہا تھا مطلب وہ ابھی بھی نقاہت اور ہلکی ہلکی غنودگی کا شکار تھی۔ پانی پلانے کے بعد دھیرے سے اس کے سر کو پھر سے نیچے رکھا۔ وہ مسلسل آنکھیں کھولنے کی سعی کر رہی تھی۔

" مجھے۔۔۔ سانپ۔۔۔ نے کاٹا تھا "

خفیف سی تکلیف زدہ آواز ابھری وہ بار بار آنکھیں کھول اور بند کر رہی تھی۔ سر بری طرح بھاری ہو رہا تھا کندھے میں بے تحاشہ تکلیف تھی حلق کڑوا ہو رہا تھا سارا منظر آنکھوں میں گھوم گیا اس نے درخت کے تنے سے ٹیک لگائی تھی اور اچانک ایسا محسوس ہوا تھا جیسے دو گرم سلاخیں کسی نے کندھے میں گھسادی ہوں کندھے میں پھر سے ویسی ہی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ اس کے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر علیدان اب اس کے قریب ہوا

۔

"ہاں سانپ نے ہی کاٹا تھا"

نرم سے لہجے میں کہتا ہوا وہ قریب ہوا لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔ اس وقت اس کے ہوش میں آجانے سے بڑی کوئی خوشی نہیں تھی۔

"میں۔۔۔ بچ۔۔۔ کیسے گ ئی؟"

www.novelsclubb.com

نقاہت سی کانپتی آواز میں پوچھا وہ اب علیدان کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بکھرے بال بڑھی ہوئی شیو اور تھکی تھکی سی بڑی آنکھیں لیے وہ مسکرا رہا تھا۔

"اچھا تو کیا مر جانا چاہیے تھا تمہیں"

علیدان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے بغور اس کے شفاف چہرے کی طرف دیکھا حسن اور معصومیت کا امتزاج تھی وہ شفاف چمکتی سی آنکھیں مدھر میٹھی سی آواز جس کو سننے کے لیے وہ کل دوپہر سے ترس گیا تھا اور اب وہ آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہوئی تو احساس ہوا کہ ویران جنگل کیسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ اگر وہ یہاں اس کے ساتھ نہ ہوتی تو شائد وہ پریشان ہو ہو کر تھک جاتا۔ نرم سی نگاہ اس پر ڈالی۔

" ہاں مر جاتے ہیں لوگ سانپ کے ڈسنے سے "

علیدان نے مدھم سی آواز میں کہتے ہوئے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں اب بھی کبھی بند ہو رہی تھیں کبھی کھل رہی تھیں۔ شریر سی مسکراہٹ نے لبوں کا حصار کیا۔

" تم نے تو بھرپور کوشش کی تھی لیکن بد قسمتی سے سانپ اتنا زہریلا نہیں تھا "

علیدان کا لہجہ شریر سا تھا اذفرین نے چونک کر علیدان کی طرف دیکھا تو وہ ہنس رہا تھا۔ کتنا سنگ دل ہے آرام سے ہنس رہا ہے میں اتنی تکلیف میں ہوں کندھے پر اکڑاہٹ سی محسوس ہو رہی تھی دھیرے سے کندھے پر سے شرٹ کو ہٹا کر دیکھا آنکھیں خوف کے

زیر اثر پھیل گئی تھیں۔سانپ کے ڈسنے کے بعد جب اس نے دیکھا تھا تو باریک سے دو سرخ دھبے تھے اور اب کندھا خون سالت پت تھا گہرا نیلا ہو رہا تھا اور سانپ کے ڈسنے کے نشان کے گرد کسی انسانی دانتوں کا دائرہ بھی تھا جو نیلا ہو رہا تھا۔

" ڈرو مت یہ بڑے والے دانتوں کے نشان میرے ہیں "

علیدان نے شرارت سے مسکراہٹ دبائی دفعتاً علیدان کی طرف دیکھا ایک دم سے جھینپ گئی جلدی سے شرٹ کو کندھے پر درست کیا۔اس کے جھینپ کر شرمندہ سے چہرے کو دیکھ کر علیدان کو اندازہ ہوا وہ کیا کہہ گیا۔

" کچھ کھاؤ گی پھل تلاش کر کے لایا ہوں "

اس کی اور اپنی شرمندگی ختم کرنے کے لیے جلدی سے بات کا رخ تبدیل کیا اور نیچے پھلوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا پھر چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور دو پھل لے کر اوپر آیا۔وہ تو ایسے اٹھ کر سیدھی ہو بیٹھی جیسی ترسی ہوئی تھی معدہ سکڑا پڑا تھا پھل دیکھتے ہی جیسے جان میں جان آئی ترس گئی تھی مچھلی کے علاوہ کچھ کھانے کے لیے تیزی سے آگے

بڑھی اور اور علیدان کے ہاتھ سے پھل لے کر کھانے لگی تھی۔ عجیب سے شکل کا آم تھا پر بے حد میٹھا تھا اذفرین کے کھانے کا انداز عجلت لیے ہوا تھا۔

" دن ضائع کر چکے ہیں ہم یہاں آگے نہیں بڑھے "

علیدان نے بھی پھل کے کش کو ہاتھ میں پکڑی سیدھی سٹیل کی پتری سے کاٹ کر منہ میں رکھتے ہوئے کہا

" کیا میں دو پہر سے بے ہوش رہی "

آہستگی سے نظریں اٹھا کر پوچھا۔ جب وہ لوگ یہاں آئے تھے تب دو پہر تھی اور اب رات ہو رہی تھی ایسا لگا جیسے وہ کچھ گھنٹے ہی بے ہوش رہی تھی۔

" ہاں کل دو پہر سے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے کل پر زور دیا اذفرین کا پھل کو منہ تک لے کر جاتا ہوا ہاتھ یکا یک ہوا میں معلق رہ گیا۔ حیرت سے علیدان کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے پھل کھانے میں مصروف تھا۔

"کل دو پہر سے۔۔۔ "

آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ کیا وہ اتنی دیر سے بے ہوش رہی تھی حیرت ہو رہی تھی۔

" جی اب بخار کم ہوا ہے آپکا پر ابھی ایک رات اور ریسٹ کریں اب صبح نکلیں گے "

علیدان نے بچا ہوا پھل بازو کو لمبا کرتے ہوئے دور پھینکا اور نظریں اب دور اچھل کر گرتے پھل کے ٹکڑے پر ٹکی تھیں۔ وہ کبھی اسے تم کہہ رہا تھا کبھی آپ اذفرین نے چور سی نظر اس پر ڈالی اندھیرا بڑھ گیا تھا گردن گھما کر اذفرین کی طرف دیکھا تو یوں ہی منجمند بیٹھی تھی۔ ٹارچ لائٹ جلائی اس کے پاس رکھی۔

علیدان درخت سے نیچے اتر کر جلتی آگ کے پاس بیٹھا اور اسی پتری نما سلاخ کو گرم کرنا شروع کیا۔ پھر اس گرم پتری کو ہاتھ میں پکڑے وہ پھر سے درخت پر اس کے پاس آیا۔ غور سے اس کی طرف دیکھا جو بار بار لبوں کو فولڈ کر رہی تھی شائد جیسے جیسے ہوش بحال ہو رہا تھا تکلیف زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔

" اچھا اب ایک کام کرنا ہے مجھے سیدھی ہو کر بیٹھو اور آنکھیں بند کر لو "

علیدان نے اذفرین کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ جو ٹیک لگائے لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھی تھی۔

" کیا کرنا ہے "

علیدان کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے سوالیہ انداز میں اس کے ہاتھ میں پکڑی گرم پتری کی طرف دیکھا۔

" چپ انکھیں بند کر لو مت کھولنا اور یہ شرٹ دانتوں میں دباؤ "

گھٹنوں کے بل آگے ہوتے ہوئے آہستگی سے کہا اور اپنی فولڈ شرٹ اس کے منہ کے اندر رکھی۔ وہ حیرت سے علیدان کو دیکھ رہی تھی وہ کیا کرنے والا تھا لیکن اس کا انداز حکمانہ تھا اذفرین نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھے اس بڑی بڑی آنکھوں والے آئی رن مین کو دیکھا جو تین دن سے اسے سنبھال رہا تھا جان پر کھیل کر اسے بچا رہا تھا تھوڑی دیر پہلے اسے سنگ دل سمجھنے کی سوچ کو رد کرتی وہ اب اس کے احسانات یاد کر رہی تھی جو ایک کے بعد ایک وہ اس پر کرتا ہی جا رہا تھا کیا تھی وہ اس کی کچھ بھی نہیں اور نہ ہی کو مفاد دے رہی تھی الٹا اسے تنگ کر رکھا تھا اس جنگل میں پر پھر بھی وہ یوں خیال کر رہا تھا اور اس کے اپنے بہن

بھائی جو اس کے ماں جائے تھے دونوں اپنے اپنے مفاد کی خاطر اسے انسان کے بجائے شٹل کاک بنائے ہوئے تھے

" شرٹ ہٹاؤ کندھے سے "

علیدان نے پتری کو سیدھا کرتے ہوئے آہستگی سے اس کے کان کے قریب ہو کر کہا۔

اذفرین نے کانپتے ہاتھوں سے شرٹ کو کندھے پر سے ہٹایا۔علیدان نے قریب ہو کر گرم سلاخ کو اس کے زخم پر رکھا اور جلدی سے اسے اپنے بازو میں بھر کر اسے اچھلنے سے روکا وہ تڑپ گئی تھی اور اتنا زیادہ اچھلی تھی کہ اگر وہ تھام نا لیتا تو یقیناً وہ نیچے گر جاتی۔

آنکھیں بند تھیں اور علیدان کے گرم پتری رکھتے ہی جیسے آنکھیں پھٹنے جیسے انداز میں کھلی تھیں اتنی تکلیف تھی کہ اگر علیدان کی شرٹ منہ میں نہ ہوتی تو شائی داس کی فلک شگاف چیخ ابھرتی۔وہ ابھی بھی جلنے کی تکلیف سے مسلسل تڑپ رہی تھی۔

علیدان نے اور مضبوطی سے اسے اپنا ساتھ بھینچا۔پتری نما سلاخ کو نیچے پھینک کر دوسرے بازو کو بھی اس کے گرد گھما کر تڑپتے وجود کو اپنے ساتھ لگایا۔

" بس بس ہو گیا "

اذفرین کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ جبکہ اپنے بازو اس کے گرد حائل کیے وہ اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھا۔

" اممم۔۔۔۔ا مممم۔۔۔۔"اذفرین کی چیخیں گھٹ گئی تھیں منہ میں کپڑا تھا جس کے باعث اس کے رونے کی اسطرح آواز ابھر رہی تھی۔

آہستہ آہستہ اس کے وجود کی کپکپاہٹ قدرے کم ہوئی تھی۔اب وہ پرسکون ہوئی تھی پر سسک رہی تھی علیدان کی مضبوط گرفت سکون دینے لگی تھی دل عجیب سے انداز سے دھڑکا وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کے دل کے دھڑکنے کی آواز باآسانی سن سکتی تھی ۔تکلیف کو بھولے اب عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔پر وہ تو شائد ساتھ لگا کر بھول گیا تھا۔

اذفرین کے تھوڑا سا کسمسانے سے علیدان کو احساس ہوا کہ اسے یوں ہی باہوں میں لیے بہت دیر ہو چکی ہے آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا اور نظریں چرائیں وہ اب اس کی شرٹ کو منہ سے نکال کر نظریں جھکائے ہوئی تھی۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں گال آنسوؤں سے تر تھے۔

"یہ کیوں کیا؟ "

تکلیف کی وجہ سے کانپتی سی آواز میں کہا۔علیدان اب درخت کے تنے پر ہاتھ رکھے پیچھے ہوا۔انداز خجل سا تھا۔ہاتھ بڑھا کر اپنی شرٹ اس کے ہاتھ سے لی۔

"زیادہ سوال نہیں جان بوجھ کر جلایا ہے زخم بھرنے میں آسانی ہو گی جراثیم نہیں جائی یں گے شرٹ ہٹا کے رکھو یہاں سے"

نظریں چراتے ہوئے کہا اور فوراً اس کے شرٹ کے کندھے کو درست کرتے ہاتھوں کو پکڑ کر روک دیا۔

"نہیں ایسے۔۔۔۔"

اذفرین نے جھجکتے ہوئے گھٹی سی آواز میں شرٹ کو پھر سے درست کیا۔علیدان نے چور سی نظر اس پر ڈالی وہ بار بار بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑا رہی تھی اور خجل سے انداز میں ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کل سے ایسے ہی ہے"

علیدان نے آگے ہو کر اس کے کندھے سے شرٹ کو نیچے کرتے ہوئے آہستگی سے کہا اور فوراً چھلانگ لگاتا ہوا نیچے اترا۔اذفرین کا چہرہ ایک دم سے دل کی دھڑکن تیز ہونے کے

آثار لیے گلابی ہو گیا پر وہ اب شرٹ پہن کر کچھ دور جا کر اس کی طرف پشت موڑے بیٹھا تھا

سہی نہیں کیا میں نے کیا سوچ رہی ہو گی علیدان نے گردن کو دائیں بائیں جھٹکا رگوں کی چٹخنے کی آواز ابھری عجیب سی شرمندگی تھی جس کی وجہ سے اب وہ اوپر نہیں جا رہا تھا اور پھر تب ہی اوپر آیا جب وہ پھر سے سو چکی تھی۔

****

" اور تم مجھے اب بتا رہے ہو سعد "

مہرین نے چیخنے کے انداز میں کہا۔ سعد کان فون کو لگائے بیٹھا تھا اور مہرین کو آج چار دن بعد وہ اس افتاد کے بارے میں اگاہی دے رہا تھا۔ آسٹریلوی فوج کل سے آپریشن میں لگی تھی وہ لوگ بھی کم نہیں تھے اور ان کے پاس بہت اسلحہ موجود تھا۔

" میں بہت پریشان ہوں مہرین "

گھٹی سی آواز میں کہا۔ لہجہ شرمندگی اور دکھ میں ڈوبا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب پریشان ہونے کا کیا فائی دہ بولو، تم مجھ سے چھپا کر اسے آسٹریلیا لے گ ئے اور "
وہاں اپنے سسرال چھوڑ دیا اسے، میں پوچھتی ہوں تم نے شادی سے پہلے کیوں بھیجا اسے
" وہاں، تمھاری بیوی کو کیا تکلیف تھی

مہرین نے غصے سے کہا۔ سعد کی پیشانی پر بل پڑنے لگے تھے

اس کی جاب ہو گ ئی تھی وہاں اور ویسے بھی کچھ ماہ بعد وہی اس کا اصل گھر بھی ہے "
"

سعد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ مہرین نے طنزیہ انداز میں سر ہوا میں مارا

" اصل گھر ایسے ہوتے ہیں اسے معصوم کو اکیلی کو بھیج دیا "

مہرین نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

آرام سے تم زیادہ باتیں مت کرو مجھ پر تم جو کر رہی تھی اس کے ساتھ وہ بھی اچھے "
" سے جانتا ہوں میں، اپنے معذور دیور کے ساتھ شادی کروا رہی تھی اس کی

اب سعد کا لہجہ بھی حقارت لیے ہوئے تھا۔

بہت خوش تھی وہ اس رشتے سے، کم از کم میرے پاس تھی وہ اور کوئی معزور نہیں "

" دیور میرا

مہرین اب تیز تیز بول رہی تھی

" ہاں ہاں جانتا ہوں جسمانی سے زیادہ ذہنی مریض ہے وہ "

سعد نے ناک چڑھا کر کہا۔

" بازل اب تک سیدھے منہ مجھ سے بات نہیں کرتے "

مہرین نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے

سنو بازل کو ابھی کچھ مت بتانا اس کی بکواس سننے کے بلکل موڈ میں نہیں ہو تمھارا "

" شوہر ہے اس لیے سیدھی سیدھی سنا بھی نہیں پاتا

www.novelsclubb.com

سعد نے غصے سے کہا

" شرم کرو کچھ اور میری بہن مجھے چاہیے ہر حال میں جو کرنا ہے کرو "

مہرین نے غصے سے کہا اور فون بند کر دیا جبکہ سعد اب فون کو گھور رہا تھا۔

****

چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے تکلیف سے لبوں کو بھینچے کھڑی تھی۔ چہرہ زرد تھا تو آنکھوں کے گرد گہرے ہوتے حلقے اس کی کمزوری کا واضح ثبوت

" نہیں چلا جا رہا۔۔۔ مجھ سے "

علیدان کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اذفرین نے کانپتی سی آواز میں کہا۔ علیدان اب اس کے پاس آ چکا تھا۔

" چکر آ رہے ہیں اور نیند بھی "

اذفرین نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس کے چہرے سے اس کی تکلیف واضح تھی۔ وہ صبح ہوتے ہی چل پڑے تھے اور ابھی انہیں چلتے ہوئے آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اذفرین بری طرح نڈھال لگ رہی تھی۔

" سنو ابھی دن میں چلیں گے تو ہی رات کہیں رک سکیں گے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر راستے پر عجیب تھا یہاں سب کچھ سرو قد درخت تھے جو زیادہ گھنے بھی نہیں تھے۔ارد گرد پہاڑ اور غاریں سی تھیں۔علیدان کو اس جگہ سے عجیب سی وحشت سی محسوس ہوئی یہاں رک بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ یہاں ایسے درخت نہیں تھے جن کے تنے پر وہ بیٹھ سکیں۔

" میں نہیں چل سکتی اور ہمت نہیں ہے مجھ میں "

اذفرین نے روہانسی صورت بنائے التجائی نظروں سے علیدان کی طرف دیکھا۔علیدان نے پرسوچ انداز میں ارد گرد دیکھا۔ نہیں یہاں رکنا مناسب نہیں تھا وہ ذہن کی بات تسلیم کرتے ہوئے اب بغور اذفرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کتنی کمزور لگ رہی تھی اور بہت بری طرح تھکی ہوئی تھی دل نے اس کی تکلیف کو محسوس کیا تھا۔

ایک منٹ "دو گنز اور پانی کی بوتل ایک کندھے پر منتقل کی اور ایک گھٹنا ٹکاتے ہوئے نیچے بیٹھا۔اذفرین اب آنکھوں کو بار بار بند کر رہی تھی آنکھوں کے سامنے رنگے برنگے سے دھبے ناچ رہے تھے۔ "

"آؤ یہاں پیچھے میرے۔۔۔ "

علیدان نے اپنی پشت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ازفرین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

" ازفرین آؤ وقت ضائع مت کرو "

علیدان نے دانت پیستے ہوئے غصے سے کہا جس پر وہ تیزی سے آگے بڑھی اور پیچھے سے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کئیے انداز جھجک لیے ہوئے تھا۔

"اممم۔۔۔ "

علیدان پورا زور لگا کر اٹھا تھا اور اس کی ٹانگوں کو اپنے بازو میں لیتے ہوئے وہ اسے اپنی پشت پر سوار کر چکا تھا۔اور اب چلنا شروع ہو چکا تھا۔

جیسے ہی اس نے بازو حائل کیے تو احساس ہوا اسے پھر سے تیز بخار ہو رہا تھا۔اس کے جسم کی تپش وہ باآسانی اپنی پشت پر محسوس کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

" سو جاؤ ایسے ہی نیند پوری ہو گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی "

علیدان نے ملائم سے لہجے میں گردن کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے کہا ازفرین نے دھیرے سے اس کی گردن سے نیچے اس کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موندلی تھیں اس کا لہجہ

اپنائی یت اور لمس ایسا سکون بخش رہا تھا جو زندگی میں کہیں نہیں ملا تھا۔ وہ زور لگا کر چل رہا تھا اذفرین کا سر ہل رہا تھا پر نقاہت اس قدر تھی کہ وہ غنودگی میں جانے لگی تھی۔

اپنے گلے پر اذفرین کی باہوں کی گرفت کم محسوس ہوتے ہی علیدان کو اندازہ ہو چکا تھا وہ سو چکی ہے۔ سانپ کے زہر کا اثر تھا جس کی وجہ سے اُسے بار بار نیند آرہی تھی۔

ایک دم سے ارد گرد درختوں کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ وہ دور دور تک نظر دوڑاتا ارد گرد دیکھتے ہوئے جا رہا تھا جب اچانک دور سے بھاگتے ہوئے ریچھ پر نظر پڑی وہ سیاہ رنگ کا بہت بڑا ریچھ تھا۔ اور وہ ان کی طرف ہی آرہا تھا۔ اچانک ذہن بھک سے اڑا تھا۔ ریچھ کا یوں ان کی طرف آنا پاؤں کے نیچے سے زمین سر کا دینے کے مترادف تھا۔

"اذفرین"

علیدان نے جلدی سے اذفرین کو نیچے اتارا وہ ایک طرف لڑھک سی گئی۔ اس سے پہلے کے علیدان کندھے سے بندوق اتار کر سیدھی کرتا ریچھ اس پر جھپٹ پڑا۔ اذفرین اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہل رہی تھی آنکھیں کھل نہیں رہی تھیں

ریچھ کے دفعتاً حملے کی وجہ سے علیدان کے ہاتھ میں آئی بندوق ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔ ریچھ بری طرح علیدان کو جھنجوڑ رہا تھا دوسری بندوق ابھی بھی کندھے سے لٹک رہی تھی۔ پر ریچھ اتنی مہلت نہیں دے رہا تھا کہ وہ بندوق کو سیدھا کرتا وہ عجیب خوفناک سی آواز نکال رہا تھا اور اپنے نوکیلے پنجے بار بار علیدان کے سینے، کمر اور مختلف جگہ پر گاڑ گاڑ کر کھینچ رہا تھا علیدان کے حلق سے بلکنے جیسی آوازیں نکل رہی تھیں ریچھ کے ناخن خنجر کی طرح جلد میں پیوست ہو رہے تھے۔

اذفرین نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور سامنے کا منظر دیکھ کر تو جیسے جان حلق میں آئی تڑپ کر اٹھی۔

"علیدان۔۔۔۔"

چیخ کر اسے پکارا ریچھ اور علیدان بری طرح ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا تھے ریچھ اٹھا اٹھا کر علیدان کو نیچے پٹخ رہا تھا دوسری بندوق بھی اب اس کے کندھے سے اتر کر ایک طرف گری پڑی تھی علیدان کی شرٹ جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور خون میں لت پتھ

تھی۔ریچھ اس بری طرح اسے مار رہا تھا جیسے کوئی بلی چوہے کو کھانے سے پہلے مارتی ہے۔
بحال سا ہوتے ہوئے اذفرین کی طرف دیکھا

"اوہ میرے خدا۔۔ "

اذفرین نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے جلدی سے ارد گرد دیکھا اور پاس پڑی بندوق اٹھا کر آگے بڑھی۔

" علیدان۔۔۔۔ "

چیخ کر علیدان کو پکارا ریچھ اب علیدان کے سینے پر پاؤں رکھے وزن ڈال رہا تھا۔ریچھ کے منہ سے عجیب سا پانی رس رہا تھا۔

" اذفرین پاس مت آنا پاس مت آنا جسٹ شوٹ ہم "

www.novelsclubb.com

علیدان نے گھٹی سی آواز میں کہا اور ہاتھ کے اشارے سے اذفرین کو پاس آنے سے روکا۔
اسے پتا تھا اگر وہ آگے بڑھی تو وہ جھپٹ پڑے گا اذفرین پر۔

" مجھے نہیں چلانی آتی "

اذفرین نے روتے ہوئے کہا۔ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"ٹرگرد باناہے زور سے صرف اس کے اوپر نشانہ داغ کر شوٹ ہم یارررررر"

ریچھ اب عجیب سی آوازیں نکال رہاتھااور بار بار پاوں اٹھاکر علیدان کے اوپر رکھ رہاتھا۔

"اذ۔فر۔ین۔۔۔۔شوٹ ڈیمڈ"

علیدان نے غصے سے گھٹی سی آواز میں کہااذفرین نے زور سے ٹرگرد بایا گولی سیدھی ہوا کو چیرتی ریچھ کے سر میں لگی تھی اذفرین ٹرگر کے جھٹکے سے پیچھے گری۔

ریچھ سیدھاعلیدان کے اوپر گراتھا۔جسے بمشکل علیدان نے خودپر سے بائی یں طرف لڑھکانے کے انداز میں پھینکا۔

اور پھر دور سے اذفرین بھاگتی ہوئی آتی نظر آئی اور منظر ایسادھندلیاکے اندھیرا چھا گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ بھاگتی ہوئی پاس آئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے طرف دیکھاوہ آنکھیں موند چکا تھا۔چہرہ جسم ٹانگیں ہر جگہ سے خون رس رہاتھا۔

"علیدان۔۔۔۔علیدان پلیز آنکھیں کھلیں"

اذفرین بوکھلا گئی تھی علیدان کے سینے پر ہاتھ رکھے تو ہاتھ خون سے رنگ گئے تھے ۔گھبرا کر علیدان کے چہرے کی طرف دیکھا۔

" آں۔ں۔ں۔ں۔ "

وہ سر کو اوپر اٹھا کر اونچا اونچا رو دی تھی۔ وہ اٹھ کیوں نہیں رہا تھا ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ پھر سے بے سدھ پڑے علیدان کو جھنجوڑا۔

" علیدان مجھے ڈر لگ رہا ہے پلیز آنکھیں کھولیں "

وہ بری طرح رو رہی تھی آواز بھی ہچکیوں میں بندھ گئی تھی دل پھٹنے کو تھا جلدی سے بوکھلا کر ارد گرد دیکھا۔ کچھ دور ہی پانی کی بوتل مٹی میں اٹی پڑی تھی پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی بوتل کو اٹھا کر لائی۔ کانپتے ہاتھوں سے بوتل سے پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر مارے۔

www.novelsclubb.com

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 8

علیدان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے سے اس کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی تو اذفرین کا اٹکا سانس بھی بحال ہوا ڈھنے کے سے انداز میں گھٹنے ٹیک کر اس کے سر کے پاس بیٹھی۔اور بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اب علیدان کی پیشانی پر شکن ابھر رہے تھے۔اس کے بال چہرہ پلکیں سب کچھ خون اور مٹی سے اٹا تھا۔

"آہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ "

علیدان نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تکلیف سے اس کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں۔وہ لبوں کو بھینچے تکلیف برداشت کر رہا تھا۔

"علیدان۔۔۔۔ "

اذفرین نے تھوڑا سا جھکتے ہوئے رونے جیسی آواز میں اسے پکارا۔علیدان نے بمشکل آنکھیں کھولی تھیں۔اذفرین کا بے حال سا چہرہ خود پر جھکا دیکھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے گال آنسوؤں سے تر تھے ہاتھ خون سے اور مٹی سے لت پت تھے اس پر سے نظر ہٹا کر دھیرے سے گردن موڑی کچھ دوری پر ہی ریچھ بے سدھ پڑا تھا۔اور اس کے سر سے خون بہہ کر زمین پر اکٹھا ہو رہا تھا۔

"ا مممممم۔۔۔ "

علیدان نے اٹھنے کی کوشش کی پر جیسے ہی گردن اوپر اٹھائی تکلیف کی شدت بڑھی تھی پھر سے سر زمین پر پٹخا۔ جسم کا رواں رواں تکلیف میں مبتلہ تھا اذفرین نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔اذفرین کے ہوا میں اٹھے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ زندگی میں پہلی دفعہ کسی کو اس طرح خون آلودہ دیکھ رہی تھی۔

" علیدان لیٹے رہیں اٹھیں مت "

اس کے سینے پر اپنا کانپتا سا ہاتھ رکھا پر وہ تو جیسے اسے سن ہی نہیں رہا تھا پہلے کروٹ لی پھر کہنی کے بل اٹھنے کی کوشش کی۔وہ اتنی تکلیف میں تھا کہ آنکھوں سے آنسو بہہ کر اب مٹی سے اٹے چہرے پر لکیریں بنا رہے تھے۔اور اس کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں جو اس کی تکلیف کو برداشت کرنے کا واضح ثبوت تھیں۔اس کی حالت اذفرین سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔

" نہیں نہیں کریں مت اٹھیں خون زیادہ بہہ رہا ہے "

اذفرین نے کانپتی آواز میں کہا جبکہ نظریں خوف سے اس کے سینے سے نیچے گہرے گھاؤ سے رستے خون پر ٹکی تھیں۔ وہ جیسے ہی اوپر اٹھ رہا تھا مٹی سے بھری شرٹ پر خون اوپر کو ابھرنے کی شکل میں بہنا شروع ہو جاتا۔

" دیکھو یہاں سے نکلنا ہے نہیں تو کچھ دیر میں ہی میرے خون کی بو سے کوئی اور جانور بھی آ سکتا ہے یہاں "

وہ اب پوری کوشش سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ ایک ٹانگ میں بہت تکلیف تھی جس کے باعث وہ اٹھ نہیں پا رہی تھی۔ ٹانگ کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر اس کی تکلیف کو کم کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی پر حلق سے بھاری سی چیخ نکلی۔

" آپ نہیں چل پائیں گے علیدان "

اذفرین نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا جو شکل کے مختلف زاویے بدلتا تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔ جلدی سے پانی کی بوتل کو اٹھا کر کندھے سے لٹکایا اور پیشانی پر علیدان کی تکلیف کو محسوس کرنے کی وجہ سے بل نمودار ہوئے۔

علیدان نے سر جھکا کر خود پر نظر ڈالی سینے سے نیچے پیٹ سے اور بائیں ٹانگ سے خون زیادہ بہہ رہا تھا

"کچھ نہیں معمولی سا زخم ہے خود ہی بھر جائے گا"

میر دلاور کی باز گشت کانوں میں گونجی علیدان نے گہری سانس لی ناک کے پاس موجود مٹی نتھنوں سے نکلتی ہوا سے اوپر اٹھی۔ پیٹ کے بہتے خون پر ہاتھ رکھا۔

"دلاور حد کرتے ہیں آپ دیکھیں تو اٹھ کر وہ رو رہا ہے" زیب پریشان ہو کر آگے بڑھی۔ چار سالہ علیدان پورچ میں سائیکل کے نیچے دبا ہوا تھا اور گھٹنے سے خون رس رہا تھا جسے دیکھ کر وہ رو رہا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں پیار کرنے کی اور اسے خود سے اٹھانے کی علیدان اٹھو بیٹا کچھ نہیں ہوا" میر دلاور نے اخبار کو فولڈ کیا کرسی سے بے چین ہو کر اٹھتی زیب کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا اور چار سالہ علیدان کو رعب سے کہا۔

"علیدان ہمت کرو"

میر دلاور کی آواز ذہن میں گونجی علیدان نے زور لگایا اور جسم کو اوپر اٹھایا تکلیف کے باعث رگیں پھولنے لگی تھیں منہ کھل گیا تھا مٹی سے اٹی آنکھیں سکڑ رہی تھیں پیشانی کے بل بڑھ رہے تھے۔

''علیدان شاباش اٹھو روتے رہو گے کوئی اٹھانے نہیں آئے گا ''

'' گٹ اپ مائی سن ''

علیدان کے ذہن میں گونجتی آوازیں ہمت پیدا کر رہی تھیں۔ دانتوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے تھوڑا سا اوپر ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھا وہ لڑکھڑا گیا تھا اٹھ کر کھڑا تو ہو چکا تھا پر خود سے چلنا بہت مشکل تھا بائیں ٹانگ پر وزن نہیں آ رہا تھا۔ ایک نظر اذفرین کی طرف دیکھا جو بے حال سی کھڑی لگاتار رو رہی تھی۔

یہاں رکنا بہت خطرناک ہے۔۔۔ یہاں درخت عجیب۔۔ ہیں جہاں چڑھ نہیں ''

'' سکتے ہیں ہم، سنو پاس آؤ۔۔۔ سہارا۔۔۔ دو

تکلیف سے آواز کا ربط بار بار ٹوٹ رہا تھا التجائی انداز میں اذفرین کی طرف دیکھا وہ اب دونوں مٹی سے اٹی گنز اٹھا کر کندھے پر لٹکا چکی تھی۔ تیزی سے علیدان کی طرف بڑھی

جو ایک ٹانگ کو سہارا دیتے ہوئے بمشکل کھڑا تھا۔اذفرین نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو اٹھا کر اپنی گردن کے گرد گھمایا۔علیدان نے جیسے ہی اس کے کندھے پر وزن ڈالا اس کے کندھے پر موجود زخم میں تکلیف کی لہر اٹھی جسے بمشکل وہ برداشت کر پائی علیدان جیسے جیسے چل رہا تھا ٹانگ میں تکلیف کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اذفرین اس کی ہمت دیکھ کر حیران ہو رہی تھی خون اب اتنا بہہ رہا تھا جو اس کے جسم پر موجود خشک مٹی کو گیلا کرتا جا رہا تھا۔

"ام۔م۔م۔م۔۔۔۔ام۔۔م۔م۔م۔م"

وہ بار بار تکلیف کو برداشت کرنے کی غرض سے لبوں کو بھینچے مختلف آوازیں نکال رہا تھا اور اسکی ہر کراہ پر اذفرین کے آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اذفرین کے رونے سے ان کے چلنے کی رفتار کم ہو رہی تھی کیونکہ وہ بار بار ہاتھ سے آنسو صاف کر رہی تھی۔

" اذ۔فر۔۔ین۔۔پلیز۔۔۔رونا بند کرو "

تکلیف کے باعث بمشکل وہ بول پا رہا تھا۔علیدان مسلسل ارد گرد کوئی ایسا درخت تلاش کر رہا تھا جس پر وہ رک سکیں پر ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔اب تکلیف برداشت سے باہر ہو رہی تھی وہ زیادہ سے زیادہ وزن اذفرین پر ڈالتا جا رہا تھا جس سے اس کے کندھے کی تکلیف بڑھ رہی تھی۔

اللہ ہماری مدد کر اذفرین نے آسمان کی طرف دیکھا۔وہ اتنا آہستہ چل پا رہے تھے کہ رات سے پہلے وہ جنگل کے اس عجیب سے حصے سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

ابھی وہ چل کر کچھ دور ہی پہنچے تھے جہاں علیدان کی نظر اونچے سے سفید رنگ کے ٹربائی ین پر پڑی۔ٹربائی ین ہوا سے گھوم رہا تھا تین تکون نما بڑے بڑے پر ہوا میں گھوم رہے تھے۔

"سنو وہاں کچھ ہے یقیناً ٹربائی ین لگا ہے کوئی ہٹ یا کچھ اور ادھر چلو "

علیدان نے رک کر ٹربائی ین کی طرف اشارہ کیا اذفرین نے اس کے ہاتھ کے اشارے پر نظروں کو گھمایا جنگل میں لوگ اپنے شکار کے لیے آتے ہیں تو اس کے لیے وہ گھر یا ہٹ بناتے ہیں تو وہ اس ٹربائی ین کی مدد سے وہ گھر کو بجلی فراہم کرتے ہیں تو یقینی بات تھا یہ

ٹربائی ین یہاں بلا وجہ موجود نہیں تھا۔اذفرین نے پرامید انداز میں علیدان کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے ٹربائی ین کی طرف رخ موڑا

ٹربائی ین کی سمت میں چلتے ہوئے وہ لوگ ابھی کچھ دور ہی پہنچے تھے جب ٹربائی ین سے کچھ دوری پر ہی لکڑی سے بنا ہوا ایک ہٹ نما گھر نظر آیا جس کو درخت کے موٹے تنوں کی مدد سے زمین سے اونچا رکھ کر بنایا ہوا تھا۔ لکڑی کے چار زینوں کو چڑھ کر لکڑی سے بنا ہوا برآمدہ نما جگہ تھی جسے چاروں اطراف سے لکڑی کے جنگلے سے ڈھکا ہوا تھا۔ لکڑی کا ہی دروازہ تھا برآمدہ میں جگہ جگہ چھت سے نیچے پودوں کے گملے لٹک رہے تھے۔ دروازے سے کچھ دوری پر کھڑکی تھی جس میں شیشے نسب تھے۔علیدان کو سہارا دے کر وہ بمشکل لکڑی کے زینے چڑھ کر لکڑی کے ڈیک پر پہنچے تھے

علیدان نے اذفرین کے کندھے پر سے بازو گھما کر خود کو الگ کیا اور وہیں لکڑی کے ڈیک پر پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا زخمی ٹانگ نچلے زینے پر تھی اور وہ آخری زینے پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا جبکہ اذفرین اب دروازہ بجا رہی تھی۔

"کوئی ہے؟ پلیز دروازہ کھولیں ہمیں مدد چاہیے "

www.novelsclubb.com

اذ فرین نے لکڑی کا بنا ہوا داخلی دروازہ بجاتے ہوئے کہا وہ یہ عمل تین بار دہرا چکی تھی لیکن اندر بلکل خاموشی تھی تھوڑا سا آگے بڑھ کر کھڑی کے شیشے سے جھانکنے کی کوشش کی سفید رنگ کے جالی کے پردے کے پیچھے سے ہلکا ہلکا نظر آرہا تھا ایک بیڈ تھا اور ساتھ دو کرسیاں اور شائی دا ایک الماری ہر چیز پر سفید رنگ کی چادریں تانی ہوئی تھیں جگہ جگہ بڑے بڑے جالے لٹک رہے تھے چادروں پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی اس کا مطلب یہی تھا کہ اس وقت یہاں کوئی نہیں تھا۔ پیچھے مڑ کر علیدان کی طرف دیکھا تو وہ زمین پر ڈھیر تھا۔

"علیدان۔۔۔"

جلدی سے اس کے قریب جا کر اس کو کندھے سے ہلایا پر وہ بے ہوش تھا۔ پریشانی سے ارد گرد دیکھا اور پھر جلدی سے زینے اتر کر سامنے پڑے پتھر کو اٹھا کر اوپر آئی۔ اور کھڑکی کے شیشے میں مارا۔ شیشہ چھناکے سے ٹوٹا۔ کچھ نوکیلے شیشے ابھی بھی کھڑکی کے فریم میں کھڑے تھے جن کو گن کے پچھلے حصے کو مارتے ہوئے وہ توڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

شیشہ توڑنے کے بعد اس نے ہاتھ اندر ڈال کر کھڑکی کو بمشکل کھولا۔پر اس کے بعد بھی اس کے اندر موجود لکڑی کے لمبائی کے رخ سلاخیں موجود تھیں بے چین ہو کر ارد گرد دیکھا لکڑی کے ڈیک سے نیچے اترتے ہی کیاری میں کلہاڑی اور کچھ باغبانی کی چیزیں موجود تھیں بھاگتی ہوئی نیچے اتری اور کلہاڑی نما کھرپے کو اٹھا کر اوپر آئی کھڑکی کی لکڑی سے بنی سلاخوں پر ضرب لگانا شروع کی پانچ یا چھ ضرب لگانے کے بعد ایک سلاخ ٹوٹ چکی تھی کندھے کی تکلیف پسینہ آنے کی وجہ سے بڑھتی جا رہی تھی اب اتنا راستہ بن چکا تھا کہ وہ با آسانی اندر اتر سکتی تھی۔جلدی سے کھڑکی کے اندر اتری۔

جہاں وہ اتری تھی یہ بیڈ روم تھا جس میں ایک بیڈ تھا اور شائید دو کرسیاں ایک الماری تھی ۔وہ ایک سرسری سی نظر ڈال کر کمرے کے دروازے سے باہر نکلی تو سامنے چھوٹا سا لاونج تھا جس کے اندر ایک طرف کچن نما شیلف لگی تھی اور ایک طرف ایک الماری میں بہت سی بوتلیں پڑی تھیں جو غالباً شراب کی تھیں کچھ ضرورت کے برتن بھی موجود تھے۔ کچن کی شیلف سے کچھ دوری میں تین کرسیوں اور ایک گول میز والا ڈائنگ ٹیبل تھا ایک الماری دیوار میں نسب تھی جس میں کتابیں سجی تھیں۔ایک طرف روم فریج کھڑا تھا

www.novelsclubb.com

اذفرین نے آگے بڑھ کر داخلی دروازہ کھولا داخلی دروازے کھلتے ہی سامنے سیڑھیوں پر علیدان بے سدھ پڑا تھا۔

جلدی سے علیدان کو بازوؤں سے گھسیٹا سانس پھولنے لگی تھی کندھے کی تکلیف مزید بڑھ گ ئی تھی جسے وہ بار بار گہری سانس خارج کرتے ہوئے کم کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

بمشکل اسے گھسیٹ کر داخلی دروازے سے اندر لانے میں کامیاب ہوئی۔شام کے ملگجا سا اندھیرا پھیل رہا تھا جس کی وجہ سے اب گھر میں زیادہ اندھیرا ہو رہا تھا۔

کسی لیمپ کی تلاش میں ارد گرد نظر دوڑائی پر سوئچ بورڈ پر نظر پڑتے ہی لپک کر سارے بٹن دبائے گھر روشنی میں نہا گیا اور چھت پر لگا پنکھا بھی گھومنے لگا تھا پنکھا گھومنے سے عجیب سی آواز کا شور گونج اٹھا اور پنکھے کے پروں پر موجود مٹی اڑنے لگی پر پسینے میں شرابور جسم کو جیسے سکون ملا تھا۔

تیزی سے آگے بڑھ کر کچن کی شیلف کے نیچے کے سارے کیبنیٹ کھولے اور وہ سہی سوچ رہی تھی سرخ رنگ کے جمع کے نشان والا ایک بڑا سا باکس موجود تھا۔فرسٹ ایڈ

باکس کو باہر نکال کر کھولا اس میں پاؤ ڈین پین کلر پٹی روئی قینچی ہر چیز موجود تھی گولیوں کے کچھ پتے خالی تھے۔

جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس کو شیلف پر رکھا بھاگتی ہوئی کمرے میں گئی اور بیڈ پر موجود سفید چادر کو احتیاط سے اتارتا کہ مٹی بیڈ پر نا گرے سفید چادر اتراتے ہی بھاگ کر علیدان کی طرف گئی جلد از جلد علیدان کے بہتے خون کو روکنا تھا۔اور اس سب میں وہ اپنی تکلیف کو فراموش کیے ہوئے تھی نہیں جانتی تھی اتنی ہمت کس بات کی تھی پر اسے علیدان کو بچانا تھا۔

اب اسی طرح اسے گھسیٹتی ہوئی کمرے میں تو وہ لے آئی تھی پر اب کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی اُسے بیڈ پر کیسے لیٹاؤں لب کچلتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔پر کچھ بھی سجھائی نہیں دیا۔بات پھر ہمت پر آ کر ختم ہوئی۔

www.novelsclubb.com

علیدان کو گھسیٹ کر بیڈ کے قریب لائی اب اس کے بازو میں اپنے بازؤں میں ڈال کر اسے اٹھایا تین دفعہ وہ اسے اوپر اٹھانے میں ناکام پر چوتھی دفعہ پوری ہمت سے اسے کے سر کو بیڈ پر رکھا اور پھر جلدی سے ٹانگوں کو پکڑ کر ان کو اوپر رکھا آنکھوں کے آگے اندھیرا

چھا گیا سانس بری طرح پھول چکا تھا کندھے میں سے تکلیف کی لہریں اب سر کی طرف جا رہی تھیں وہ بے انتہا وزنی تھا۔ کچھ دیر اسی طرح کھڑے ہو کر سانس کو بحال کیا پھر فرسٹ ایڈ باکس لے کر کمرے میں آئی اس کے کپڑے ریچھ کے ناخن مارنے کی وجہ سے جگہ جگہ سے چیتھڑے بن چکے تھے۔ اتارنے کے ارادے کو ترک کیا اور قینچی کی مدد سے اس کی زخمی ٹانگ والی طرف سے پینٹ کو کاٹنا شروع کیا۔

****

“ my son is not in them officer”

“ ان میں میرا بیٹا نہیں ہے افیسر ”

میر دلاور نے بوکھلا کر پاس کھڑے پولیس آفیسر سے کہا۔ آسٹریلیوی فوج آپریشن کامیاب کر چکی تھی اور یرغمال بنائے گئے لوگوں کو اب ان کے اپنے لینے آئے ہوئے تو وہ لوگ ایمبولینس سے نکل کر اپنے اپنے پیاروں کے گلے لگ رہے تھے۔ میر دلاور پاگلوں کی طرح آنے والے تمام لوگوں میں علیدان کو تلاش کر رہے تھے پر ان میں کہیں بھی انہیں اپنے علیدان کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔

" hay!!! Please tell me where is my son? "

" ہے !! مہربانی کرکے مجھے بتائیں میرا بیٹا کہاں ہے ؟ "

پولیس آفیسر کے پاس جاکر چیخنے جیسے انداز میں پوچھا۔ انتارش تھا شور تھا کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ میر دلاور کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں بہت سے لوگ اپنے اپنے پیاروں کی لاشوں پر ماتم کر رہے تھے عورتیں بچے رو رہے تھے۔

"Listen please. Listen to me. He was a tall blonde boy. He was there with you guys on the bus."

" سنیں سنیں پلیز میری بات سنیں وہ لمبے قد کا گورا سا لڑکا وہ بھی تھا آپ لوگوں کے ساتھ بس میں وہ کہاں ہے "

www.novelsclubb.com

میر دلاور نے سامنے سے سر جھکائے آتے ایک آدمی کو روکا اس کا شائد کوئی اپنا نہیں آیا تھا۔ میر دلاور نے اسے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔ وہ آدمی اب ذہن پر زور ڈال رہا تھا اور بغور میر دلاور کو اوپر سے نیچے دیکھ رہا تھا۔

"He was killed on the first day to save his wife . They were carrying his wife".

"وہ پہلے دن ہی اپنی بیوی کو بچانے کی خاطر اس کے ساتھ مارا گیا وہ لوگ اس کی بیوی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے"

آدمی نے گھٹی سی آواز میں جواب دیا اور میر دلاور کے کندھے پر دلاسے کے انداز میں ہاتھ رکھا۔

"وائی ف اس کی تو کوئی وائی ف نہیں تھی"

میر دلاور اب پھر سے اس آدمی کے کندھے کو ہلا رہے تھے پر وہ کندھے اچکا کر آگے بڑھ گیا۔ تبھی اشرف بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا۔

"میں نے پتہ کیا ہے خبر اچھی نہیں میر صاحب ایک لڑکی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے وہ لوگ علیدان نے اسے بچانے کی خاطر ان لوگوں کو للکارہ اور ان لوگوں نے۔۔۔۔۔"

اشرف نے نظریں جھکا دیں اور فقرہ ادھورا چھوڑا میر دلاور کا چہرے کر رنگ فق ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک طرف ڈھے جاتے اشرف نے بڑھ کر ان کو تھاما

"میر صاحب سنبھالیں خود کو میر صاحب"

وہ ان کو باہوں میں سنبھالے ہوئے کہہ رہا تھا۔

****

عجیب سی آوز مسلسل ذہن سے ٹکرا رہی تھی کیں۔۔ کیں۔۔۔ جیسی کسی مشین کے چلنے کی آواز تھی ہوش میں آنے پر بند آنکھوں سے کانوں میں پڑتی یہ آواز تھی۔پیشانی پر شکن پڑے اور پھر پلکیں لرز کر آنکھوں کے پوٹے اکٹھے ہوئے تھے۔

دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو اوپر پنکھا چل رہا تھا جو پہلے دھندلہ تھا پھر آہستہ سے واضح ہوا کمرے میں جلتے بلب نے کمرہ روشن کر رکھا تھا۔پنکھا بہت آہستہ رفتار میں عجیب سی آواز نکالتا ہوا چل رہا تھا۔

وہ بیڈ پر چت لیٹا تھا سر کے نیچے تکیہ تھا جسم پر مختلف جگہ پر پٹی کی ہوئی تھی جن پر سے سرخ رنگ کے خون کے دھبے واضح تھے۔پینٹ کی دونوں ٹانگیں اوپر تک کاٹی ہوئی تھیں اور ٹانگوں پر بھی پٹی تھی شرٹ جسم پر نہیں تھی اور پیٹ پر بھی مختلف جگہ پر بینڈ یج تھی۔

آہستگی سے گردن کو گھما کر دیکھا تو وہ اس کے سینے کے بلکل پاس بائیں طرف کرسی پر بیٹھی سر کو بیڈ پر ٹکائے ہوئے گہری نیند سو رہی تھی بالوں کی کچھ لٹیں پنکھے کی ہوا سے اڑ رہی تھیں۔

گردن گھما کر دائیں طرف دیکھا جالی کے ہلتے پردے سے باہر رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور سامنے ٹربائین ہوا میں گھوم رہا تھا کھڑکی کا ایک طرف کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا۔ بیڈ کے ایک طرف کھڑی الماری چادر سے ڈھکی تھی ہر طرف جالے تھے۔

سر کو اوپر اٹھا کر اٹھنے کو کوشش کی تو جیسے سارے جسم میں سوئیاں چبھ گئی ہوں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا لہرا گیا۔

''آہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ ''

بے ساختہ تکلیف کے اثر سے نکلنے والی چیخ پر قابو نا پاسکا چیخ کو سنتے ہی وہ تھوڑا سا کسمسائی اور پھر جھٹکے سے سر اٹھایا۔ علیدان نے بغور جائزہ لیا گردن پر گالوں پر ہاتھوں پر جگہ جگہ مٹی اور خون لگا تھا یقیناً وہ خون اسکا تھا۔

علیدان سے نظروں کا تصادم ہوا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ وہ ٹھیک تھا ہوش میں آ گیا تھا اذفرین نے منہ پر ہاتھ رکھے اور پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

کیا تھی سامنے بیٹھی یہ معصوم سی لڑکی کبھی تو اتنی ڈرپوک کہ درخت نہیں چڑھ پاتی اور کبھی اتنی مضبوط کے کھڑکیاں توڑ کر انجانے گھر میں گھس جاتی ہے اور مجھے اٹھا کر بیڈ پر لیٹا دیتی ہے۔علیدان نے حیرت سے اُسے دیکھا اب وہ اپنے مخصوص انداز میں بار بار ہاتھ کی پشت سے آنسو گالوں پر سے رگڑ رہی تھی اور ہاتھوں کا خون اب گالوں کو رنگ رہا تھا۔

وہ اس وقت مٹی خون میں اٹی بکھرے الجھے بالوں سوجی آنکھوں کے ساتھ بھی دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی۔ دل عجیب سے انداز میں دھڑکنے لگا۔ کتنا عجیب ساتھ تھا اور کتنا انوکھا احساس تھا جو اس وقت دل محسوس کر رہا تھا اس انجان لڑکی کے لیے۔

علیدان دلاور آج سے پہلے اس احساس سے آشنا نہیں ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم کسی کے زندہ بچ جانے پر اتنا روتی ہو تو مرنے پر کتنا روتی ہو گی "

علیدان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ملائی م مگر خفیف سے لہجے میں کہا۔ وہ جو رو رہی تھی ایک پل کے لیے تھم سی گ ئی کیا کہوں اسے کہ کیوں رو رہی ہوں اس کے لیے ابھی تو

خود بھی نہیں جانتی کہ کیا ہو گیا ہے مجھے کیوں دل عجیب سے احساس سے روشناس ہو رہا ہے وہ کیوں اپنا سا لگنے لگا ہے ایسا اپنا جس کے بنا جینے کا تصور محال لگنے لگا ہے۔

"زخم کیسا ہے تمھارا اب"

علیدان نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے آہستگی سے پوچھا۔اور کہنی کے بل پھر سے اٹھنے کی ناکام کوشش کی۔پر تکلیف چہرے پر زردی اور شکن کی شکل میں نمودار ہوئی اذفرین تڑپ کر کرسی پر سے اٹھی۔

"ٹھیک ہے میں ٹھیک ہوں لیٹے رہیں"

اذفرین نے اس کے اوپر جھکتے ہوئے کندھے کو تھاما۔علیدان نے خود پر جھکے اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالی بالوں کی کتنی ہی لیٹیں علیدان کے چہرے سے ٹکرا گئی یں

علیدان کی نظریں عجیب طرز لیے ہوئے تھیں وہ جھینپ گئی۔دل کے دھڑکنے کی رفتار بڑھ گئی تھی۔وہ جس نظر سے دیکھ رہا تھا اب سے پہلے نہیں دیکھا تھا ایسے بڑی بڑی آنکھیں خوابناک تھیں پر ان میں عجیب سی چمک تھی میٹھی سی لہر ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

" وہاں کچھ لگایا "

علیدان نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں پوچھا اور آنکھوں سے اشارہ اذفرین کے کندھے کی طرف کیا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 9

" جی لگایا ہے "

اذفرین نے اس کی خود پر گڑی نظروں سے نظریں چرا کر مدھم سے لہجے میں کہا۔ اسکی نرم سی نظریں دل کو گدا گدا رہی تھیں خود کی حالتِ غیر سے الجھتے ہوئے بلا جواز علیدان کے سر کے نیچے رکھے تکیے کو درست کیا۔ علیدان کی پیشانی کے دائیں طرف نیل کا نشان تھا اور نچلے لب کے بلکل نیچے گھاؤ تھا وہ ریچھ کے حملے کے دوران چہرے کو دونوں بازو آگے کیے ڈھکتا رہا تھا جس کے باعث چہرے کی حالت باقی جسم کے حالت سے بہتر تھی اذفرین نے ڈریسنگ سے پہلے اس کے سارے جسم اور منہ کو گیلی روئی سے صاف کیا تھا یہی وجہ

www.novelsclubb.com

تھی چہرہ اب صاف تھا اذفرین نے اس پر جھکے چہرے کو اوپر کرنے کی غرض سے پیچھے ہونا چاہا۔

'' دکھاؤ تو مجھے ''

علیدان نے ملائی م سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کی کلائی تھام کر پیچھے ہونے سے روک دیا۔ وہ سٹپٹا ہی تو گ ئی۔ علیدان کی آواز میں دنیا جہان کی اپنائی یت تھی۔ اس کے انداز پر دل نے جیسے جھولا لگا کر اوپر نیچے جھولنا شروع کر دیا۔ وہ کلائی کو تھامے ہوئے تھا اور نظریں ہنوز اذفرین کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

'' نہیں لگا یا یاد نہیں رہا ''

مدھر سی سرگوشی میں سچ کہتے ہوئے کلائی کو چھڑوانے کی خاطر اسے خم دیا پر ناکام سعی کیا پتا تھا وہ کہے گا دکھاؤ اسی لیے جھوٹ بول گ ئی تھی۔

عجیب سا سحر تھا جو اس کی قربت میں وہ محسوس کر رہا تھا روئی جیسی نرم سی کلائی ہاتھ میں گھومی تو طلسم ٹوٹا اذفرین کی پلکوں کی جھالر گالوں پر کپکپانے لگی تو احساس ہوا وہ اسے پریشان کیے ہوئے ہے۔ وہ اتنا پاس تھی کہ دل کے وہ جزبات جن سے ابھی وہ خود بھی

پوری طرح آگاہ نہیں ہوا تھا ان میں بہہ کر اس کی کلائی تھام بیٹھا تھا۔ دھیرے سے گرفت کو ختم کیا اور زبردستی کی خجل سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی وہ بکھرے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی پلکیں لرزاتی پیچھے ہوئی۔

"چلو لگاؤ وہی مرہم جو میرے زخموں پر لگایا ہے"

علیدان نے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں پر قابو پا کر حکمانہ انداز اپنایا۔ اذفرین نے نظریں جھکائے ہی سر کو اثبات میں ہلایا۔

"لگاتی ہوں"

لرزتی سی آواز میں کہتی تیزی سے دھڑکنوں کی رفتار کو قابو کرتی کمرے کے داخلی دروازے کی طرف لپکی۔

www.novelsclubb.com

"سنو کیا میڈیسن بھی ہے فرسٹ ایڈ باکس میں؟"

عقب سے آتی علیدان کی آواز پر قدم تھمے پر وہ پلٹی نہیں عجیب سا چور تھا دل میں کہ وہ لجائی سی صورت سے پہچان لے کہ اس کا کلائی تھامنا رویں رویں میں سوئی یاں چبھو گیا ہے۔

" جی ہے پر۔۔۔ایکسپائی رہے شائی د میڈیسن، نہیں کھانی چاہیے "

آہستگی سے کہتے ہوئے رک کر اس کے جواب کا انتظار کیا۔پر اسکی طرف سے خاموشی کو محسوس کرتی جلدی سے باہر نکلی سینے پر ہاتھ رکھے تیز تیز سانس لیتے ہوئے دھڑکنوں کو بحال کیا لاونج کے اطراف میں بنائے گ ئے چھوٹے سے بیت الخلا میں لگے آئی ینے میں خود کو دیکھا تو دھک رہ گ ئی خون آلودہ چہرہ مٹی سے آٹے بال افففف ایسی لگ رہی ہوں میں اس وقت دل کا دھڑکنا فوراً بند ہوا۔وہ جو اس کی نظروں کی تپش کو اس کے دل میں ابھرتے جزبات سمجھ کر سحر زدہ تھی اپنے ہی خیال کو جھانپڑ ریسد کیا۔اف بھوت لگ رہی ہوں پوری دل میں ہنس رہا ہو گا یہ سوچ کر ہی دل میں دھواں سا بھرنے لگا۔

جلدی سے باہر نکلی کچن میں لگے چھوٹے سے سنک کی نل کو چلایا کچھ دیر خالی ہوا جیسی آواز کے بعد پانی آنے لگا پر رفتار بہت کم تھی شام کو جس وقت علیدان کے لیے پانی لیا تھا اس وقت رفتار ٹھیک تھی پانی کی پر اب کم تھی جلدی سے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے نل کو بند کیا اور پھر سے جا کر بیت الخلا میں لگے شیشے میں چہرے کو دیکھا خون صاف ہو چکا تھا اب اور مٹی بھی اتر گ ئی تھی۔ناک پر بس ایک جگہ جما ہوا خون چپکا تھا جلدی سے گیلے

www.novelsclubb.com

ہاتھوں سے ناک رگڑ ڈالی۔ فرسٹ ایڈ باکس میں سے پاؤ ڈین کے بچے کچھے لکیوڈ کو کندھے پر انڈیلا جیسے ہی قطرے کندھے پر گرے لب بے ساختہ فولڈ ہوئے اور آنکھیں سکڑ کر پیشانی پر بل نمودار کر گئیں سانس کو خارج کرتے ہوئے تکلیف کو کم کیا۔

کمرے کے پیچھے ہاتھ باندھے شرمندگی سے نظریں چراتی واپس کمرے میں آئی تو وہ بیٹھا بیڈ سے ٹیک لگائے اپنے زخموں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا پیشانی پر بل ڈالے اور منہ کو تکلیف کے انداز میں کھولے دانتوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے اپنی ٹانگ پر موجود گہرے گھاؤ کی پٹی کو کھول کر بیٹھا زخم کو بغور دیکھ رہا تھا۔ کافی گہرا گھاؤ تھا ٹانگ کی جلد کٹ کر نیچے موجود گوشت واضح تھا اسی طرح کا ایک گہرا گھاؤ سینے سے تھوڑا نیچے تھا باقی گھاؤ قدرے کم تھے پر جسم پر نیل بے تحاشہ تھے۔

سر اٹھا کر ایک نظر اذفرین پر ڈالی نکھرہ سا چہرہ لیے وہ اس کے زخم کی تکلیف کو چہرے پر سجائے پریشان حال سی کھڑی تھی۔ علیدان نے اُسی پٹی کو پھر سے زخم پر گھمانا شروع کیا تو وہ جلدی سے پاس آ کر اس کی مدد کرنے لگی۔ پٹی کو درست کرنے کے بعد وہ لب بھینچے پھر سے لیٹا تو اذفرین بھی بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر براجمان ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"یہاں کیوں بیٹھ رہی ہو سو جاؤ اب میں ٹھیک ہوں"

علیدان نے اسے پھر سے کرسی پر بیٹھے دیکھ آہستگی سے کہا۔اذفرین نے جھینپ کر نظر اٹھائی دھڑکن پھر سے تیز ہوئی

"مہ میں یہیں سو جاتی ہوں آپ آرام کریں"

خجل ہوتے ہوئے کہااور کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔علیدان نے بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیا وہ بیڈ پر آنے سے کیوں گھبرا رہی ہے۔نظریں بھی چرا رہی تھی۔

"کیا ایک بیڈ نے مجھ پر سے بھروسہ ختم کر دیا"

معنی خیز لہجے میں پوچھا۔اس کے اس انداز پر اذفرین گڑبڑا گئی۔چونک کر اس کی طرف دیکھا وہ آبرؤ چڑھائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں"

جلدی سے وضاحت دی شرمندہ سی ہوئی پر وہ ابھی بھی گہری نظروں سے اس کا چہرہ جانچ رہا تھا۔کلائی تھام کر غلط کیا میں نے علیدان نے خود ساختہ سوال کیا جس پر ذہن نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا۔

"تو پھر؟"

علیدان نے بھنوؤں کو اوپر چڑھائے گھٹی سی آواز میں سوال کیا۔ اذفرین نے بچارگی سے دیکھا کوئی جواز نہیں تھا اس کے پاس کیا بتاتی کہ خود ہی اس کے لیے محسوسات بدل بیٹھی ہے چار دن میں خود پر غصہ آیا۔ درخت پر بھی تو ایک تنے پر اس کے ساتھ ہی تھی چار دن سے وہ سہی تو کہہ رہا ہے اتنے دن سے اتنا تحفظ بھرا ساتھ دیا اس نے۔

" لیٹو ادھر آکر اور سو جاؤ"

علیدان نے حکمانہ لہجے میں کہتے ہوئے گردن کو خم دے کر بیڈ کی دائیں طرف موجود جگہ کہ طرف اشارہ کیا وہ فوراً حکم کی تعمیل میں سر جھکائے اٹھی اور اس کی طرف پشت موڑے سمٹ کر لیٹ گئی۔ تکیے کے کونے کو زور سے ہاتھ کے ساتھ بھینچ ڈالا الجھ کر رہ گئی تھی اپنے دل کے ہاتھوں

www.novelsclubb.com

ایسا بی ہیو کیوں کر رہی ہے سارا قصور میرا ہے اس کو یوں دیکھوں گا تو وہ انسکیور فیل کرے گی نہ خود کو، علیدان نے خود کو لتاڑا اور گہری سانس لی۔

******

فروا نے گھبرا کر سعد کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر ہاتھوں کو مڑوڑتی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے قریب آئی وہ بیڈ پر نیچے ٹانگیں لٹکائے پیشانی کو ہاتھوں پر ٹکائے بے آواز رو رہا تھا۔ اذفرین کی موت نے دل دہلا دیا تھا اور سعد کی توکل سے بہت بری حالت تھی۔ وہ لوگ ابھی بھی سڈنی میں ہی تھے۔

" سعد پلیز حوصلہ کریں "

فروا نے لڑکھڑاتی آواز میں کہتے ہوئے سعد کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہاتھ کے دباؤ کو بڑھا کر دلاسہ دیا۔ پر وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہا تھا صبح کے چار بج رہے تھے اور وہ شام سے یوں ہی اسی حالت میں بیٹھا تھا۔ فروا اس کا کندھا تھامے بے حال سی کھڑی تھی جب سعد کے موبائل فون کی رنگ ٹون بجی فروا نے گردن گھما کر سعد کے پیچھے پڑے موبائل پر نظر ڈالی۔ وہ سر کو اوپر اٹھائے اب آنکھیں صاف کر رہا تھا۔ فون پر مہرین کا نام جگمگا رہا تھا۔

"کس کی ہے کال؟ "

رونے کی وجہ سے بھاری ہوتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ فروا جھک کر فون اٹھا چکی تھی۔

" مہرین آپی ہیں "

www.novelsclubb.com

فروا نے سرگوشی میں جواب دیا اور فون سعد کے آگے کیا۔ سعد گھبرا کر نظریں چرا گیا۔ وہ دوپہر سے کال کر رہی تھی جسے وہ نہیں اٹھا رہا تھا۔

"سعد ان کو بتانا ہوگا پلیز یہ کوئی چھوٹی بات نہیں جو ہم مہرین آپی سے چھپائی یں"

فروا نے آہستگی سے کہتے ہوئے فون والے ہاتھ کو سعد کی آنکھوں کے سامنے کیا۔

" مجھ میں ہمت نہیں ہے تم بتاؤ اسے پلیز "

سعد نے التجائی نظر فروا پر ڈالی اور تھوک نگلا مہرین کو افرین کے گزر جانے کی خبر دینے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

" اوکے میں کرتی ہوں بات آپ پلیز خود کو سنبھالیں "

فروا تسلی آمیز لہجے میں کہتی فون کو کان سے لگائے باہر نکلی۔ سعد بازو پھلائے بیڈ پر ڈھے سا گیا۔

www.novelsclubb.com

ایک ایک ذمہ داری دے کر گ ئے تھے دونوں مجھے اور

میں نے اپنی زندگی کی مصروفیات کو ترجیح دی سعد کا دل پھٹ رہا تھا بار بار اپنی کوتاہیاں یاد آرہی تھیں کہ ماں باپ کے گزر جانے کے بعد اذفرین شادی سے پہلے تک اس کی ذمہ داری تھی خود کو کوسنے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔

وہ مہرین سے ایک سال چھوٹا تھا پر اذفرین سے چار سال بڑا تھا۔ماں باپ گزر جانے کے بعد اس کی شادی کو ایک سال ہی گزرا تھا جب نجف نے اسے اور فروا کو آسٹریلیا بلوالیا تھا اور وہ اذفرین کو مہرین کے حوالے کرتا خود یہاں آگیا تھا اذفرین اس وقت میٹرک کی طلبہ تھی۔

پھر چار سال بعد فروا کی خواہش پر واپسی کی کیونکہ وہ نجف سے اذفرین کا رشتہ کرنا چاہتی تھی پاکستان جاکر دیکھا تو مہرین اپنے ایک ٹانگ سے معزور دیور کے ساتھ اذفرین کی نسبت طے کر چکی تھی باسط اذفرین سے عمر میں بھی بہت بڑا تھا۔مہرین اور اس کے شوہر بازل سے لڑ لڑا کر وہ زبردستی اذفرین کو آسٹریلیا لے آیا تھا پر فروا نے سڈنی میں ایک سٹور میں ورکر کی ملازمت پر رکھوا کر اذفرین کو سڈنی اپنی امی کے گھر بھیج دیا اور سعد سے کہا کہ ایک دو ماہ میں شادی بھی ہو جائے گی تو ابھی سے وہیں رہ لے گی تو کیا فرق پڑتا ہے سعد کو یہ

www.novelsclubb.com

بات تھوڑی معیوب ضرور لگی تھی پر فروا کے بہت سمجھانے پر چپ ہو گیا پر مہرین کو اس بات کی آگاہی نہیں دی تھی یہی وجہ تھی اب وہ مہرین سے گھبرا رہا تھا۔

******

''کیا کر رہی ہو؟ ''

علیدان کی عقب سے آتی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ کمرے کے داخلی دروازے کو تھامے کھڑا تھا وہ پیٹ کے زخم پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا اذفرین کچھ کھانے کی تلاش میں تھی کل دوپہر سے کچھ نہیں کھایا تھا دونوں نے اور آج تو آنتیں سکڑنے لگی تھیں اسی لیے وہ صبح اٹھتے ہی منہ ہاتھ اور بال دھو کر پورے گھر میں کچھ کھانے کو تلاش کر رہی تھی۔ اپنی مٹی سے اور گندگی سے بھری شرٹ اتار کر الماری سے بر آمد ہونے والی ہلکے گلابی اور سفیر رنگ کی افقی لائی نوں والی شرٹ زیب تن کیے ہوئے تھی۔ جو اس کو اتنی کھلی تھی کے گلے سے پکڑ کر بار بار وہ اس کے کندھے کو درست کر رہی تھی۔ وہ یقیناً کسی صحت مند آدمی یا عورت کی تھی۔

کچن کے سنک سے آتے پانی سے وہ منہ ہاتھ اور بال دھو چکی تھی اور اب وہاں سے قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا رہا تھا جس کے نیچے اس نے ایک عدد ساس پین رکھا ہوا تھا فریج میں کچھ ٹن پیک فوڈ پڑے تھے لیکن وہ سب ایکسپائی رڈ ہو چکے تھے اذفرین نے پھر بھی ان کو کھول لیا تھا پر ان میں سے بدبو کے ایسے بھبھکے اٹھے کہ ان کو باہر پھینکنا ہی پڑا۔

اور اب وہ کچن کے سارے کیبن کھول کر بیٹھی تھی جس میں سے پاستہ کی تین پیکٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکی تھی۔ وہ پیکٹ ہی ہاتھ میں پکڑے ان کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے ان کی ایکسپائی یرڈ تاریخ دیکھ رہی تھی جب پیچھے سے علید ان کی آواز آئی جو شائد کچھ دیر پہلے ہی اٹھا تھا۔

علیدان کی آنکھ کھلی تو وہ ساتھ نہیں لیٹی تھی کمرے سے باہر کچھ کھٹ پٹ کی آوازوں کے ساتھ پانی کے قطرے گرنے کی آواز بھی آرہی تھی بہت ہمت جتا کر وہ ٹانگ گھسیٹتا یہاں تک پہنچا تھا۔ دیکھا تو لاونج سے ملحقہ کچن کے چھوٹے سے سنک میں ایک ساس پین میں پانی کے قطرے گر رہے تھے اور وخود کچن کے سارے کیبنیٹ کھولے ہاتھ میں دو پیکٹ

www.novelsclubb.com

لیے بیٹھی تھی بال گیلے تھے چہرہ صاف شفاف تھا اور ہلکے گلابی اور سفید رنگ کی شرٹ زیب تن کیے وہ دلکشی کی تمام حدیں پار کر رہی تھی۔

اذفرین کے لیے محسوسات تو دل کل سے ہی لے بیٹھا تھا اور اب اس کے حسن پر ششدر رہ گیا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ دل کے بند دروازے پر دراڑاریں پڑ رہی تھیں۔ اور اب بھی اس کو یوں گیلے بالوں اور نکھرے چہرے کے ساتھ دیکھ کر دل کا کچھ ایسا ہی حال ہوا تھا۔ وہ کوئی دل پھینک لڑکا نہیں تھا اور یہ بات آج تک اس کے لیے غرور کا باعث تھی کالج سے لے کر یونیورسٹی تک بہت سی لڑکیوں کو خود کے لیے آہیں بھرتا دیکھا پر کبھی کوئی دل پر لگے قفل کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی پر یہ انجان لڑکی آج علید ان کے غرور کو پاش پاش کر چکی تھی۔

" آپ اٹھ کر کیوں آئے لیٹیں جا کر "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے اسے یوں تکلیف سے لب بھینچے کھڑے دیکھا تو جلدی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھی۔ اب وہ لکڑی کے فرش پر اپنے خون کی اور مٹی کی لکیریں دیکھ رہا تھا یقیناً کل وہ

اسے گھسیٹ گھسیٹ کر کمرے تک لے کر گئی ہو گی۔ محبت پاش اور مشکور نظروں سے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف دیکھا جو بظاہر ہی نازک سی نظر آتی تھی۔

" ٹھیک ہوں میں معمولی زخم تھے "

علیدان نے تکلیف کے زیر اثر ناک کو اوپر چڑھاتے ہوئے کہا جبکہ لب مسکرا رہے تھے۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ چہرہ تکلیف سے زرد تھا فقط پیشانی کے دائیں طرف بنا چھوٹا سا گھامڑ نیلا ہو رہا تھا۔

" معمولی تو نہیں بہت گہرے گھاؤ ہیں "

اذفرین نے اس کی بات کو رد کیا اور اب وہ بلکل اس کے سامنے کھڑی تھی تا کہ اسے سہار دے کر واپس بیڈ پر لیٹا سکے۔

" خلوص سے لگایا گیا مرہم گہرے گھاؤ کو بھی معمولی بنا دیتا ہے" علیدان نے گہری نظریں اس کے چہرے پر ٹکا کر معنی خیز جملہ اچھالا

www.novelsclubb.com

اذفرین نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔اور پھر گہری دل میں اترتی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً نظریں چرائی یں۔ نظر جھکی تو اس کی ٹانگ پر پڑی جس کی پٹی تازہ خون سے رنگ رہی تھی

"جھوٹ کہہ رہے ہیں بلکل خون رسنا شروع ہو چکا ہے ٹانگ سے"اذفرین نے پیشانی پر بل ڈالے خفگی سے کہا جس پر علیدان نے فوراً نیچے ٹانگ کی طرف دیکھا شائید زور لگا کر چلنے کی وجہ سے زخم سے دوبارہ خون نکلنا شروع ہو چکا تھا۔

" چلیں لیٹیں وہاں لیٹیں "

اذفرین پیشانی پر بل ڈالے پریشان سے لہجے میں کہتی قریب ہوئی اور اس کو سہارا دیا وہ اب ایک ٹانگ کو گھسیٹتا ہوا اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے بیڈ تک آیا۔

"دیکھ رہی تھی کچھ کھانے کے لیے مل جائے اگر"

علیدان کے سر کے نیچے تکیہ درست کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہ لب بھینچے ناک چڑھائے تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔

سب گلا سڑا پڑا ہے بس تین پاستہ کے پیکٹ ہیں ایکسپائی رہیں پر تین ماہ پہلے کی ”
ایکسپائی رڈ تاریخ ہے“ پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے سوالیہ نظروں سے علیدان کی
طرف دیکھا کہ کیا کرے۔علیدان نے پر سوچ نظر اس پر ڈالی اور پھر گہری سانس لی

“ بنالو ایکساپ ئی رہی ہے زہریلے تو نہیں زندہ رہنا ضروری ہے ”

علیدان نے ٹانگ کو پکڑ کر درست کرتے ہوئے گھٹی سی آواز میں کہا۔وہ دھیرے سے سر
ہلاتی باہر آئی جس کسی کا بھی یہ ہنٹنگ ہٹ تھا وہ یہاں اپنی سہولت کی ہر چیز لایا ہوا تھا
الیکٹرک چولہا تھا روم فریج تھا کتابیں تھیں اذفرین نے کچن کے سنک میں قطرہ قطرہ
گرتے پانی کی طرف دیکھا ساس پین آدھے سے زیادہ بھر چکا تھا۔پانی کو الیکٹرک چولہے
پر رکھے اب وہ اس کے مختلف بٹنوں کو دبا دبا کر دیکھ رہی تھی کہ کیسے چلے گا۔

****

www.novelsclubb.com

“ میرا بیٹا ان میں نہیں ہے دیکھیں مجھے جنگل میں سرچ آپریشن کروانا ہے ”

میر دلاور نے اپنے سامنے کھڑے آسٹریلوی پولیس آفیسر سے التجا کی۔وہ کچھ دیر قبل مردہ
خانہ سے باہر آئے تھے یہ سڈنی کا سرکاری ہسپتال تھا جہاں کے مردہ خانے میں ان تمام

لوگوں کی لاشیں رکھی گئی تھیں جو جنگل کے سانحہ میں جاں بحق ہوئے تھے اب ان کے ورثہ ان کی لاشیں وہاں سے لے جا رہے تھے میر دلاور بھی دل مضبوط کیے آئے تھے پر ان میں علیدان نہیں تھا۔

اور یہ دیکھ کر جیسے ان کے بے جان وجود میں جیسے کسی نے روح پھونک دی تھی دل کو گمان ہونے لگے تھا کہ ان کا بیٹا زندہ ہے۔

"میر صاحب یہ اتنا آسان نہیں ہے سرچ آپریشن کی اجازت ملنا ہی بہت مشکل ہے"

آفیسر نے مایوس لہجے میں کہتے ہوئے سامنے بے حال سے کھڑے میر دلاور کی طرف دیکھا۔ میر دلاور نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں آپ نہیں جانتے میرے بیٹے کو میں جانتا ہوں اسے جتنا پیسہ لگتا ہے لگوائیں جہاں سے اجازت لینی ہے لیں میرا بیٹا زندہ ہے مجھے یقین ہے" میر دلاور بے بسی سے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔

اور سامنے کھڑا آفیسر اب گہری سوچ میں تھا۔

****

"امممم۔۔۔" کراہنے کی عجیب سی آتی آواز پر آنکھ کھلی تو علیدان کمرے میں موجود الماری کے پاس کھڑا سینے کے نیچے والے زخم کے گرد پٹی کو باندھ رہا تھا۔

دو دن سے وہ وہی خون آلودہ پٹی روئی بدل بدل کر اسے باندھ رہی تھی اور آج وہ خود پٹی کر رہا تھا وہ بہت مضبوطی سے پیٹ کے گرد کمر سے گھماتا ہوا پٹی کر رہا تھا۔ایسی ہی مضبوط پٹی وہ ٹانگ پر شائد پہلے ہی کر چکا تھا کیونکہ وہاں وہ المار ی سے نکالی ہوئی پینٹ کو زیب تن کیے ہوئے تھا پینٹ اسے بہت کھلی تھی جسے وہ بیلٹ کی مدد سے کمر پر ٹکائے ہوئے تھا۔

اذفرین جلدی سے بیڈ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی۔انہیں اب یہاں تیسرے دن کی صبح تھی۔علیدان نے دو دن کا زیادہ وقت سو کر گزارا تھا کیونکہ زخموں کی وجہ سے وہ دو دن تک تیز بخار میں مبتلہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کر دیتی ہوں"

اذفرین نے قریب آکر اس کے ہاتھ سے پٹی تھامی علیدان نے بنا کسی مزاحمت بازو اوپر کر لیے کیونکہ خود سے پٹی کرنا تکلیف دہ عمل تھا۔اذفرین اب پٹی کو پیٹ کے گرد گھمارہی تھی۔

''شرٹ پہن لوں پھر نکلتے ہیں یہاں سے ''

علیدان نے آہستگی سے کہا اور ہاتھ نیچے کیے وہ پٹی کر چکی تھی۔اور اب اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

'' علیدان آپ کے زخم ''

اذفرین نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے۔اس کی پیٹھ پر موجود گھاؤ کی طرف دیکھا پہلے سے تو بہت بہتر تھا پر ابھی بھی مکمل طور پر خشک نہیں تھا۔

نہیں بس اور نہیں رکنا یہاں اور آج تو کھانے کو بھی کچھ نہیں پانی بھی ختم ہے اب'' ''

علیدان نے دوٹوک لہجے میں کہا پتہ نہیں کیوں اُسے اس کی چھٹی حس آگاہی دے رہی تھی کہ قریب ہی کوئی رہائشی علاقہ ہوگا جہاں پہنچ کر انہیں نہ صرف پناہ ملے گی بلکہ وہ واپس بھی جا سکیں گے۔

اذفرین گھوم کر اس کے سامنے آئی اس کی شیو بہت بڑھ چکی تھی آنکھوں کے گرد حلقے تھے اور ابھی بھی تکلیف میں تھا پر وہ سہی کہہ رہا تھا یہاں مزید رکنا خود کو اور کمزوری کا شکار کرنا تھا۔

وہ اب سفید رنگ کی کھلی سی ڈریس شرٹ پہن رہا تھا اذفرین جلدی سے چیزیں سمیٹنے لگی گنز پانی کی بوتل فرسٹ ایڈ باکس سے لی گئی کچھ ضروری چیزیں ایک عدد چھری پانی کا گلاس پلیٹ اس نے خالص عورتوں والے کام کیا تھا ایک چھوٹے سے تھیلے میں ضرورت کی سب چیزیں اکٹھی کرلی تھیں۔

چیزیں سمیٹ کر جیسے ہی واپس مڑی تو بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھے کھلکھلا کر ہنس دی۔

علیدان نے چونک کر اوپر دیکھا وہ ڈریس شرٹ کے بٹن لگا رہا تھا۔ وہ اس سارے عرصے میں پہلی بار ہنس رہی تھی اور وہ اس کی ہنسی کے جلترنگ اور چہرے کے خدوخال کو دیکھ کر مبہوت سا رہ گیا۔

وہ ہنستے ہوئے بہت دل موہ لینے کے حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ہنستے ہنستے اذفرین کی آنکھوں کے کونے نم ہوگ ءے۔علیدان کھلی سی ڈریس شرٹ میں مزاحقہ خیز لگ رہا تھا ۔جس کو دیکھتے ہی اذفرین بے ساختہ امڈ آنے والی ہنسی پر قابو نہ پا سکی

"کیا ہوا ہنس کیوں رہی ہو؟"

علیدان نے ایک آبرؤ چڑھائے سوال کیا۔وہ ہنستے ہوئے ایسے لوٹ پوٹ سی ہوئی تھی کے اس کی شرٹ کے دونوں اطراف کے کندھے ڈھلک گ ءے تھے۔

خود کو دیکھیں تو کیا لگ رہے ہیں" وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔اور لطف اندوز ہو رہی تھی۔"

" اچھا میں کیا لگ رہا ہوں، خود کو تو دیکھو ایک نظر "

علیدان نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے گہری نظروں سے دیکھا اذفرین نے نیچے نظر کی تو پھر سر اٹھا نا سکی اب جاندار قہقہ اس کا گونج رہا تھا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 10

اذفرین کی پلکوں پر جیسے کسی نے پتھر دھر دیے ہوں افف وہ دیکھ رہا تھا مجھے تب سے پتہ نہیں کب سے اسی حالت میں کھڑی تھی شرمندگی سے چہرہ سرخ ہوا جلدی سے شرٹ کو دونوں اطراف سے پکڑ کر کندھوں پر درست کیا۔علیدان نے بمشکل قہقہہ روکا۔

نظریں جھکائے نادم سی کھڑی اذفرین کو دیکھا تو فوراً اُس کی شرمندگی دور کرنے کے لیے نارمل انداز اپنایا۔

”چلیں پھر اب؟ “

علیدان نے آہستگی سے کہتے ہوئے قدم دروازے کی طرف بڑھائے وہ بھی سر ہلاتی کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔اب وہ بلاجواز بار بار کندھے پر سے شرٹ کو درست کر رہی تھی وہ لوگ ابھی لاونج میں ہی پہنچے تھے جب علیدان ٹھٹھک کر رکا۔

نظریں لکڑی کے بنے فرش پر مٹی کی تہہ کے نیچے سے جھلکتے سیاہ گول سے ہینڈل پر تھی۔

”رکو ذرا ایک منٹ “

اذفرین کو ہاتھ کے اشارہ دیا اور گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھا اور زمین پر موجود لکڑی کے فرش پر ہاتھ سے مٹی کو صاف کیا نیچے ایک گول سا ہینڈل موجود تھا جو اندر کو ایک خول میں پیوست تھا علیدان نے انگلی کے مدد سے دباؤ دے کر اس ہینڈل کو اوپر کیا اور پکڑ کر کھینچا تو عجیب سی چرار ہٹ کی آواز کے ساتھ ایک تخت نما دروازہ اوپر کو کھلا۔دروازہ اب کھل کر ایک طرف اوپر کو کھڑا تھا اور نیچے کو ترتی سیڑھیاں نظر آرہی تھیں غالباً وہ سٹور نما بیس منٹ تھا کتنی عجیب بات تھی کہ باہر سے گھر دکھنے میں زمین سے اونچا رکھ کر بنایا ہوا الگ رہا تھا اور یہاں ایک سات سیڑھیاں اتر کر ایک بیس منٹ موجود تھا۔

"بیس منٹ ہے"

علیدان نے گردن موڑ کر حیران سی کھڑی اذفرین کو بتایا وہ دم سادھے کھڑی تھی۔

دروازے کھلتے ہوئے ایک بڑا سا جالا راستے کو ڈھکے ہوئے تھا علیدان نے ہاتھ سے جالا ہٹایا اور احتیاط سے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔

"سنو تم باہر ہی رہو"

www.novelsclubb.com

ہاتھ سے اذفرین کے بڑھتے قدم کو روکا اور خود نیچے اترنا شروع کیا۔ جگہ جگہ جالے لگے تھے وہ ٹانگ کے درد کو برداشت کرتا سیڑھیاں اتر رہا تھا پانچویں سیڑھی پر ہی ایک رسی نیچے لٹک رہی تھی جس کے نیچے ایک بٹن تھا بٹن کو دباتے ہی بیس منٹ روشن ہوا تھا یہ بیس منٹ پورے گھر کے نیچے مشتمل نہیں تھا صرف لاونج کے نیچے تھے۔ جگہ جگہ جالے لگے تھے کاٹھ کباڑ تھا جو مٹی سے اٹا ہوا تھا علیدان ایک طرف سے شروع کیے نظر کو گھما رہا تھا اور پھر بلکل سامنے جاتے ہی نظر رک گئی۔

" ارے واہ "

علیدان کی چہکتی سی آواز بیس منٹ سے برآمد ہوئی وہ جو گھٹنے نیچے ٹکائے گردن کو تھوڑا سا نیچے کیے آنکھیں سکوڑے غور سے نیچے دیکھ رہی تھی فوراً تھوڑا سا آگے ہوئی

"کیا ہے؟ "

www.novelsclubb.com

تجسس بھری آواز میں پوچھتے ہوئے گردن کو اور نیچے کیا۔ علیدان جہاں کھڑا تھا سامنے ہی ایک سپورٹ سائیکل تھی جالوں سے بھری ہوئی مٹی سے اٹی ہوئی۔

" چیز تو کمال ہے پر فائدہ نہیں "

علیدان نے گہری سانس لی اور کمر پر ہاتھ دھرے ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور مڑا۔ ٹانگ پر لگے گھاؤ کی وجہ سے سائیکل چلانا اس کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔

" ایسا کیوں کہہ رہے ہیں ہے کیا وہاں؟ "

اذفرین نے پھر سے پوچھا اب وہ ایک سیڑھی نیچے آچکی تھی۔ پیشانی پر تجسس کی لکیریں سجائے۔

" سائیکل ہے بھئی "

علیدان نے آخری سیڑھی پر پاؤں دھرے چہرہ اوپر کیا۔ اذفرین کے چہرے پر بھی ویسی ہی خوشی کی جھلک ابھری جو کچھ دیر پہلے علیدان کے چہرے پر آئی تھی۔

"ارے واہ تو بے کار کیوں ہوئی بھلا؟ "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ اور حیرت سے علیدان کی طرف دیکھا جواب مایوس سا اوپر آرہا تھا۔ ابھی وہ نیچے سے دوسری سیڑھی پر ہی پاؤں رکھے ہوئے تھا

" مجھ سے چلائی نہیں جائی گی تو بے کار ہوئی نا "

لبوں کو مایوسی سے باہر نکالا اور پھر سے ایک نظر سائی یکل پر ڈالی۔ اگر وہ چلا سکتا تو کتنا فائی دہ ہوتا ان کو۔

"مجھے آتی ہے چلانی تو بے کار تو نہ ہوئی نہ "

عقب سے اذفرین کی پر جوش آواز پر حیرت سے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اُسے درخت پر چڑھنا نہیں آتا تیرا کی نہیں آتی تو خود سے ہی اندازہ لگا لیا کہ اسے سائی یکل بھی نہیں چلانی آتی ہو گی۔

"کیا !!! "

اذفرین کے اس نکشاف پر آبروؤ چڑھائے اور اس کے پر جوش چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائے چمکتی آنکھوں کے ساتھ سیڑھی پر بیٹھی تھی۔

"ہاں نا مجھے آتی ہے چلانی اپنے بھانجے کی چلاتی تھی میں "

خوشی سے کہا اور جوش سے دو تین سیڑھیاں نیچے آگ ئی۔ اور گردن کو نیچے کرتے ہوئے شوق سے سامنے کھڑی سائی یکل کو دیکھا۔

"وہ بچوں والی سائی یکل؟ "

علیدان نے مسکراہٹ دبائے شریر سا لہجہ اپنایا۔ جس پر اذفرین نے خفگی سے گھورا۔ وہ اب چمکتی آنکھوں کے ساتھ شرارت سے مسکراتا دل کو دھڑکا گیا۔

"جی نہیں میرا بھانجا بڑا ہے تو سائیکل بھی بڑی ہی چلاتی تھی آؤں مدد کے لیے کہ اٹھا لیں گے؟"

اذفرین نے مصنوعی خفگی سجا کر ناک اوپر چڑھائی۔ سیڑھیاں اترنے کے لیے قدم آگے بڑھائے پر علیدان نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ اب سیڑھیاں اتر کر سائیکل کی طرف جا رہا تھا پھر بغل میں سائیکل دبائے پہلی سیڑھی تک آیا اور آہستگی سے چڑھنا شروع کیا۔

"ہٹو پیچھے ذرا"

اذفرین نے بغور سائیکل کو دیکھا اور اسے راستہ دیا وہ اب اوپر لا کر سائیکل کو فرش پر کھڑا کر چکا تھا۔ اور ہاتھ جھاڑ رہا تھا شرٹ پر بھی جگہ جگہ مٹی لگی تھی جسے وہ جھاڑ رہا تھا۔

اذفرین آگے بڑھ کر پاس پڑی کرسی سے چادر اٹھائے سائیکل کو جھاڑنے لگی۔

"چلا لوں گی میں اسے"

اذفرین نے سائیکل کے پیڈل کو گھمایا اور گردن موڑ کر علیدان کی طرف دیکھا وہ اب کتابوں کی الماری کے پاس کھڑا تھا۔اور آنکھوں کو سکوڑے متلاشی نظروں سے الماری کے اندر رکھی کتابوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اب کیا کر رہے ہیں؟ "

وہ پر تجسس سی آواز میں کہتی اب بلکل اس کے ساتھ کھڑی تھی وہ مختلف دراز کھول رہا تھا ۔اذفرین نا سمجھی سے کبھی اسے دیکھ رہی تھی اور کبھی الماری کی طرف

" کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ "

اذفرین نے نا سمجھی کے انداز میں پھر سے سوال کیا۔وہ مسکراتا ہوا پیچھے ہوا اس کے ہاتھ میں اب ایک نوٹ پیڈ تھا جس کے ساتھ ایک عدد قلم لٹک رہا تھا۔

اتنا سامان لے کر جا رہے ہیں اس کے گھر سے تو چوری کے زمرے میں آتا ہے یہ "

" سب

علیدان نے مسکرا کر کہتے ہوئے کھانے کے میز کی طرف قدم بڑھائے اذفرین ابھی بھی ویسے ہی حیرت میں ڈوبی کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

" یہ کیا بات ہوئی ہم مجبور ہیں "

اذفرین نے کندھے اچکائے اور سائیکل کی طرف دیکھا۔ وہ مجبور تھے اور اس بند گھر سے اسی غرض سے وہ ضرورت کی چیزیں اٹھا رہی تھی۔

" چوری ہر کوئی مجبوری میں ہی کرتا ہے میڈیم پر ہوتی تو وہ چوری ہی ہے "

وہ اب سر جھکائے کرسی پر بیٹھا کاغز پر کچھ لکھ رہا تھا۔ اذفرین قریب جا کر کھڑی ہوئی۔ اور نظریں سفید کاغز پر تیزی سے قلم چلاتے اس کے ہاتھ پر پڑی۔ اس کی لکھائی اس کی شخصیت کی طرح ہی متاثر کن تھی۔

" میں یہاں اسے اپنا ایڈریس اور فون نمبر دے کر جا رہا ہوں وہ جب کبھی آئے تو مجھ سے رابطہ کر کے اپنے سامان کے پیسے لے "

علیدان نے نوٹ پیڈ سے کاغز کو پھاڑا نوٹ پیڈ کے اوپر رکھے اس کو کھانے کے میز پر رکھا اور اس پر پیپر ویٹ رکھ کر کھڑا ہوا۔ سائیکل کو بغل میں دبائے گھر کے بیرونی دروازے سے باہر آیا پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ دروازے میں ہی کھڑی تھی

" آؤ اب یہاں کیوں رک گئی "

www.novelsclubb.com

اذفرین کو یوں پر سوچ سی صورت بنائے دروازے پر کھڑی دیکھ کر پوچھا۔دروازہ یوں کھلا چھوڑ کر جانا تو کسی کو بھی اندر آنے کی دعوت دینا تھا جبکہ اس کا ٹیچ کا لاک اس نے خود کھڑکی سے کود کر کھولا تھا تو اب اس دروازے کو یہاں سے اسی طرح لاک کر کے باہر جانا چاہیے۔ذہن میں آتی سوچ کے زیر اثر لب مسکرائے

"رکیں میں ڈور لگا کر کھڑکی سے آتی ہوں "

مسکرا کر کہا اور دروازہ بند کیا۔علیدان سر کو ہلاتا مسکرادیا

اذفرین نے گہری سانس لے کر ایک اچٹتی سی نظر گھر پر ڈالی اور پھر کمرے کی کھڑکی کو پھلانگ کر باہر آئی۔علیدان سائی یکل کو ڈیک سے نیچے اتارے کھڑا تھا۔جلدی سے پر جوش انداز میں سائی یکل پر سوار ہوئی اور علیدان کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اس کو پیچھے بیٹھائے وہ پورا زور لگا کر سائی یکل چلا رہی تھی۔وہ وزنی تھا اور راستہ غیر ہموار جس کی وجہ سے زیادہ زور لگانا پڑ رہا تھا اور رہی سہی کسر سائی یکل کا زنگ آلودہ ہونا پوری کر رہا تھا۔

" مجھے لگتا ہے ہم دونوں میں سے کسی ایک کی قسمت بہت اچھی ہے "

علیدان نے اس کی پشت پر بکھرے بالوں کو بغور دیکھا۔اس نے کپڑے کے چھوٹے سے ٹکڑے کو ربن کی صورت میں بالوں میں باندھ رکھا تھا۔

" نہیں مجھے کچھ اور لگتا ہے "

اذفرین نے پھولی سانسوں کو بحال کیا۔وہ بمشکل بول پا رہی تھی۔

" کیا؟ "

علیدان نے ٹانگ کو ایک ہاتھ سے تھام رکھا تھا۔اور ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھا لمبے گھنے درختوں کا سلسلہ تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔اور وہ ان کے درمیان بننے والے راستے پر وہ سائیکل چلا رہی تھی

مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے جیسے ہم اس گھر سے دور ہو رہے ہیں وہ گھر وہاں سے مٹ " جائے گیا "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے آنکھوں کو سکوڑے مسکرا کر گردن کو ہلکا سا خم دیا وہ واقعی میں یہی سوچ رہی تھی بلکل اُسی طرح جیسے اسے امی کے مرنے کے بعد رونے پر ایسا احساس ہوا تھا کہ ایک بہت بڑا سا ہاتھ آسمان سے نیچے آیا اور اس کے سر پر تھپکی دے رہا ہے۔

"کیا یہ کیا بات ہوئی"

علیدان نے حیرت سے پوچھا۔اس کی عجیب سی بات پر نا سمجھی کے انداز پھر سے اس کے بالوں کو دیکھا۔

"ہاں نہ جیسے کوئی پنسل سے کچھ بنا کر پھر کچھ دیر بعد مٹا دے ویسے ہی"

اذفرین مسلسل نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے ہوئی تھی اور وہ اس کی بات پر قہقہ لگا گیا۔اس کا یوں ہنسنا عجیب نہیں لگا تھا کوئی بھی اس کی یہ عجیب سی منطق سنتا وہ یوں ہی ہنس دیتا۔

"جب آپ بہت زخمی تھے میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اللہ ہماری مدد فرما تو اسی وقت اللہ نے اس گھر کو وہاں بنا دیا ہو گا مجھے تو ایسا لگتا ہے"

اس کی اس بات پر علیدان کا قہقہ تھم گیا تھا ہاں البتہ اب لبوں پر نرم سی مسکراہٹ تھی۔وہ معصوم تھی بے ضرر تھی ہاں وہ اس قابل تھی کہ علیدان جیسے شخص کے دل کی سلطنت کے ملکہ بن بیٹھتی۔

"اچھا بچوں جیسی لاجک ہے خدا پر یقین کی"

ملائم سے لہجے میں کہتے ہوئے محبت پاش نظروں سے پھر سے اس کی کمر کو دیکھا جس پر ریشمی سے بال بکھرے تھے جنہیں نظریں چھو کر دل کی اس حسرت کو تھپک رہی تھیں جو ہاتھوں سے انہیں چھونے کی خواہش لیے ہوئے تھی۔

****

درخشاں نے کمرے کا دروازہ کھول لائٹ کو آن کیا تو وز گل نے جلدی سے پیشانی پر بل ڈال کر آنکھوں پر بازو دھر لیے۔ دوپہر کا وقت تھا اور سب پردے گرائے وہ کمرے میں اپنے دل کے اندھیرے کی طرح گھپ اندھیرا کیے لیٹی تھی۔ علیدان کا نا ملنا سب کے لیے تکلیف دہ تھا پر اس کا تو جیسے کسی نے دل مٹھی میں دبوچ لیا تھا۔

درخشاں دکھ سے اس کی طرف دیکھتی قریب آئیں اور جھک کر دھیرے سے اس کے آنکھوں پر دھرے ہاتھ کو ہٹایا۔

www.novelsclubb.com

" یہ وہ وقت ہے گل جس میں تمہیں اپنی تائی امی کو سنبھالنا چاہیے بیٹا "

نرمی سے اس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کرنا چاہا تو ہاتھ آنکھ کے کونوں سے نکل نکل کر کنپٹی تک بہتے آنسوؤں سے گیلا ہوا۔ ممتا کا دل پسیج سا گیا جانتی تھیں بھلے اس کی اور

علیدان کی نسبت کو طے ہوئے ایک ہفتہ ہوا ہے پر اوزگل اپنے دل میں وہ یہ رشتہ برسوں سے طے کیے ہوئے تھی۔

" اٹھو ہمت کرو اور علیدان کو کچھ نہیں ہو گا بھائی صاحب بتا رہے ہیں وہ سرچ آپریشن کروائیں گے جنگل میں "

اوزگل سے زیادہ وہ خود کو تسلی دے رہی تھیں پورے گھر میں ایک واحد وہ ہی تھیں جو تین دن سے سب کو سنبھالے ہوئے تھیں۔

"چلو اٹھو ساتھ میرے کھانا کھلاؤ بھابھی کو شاباش سنبل کو بھی سنبھالو دیکھو اس کو "

درخشاں نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے حوصلہ دیا۔ اوزگل نے تڑپتی نظر خود پر جھکی اپنی ماں پر ڈالی وہ ان کو تکلیف دے رہی تھی۔ جلدی سے اٹھ کر آنسو صاف کیے ۔

www.novelsclubb.com

" جی جاتی ہوں آپ بھی ساتھ چلیں آپ بھی کھانا کھائیں گی سب کے ساتھ "

نیچے اتر کر سلیپر پاؤں میں آڑستی ان کے ساتھ کمرے سے باہر آئی یہ سنبل کا کمرہ تھا جہاں وہ تین دن سے رہ رہی تھی وہ اور درخشاں علیدان کی خبر ملتے ہی دلاور ولاز میں آ

گ ئی تھیں۔ زبردستی سنبل اور زیب کو تو وہ دونوں کھانے کے میز پر لے آئی تھیں پر ادیان وہاں موجود نہیں تھا۔ اوزگل سب پر اچٹتی سی نظر ڈالتی اب ادیان کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح بنا نوک کے وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھولتی اس کے سر پر کھڑی تھی۔ وہ سٹڈی ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا سکرین پر سڈنی کی نیوز کھلی تھیں۔

''ادیان کھانا کھاؤ آکر ''

اوزگل نے لیپ ٹاپ سکرین کو ہاتھ رکھ کر بند کیا۔ وہ ابھی بھی اسی طرح ساکن خالی آنکھوں سے سامنے گھوری جا رہا تھا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد گہری سانس لے کر تکلیف کو کم کرتا ہوا سیدھا ہوا۔

''بھوک نہیں امی اور سنبل کو دیا کھانا ''

www.novelsclubb.com

بھنویں اچکا کر سوالیہ نظروں سے سامنے بے حال کھڑی اوزگل کی طرف وہ کس طرح نچڑ کر رہ گ ئی تھی ان پانچ دنوں میں زرد رنگت آنکھیں ویران سی۔

'' ہاں تم بھی چلو کھانا کھاؤ سب کے ساتھ ''

ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی اٹھایا۔ادیان نے دھیرے سے اس کے ہاتھ کی گرفت اپنے ہاتھ سے ختم کی۔

"ایک شرط پر تم کھاؤ گی تو میں کھاؤں گا"

ادیان نے دوٹوک لہجہ اپنایا جس پر لب بھینچے وہ سر ہلا گئی۔

****

اذفرین نے خوف سے آنکھیں پھیلائے علیدان کی طرف دیکھا جو ہاتھ میں دھواں اڑاتی ہوئی ایک لکڑی پکڑے ہوئے تھا لکڑی کے اوپر وہ اذفرین کی سیاہ شرٹ کو آگ لگانے کے بعد بجھائے اب درخت پر لگے شہد کے چھتے کی طرف بڑھ رہا تھا۔کپڑے سے اب دھواں نکل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دوپہر کی بڑھتی گرمی کے باعث سستانے کی غرض سے یہاں رکے تھے بھوک سے برا حال تھا پر یہاں کھانے کو کچھ بھی ایسا نظر نہیں آرہا تھا بوتل میں پانی بھی ختم ہو چکا تھا اور حبس کے باعث چلنا مشکل تھا۔

علیدان کی نظر درخت پر لگے شہد کے چھتے پر پڑی تو جلدی سے پاس پڑی لکڑی کو اٹھائے اذفرین سے کوئی کپڑا مانگا اذفرین کے پاس اس وقت اس کی پرانی شرٹ ہی تھیلے میں موجود تھی وہی قربان کرنی پڑی۔اور اب وہ درخت پر چڑھ رہا تھا جہاں اسے یہ دھواں درخت پر موجود چھتے کے پاس رکھنا تھا۔

''علیدان یہ خطرناک ہے ''

اذفرین ڈری سی آواز میں کہتی اس کے قریب ہوئی جواب چھتے کے قریب جا رہا تھا۔

علیدان نے افسوس سے سر کو گھما کر خفگی سے گھورا۔

'' کچھ خطرناک نہیں پیچھے جا کر بیٹھو وہاں چھپ کر بلکہ منہ نیچے کر کے لیٹ جاؤ ''

علیدان نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر سے آہستگی سے آگے کھسکانا شروع کیا وہ سر ہلاتی کچھ دوری پر آ کر منہ کو نیچے چھپائے لیٹ گئی۔علیدان نے دھویں سے بھرا کپڑا درخت کے دو تنوں کے درمیان چھتے کے بلکل پاس آڑیا اور خود بھی تیزی سے درخت سے نیچے اتر کر ویسے ہی چہرہ چھپائے الٹا لیٹ گیا۔اسی وقت زوں زوں جیسی مکھیوں کی آواز سروں کے اوپر باز گشت کرنے لگی علیدان نے بازوؤں کی اوٹ بنائے چور سی نظروں سے اوپر

www.novelsclubb.com

دیکھا۔ مکھیاں پاگلوں کی طرح جھرمٹ میں بھنبھنا رہی تھیں۔ شہد کی مکھیاں کچھ دیر وہاں بھنبھنانے کے بعد دھویں کی تاب نالاتے ہوئے ایک ساتھ جھنڈ کی شکل میں اڑ چکی تھیں اکادکا وہیں بے حال سی تڑپ رہی تھیں جنہیں علیدان نے چھتے پر سے ہاتھ سے اڑایا اور چھتے کو کھینچ کر درخت سے الگ کیا شہد سے بھرا تازہ چھتہ ہاتھ میں پکڑے اذفرین کے پاس آیا جو ہنوز اسی حالت میں لیٹی تھی۔

" اٹھو لو کھاؤ "

علیدان نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر کہا۔ اذفرین نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا وہ ہاتھ میں شہد کا چھتہ پکڑے ایک ٹکڑا دوسرے ہاتھ میں منہ میں ڈالتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ بھوک کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ جلدی سے اٹھ کر شہد پر لپکی۔ اب وہ بچوں کی طرح ہاتھ اور چہرہ خراب کیے کھا رہی تھی شہد اس طرح رس رہا تھا کہ کھانا بہت مشکل ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے گال ہاتھ سب کچھ خراب ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

علیدان نے کھاتے ہوئے کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا تھا گال پر ہونٹوں کے اطراف ہر جگہ شہد لگا ہوا تھا وہ اس کی اس حالت پر بے ساختہ ہنس دیا وہ جو سر جھکائے کھا رہی تھی سر اوپر اٹھائے نا سمجھی کے انداز میں بھنوں کو اچکائے علیدان کی طرف دیکھا۔

" منہ صاف کرو "

علیدان نے مسکراہٹ دبائے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی گال پر اشارہ کرتے ہوئے ایسے کہا کہ وہ جھینپ گئی جلدی سے گالوں کو ہاتھ لگایا پاس پڑے پتوں سے گال صاف کیے۔علیدان بھی پتوں سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھا اور اسے بھی اٹھنے کا اشارہ کیا انداز حکمانہ تھا وہ جو بچارگی سے نفی میں سر ہلا رہی تھی اس کی گھوری پر بے زار سی شکل بنا کر اٹھی۔

ابھی آدھا گھنٹہ بھی بمشکل اس نے سائیکل چلایا تھا کہ شہد کھانے کے بعد اور سائیکل چلانے پر قوت لگانے کے باعث پانی کی طلب بڑھ گئی تھی پر آس پاس کہیں بھی تو کوئی ندی کوئی تالاب نہیں آرہا تھا۔اذفرین بار بار خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیر رہی تھی۔علیدان بھی اب خاموش تھا کیونکہ زیادہ بولنے سے پیاس بڑھ رہی تھی۔

اذفرین ارد گرد بے چینی سے دیکھ رہی تھی اب تو آنکھوں کے آگے رنگ برنگے دھبے سے بھی ناچنے لگے تھے۔

اچانک ایک طرف کھڑے درختوں کے درمیان میں پانی نظر آتے ہی جیسے اس کی جان میں جان آئی ارد گرد گیلی مٹی تھی اور درمیان میں تالاب کی شکل میں پانی موجود تھا پانی گندہ تھا پر اس وقت پیاس سے وہ اتنی بے حال تھی کہ پانی کے چند قطرے زندگی بخشنے کا موجب تھے تڑپ کر سائیکل سے نیچے اتری۔

"علیدان پانی ہے وہاں رکیں رکیں پانی ہے"

جلدی سے سائیکل سے لٹکتی بوتل اتار کر بے سروپا دوڑ پڑی۔ جگہ جگہ پانی کھڑا تھا پر گیلی مٹی کے کیچڑ سے تھوڑا آگے زیادہ پانی موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

"اذفرین رکو اذفرین رکو اک منٹ"

علیدان نے سائیکل کو تھام کر نیچے زمین پر رکھتے ہوئے کہا گردن کو خم دیے اس کو دیکھا تو تقریباً بھاگتی ہوئی اس طرف جا رہی تھی جہاں ڈھلوان سے تھوڑا نیچے اترتے ہی

درختوں کی قطار میں پانی کا جوہڑ بنا ہوا تھا اذفرین بات ہی نہیں سن رہی تھی پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی

" اذفرین رکو مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا یہاں "

علیدان نے منہ کے گرد ہاتھ کو فولڈ کیے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے اسے پکارا پر اس کی تشنگی اس کے دماغ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفلوج کیے ہوئے تھی۔

علیدان ٹانگ کو گھسیٹتے جتنا تیز چل سکتا تھا چل رہا تھا عجیب سی جگہ تھی نیچے اترتی ہوئی ڈھلوان تھی۔ درخت ہی درخت تھے جگہ جگہ کیچڑ اور پانی کے جوہڑ تھے درخت بہت اونچے تھے۔ پر تنے پتلے تھے۔ وہ ارد گرد کا جائزہ لیتا آگے بڑھ رہا تھا

" علیدان ن ن ن ن ن "

اذفرین کی ہولناک چیخ پر وہ گڑ بڑا گیا اپنی ٹانگ کی تکلیف کو فراموش کیے اب وہ بھاگ رہا تھا جیسے ہی ڈھلوان سے نیچے اترا وہ درختوں کے تنوں کے درمیان موجود کیچڑ میں دھنسی ہوئی تھی اور جتنا اوپر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی اتنا اور اندر جا رہی تھی وہ دلدل میں دھنس گ ئی تھی جو اسے اب کمر تک جکڑ چکی تھی۔

''ہلنا بند کرو بیو قوف لڑکی تمہیں سمجھ نہیں آرہی تھی جب میں روک رہا تھا ''

علیدان نے دور سے ہی چیختے ہوئے اسے ہاتھ کا اشارہ کیا وہ رو رہی تھی اور خوف کے زیر اثر آنکھوں کا حجم بڑھا ہوا تھا۔علیدان کے ڈپٹنے پر بھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی گیلی مٹی اسے کچھ اس طرح سے جکڑے ہوئے تھی کہ جتنا وہ اوپر ہونے کی کوشش کرتی جسم اور گہرائی میں جا رہا تھا۔

'' علیدان نہیں نکلا جا رہا مجھ سے ''

وہ ہاتھوں کو ہوا میں مارتی خود کو اوپر کرنے کی کوشش کر رہی تھی آواز خوف کی وجہ سے کانپ رہی تھی ہاتھ کیچڑ میں لت پت تھے۔التجائی نظروں سے بوکھلائے سے کھڑے علیدان کی طرف دیکھا۔

'' دیکھو رونا اور ہلنا بند کرو زیادہ اندر دھنسو گی ''

علیدان نے گھبراہٹ سے رندھی آواز میں سمجھایا وہ مسلسل ارد گرد متلاشی نظریں گھما رہا تھا وہ بچوں کی طرح خوف سے ریں ریں کر رہی تھی۔

اسطرح کی جگہوں پر تو مگرمچھ بھی اکثر پائے جاتے ہیں ذہن میں اس خیال کے آتے ہی علیدان نے آنکھیں سکوڑے سارے کھڑے پانی پر نظر دوڑائی مبادہ کوئی مگرمچھ اذفرین کی طرف آرہا ہو پر پانی میں کسی قسم کی کوئی لہر موجود نہیں تھی وہ ساکن تھا۔ پانی کے چاروں اطراف میں اسی طرح کیچڑ نما دلدل تھی

کہہ بھی رہا ہوں پاگل لڑکی رکو رکو اسطرح کھڑے پانی کے گرد سوامپ ہوتی ہے "

"اب ہو گئی نہ سٹک

علیدان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے اپنے سر کے بالوں کو بے چینی سے ہاتھوں سے جکڑے کچھ سوچ رہا تھا اگر خود اندر جاتا ہے تو دونوں کو بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

" جائیں چلے جائیں میں اب نہیں نکل سکتی یہاں سے "

اذفرین نے گھٹی سی مایوس آواز میں کہتے ہوئے بچارگی سے پریشان حال کھڑے علیدان کی طرف دیکھا پریشانیاں تھیں کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں سفر تھا کہ ختم نہیں ہو رہا تھا جنگل میں بھٹکتے آج آٹھواں دن تھا اور اب وہ پھر سے اسے مصیبت میں مبتلا کر چکی تھی۔

"شٹ اپ رونا بند کرو روک رہا ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہو گی بھاگی جا رہی ہو پاگلوں کی طرح"

علیدان کی خود سمجھ سے باہر تھا وہ کیا کرے۔ کسی لمبی لکڑی کی تلاش میں ارد گرد نظر دوڑائی اور پھر کچھ دوری پر پڑی ایک لکڑی کے قدرے موٹے تنے کو اٹھا کر اس کے پاس آیا۔ وہ اب بلکل ساکن کھڑی تھی پر آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی رفتار بڑھ چکی تھی۔

اسے یہ بات سمجھ آچکی تھی کہ اس کی ہر کوشش اسے دلدل میں اور گاڑ رہی ہے

"دیکھو یہ لکڑی کا تنا ہے اس کو بلکل اپنے پاؤں کے پاس گاڑتے ہی پاؤں اوپر اٹھاؤ اور اسی طرح آگے بڑھو جیسے ہی میرے قریب آؤ گی میں ہاتھ تھام کر کھینچ لوں گا"

علیدان نے اسے سمجھاتے ہوئے لکڑی کے تنے کو اس کی طرف اچھالا جسے وہ تھام چکی تھی اور اب لکڑی کے تنے کو وہ جیسے ہی دلدل میں داخل کرتی ہوا مٹی کے اندر داخل ہونے کی وجہ سے وہ با آسانی پاؤں اٹھا پاتی وہ آگے تو بڑھ رہی تھی پر دلدل میں مزید اندر جا رہی تھی دلدل اب اس کی ناف سے اوپر اسے جکڑ چکی تھی۔

"بس تھوڑا اور ہمت کرو اٹھاؤ پاؤں اور جسم آگے بڑھاؤ سانس لو گہرا"

علیدان اب قریبی درخت میں کراس کی شکل میں ٹانگیں پھنسا کر لیٹ چکا تھا کیونکہ جیسے ہی اذفرین پاس آتی اسے اس کا ہاتھ تھام کر پوری قوت سے باہر کھینچنا تھا۔ وہ اب اسی عمل کو دہراتی کافی حد تک قریب آچکی تھی۔

" ہاتھ دو مجھے "

وہ سینے تک اندر دھنس چکی تھی علیدان کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے تھامتے ہی علیدان نے پیچھے کی طرف زور لگانا شروع کیا وہ اپنی پوری قوت لگا رہا تھا۔ وہ تھک چکے تھی اور اب پوری طرح خود کو علیدان کے رحم و کرم پر چھوڑ چکی تھی۔ اسے دلدل سے باہر نکالنے تک وہ خود بھی نڈھال ہو چکا تھا ٹانگ کی تکلیف بڑھ گ ئی تھی اذفرین اب زمین پر اوندھے منہ لیٹی رو رہی تھی

" اٹھو میں یہی کہہ رہا تھا صبر کر لو تھوڑا "

www.novelsclubb.com

علیدان نے کھڑے ہو کر ہاتھ اذفرین کی طرف بڑھاتے ہوئے ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔ وہ سینے تک کیچڑ میں لت پت تھی علیدان کے بڑھے ہاتھ سے لاپرواہی برتتی اٹھی اور بمشکل

کیچڑ میں لت پت پاؤں اٹھاتی سائیکل تک پہنچی علیدان اب سائیکل کو ہاتھوں سے تھامے چل رہا تھا اور وہ سر جھکائے پیچھے چل رہی تھی۔

ٹانگ کی تکلیف بڑھ گئی تھی وہ بمشکل چل پا رہا تھا اور اب پیاس بے حال کئے ہوئے تھی اچانک پیچھے سے کچھ گرنے کی آواز پر گردن گھما کر دیکھا تو اذفرین زمین بوس تھی جلدی سے سائیکل پھینک کر اس کی طرف بھاگا۔ وہ بے ہوش تھی اسے بمشکل اٹھا کر سائیکل پر بیٹھایا پھر اس کو اور سائیکل کو سنبھالتے ہوئے وہ پھولی سانسوں کے ساتھ چل رہا تھا۔

ابھی کچھ دور ہی چل پایا تھا جب ایک دم سے درخت کم ہونے کے وجہ سے سورج سیدھا منہ پر چمکا سامنے کھیت تھے اور لکڑی کے بنے تین گھر جو ایک ساتھ ایک جیسے تعمیر کیے ہوئے تھے سیدھی دھوپ ایسی پڑی کہ ارد گرد سب گول گول گھومنے لگا اور پھر آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا آخری منظر جو آنکھوں کے آگے تھا اس میں اس کے ہاتھ سے سائیکل چھوٹنے کے بعد ایک طرف لڑھکا تھا اور اذفرین سائیکل سمیت زمین پر گری تھی۔

www.novelsclubb.com

****

"میر صاحب دیکھیں وہاں جانے کی پرمیشن نہیں مل رہی ابھی فوری تو بلکل نہیں"

آفیسر نے سامنے بیٹھے میر دلاور کو سمجھاتے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔ لبوں کو باہر کی طرف نکالے وہ آہستگی سے نفی میں سر کو جنبش دے رہا تھا۔ میر دلاور کو سرچ آپریشن کے پیچھے خوار ہوتے آج تیسرا دن تھا پر کوئی بھی ان کی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔

"کیوں ایسا کیوں ہے؟"

میر دلاور کی بے چینی عروج پر تھی۔ بوکھلائے سے انداز میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے وہ تھوڑا آگے ہوئے اور دنوں ہاتھوں کو میز پر دھرے اب وہ التجائی سی نگاہوں سے سامنے بیٹھے آفیسر کی طرف دیکھ رہے تھے

"بات کو سمجھا کریں میر صاحب جو لوگ بچ گئے ہیں اس گروہ کے وہ سارے اب جنگل میں چھپے بیٹھے ہیں اور وہ کتنے ہے کہاں کہاں موجود ہوں گے کہنا بہت مشکل ہے اس لیے سرچ آپریشن کا مطلب ہے ایک اور جنگ ان کے ساتھ"

آفیسر نے بال پوانٹ کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے ان کو قائل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ پر وہاں آنکھیں ابھی بھی پر عزم تھیں۔

"اور اس بات کی کوئی گارنٹی بھی نہیں کہ آپکا بیٹا۔۔۔۔"

آفیسر نے نظریں چراتے ہوئے بات کو ادھورا چھوڑا میر دلاور تڑپ کر میز کے بلکل ساتھ لگے اور سامنے بیٹھے آسٹریلوی پولیس آفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"میرا بیٹا زندہ ہے انسپیکٹر اور اب میں پرائیوٹ جیک سے خود سرچ کروں گا اپنے بیٹے کو"

میر دلاور نے دانت پیس کر کہا اور پھر وہاں رکے نہیں تھے کرسی کو غصے سے پیچھے دھکیلتے باہر نکل گئے۔

www.novelsclubb.com

****

آنکھوں کی پلکیں دھیرے سے اوپر اٹھی تھیں اوپر بانس کی بنی چھت تھی۔ دھندلی سی چھت آہستہ آہستہ واضح ہو رہی تھی سر میں ٹیس اٹھی علیدان نے بے ساختہ ہاتھ کو سر پر رکھا۔ ذہن پر زور دیا جھماکے سے بے ہوش ہونے سے پہلے کا خیال ذہن میں کوندا وہ

بوکھلا کر اٹھنے کی سعی کرنے لگا وہ بانس کے بنے پلنگ پر لیٹا تھا اور جسم پر صاف ستھری پیٹیاں کی ہوئی تھیں۔اسے ایک تہمد باندھی ہوئی تھی

یہ ایک چھوٹا سا بانس کی لکڑیوں سے بنا کمرہ تھا جس کا نیچے کا فرش مختلف پتھر لگا لگا کر بنایا ہوا تھا۔کمرے میں باقاعدہ ایک کھڑکی بنائی ہوئی تھی جس کے آگے پردہ لٹک رہا تھا پاس ہی ایک میز تھا جس پر پانی کا جگ اور گلاس پڑا تھا۔پانی دیکھتے ہی جیسے علیدان کی جان میں جان آئی جلدی سے اور اوپر ہوا پر سر میں شائد چوٹ لگی تھی چکر آ گیا۔تکلیف کے باعث پیشانی پر بل ڈالتا وہ سر کو تھام گیا۔

"ہے ستاپ ستاپ لے داؤن مائی بوائے"

"ہے رکور کو لیٹے رہو نیچے میرے لڑکے"

ایک سیاہ فام افریقی کمرے میں داخل ہوا اور فوراً آگے بڑھ کر علیدان کو پھر سے پلنگ پر لیٹا دیا۔اور خود جگ سے گلاس میں پانی بھرنے لگا۔وہ چالیس سال کے لگ بھگ لگ رہا تھا۔پانی کا گلاس بھر کر علیدان کے قریب ہوا اور اسے کندھے سے سہارا دیتے ہوئے اوپر کیا۔

''ہاؤ آر یو فیلنگ ناؤ ؟ ''

'' اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو ''

وہ سیاہ فام ٹوٹی پھوٹی سی انگلش کو اپنے لب و لہجے میں بول رہا تھا۔اس کے حلیے سے وہ کسان لگ رہ تھا اس نے شرٹ کے نیچے اسی طرح تہمد باندھ رکھا تھا جیسے علیدان کو باندھ رکھا تھا۔علیدان نے جلدی سے گلاس کو منہ سے لگایا پانی پیتے ہی سکھ کا سانس لیا۔

'' فائی ن ''

گہری سانس لیتے ہوئے مسکرا کر سامنے کھڑے فرشتہ صفت شخص کو دیکھا

'' گد گد ''

اس نے علیدان کے کندھے کو تھپکا اور گلاس واپس بانس کے بنے میز پر رکھا۔

www.novelsclubb.com

''ویراز دا گرل۔۔۔؟ ''

علیدان نے بے چینی سے سوال کیا۔اذ فرین وہاں کہیں موجود نہیں تھی اسکا خیال آتے ہی جیسے دل کسی نے مٹھی میں لیا۔اس کی پریشان اور بے چین سی صورت دیکھ کر سیاہ فام نے اسے پھر سے خود سے اٹھنے سے منع کیا۔

" دونت وری دونت وری یور وائی ف از آل رائی ت شی از ود مائی وائی ف آؤی ت "

" سائی ید "

"پریشان مت ہو پریشان مت ہو تمھاری بیوی باہر ہے میری بیوی کے ساتھ "

سیاہ فام نے مسکراتے ہوئے کہا اور علیدان کو پھر سے لیٹنے کا کہا۔

" آئی وانٹ ٹو سی ہر پلیز "

علیدان نے پھر بھی بے چینی سے باہر کی طرف دیکھا تو آدمی نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف مدد کے لیے ہاتھ بڑھایا

www.novelsclubb.com

" اوتے اوتے لتس گو ودمی "

اس کا ہاتھ تھام کر وہ باہر تک آیا۔پتھروں کے فرش سے بنا لاونج نما بڑا سا کمرہ تھا۔اور اس کے ایک کونے میں لگی کرسیوں پر اذ فرین ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ تھامے

کرسی پر بیٹھی مسکرا رہی تھی پیلے رنگ کے پیروں تک آتے میکسی نما فراک کو زیب تن کیے سر پر سرخ رنگ کا رومال باندھ رکھا تھا بالوں کی بہت ساری باریک چٹیا بنا کر دونوں کندھوں سے آگے کر رکھی تھیں۔صاف ستھری نکھرے سے چہرے اور سلیقے سے بنے بالوں کے ساتھ وہ غضب ڈھا رہی تھی علیدان مبہوت سا رہ گیا۔

وہ بچے کی کسی بات پر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی مڑی تو علیدان پر نظر پڑی تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

''علیدان کیسے ہیں آپ؟ ''

خوشی اور پریشانی کے ملے جلے لہجے میں بیتابی سے سوال کیا وہ جو اس کے حسن سے گھائل سا دل کو بمشکل سنبھالے کھڑا تھا جاندار ا مسکراہٹ چہرے پر سجائے اذفرین کی طرف دیکھا

www.novelsclubb.com

''میں ٹھیک ہوں تم ٹھیک ہو نا؟ ''

محبت پاش نظریں اس کے ملائی م سے چہرے پر ڈالے ہوئے کہا وہ بچوں کی طرح چہکتی ہوئی آگے ہوئی آنکھیں چمک رہی تھیں اور لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔

"ہاں میں نے کھانا کھالیا ہے آپ کے لیے لگایا ہے ابھی بہت بہت اچھے ہیں دونوں میاں بیوی"

اذفرین ایک ہی سانس میں تیزی سے بول رہی تھی علیدان نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سیاہ فام اور اس کی بیوی اب علیدان کے لیے کھانا میز پر رکھ رہے تھے۔

سیاہ فام کی بیوی مسکراتی ہوئی پاس آئی اور علیدان کی طرف دیکھ کر سر کو تھوڑا سا جھکا یا وہ شائد سلام کر رہی تھی علیدان نے بھی مسکرا کر سر جھکا یا

"دیور سیلور اس بائی یل لیف"

"تمھاری بیوی بہت خوبصورت ہے"

سیاہ فام عورت نے مسکراتے ہوئے علیدان سے کہا علیدان نے مسکرا کر دل پر ہاتھ رکھا اور جھکا سیلور کا مطلب صرف پتا تھا وہ دونوں میاں بیوی اذفرین کو اس کی بیوی سمجھ رہے تھے

۔

"کیا کہہ رہی ہے"

اذفرین نے علیدان سے پوچھا وہ عورت تب سے اپنی زبان میں اس سے بات کر رہی تھی جو اذفرین کے اوپر سے گزر رہی تھی علیدان کو بہت ساری زبانیں آتی تھی وہ یہ اسے بتا چکا تھا۔اس لیے تجسس سے پوچھتی علیدان کے قریب ہوئی

"کہہ رہی ہے تمھاری دوست پیاری ہے بہت"

علیدان نے گہری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ لب مسکراہٹ دبائے ہوئے تھے۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 11

"اچھا مجھ سے تب سے باتیں کر رہی ہیں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا کیا بول رہی ہیں"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے شرارت سے ایک آنکھ کا کونا دبا کر علیدان کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کی اور اس کی یہ ادا بے ساختہ تھی پر چہرے پر امڈ آنے والی اچانک شوخی اور شرارت کا یہ حسین امتزاج وہ آج اس کے چہرے پر دیکھ رہا تھا بات یہ نہیں تھی کہ اس نے آج سے پہلے اتنا حسین چہرہ نہیں دیکھا تھا ہاں بس اسے نہیں دیکھا تھا۔دل آج اس کے لیے جو

محسوسات لے بیٹھا تھا پہلے کبھی ان سے آشنا نا ہوا تھا وہ جب بھی پاس آتی عجیب طرح کا میٹھے سے ار تھ جیسا احساس ہوتا جو پورے وجود میں لہروں کی طرح آکر دل سے ٹکرانے لگتا اسے یو بلا جواز تکتے جانا دل کو اچھا لگنے لگا تھا اس کے چہرے کا ہر نقش دل کو بھانے لگا تھا وہ اس معصوم سے چہرے والی انجان لڑکی کے لیے دل کے دروازے کھول چکا تھا۔

اذفرین فوراً اس عورت کی مدد کے لیے مسکراتے ہوئے مڑی اس بات سے یکسر انجان کے اسکی یہ ادا پیچھے کھڑے شخص کے دل کا کیا حال کر چکی ہے۔

وہ اب مسکراتی ہوئی اس عورت کے ساتھ لکڑی کے بنے میز پر برتن رکھوا رہی تھی پیلے رنگ کے لمبے سے فراک میں سفید رنگت دمک رہی تھی گھنی پلکوں کے نیچے بڑی سی آنکھیں آج بے فکری سے چمک رہی تھیں گداز خوبصورت تراش لیے لبوں پر انوکھی سی تبسم تھی جو ایک میٹھے سے سرور کی طرح علیدان کے دل میں اترنے لگی تھی وہ ایسے ہی کھویا کھویا سا کھڑا تھا جب وہ شخص مسکراتا ہوا قریب آیا

" اے برادر کم اینڈ ایت پلیز "

" اے بھائی آؤ اور کھاؤ "

میز پر کھانا سج چکا تھا اور وہ اب اسے آکر کھانے کے لیے کہہ رہا تھا۔علیدان مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔

****

سعد غصے میں ناک پھلائے کمرے کے چکر لگا رہا تھا جیسے ہی فروا کمرے میں داخل ہوئی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا بازو دبوچا۔

"یہ ہے تمھارے بھائی کی اصلیت تم جانتی تھی سب فروا "

سعد نے دانت پیستے ہوئے کہا اس کی پیشانی پر پیشمانی اور پچھتاوے کی لکیریں تھیں۔ نجف آج اپنی بیوی ایملی اور بیٹے جارج کو لے کر گھر آیا تھا اور مائی دہ اور فروا کو اسے قبول کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔مائی دہ نے اسے گھر سے نکال دیا تھا پر خود دل پکڑ کر ڈھے سی گئی تھیں۔فروا اب ان کو میڈیسن دے کر کمرے میں آئی تھی۔

" سعد میں کچھ نہیں جانتی تھی مجھے بھی آج پتا چل رہا ہے "

www.novelsclubb.com

فروا نے کسمساتے ہوئے اپنا بازو چھڑوانے کی سعی کی سعد اس قدر سختی سے بازو تھامے ہوئے تھا کہ اسے تکلیف ہونے لگی تھی۔ سعد نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا اور خود بیڈ پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

"میری معصوم بہن کا رشتہ تم اس شادی شدہ سے کروانے جا رہی تھی۔ تمہیں بھی سب پتا تھا اور آنٹی کو بھی سب پتا تھا"

سعد نے افسوس سے دھیمی ہوتی آواز میں کہا سر جھک گیا تھا دل دکھ سے پھٹنے لگا تھا۔ فروا لب کچلتی پریشان سی صورت بنائے قریب آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مجھے سکون نہیں مل رہا اذفرین کی لاش تک نہیں ملی اس کی تدفین تک نہیں کر سکا ایسا بدنصیب بھائی ہوں میں"

سعد نے منہ پر ہاتھ رکھے گھٹی سی آواز میں کہا وہ تین دن سے بار بار پولیس سٹیشن کا چکر لگا رہا تھا اگر سب جاں بحق ہونے والے لوگوں کی لاشیں موجود تھیں تو اس کی بہن کی کیوں نہیں تھی دل میں عجیب عجیب سے خیالات جنم لے رہے تھے کہ کہیں وہ ابھی بھی ان لوگوں کے پاس نا ہو۔ یہ پھانس چین نہیں لینے دے رہی تھی

سعد اب آپ ہر بات کا الزام تو مجھ پر مت دھریں میں نے تو فقط بھلائی چاہی تھی "

"آپکی بہن کو اپنی بہن سمجھ کر

فروا نے رونے جیسی آواز میں شکوہ کیا اور سعد کے ساتھ بیڈ پر براجمان ہوئی۔ ہاتھ ابھی بھی سعد کے کندھے پر تھا۔

ہنہ۔ن۔ن۔ بھلائی بس کر دو تم اب اور پلیز میں اب یہاں سے واپس جانا چاہتا ہو "

" ملبرین

سعد نے اس کی بات پر غصے سر موڑا اور ایک جھٹکے سے اس کا کندھے پر دھرا ہاتھ ایک طرف کیا۔

امی کی طبیعت بہت خراب ہے اب نجف بھی ناراض ہو کر جا چکا ہے نجف کے گھر "

" آتے ہی چلتے ہیں

www.novelsclubb.com

فروا نے التجا کی جس پر وہ اب اسے گھور کر رہ گیا۔

****

جوزف اور اس کی بیوی مارلین دل کے بہت اچھے تھے۔ کھانے کے بعد ان کے چاروں بچے بھی گھر میں آ چکے تھے اب بانس کے بنے اس گھر میں جگہ جگہ کینڈل روشن تھیں۔ جوزف اور مارلین کے چار بچے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا اب شام گ ئے گھر آیا تھا جو قریبی شہر سری لان میں صبح کو پڑھنے کی غرض سے جاتا اور شام گ ئے واپس لوٹتا تھا۔ مارک آٹھارہ سال کا لمبا اور مضبوط لڑکا تھا۔

رات ہوتے ہی مارلین اسے اس چھوٹے سے کمرے میں لے آئی تھی جہاں پہلے سے ہی علیدان جوزف کے ساتھ کھڑا تھا۔ اذفرین جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تو ایک لمحے کے لیے تو سامنے کھڑے علیدان کو پہچاننا مشکل ہوا وہ شیو بنائے مارک کی پینٹ شرٹ زیب تن کیے کھڑا تھا۔

جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ جوزف کی کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔ اذفرین ایک لمحے کے لیے اس پر سے نظر ہٹانا بھول گ ئی۔ وہ خوبرو تھا نظر اٹھا کر زیر کر دینے والا طلسم پھونک کر اسیر کر دینے والا وہ نہ صرف اس کے دل میں پوری طرح اپنی حکومت کر چکا تھا بلکہ اس کی قربت ایک عجیب سی کشش لیے ہوئے تھی وہ اس کا نا ہو کر بھی اسے اپنا سب کچھ

محسوس ہوتا تھا۔دل پہلی باریوں اس طرز پر دھڑک کر اس کے معصوم سے ذہن کو الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔مارلین اب جا چکی تھی اذفرین مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ جوزف نے جب اسے دیکھا تو فوراً علیدان سے باتوں کا سلسلہ ختم کیا۔

" ہوپ سو یو اینڈ یور وائف فیل کمفرٹ ہیر گڈ نائٹ "

جوزف لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے کمرے کے دروازے میں کھڑا تھا۔علیدان نے بھی اس کی مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے دیا۔یہ وہی کمرہ تھا جس میں کچھ دیر پہلے وہ لیٹا ہوا تھا۔پر اب بانس کے بنے پلنگ پر صاف ستھری نیلے رنگ کی چادر بچھی تھی۔وہ علیدان کو یہ بتا رہا تھا کہ ان کے اس علاقے میں وہ چند لوگ ہی مقیم ہیں یہاں نا بجلی ہے اور نا ہی فون کی سہولت موجود ہے۔اس کا کہنا تھا اس کی وین ہے جس پر گائے کا دودھ لے کر اس کا بھائی شہر گیا ہے وہ کل صبح کو واپس آئے گا اور پھر کل دوپہر وہ ان دونوں کو شہر لے جائے گا ۔

www.novelsclubb.com

علیدان نے جوزف کے جانے کے بعد مسکرا کر ازفرین کی طرف دیکھا جو ہونق سی بنی کھڑی تھی وہ جوزف کے وائی ف والے لفظ پر اٹک کر رہ گئی تھی اور اب حیرت سے علیدان کی طرف دیکھ رہی تھی

جوزف کمرے کے دروازے کو بند کرتا ہوا جا چکا تھا اس کے جاتے ہی ازفرین حیران سی صورت بنائے علیدان کی طرف گھومی جو اس کی حالت سمجھ کر اب مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

" وائی ف کہہ رہے تھے یہ "

ازفرین نے ناسمجھی سے انگلی کا اشارہ دروازے کی طرف کیا جہاں کچھ دیر پہلے جوزف کھڑا تھا۔علیدان ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔وہ اب بیڈ کے پاس پڑے میز کی طرف جا رہا تھا۔

" ہاں وائی ف ہی سمجھ رہے سب یہاں اسی لیے ایک ہی روم دیا رہنے دو ایسے ہی غلط فہمی میں اگر کہیں گے کہ نہیں ہیں ہم ہیز بینڈ وائی ف تو سمجھیں گے بھاگے ہوئے ہیں گھر سے ایسے عزت نہیں دیں گے "

علیدان نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے کہتے ہوئے پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا۔اور منہ کو لگایا۔

''پر۔۔۔۔۔ ''

اذفرین نے آنکھوں کو گھمائے اشارہ پلنگ کی طرف کیا جو دو نفوس کے میاں بیوی نہ ہوتے ہوئے سونے کے لیے بلکل مناسب نہیں تھا۔وہ بانس کے ساتھ خود سے تیار کیا گیا پلنگ تھا جس کی چوڑائی عام بیڈ سے بہت کم تھی۔علیدان نے گلاس کی اوٹ سے ہی نظریں گھما کر پلنگ کی طرف دیکھا۔ریڑھ کی ہڈی میں اوپر سے نیچے انوکھی سی سنسناہٹ ہوئی بمشکل دل کی حالت پر قابو پا کر نظریں چراتے ہوئے گلاس کو میز پر رکھا۔

''تم سو جاؤ نہ ''

علیدان نے نارمل سے لہجے میں کہتے ہوئے پلنگ کا بغور جائزہ لیا یہ اس ہٹ میں موجود بیڈ کی نسبت بہت کم چوڑائی والا بیڈ تھا اس لیے اذفرین کی جھجک بے بنیاد نہیں تھی۔اور اب اس کی جھجک کو ختم کرنے کے لیے وہ نارمل سا لب و لہجہ اپنائے ہوئے تھا جبکہ دل کے دھڑکنے کی رفتار پریشان کیے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

''تو آپ کیا یوں ہی کھڑے رہیں گے رات بھر ''

اذفرین نے پریشان سی صورت بنائے ارد گرد دیکھا چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں پلنگ اور ایک چھوٹا سا میز رکھا ہوا تھا کوئی کرسی کوئی صوفہ موجود نہیں تھا۔ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھیگ سی گ ئی یں۔ گو کہ علیدان پر بہت بھروسہ تھا پر خود جب سے دل نے اسے کے لیے جزبات بننا شروع کیے تھے اس کی قربت پریشانی کا باعث بن رہی تھی۔دل بری طرح دھڑکنے لگتا تھا تو آنکھوں پر جیسے کوئی پتھر رکھ دیتا تھا۔

''آپ لیٹ جائی یں ٹھیک بھی نہیں ہیں آپ میں یہاں نیچے۔۔۔ ''

اذفرین نے تکیے کو اٹھائے پلنگ کے پاس نیچے فرش کو دیکھتے ہوئے بوکھلائے سے انداز میں حل پیش کیا وہ علیدان سے نظریں چرا رہی تھی مبادہ وہ آنکھوں کے اندر موجود جزبات کے موجزن سمندر کو نہ دیکھ لے علیدان نے فوراً فرش کی طرف دیکھا اور پھر کن اکھیوں سے اسے دیکھا تو وہ گھبرائی سی تھی۔

'' ایکسکیوز می کیوں بلکل نہیں تم کیوں سوؤ گی نیچے ویٹ ''

علیدان جلدی سے آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا تکیہ چھین کر واپس پلنگ کے بلکل درمیان میں افقی رخ کو کھڑا کیا تاکہ زیادہ جگہ نا گھیر سکے

"اب لیٹو آ کر اس طرف "

وہ تکیے کو ہنوز پکڑے اب آنکھوں سے اشارتاً اسے بیڈ کی دائیں طرف لیٹنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ کیا جھٹ سے ہر چیز کا حل تلاش کر لیتا تھا وہ اذفرین پلکیں لرزاتی جھجکنے جیسے انداز میں ایک طرف سمٹ کر لیٹی چہرہ مخالف سمت میں کھڑکی کی طرف کیے وہ کروٹ لے کر لیٹ گئی تھی۔ علیدان اس کے بعد تکیے کے بائیں طرف لیٹا اب تکیہ دنوں کی درمیان لمبائی کے رخ کھڑا تھا۔

علیدان نے اپنا ایک بازو کو فولڈ کیے سر کے نیچے رکھے ہوئے تھا سیدھا لیٹنے والی جگہ نہیں تھی اس لیے وہ بھی دائیں طرف کروٹ لیے لیٹا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک کونے میں لگے کینڈل سٹینڈ میں کینڈل جل رہی تھی جس کی پیلی سی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی اذفرین کی گردن سے بالوں کی چٹیا ڈھلک کر اس کے تکیے پر بال بکھیرے ہوئی تھی

جن میں سے کچھ بال اوپر پلنگ کے ٹیک میں موجود دڑاڑوں میں پھنسے تھے بے ساختہ دل نے ذہن کو اس کے اٹکے بال نکالنے پر آماد کیا

علیدان نے کہنی کے بل سر کو تھوڑا اوپر کیا اور آہستگی سے بالوں کو نکالنے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ اسی لمحے سیدھی ہوئی علیدان کا چہرہ بلکل اوپر جھکا ہوا تھا۔ وہ گڑ بڑا سا گیا۔

وہ جو کب سے خود سے لڑ رہی تھی نیند تو جیسے کسوں دور تھی اور دل یہ بھولے بیٹھا تھا کہ کتنے دن بعد یوں پر سکون نیند آئے گی۔ وہ تو سو بھی گیا ہو گا ایک میں ہوں کہ یہ سوچتے ہی کروٹ بدلی تو جیسی سارے بدن میں بجلی سی کوند گئی۔

"سوری سوری غلط مت سوچنا۔۔۔"

علیدان نے شرمندہ سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے بالوں کی طرف اشارہ کیا وہ ابھی فقرہ مکمل نہیں کر پایا تھا جب اذفرین نے اس کی بات کو کاٹا۔

" خود سے زیادہ بھروسہ ہے آپ پر "

آہستگی سے علیدان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا لبوں پر نرم سی مسکراہٹ تھی اور آنکھیں پر یقین تھیں

" درمیان میں یہ تکیہ نا بھی ہو تو بھی بھروسے میں رتی بھر بھی کمی نہیں آئے گی "

اذفرین نے دھیمے سے لہجے میں کہا یہ جانے بنا کہ وہ ساتھ لیٹے اس شخص کو اسیر کر چکی ہے اب تو فقط وار تھے جو اسے گھائل کر رہے تھے

اذفرین نے پھر سے کروٹ لے کر چہرے کا رخ دوسری طرف موڑا جبکہ وہ اب چھت پر نظر جمائے ہنس رہا تھا۔ تو علیدان دلاور سارے دعوے دلیلیں دھری کی دھری رہ گیں تمہیں محبت ہو ہی گئی۔

جاندار مسکراہٹ اس ہار کو دل سے تسلیم کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

اوزگل نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر لیپ ٹاپ سکرین پر نظریں جمائیں جہاں وہی انجان آئی ڈی سے آئی ہوئی ایمیل سکرین پر کھلی تھیں۔ سنبل بلکل اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی تھی وہ اور صندل چار دن سے یونیورسٹی نہیں آرہی تھیں اور سنبل آج اس کو اور

صندل کو دیکھنے گھر پہنچ گ ئی تھی۔علیدان دلاور کے بعد ادیان دلاور اوران دونوں سے چھوٹی اوراوز گل کی ہم عمر صندل دلاور تھی۔وہ نہ صرف اوز گل کی ہم عمر تھی بلکہ دونوں ہم جماعت بھی تھیں۔

سنبل دونوں کی مشترکہ دوست تھی پر علیدان سے متعلق وہ ساری گفتگو صرف سنبل سے ہی کرتی تھی ابھی بھی جب سنبل اس کے کمرے میں آئی تو وہ ایمیلز کو کھولے رو رہی تھی۔

''یہ ساری ایملز ان کا ایک ایک لفظ میری روح میں سمایا ہوا ہے ''

اوز نے دھیرے سے سکرین پر ہاتھ پھیرا یہ وہ ساری ایمیلز تھیں جو اسے ایک انجان ایمیل آئی ڈی سے آتی تھیں اوراوز گل کو یقین تھا وہ علیدان ہے جو چھپ کر اس سے محبت کرتا تھا اور پھر جب وہ باہر گیا تو اسے ایمیل بھیجتا تھا جیسے ہی ان کی بات طے ہوئی تو ایمیل آنا بھی بند ہو گ ئی۔اوراس کا شک یقین میں بدل گیا کہ ایمیل بھیجنے والا اس کا سیکریٹ چاہنے والا اور کوئی نہیں علیدان تھا۔

''علیدان کی ایمیلز ہیں کیا؟ ''

سنبل نے سکرین کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

" ہاں علیدان کی ایمیلز اس کو لگتا تھا میں پہچان نہیں سکوں گی کہ یہ وہی ہے جو یوں مجھے ان ناؤن ائی ڈی سے ایمیلز بھیج رہا ہے پر ایسے الفاظ اس کے علاوہ کوئی لکھ ہی نہیں سکتا "

اوز گل نے گہری سانس لی۔اور پھر گال بھیگنے لگے تھے۔

"اچھا پلیز گل تم چپ کرو حوصلہ رکھو وہ مل جائے گا "

سنبل نے آہستگی سے کہتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے ساتھ لگایا۔جو کندھا ملتے ہی سسک اٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

" آر یو انڈین؟ "

"کیا تم ہندوستانی ہو؟ "

مارک نے مسکراتے ہوئے علیدان سے پوچھا۔وہ جو چلتی وین کے ارد گرد نظاروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا سامنے بیٹھے مارک کی طرف دیکھا۔

وہ لوگ جوزف کے بھائی کے آتے ہی اگلی صبح قریبی شہر سری لان کے لیے نکل پڑے تھے اور اب وین کے پیچھے کھلے حصے میں بیٹھے تھے اس کے اور اذفرین کے علاوہ مارک اور اس کے چند دوست ان کے ہمراہ تھے۔اور دودھ کے بہت سے کین تھے جو وہ کسی فیکٹری کو سپلائی کرتے تھے۔وین کے اگلے حصے میں جوزف اور اسکا بھائی بیٹھے تھے

" نہیں پاکستانی "

علیدان نے مسکرا کر جواب دیا ہوا سے بال بے تحاشہ اڑ رہے تھے۔جن میں وہ بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا اذفرین نے سر پر سکارف باندھ رکھا تھا اور کل والے پیلے فراک کو ہی زیب تن کیے ہوئے سامنے بیٹھی تھی۔اور پر سکون انداز میں ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

علیدان دو گھنٹے سے یہ سوچ رہا تھا کہ کیسے اذفرین سے اس کا ایڈریس لے گا فون تو دونوں کے سانحہ میں کھو چکے تھے۔اب ایڈریس ہی تھا جس سے وہ اذفرین سے رابطہ رکھ سکتا تھا

۔پر اس سے کیا کہے گا وہ کیا سوچے گی۔انہی سوچوں میں گم تھا جب مارک نے اس مخاطب کیا

''آئی سنگ اینڈ لو دا اینڈین سونگ ''

''میں ہندوستانی گانوں سے پیار کرتا ہوں اور گاتا بھی ہوں ''

مارک نے سارے دانتوں کی نمائش کی اس کے سارے دوست ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگے تھے۔جن کو وہ بار بار گھور رہا تھا۔

'' ڈیٹس گریٹ ''

علیدان نے مسکرا کر اس کی حوصلہ افزائی کی اذفرین بھی اب دلچسپی سے مارک کی طرف دیکھ رہی تھی۔جیسے جیسے سفر ختم ہو رہا تھا دل عجیب سی اداسی کا شکار ہو رہا تھا علیدان سے رابطہ کیسے رکھے گی وہ اس شہر میں صرف پروجیکٹ کے لیے آیا تھا اور خود اس نے تو ایڈریس تک نہیں پوچھا میرا۔اذفرین بار بار چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو سنجیدہ سا بیٹھا ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

رات ایک لمحے کو لگا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے پر اب دل بار بار جھٹلا رہا تھا۔

"دو یو وانت تو لسن "

"کیا تم سننا چاہو گے "

مارک نے پر جوش انداز میں علیدان سے کہا علیدان نے قہقہ لگایا اور سر تائید میں ہلا یا۔

سفر چار سے پانچ گھنٹوں پر مشتمل تھا اور اسی طرح خاموشی سے ابھی وہ صرف دو گھنٹے کا سفر طے کر پائے تھے۔

" دن یو آل سو سنگ ود می "

"پھر تم بھی میرے ساتھ گانا "

مارک نے کہہ کر اپنے دوستوں کی طرف دیکھا وہ سب بھی زور زور سے سر ہلا رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔مارک نے گلا صاف کیا اور آنکھیں بند کیے سر لگایا۔

www.novelsclubb.com

میرا دل بی کتھنا پائی یگل ہیے یہ پھیار تھو تھم سے کر تھا ہے پر سامنے جیب تھم آتے "

" ہیو وو و

مارک ہندستانی گانا گارہا تھا وہ سچ کہہ رہا تھا اس کی آواز بہت اچھی تھی وہ جو گارہا تھا بلکل نہیں جانتا تھا کیا گارہا ہے لیکن اس کی طرز گانے کے عین مطابق تھی۔اذفرین بھی اب اس سے لطف اندوز ہو رہی تھے مارک کے دوست تالیاں بجانے میں مصروف تھے۔

"ہے سنگ ود میں"

مارک نے علیدان کو کہا علیدان نے سر کو نفی میں ہلایا۔پر اس کے دوست بھی اسرار کرنے لگے علیدان ہنس رہا تھا اور سر نفی میں ہلا رہا تھا۔سامنے اذفرین کی طرف دیکھا تو وہ گھور رہی تھی اور جیسے ہی نظروں کا تصادم ہوا اشارے سے گانے کا کہا۔اس کا انداز ایسا تھا علیدان اب کی بار نفی میں سر نہیں ہلا سکا۔

"میرا دل بھی کتنا پاگل ہے یہ پیار تو تم سے کرتا ہے"

وہ گانا شروع ہوا تو جیسے سب ساکن ہو گئے اس کی آواز اتنی اچھی تھی کہ سب مبہوت ہو کر تکنے لگے تھے۔

"پر سامنے جب تم آتے ہو وووو"

علیدان نے چور سی نظر سامنے بیٹھی اذفرین پر ڈالی۔وہ بھی حیرت سے منہ کھولے سن رہی تھی۔

" پر سامنے جب تم آتے ہو کچھ بھی کہنے سے ڈرتا ہے "

علیدان نے محبت پاش نظروں سے سامنے بیٹھی اذفرین کی طرف دیکھا۔تو مارک کو جیسے اندازہ ہو گیا وہ بار سامنے اذفرین کو دیکھ رہا تھا پاس پڑے تھیلے میں سے ایک گلاب نکال کر علیدان کو دیا کہ وہ یہ اذفرین کو دے۔

" او میرے سادن او میرے سادن او۔و۔وو میرے سادن "

مارک بھی اب علیدان کا ساتھ دے رہا تھا۔اور اس کے باقی سب دوست جھوم رہے تھے ۔علیدان نے مسکراتے ہوئے پھول اذفرین کی طرف بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

کتنا اس کو سمجھتا ہوں ہوں کتنا اس کو بھلاتا ہوں نادان ہے کچھ نہ سمجھتا ہے دن رات " یہ آہیں بھرتا ہے "

ازفرین نے خجل ہوتے ہوئے پھول کو پکڑا علیدان کی نظریں پھر الجھن میں ڈال رہی تھیں ۔اس کے بعد تو مارک سارا سفر وقفے وقفے سے علیدان سے گانے سنتا رہا۔اور اس سب میں وہ ازفرین سے ایڈریس لینے کا اردہ ملتوی کر چکا تھا

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر12

****

"فری ی ی ی "

www.novelsclubb.com

سعد تقریباً بھاگتا ہوا ازفرین کے پاس آیا تھا اور ایسی ہی کچھ حالت اپنے بھائی کو سامنے دیکھ کر ازفرین کی تھی۔سری لان پہنچنے سے تین گھنٹے پہلے ایک چھوٹے سے ٹاؤن میں پہنچتے ہی مارک اور اس کے دوستوں کے موبائل پر نیٹ ورک سگنل آگ ئے تھے

اسی وقت علیدان نے اپنے دوست سہیل کو فون کیا اور اذفرین نے سعد کو یہی وجہ تھی جب وہ سری لان کے قریبی ہوٹل سٹی ویم میں پہنچے تو سعد فروا کے ہمراہ اور میر دلاور اشرف اور علیدان کے دوست سہیل کے ہمراہ وہاں پہلے سے پہنچ چکے تھے۔ جیسے ہی علیدان اور اذفرین ہوٹل کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے وہ ہوٹل لے وسیع عریض ریسیپشن پر لگے صوفوں پر بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

جہاں سعد اذفرین کی طرف بھاگا تھا ایسا ہی کچھ حال تھوڑی دور کھڑے میر دلاور کا تھا اور وہ اب علیدان کو سینے سے لگائے لگاتار روئے جا رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی اپنی فیمیلی سے ملتے ہوئے ایک دوسرے سے قدرے فاصلے پر کھڑے تھے۔

سعد کی آنکھوں سے پانی جاری تھا وہ بار بار اذفرین کا سر چوم رہا تھا۔ اللہ نے اسے ایک موقع اور دے دیا تھا کہ وہ اپنے سارے پچھتاوے مٹا سکے اپنی بیٹی جیسی بہن کو تحفظ پیار اور وہ سب دے سکے جو پہلے نہیں دے رہا تھا۔

فروا پاس کھڑی اذفرین کی پیٹھ پر تسلی آمیز ہاتھ پھیر رہی تھی پر نظریں کن اکھیوں سے کچھ دوری پر کھڑے علیدان کو جانچ رہی تھیں جواب اپنے سامنے کھڑے میر دلاور کے

آنسو صاف کر رہا تھا۔ وہ مضبوط قد و قامت کا خوبرو لڑکا تھا اور اس کے سامنے کھڑا بوڑھا شخص کوئی عام شخص ہر گز نہیں لگ رہا تھا۔

اذفرین سعد سے الگ ہوئی تو فروا نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اذفرین فروا کے گلے لگے آنسو صاف کر رہی تھی جب فروا نے آہستگی سے اذفرین کے کان کے قریب اپنے ہونٹ کیے۔ جب کہ آنکھیں ابھی بھی علیدان پر جمی تھیں۔ سعد اب اذفرین کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

" فری اس لڑکے کے ساتھ تھی نو دن جنگل میں تم کیا؟ "

فروا کا سرگوشی کرنے کا دکھاوا تھا بس کیونکہ آواز تو ساتھ کھڑے سعد کے کانوں میں باآسانی گئی تھی جس نے فوراً نظریں گھما کر اب علیدان کو دیکھا۔ وہ جوان لمبے قد کاٹھ کا خوبصورت سا لڑکا اب سامنے کھڑے بوڑھے شخص کے ہاتھ چوم رہا تھا ساتھ دو لوگ اور بھی کھڑے تھے ایک تھوڑا عمر رسیدہ شخص تھا اور ایک جوان لڑکا تھا

" جی بھابھی "

اذفرین نے آہستگی سے جواب دیا اور فروا سے الگ ہوئی جھینپ کر کانوں کے پیچھے بالوں کو اڑایا ہاں اب مجھے ہمت دکھانی ہے اور بھائی سے نجف کے رشتے کے لیے انکار کرنا ہے

اذفرین نے تھوک نگلا چور سی نظر فروا پر ڈالی۔جواب معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس کے ہر انداز کو جانچ رہی تھی آنکھوں میں ایک انوکھی سی ہتک آمیز چمک تھی۔کن اکھیوں سے ایک نظر سعد پر ڈالتے ہوئے فروا نے اذفرین کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے اوپر کیا۔

" تو ٹھیک ہے نہ فری مطلب بلکل ٹھیک ہے نہ کچھ ایسا ویسا "

سر کو ہلاتے ہوئے معنی خیز انداز میں پوچھا آواز اب بھی اتنی اونچی تھی کہ باآسانی پاس کھڑے سعد کے کانوں میں پڑی۔اذفرین نے چونک کر چہرہ اوپر اٹھایا اور گھبرا کر پاس کھڑے سعد کی طرف دیکھا جو اب بار بار علیدان کی طرف دیکھ رہا تھا علیدان شائد موبائل پر کسی سے ویڈیو کال میں مصروف تھا۔اذفرین نے فروا کے عجیب سے سوال پر گھبرا کر سعد کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"فروا۔۔۔ "

سعد نے دانت پیسے اور آنکھیں نکال کر فروا کی طرف دیکھا جو مصنوعی فکر مندی چہرے پر سجائے اذفرین کی طرف دیکھ رہی تھی۔اور اب طنزیہ سا چہرہ سعد کی طرف گھمایا۔

"آپ کیوں گھور رہے ہیں نو دن ایک نا محرم کے ساتھ رہی ہے اکیلی پوچھنے تو دیں اگر کچھ ایسا ویسا کیا ہو لڑکے نے ابھی کے ابھی اس لڑکے کو۔۔۔"

فروا نے مصنوعی پریشانی سجا کر آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔ اذفرین نے تڑپ کر ایک نظر سعد کی طرف دیکھا اور پھر فروا کی طرف

"بھابھی پلیز کیا کہہ رہی ہیں آپ"

گھٹی سی آواز میں کہتے ہوئے بلا جواز ہی وہ شرمندہ سی ہوئی جب کہ پاس کھڑے سعد کا چہرہ سرخ ہوا پیشانی پر بل پڑے۔ وہ لوگ میڈل کلاس فیمیلی سے تعلق رکھتے تھے جہاں یہ بات واقعی ہی معیوب تھی کہ اذفرین اتنے دن ایک لڑکے کے ساتھ تھی دن رات پر فروا کے انداز پر سعد کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی اسے اپنی بہن پر بہت یقین تھا پر سامنے کھڑے اس لڑکے پر نہیں تھا وجہ اذفرین کی معصومیت اور بے پناہ حسن تھا۔

"ڈر مت فری صاف صاف بتا اسی وقت اس لڑکے کو۔۔۔"

فروا باز آنے والوں میں سے نہیں تھی اب اذفرین کے کندھے پر ہاتھ رکھے مصنوعی فکر مندی جتا رہی تھی اذفرین نے گڑبڑا کر بولنا چاہا تو سعد نے غصے سے فروا کا کندھا پکڑ کر رخ اپنی طرف موڑا۔

''فروا دماغ ٹھیک ہے کیا تمھارا چلو یہاں سے فوراً ''

سعد کا لہجہ اب بے پناہ سختی لیے ہوئے تھا۔فروا نے آنکھوں اور ہونٹوں کو ایک ساتھ سکوڑا اور سعد کے طرف گھور کر دیکھا۔

''میرا دماغ ٹھیک ہے نو دن کم نہیں ہوتے سعد ''

اب وہ ہاتھ کو بھی ہوا میں نچا گئی تھی۔اذفرین کا چہرہ زرد پڑنے لگا۔سعد کو اب یہاں رکنا دشوار لگنے لگا تھا۔اسے ڈر ہوا کہ یہ ساری بکواس فروا اس لڑکے کو نہ کردے اس سے کوئی توقع نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

'' چلو فری فوراً یہاں سے ''

سعد نے غصے سے فروا کی طرف گھورا جو برداشت سے باہر ہو رہی تھی اور اذفرین کا بازو دبوچ کر اس کھینچتے ہوئے آگے بڑھا۔اذفرین نے تڑپ کر کچھ دور کھڑے علیداان کی

طرف دیکھا جواب فون کو ہاتھ میں پکڑے رخ موڑے ویڈیو کال پر کسی سے بات کر رہا تھا پیٹھ اذفرین کی طرف تھی۔وہ تو یہ سوچے ہوئی تھی وہ سعد کو علیدان سے ملوائے گی سعد اسے گھر آنے کی دعوت دے گا علیدان بھی اپنا ایڈریس اور نمبر دے گا پر یہاں تو سب کچھ عجیب سا ہو گیا تھا۔ایک نظر اپنے بازو کو دبوچے سعد کی طرف دیکھا جس کی رگیں تن رہی تھیں چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

"بھائی وہ "

اذفرین نے خجل ہو کر جھجکتے ہوئے سعد سے بات کرنا چاہی۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتی فروا بپھرے سے انداز میں سعد کے آگے آئی۔

آپ میرے بھائی کو غلط کہہ رہے تھے تو مجھے بتائیں اب اس کی پاکیزگی کی گارنٹی "

" آپ دیں گے کیا؟

www.novelsclubb.com

فروا نے دانت پیس کر زہر اگلا سعد نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے پر قابو پایا۔دل تو تھا کہ ایک تھپڑ فروا کے چہرے پر جڑ دے وہ یقیناً اس دن نجف پر کی گئی باتوں کا بدلہ لے رہی تھی۔

''بھابھی فار گاڈ سیک بس بھی کریں اب وہ ایسا نہیں ہے ''

اذفرین نے روہانسے لہجے میں کہتے ہوئے فروا کی طرف دیکھا جو بس معنی خیز مسکراہٹ سجا کر اسے اوپر سے نیچے دیکھ کر رہ گ ئی۔فروا کی نظر ایسی تھی کہ اذفرین کے کانوں کی لو تک گرم ہوئی یں سعد نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھاما۔

'' جسٹ سٹاپ ڈسکس دس بل شٹ رائی ٹ ناؤ چلو فری تم یہاں سے ''

سعد نے آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے دانت پیس کر فروا کو گھورا اور پھر اذفرین کا ہاتھ تھامے تیز تیز چلنے لگا۔اذفرین بار بار علیدان کی طرف دیکھ رہی تھی پر وہ پیٹھ موڑے ہوئے تھا ۔وہ ایک دم سے اتنا لاپرواہ ہو گیا تھا۔اذفرین کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر دبوچ دیا ہو آنکھوں میں عجیب سی چبھن ہوئی۔دل کیا اونچی آواز میں چیختے ہوئے اسی حق سے پکارے اُسے جیسے جنگل میں آنے والی ہر مصیبت پر اسے پکارتی تھی پر نہیں نہیں نہیں کر سکتی تھی ایسا اس وقت

''اپنی دفعہ بات سب کو یوں ہی لگتی ہے سعد اب معاملہ تمھاری بہن کا ہے نہ ؟میرے بھائی نے تو شادی کی ہے کوئی گناہ نہیں ''

فروا نے تیز تیز قدم ساتھ ملاتے ہوئے ایک تیر اور کمان سے نکالا جو سعد کے اندر پیوست ہوتے ہی تن بدن میں آگ لگا گیا۔ سعد ایک جھٹکے سے رُکا۔ انگلی کو سختی سے فروا کی آنکھوں کے آگے کھڑا کیا۔

" منہ بند کرو اپنا جاہل عورت "

سعد غرایا اور پھر اور تیزی سے وہ اذفرین کو تقریباً گھسیٹتا ہوا ہوٹل سے باہر لایا۔ اذفرین نے تڑپ کر ہوٹل کے شیشے کے دروازے کے پار علیدان پر آخری نظر ڈالی دل چیخ رہا تھا علیدان پلیز پلٹ کے دیکھو میں جا رہی ہوں۔

" بیٹھو فری "

سعد نے غصے میں بھرے کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اذفرین کو بیٹھنے کو کہا اور خود پاس کھڑی فروا سے بے نیازی برتتا گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر ڈرائی یور کے ساتھ بیٹھا فروا اب اذفرین کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ چہرے پر پر سکون سی زہریلی مسکراہٹ سجائے۔ ڈرائی یور نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

علیدان باہر آؤ پلیز اذفرین کا دل جیسے پھٹنے کو تھا دھیرے سے میکسی کی ایک طرفہ جیب میں ہاتھ ڈال کر گلاب کے پھول کو نرمی سے ہاتھ میں لیا یہ وہی پھول تھا جو آج صبح علیدان نے گانے کی صورت میں محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے دیا تھا وہ آنکھیں جھوٹی کیسے ہو سکتی تھیں جو اس کے دل کو گدگدا رہی تھیں ہر پل ہر لمحہ۔

اذفرین کے دل کی یہ آواز گاڑی کے شیشے سے پار ہو کر ہوٹل کے شیشے سے بنے دروازوں کو پار کرتی جب تک علیدان تک پہنچی دیر ہو چکی تھی۔

میر دلاور نے علیدان کے چہرے کو ہاتھوں میں لے رکھا تھا۔آنکھیں نم تھیں پر لب مسکرا رہے تھے۔ان کے بے جان جسم میں تو جیسے روح پھونک دی گئی تھی۔

" مجھے یقین تھا تم پر جان میری میرے شیر ہو تم "

میر دلاور نے اس کے چہرے سے ہاتھ اٹھا کر کندھے پر تھپکی دی علیدان اب سب گھر والوں سے بات کرنے کے بعد مڑا ہی تھا جب میر دلاور نے آگے بڑھ کر فرط محبت سے پھر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لے لیا تھا۔

" اللہ کے بعد آپ کے مجھ پر اس یقین نے ہی طاقت دی بابا ہر قدم پر "

علیدان نے جاندار مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ میر دلاور مسکرادیے۔ بابا سے ابھی اسی وقت اذفرین کو ملوادوں گا اور پھر موقع ملتے ہی دل کی بات بتادوں گا ان کو بتادوں گا کہ بابا آپ کے شیر کو ایک معصوم سی شیرنی سے محبت ہو گئی ہے۔ جو اسے زندگی دینے کی خاطر اپنی ہر تکلیف فراموش کر دیتی ہے۔ درد اس کو ہوتا ہے تو پیشانی پر شکن خود ڈال لیتی ہے چھوٹی چھوٹی بات پر بچوں کی طرح ریں ریں کرتی ہے ڈانٹوں تو غصہ کرتی ہے چوری چوری ایسے تکتی ہے کہ میٹھی سی چبھن ہونے لگتی ہے۔ خوبصورت اتنی ہے کہ ایک نظر پڑتے ہی اٹھنے کا نام نا لے ہنستی ہے تو میں بے ساختہ دل کو تھام لیتا ہوں

اذفرین کا خیال آتے ہی علیدان نے کچھ شرماتے ہوئے گردن کو کھجایا۔

"بابا اللہ کے بعد آپ اور آپ کے بعد۔۔۔

علیدان نے بھرپور مسکراہٹ سجائے ملائم سے لہجے میں کہتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جیسے دھک رہ گیا وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا تھوڑی دیر پہلے یہیں تو تھی وہ۔ دل میں جیسے ایک عجیب سا خوف ابھرا کہاں گئی وہ یوں بنا بتائے میں نے تو ابھی بہت کچھ سوچا تھا۔

"ایک منٹ بابا "

بوکھلائے سے انداز میں میر دلاور کو انگلی کے اشارے سے روکتا ہوا وہ کھوجتی سی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا اب ہوٹل کے بیرونی دروازے پر پہنچا۔وہ کہیں بھی نہیں تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ یوں بات کیے بنا کچھ بھی کہے بنا چلی جائے گی۔

" did you see a girl wearing yellow frock"

" ایک لڑکی تھی پیلے رنگ کے فراک میں کیا دیکھی آپ نے "

علیدان نے بوکھلائے سے لہجے میں ہوٹل کے باہر کھڑے گارڈ سے پوچھا گارڈ نے ہاتھ سے کچھ دور جاتی گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔علیدان بھاگتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا کچھ دور تک گاڑی کے پیچھے بھاگنے کے بعد ہی اندازہ ہو گیا وہ نہیں رکے گی گاڑی بہت فاصلے پر تھی آنکھوں کو سکوڑ کر جلدی سے گاڑی نمبر پڑھا اور ذہن نشین کیا۔

****

www.novelsclubb.com

دروازہ کھلنے کی آواز پر اوزگل نے مسکراتے ہوئے گردن موڑی بہت جاندار مسکراہٹ تھی آج اس کے لبوں پر بڑے دن بعد وہ پھر سے چہکتی ہوئی اوزگل میں تبدیل ہوئی تھی ۔ادیان دروازے میں کھڑا تھا سینے پر ہاتھ باندھے۔

اوزگل کے اتنے دن سے مرجھائے چہرے پر آج بہار رقص کرتی دیکھ کر جیسے اس کے اندر سکون اتر گیا تھا۔روتی وہ تھی تو دل اسکا دکھتا تھا۔اوراب علیدان کی خبر نے جیسے ہر طرف رنگ بکھیر دیے تھے۔

''چڑیل تم مسکراتی ہی اچھی لگتی ہو''

ادیان نے ملائم سے لہجے میں کہا اور قدم آگے بڑھائے۔وہ پرجوش انداز میں آگے بڑھی وہی انداز چہکتی ہوئی بے فکر سی مکمل سی

'' ادی دیکھا وہ زندہ تھا تایا ابا سہی کہتے تھے ان کے علیدان کو کچھ نہیں ہو سکتا ''

اوزگل کی خوشی نہ صرف اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی بلکہ اس کا انگ انگ اس کی اندرونی خوشی کا گواہ تھا۔

'' ہاں بھائی پر صرف بابا کو ہی نہیں مجھے بھی یقین تھا ''

ادیان نے سر کو ہلا کر مسکراتے ہوئے اس کی بات کی تائید کی جواب سرشار سی کھڑی تھی۔

" ادی تم علی سے کہو بس اب واپس آجائیں پاکستان یہی پڑھیں کہیں مت جائیں "

اوز گل نے التجائی لہجہ اپنا کر ادیان سے کہا جس پر وہ مسکرا دیا۔ وہ کیا اب تو سارے گھر والے یہی چاہتے تھے کہ علیدان اب بس پاکستان ان کے ساتھ ہی رہے وہی جانتے تھے یہ نو دن انھوں نے کیسے انگاروں پر لوٹ کر کاٹے تھے۔

" تمھارا ابھی تو کوئی رشتہ ہے اب ان سے، تو تم خود کہہ دینا "

ادیان نے معنی خیز انداز اپناتے ہوئے مصنوعی شرارت سے کہا۔ وہ شرما گئی سر جھکائے نچلے لب کو دانتوں میں دبا گئی۔ یعنی کہ سامنے کھڑے نفس کا دل بری طرح دھڑکا گئی۔

" تمہیں پتا تو ہے وہ کہاں اتنی بات کرتے مجھ سے اور صندل سے، تم کہو تمھاری بات مان جائیں گے "

www.novelsclubb.com

وہ لجائے سے انداز میں کہتی فرش پر پاؤں کو آگے پیچھے کر رہی تھی۔ آہ اس کا یہ شرمانہ وہ کتنا پیارا شرماتی تھی پر کاش یہ شرمانہ اس کے لیے ہوتا تو آج وہ اسے بڑھ کر باہوں میں دبوچ لیتا۔ بمشکل لرزتے دل پر قابو پایا۔

" بات تو وہ کسی کی نہیں مانتے پر پھر بھی کوشش کی جاسکتی ہے تمھارے لیے "

ادیان نے آنکھوں میں شرارت بھرے مسکراہٹ کو دبایا تمھارے پر زور دیا۔ وہ اب سر اوپر اٹھا چکی تھی اور مشکور نظروں سے ادیان کو دیکھ رہی تھی۔

" ویسے بائی داوے بتانے تو میں یہ آیا تھا کہ۔۔۔۔۔ بھائی پرسوں رات دس بجے بابا کے ساتھ گھر آرہے ہیں "

ادیان نے بات ختم کیے قہقہ لگایا کیونکہ کہ اوزگل کا خوشی اور حیرت سے کھلا منہ اس کی سوچ کے عین مطابق تھا۔ وہ اب خوشی سے چیختی ہوئی ادیان کو تکیہ اٹھا کر مار رہی تھی۔

****

گاڑی کے نوٹ کیے نمبر سے گھر کا پتہ لگوا کر اب وہ سفید رنگ کے چھوٹے سے گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اپنے ہی کان دل کی آواز سن سکتے تھے۔

بار بار بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کے لیے سانس کو منہ میں بھر کر خارج کر رہا تھا۔ ساتھ کھڑا سہیل اس کی حالت پر مسکراہٹ دبا رہا تھا۔ کل رات کو اذفرین کے جانے کے بعد وہ بھی میر دلاور کے ساتھ اس ہوٹل میں چلا گیا تھا جہاں وہ رہائش پزیر تھے اور اب صبح سے وہ لوگ کار کے نمبر سے گھر کا پتہ لگا کر بارہ بجے کے قریب یہاں پہنچے تھے۔

گیٹ کھلنے کی آواز پر علیدان کے دل نے ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بند کیا۔

دروازہ کھول کر ایک تیس سالہ لڑکا اب سامنے کھڑا تھا۔ وہ کوئی پاکستانی تھا علیدان نے سکون کا سانس لیا وہ سہی جگہ پہنچ گیا تھا۔

"جی فرمائے؟ "

شائی ستگی سے پوچھتے ہوئے اب وہ علیدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں سکیڑ کر وہ شائی د علیدان کو پہچاننے کی ناکام کوشش میں تھا۔

"اممم جی مجھے اذفرین سے ملنا ہے "

علیدان نے ذہن میں الفاظ کو ترتیب دیا اور پھر ادا کیا۔ سامنے کھڑے شخص کی آنکھیں مزید سکڑ گئی تھیں۔

"کون اذفرین؟"

سامنے کھڑے شخص نے آبرؤ چڑھائے پوچھا اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اذفرین نامی کسی لڑکی کو نہیں جانتا ہے۔

"یہ اذفرین میرا مطلب ہے سعد سعد کا گھر نہیں ہے کیا؟"

اچانک اذفرین کے بھائی کے نام یاد آتے ہی پوچھا جو اس کی باتوں کے ذکر سے پتا چلا تھا اسے پر سامنے کھڑے شخص کے چہرے پر ہنوز ویسی ہی حیرت موجود تھی۔

" نہیں یہاں کوئی اذفرین یا سعد نہیں رہتے میرا نام ولید ہے یہ میرا گھر ہے"

www.novelsclubb.com

اس شخص نے علیدان کا جائزہ لیا اور تسلی کرتے ہوئے اسے درست انفارمیشن دی۔

علیدان نے پریشان سی صورت بنائے ساتھ کھڑے سہیل کی طرف دیکھا۔

"یہ یہ نمبر آپکی کار کا ہے"

علیدان نے اچانک یاد آنے پر جلدی سے جیب سے موبائل نکال کر گاڑی کا نمبر اس کی آنکھوں کے سامنے کیا یہ اسی گاڑی کا نمبر تھا جس میں کل اذفرین بیٹھی تھی۔

''یس میری کار کا ہے ''

اس آدمی نے گردن کو اثبات میں ہلایا۔ حیرت کی لکیریں مزید گہری ہوئی یں۔

'' تو کل یہ کار سٹی ہوٹل سے اذفرین نامی لڑکی کو لے کر گئی تھی ''

علیدان نے سر کو کھجاتے ہوئے پوچھا۔ وہ اب اور بے چین ہو گیا تھا بار بار ذہن پر زور ڈالا پر گاڑی کا نمبر اس نے درست ہی نوٹ کیا تھا۔

'' ایک منٹ میرا چھوٹا بھائی کل گھر تھا میں اس سے کنفرم کرتا ہوں مجھے تو اس بات کا علم نہیں ''

www.novelsclubb.com

اس آدمی نے اپنی تھوڑی پر پر سوچ انداز میں ہاتھ پھیرا اور پھر جلدی سے جیب سے اپنا موبائل نکال کر نمبر ملایا۔ وہ کچھ دور جا کر اب اپنے بھائی سے بات کر رہا تھا۔ پھر فون بند کیے علیدان کے قریب آیا۔

"میرے بھائی کا دوست ہے وہ کار لے کر جاتا ہے کبھی کبھی اور رینٹ پر دیتا ہے تو وہ کہہ رہا ہے کل وہی کار لے کر گیا ہوا تھا اسے کچھ معلوم نہیں"

سامنے کھڑے شخص نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وضاحت دی۔

"اس کا فون نمبر مل سکتا ہے کیا میرا مطلب آپکے بھائی کے دوست کا"

علیدان نے عجلت میں پوچھا۔اب وہ ماتھے پر بے چینی سے ہاتھ پھیر رہا تھا وقت کم تھا پاکستان جانے سے پہلے اذفرین سے ملاقات ضروری تھی۔

"فون نمبر لے کر دیتا ہوں اپنے بھائی سے"

وہ پھر سے اب اپنے بھائی کا نمبر ملا رہا تھا۔اور علیدان نچلے ہونٹ کو کچل رہا تھا۔وقت گزر رہا تھا۔دل بیٹھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نمبر نوٹ کر لیں ویسے وہ فون کم اٹھاتا ہے ورکشاپ پر کام کرتا ہے تو اس کی ورکشاپ کا ایڈریس بھی دے دیتا ہوں"

اس آدمی نے اپنے موبائل پر کھلی سکرین پر ایک نمبر علیدان کے سامنے کیا جسے علیدان اب تیزی سے اپنے موبائل میں نوٹ کر رہا تھا۔اور اس کے بعد اس کی ورکشاپ کا ایڈریس بھی لیا جو یہاں سے دو گھنٹے کے فاصلے پر تھی۔

وہ شخص سہی کہہ رہا تھا وہ آدمی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔مطلب اس کی ورکشاپ پر جانا ہی پڑنا تھا۔سہیل کار چلا رہا تھا اور علیدان پریشان سی صورت بنائے بار بار نمبر ملا رہا تھا۔

****

" نہیں فری یہاں اب نہیں رہے گی میرے ساتھ جائے گی "

سعد نے دوٹوک لہجے میں سامنے کھڑی فروا سے کہا جو سعد کی بات سن کر اب بوکھلا سی گئی تھی۔اذفرین بھی کچھ دوری پر کھڑی لب کچل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" یہ کیا اس کی جاب ہے یہاں اور امی کو کون سنبھالے گا سعد "

فروا نے گڑبڑا کر جواز پیش کیا جس پر سعد نے اسے کچا چبا جانے جیسے انداز میں دیکھا۔

" یہ میری بہن کا فرض نہیں ہے اب اور ملبرین بھی مل جائے گی جاب اسے تم رکو یہاں آنٹی کی خدمت کرو نجف آجائے تو آجانا پھر "

سعد نے دانت پیس کر کہا اور پھر جھٹکے سے مڑ کر اپنے کپڑے بیگ میں رکھنے لگا۔ فروا نے گھور کر کچھ دور بجھی سی کھڑی اذفرین کی طرف دیکھا اور پھر تھوڑا سا اور آگے ہوئی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی سعد پھر سے مڑا اور سختی سے انگلی اس کی آنکھوں کے آگے کھڑی کی۔

" اور کان کھول کر سن لو یہ میرے پاس رہے گی اور اب پڑھے گی آگے جاب نہیں کرے گی "

سعد کا لہجہ دوٹوک تھا فروا کی تو جیسے جان پر بن گ ئی تڑپ کر سعد کے قریب ہوئی۔ سب کچھ بدل گیا تھا سعد اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

" فری پیکنگ کر و چار گھنٹے بعد فلائی یٹ ہے ہماری ملبرین کی "

سعد نے پاس کھڑی فروا سے بے نیازی برتی اور سختی سے اذفرین سے کہا۔ اذفرین پریشان سی صورت بنائے کمرے سے باہر نکل گ ئی۔ سعد کے غصے سے تو وہ ویسے بھی بہت گھبراتی تھی اور اب کل رات کے واقع کے بعد سے تو سعد کا غصہ عروج پر تھا۔

اگر یہی آپکا فیصلہ ہے تو میں اور امی بھی ساتھ چلیں گے گھر کو لاک کر جاتے ہیں مجھے "

"آپکے ساتھ ہی رہنا ہے سعد

فروا نے سعد کے سینے پر سر رکھے لاڈ سے کہا۔ سعد نے چہرے کو بے زاری سے گھمایا۔

"تو آنٹی مان جائیں گی کیا؟ "

فروا کو بازو سے پکڑ کر سامنے کیا اب کی بار لہجہ تھوڑا نرم تھا۔

" جی مان جائی یں گی "

فروا نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"تو پیکنگ کر و وقت نہیں ہے میرے پاس میں دو سیٹ اور کرواتا ہوں

سعد نے اسے حکمانہ انداز میں کہا اور موبائی ل نکال کر ایک طرف چل پڑا۔

www.novelsclubb.com

****

گاڑی میں بجھے سے دل کے ساتھ بیٹھی تھی وہ۔ گہری سانس لی تو علیدان آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے تھے۔ اذفرین نے دل میں اٹھتی ٹیس کو اندر کیا کار اب ائی رپورٹ کی طرف رواں دواں تھی

اسی کار کے نکلتے ہی ایک سیاہ کار بند گیٹ لے سامنے آکر رکی اور علیدان عجلت میں باہر نکلا

۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 13

اذفرین کار کی پچھلی سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی اور اس کے کندھے سے بلکل پیچھے گاڑی کے شیشے میں وہ بے چین سا گھر کے گیٹ کے آگے کھڑا پل پل دور ہوتا جا رہا تھا ۔ جیسے اذفرین کی گاڑی آگے بڑھ رہی تھی فاصلہ بھی بڑھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ بار بار گھنٹی بجا رہا تھا۔اور اظطراب سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔بہت سی گھنٹی دینے کے بعد بھی کوئی جواب نہیں تھا۔مطلب یہاں کوئی نہیں تھا۔سہیل بار بار گیٹ میں سے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔اور علیدان بے چینی سے کچھ دیر کے وقفے کے بعد گھنٹی بجا رہا تھا۔

" یہ تو بند ہے یہاں تو کوئی نہیں "

سہیل نے پیچھے ہوتے ہوئے ہاتھ جھاڑے اور علیدان کی طرف دیکھا علیدان نے مایوسی سے گردن ہلائی عجیب سی گھٹن تھی جس کا شکار نہ صرف دل ہو رہا تھا بلکہ دماغ بھی الجھا ہوا تھا۔

وہ کیوں اسطرح غیروں کی طرح بے اعتنائی برت کر جا چکی تھی وہ ایسی تو نہیں تھی یا شائی دمجھے ہی غلط لگا وہ سمجھتی ہو گی بس ختم اب سب کچھ ایک دفعہ خدا حافظ تو کہتی ایک دفعہ بس۔۔۔میں بابا سے ملواتا اور پھر اس کے گھر آتا بابا کو لے کر اسے بتاتا کہ یہ نو دن محظ ایک آفت نہیں تھے میری زندگی میں یہ تو ایک بہانا تھا کہ میں تم سے ملا تم ان نو دنوں میں میری روح کی گہرائیوں میں اتر گئی ہو بتاؤ۔۔۔میں یہ نو دن اور تمھارا ساتھ کیا ساری زندگی فراموش کر پاؤں گا نہیں ہر گز نہیں پتہ نہیں کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے میں

اب تمھارے بن ادھورا سا ہوں یہ نو دن ایک عجیب سی عادت ڈال گ ئے ہیں مجھے تمھاری

میں علیدان دلاور حسین سے حسین لڑکی کو کبھی نظر بھر کر نہیں دیکھتا تھا پر تمہیں تو دل کی نظروں سے بھی دیکھا ہے۔

میں علیدان دلاور جو اس محبت نام کے احساس کو محض ایک خود ساختہ سوچ کا نام دیتا تھا اب خود کو سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ کیا نام دوں اپنی اس محسوسات کو عشق، محبت، پیار، چاہت، دل لگی، سحر، یا پھر طلسم سمجھ سے باہر تھا سب۔۔۔

انہی سوچوں میں گم ان کو یہاں گیٹ کے آگے دو گھنٹے گزر چکے تھے سہیل کبھی کار میں بیٹھ جاتا کبھی باہر آ کر اس کے ساتھ کھڑا ہوا جاتا اور اب تو وہ سگریٹ سلگائے ایک طرف کھڑا تھا۔اور ابھی علیدان مزید انتظار کرنا چاہتا تھا کہ موبائل پر بجتی رنگ ٹون سے خیالات سے باہر آیا۔

" علیدان کہاں ہو تم جلدی پہنچو رات کی فلائی یٹ ہے ہماری "

میر دلاور نے پریشان سے لہجے میں کہا وہ صبح ہوتے ہی سہیل کے ساتھ نکل گیا ہے اور اب شام کے سات بج رہے تھے۔

"بابا بس کچھ دیر میں آ رہا ہوں"

علیدان نے گردن کھجائی اور مایوس سی ایک نظر گیٹ پر ڈالی۔ فون بند کرنے کے بعد لب بھینچے گہری سانس لی۔ سہیل نے سگریٹ ایک طرف پھینکی اور قریب آیا۔

"پریشان نہ ہو گھر تو مل گیا ہے نہ کیا پتہ کہیں گ ئے ہوں یہ لوگ کچھ گھنٹوں میں واپس آجائی یں تو ایسا کر تو جا پاکستان میں کل نکلوں گا یہاں سے تو بھابھی کا نمبر لے لوں گا تمھارے لیے"

سہیل نے تسلی دیتے ہوئے اس کی پیٹھ پر تھپکی دی اور بھابھی کے لفظ پر آنکھ کو دبا کر شرارت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ جس پر علیدان بس سر جھکا کر مسکرا دیا۔ کتنی عجیب بات تھی جو مزاق میں بھی کسی لڑکی کا نام خود کے ساتھ جوڑنے پر اپنے دوستوں کو اچھی خاصی سنا دیتا تھا آج سر جھکا کر مسکرا دیا تھا۔ جیب سے موبائل نکالا

"سہیل ایک کام کرنا اس کا نمبر تم نے نہیں لینا بلکہ یہ میرا پاکستان کا نمبر ہے یہ اسے دے دینا بس"

علیدان نے اسے ایک نمبر سنڈ کیا اور اشارہ اس کے موبائی ل کی طرف کیا۔ سہیل نے سر ہلاتے ہوئے اپنی پینٹ کی جیب میں سے موبائی ل نکالا۔

"سہی ہے فکر نہ کر جانی میں سب سنبھال لوں گا"

سہیل نے واپس موبائی ل جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ علیدان نے گہری سانس لی
۔

"تھنکیو"

مسکرا کر مشکور نظروں سے سہیل کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں اب واپس گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے پر علیدان ابھی بھی کار سے باہر کار کا دروازہ پکڑ کر انتظار کر رہا تھا کہ شائی د سڑک پر گزرتی گاڑیوں میں سے کوئی کار اس گیٹ کے پاس آ کر رکے پر سب زن کی آواز سے سڑک کو روندتی ہوئی اس کے دل میں دھواں بھرتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھیں۔

مایوس سی صورت لیے گاڑی میں بیٹھا اور سر جھکا کر گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"سن "

سہیل نے مسکراہٹ دبائی وہ اب کار کو ریورس کر رہا تھا۔اور بیک کیمرہ سکرین پر نظر جمائے ہوئے تھا علیدان نے کھوئے سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"تو علیدان ہی ہے نہ؟ "

سہیل نے مسکراہٹ دبا کر مصنوعی فکر مندی سے پوچھا۔آنکھوں میں ہلکی سی شرارت کہ جھلک تھی علیدان نے آہستگی سے سر کو سیٹ کے پشت سے ٹکایا۔اور کھڑکی کے باہر گھر کے گیٹ کے اوپر غیر مرئی نقطے پر نظر جمائی۔

" نہیں علیدان نہیں ہوں اذفرین کا علیدان ہوں "

جزبات سے لبریز یہ الفاظ زبان سے محض ادا ہو رہے تھے بول تو دل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہار گیا تھا وہ سب ہار گیا تھا۔۔۔

****

کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔زیب بیگم کے علیدان کے بالوں میں چلتی انگلیاں لمحہ بھر کو رکیں۔وہ زیب کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا وہ لوگ کل رات کو پاکستان پہنچے تھے سفر کی تھکاوٹ کے باعث سب کو ملنے کے بعد وہ سو گیا تھا اور اب صبح اٹھتے ہی وہ زیب بیگم کے کمرے میں ان کی گود میں سر رکھے پر سکون سا لیٹا تھا۔

میر دلاور نے کوٹ کو اٹھا کر پہنا اور ایک نظر مسکرا کر دونوں ماں بیٹا پر ڈالی۔کوٹ کو جھٹکے سے درست کرتے ہوئے پاس آئے۔

"علیدان چلو اٹھو"

تھوڑا سا جھک کر علیدان کے کندھے کو ہلایا جو مزے سے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔میر دلاور کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔اور فوراً ذہن میں ان کے رات کو کہے گئے الفاظ گونجے وہ شہر کے بہترین سرجن سے وقت لے چکے تھے اور اب علیدان کو چیک اپ کے لیے جانا تھا۔

"بابا کیا ضرورت ہے معمولی سا تو زخم ہے"

علیدان نے سر سیدھا کیا اور آنکھیں اوپر اٹھا کر بچوں کی طرح التجا کی۔ میر دلاور نے گھور کر اسے دیکھا۔

"نہیں یہ معمولی نہیں میں نے بات کی ہے ڈاکٹر شاہزیب سے سرجری ہو گی ٹانگ والے زخم کی"

انہوں نے رعب سے کہا اور پھر سے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ علیدان آہستگی سے تھکے سے انداز میں اٹھا۔ بے چارگی سے زیب کی طرف دیکھا وہ اب بھی خفگی سے گھور رہی تھیں۔

"بابا ٹانگ والا ہی زیادہ گہرا تھا اب تو کافی حد تک بھر بھی گیا ہے"

میر دلاور کی طرف پھر سے التجائی نظر اچھالتے ہوئے مودب انداز میں جواب دیا۔ گھر میں اتنا سکون تھا اور ابھی تو زیب کی گود سے اٹھنے کو بھی دل نہیں تھا۔

"نہیں اٹھو جلدی وقت لیا ہے ڈاکٹر سے میں نے حلیہ درست کرواپنا"

میر دلاور نے گھورتے ہوئے کہا اور زیب نے بھی سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تائید میں گردن ہلائی۔ علیدان نے ہتھیار پھینکے اور پھر گہری سانس خارج کرتا ہوا اٹھا۔

www.novelsclubb.com

تیار ہونے کے بعد میر دلاور اور علیدان ابھی پورچ میں نکلے تھے علیدان موبائل پر مصروف تھا اور میر دلاور نے ہاتھ کے اشارے سے گارڈ کو گیٹ کھولنے کا کہا۔

گیٹ کھلتے ہی اوزگل اندر داخل ہوئی سامنے ہی علیدان اور میر دلاور کو دیکھ کر جھینپ گئی رات کو تو وہ کچھ دیر ہی بیٹھنے کے بعد اپنے گھر چلی گئی تھی اور اب صبح سے اٹھتے ہی ادھر آنے کو بے چین تھی اور اب درخشاں سے آنکھ بچا کر جیسے ہی آئی تو سامنے پہلا دیدار ہی علیدان کا ہوا وہ سفید قمیض شلوار میں سلیقے سے بال بنائے نکھرا سا اپنے موبائل پر نظر جھکائے کھڑا تھا۔

"اسلام علیکم تا بابا"

دور سے علیدان کو گہری نظروں سے دیکھتی وہ قریب آئی اور پھر مودب لہجے میں میر دلاور کے قریب ہوتے ہوئے سلام کیا۔ وہ بچپن سے ان کو تایا کے بجائے تا بابا کہتی تھی۔

"ارے کیسی ہے میری گڑیا؟"

میر دلاور نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور بوسہ دیا ڈرائیور اب کار کے دروازے کھول رہا تھا۔اوز گل نے کے چھوٹے بھائی کی اکلوتی اولاد تھی اور بھائی کے گزر جانے کے بعد انہوں نے اوز گل کو صندل سے بھی زیادہ محبت دی تھی۔

"ٹھیک ہوں تایابا"

اوز گل نے میر دلاور کے سینے پر سر رکھے چور سی نظر علیدان پر ڈالی جو پیشانی پر بل ڈالے ہنوز موبائل کی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔دل پر ایک گھونسہ پڑا تھا کل سے وہ یہ بات نوٹ کر رہی تھی علیدان نے ایک دفعہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا وہ کھویا کھویا سا تھا۔وہ ایسے کیوں کر رہا تھا اس کے ساتھ۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ لوگ؟"

اوز گل نے لاڈ سے میر دلاور سے سوال کیا۔ایک نظر پھر سے سامنے کھڑے مغرور سے شہزادے پر ڈالی جس کے لیے اس کا یہاں ہونا نا ہونا برابر لگ رہا تھا۔وہ نک سک سے تیار صرف اسی کے لیے ہوئی تھی جس نے نظر بھر کر دیکھا تک نہیں تھا اور یہ بات آری کی طرح دل کو کاٹ رہی تھی۔

"علیدان کو لے کر جا رہا ہوں ہاسپٹل اچھا بیٹا آپ اندر جاؤ آتے ہیں کچھ دیر میں"

میر دلاور نے اوزگل کے سر کو تھپکا تھا اور علیدان اب لاپرواہی سے گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔اوزگل کا دل بیٹھ گیا ہو جیسے۔اس کی پشت کی طرف دیکھا یہ ہزراوں دلوں کا دھڑکا دینے والا صرف اس کا تھا۔

"جی "

پھیکی سی آواز میں کہتی وہ مڑی تھی۔گاڑی پورچ میں سے نکل رہی تھی۔اور لاونج میں داخل ہو رہی تھی۔

****

جلدی سے کمرے کے دروازے کو لاک کیے بیڈ پر آئی کشن کو اٹھا کر گود میں رکھا اور اس پر لیپ ٹاپ رکھا کانپتے ہاتھوں کے ساتھ لیپ ٹاپ کو کھولا اور پھر فیس بک کی سائیٹ کھولی

دل عجیب طرح سے پریشان ہو رہا تھا اس طرح کا کام وہ زندگی میں پہلی بار کر رہی تھی اس نے کبھی یوں چھپ کر کچھ بھی نہیں کیا تھا اور اب دو دن سے دل نے عجیب طرح سے

پریشان کر ڈالا تھا۔علیدان جب پیچھا مڑا ہوا گا تو اس نے مجھے ڈھونڈا ہوا گا مجھے وہاں نا پا کر اس نے کیا سوچا ہو گا۔

فیری اذ فری کے نام سے فیس بک اکاؤنٹ کھولا ملبرین آئے آج ان کو دوسرا دن تھا اور ایک پل بھی ایسا نہیں گزرا تھا جب علیدان اس کے ذہن سے مندمل ہوا ہو۔ساری رات اس کے دیے گ ئے پھول کو تکیے کے دوسری طرف رکھے وہ اس کو اور ان لمحوں کو سوچتی رہی تھی۔

اس نے کل علیدان کے نام سے اکاؤنٹ سرچ کیے تھے صرف دو اکاؤنٹ ملے تھے اس کا نام اتنا مختلف تھا دو اکاؤنٹ ہونا کوئی اچھنبے کی بات نہیں تھی۔اس نے دونوں اکاؤنٹ پر ہیلو کا مسیج بھیج دیا تھا۔

اور آج پھر وہ سعد کا لیپ ٹاپ لے کر کمرے میں آئی تھی۔سعد کسی کام سے باہر گیا تھا اور یہ ہی موقع اچھا تھا فروا بھی اس وقت مائی دہ کے ساتھ ان کے کمرے میں تھی

ابھی وہ موبائ ل فون نیا نہیں لے سکتی تھی اور نا ابھی سعد سے یہ سب کہنے کی ہمت تھی اس میں۔کانپتے ہاتھوں سے فیس بک کے پیغامات کو کھولا اور دل کے دھڑکنے کی رفتار

اتنی تیز ہوئی کہ گال تپنے لگے نچلے لب کو دانتوں میں دبا کر ترچھا سا کیا علیدان کے نام سے ایک آئی ڈی سے جوابی پیغام آیا ہوا تھا۔علیدان کا مکمل نام وہ بھول چکی تھی ذہن پر بہت زور ڈالنے پر بھی اس کا مکمل نام وہ یاد نہیں کر پائی تھی۔

اس آئی ڈی کی پروفائل تصویر پر ایک چھوٹے سے بچے کی تصویر لگی تھی بچہ بہت خوبصورت تھا اور مسکرا رہا تھا۔یہ علیدان پاکستان کے اسلام آباد شہر سے تھا باقی کوئی معلومات نہیں تھی۔اسلام آباد کا نام دیکھتے ہی ذہن میں پہلا خیال یہی آیا تھا کہ علیدان نے اپنا شہر اسلام آباد ہی بتایا تھا۔

"یس"

اس کے ہیلو کا جوابی مسیج تھا۔جو اس کے بھیجے گئے پیغام کے آدھے گھنٹے کے بعد بھیج دیا گیا تھا اذفرین نے کانپتے ہاتھوں سے اگلا پیغام لکھا

"ہیلو علیدان؟"

پیغام لکھنے کے بعد اب وہ گردن کو خم دے کر بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی فروا اسے آتے جاتے عجیب نظروں سے گھورتی تھی جیسے جانچ رہی ہو اور اذفرین کو ہر پل

یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس کے دل کی حالت کو جان لے گی۔ وہ پہچان لے گی کہ وہ اب اذفرین نہیں تھی وہ تو سر سے لے کر پاؤں تک کسی کی عشق میں گرفتار ایک مجبور اذفرین تھی جوابی پیغام کی رنگ ٹون پر وہ اپنے خیالوں سے باہر آئی جلدی سے سکرین پر نظر ڈالی۔

" یس علیدان "

اذفرین کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری دوسری طرف اب پھر وہ لکھ رہا تھا کچھ اذفرین کے ٹائپ کرتے ہاتھ رکے۔

" تمھارا علیدان میری فری "

جوابی پیغام نے تو جیسے اس کے دل کی دھڑکن روک دی تھی۔ تمھارا کے لفظ پر تو سانس اٹک گئی تو وہ کرتا ہے اس سے محبت یہ پھول اور پھول دیتے ہوئے اس کی آنکھیں وہ کیسے بھول سکتی تھی علیدان نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ خوشی سے سرشار تھی اف ہاتھوں کی کپکپاہٹ بڑھ گئی تھی۔

"آپ نے پہچان لیا کیا مجھے؟ "

نچلے لبوں کو دانتوں میں دبائے شوخ سے انداز میں ٹائپ کیا۔

''بھول کیسے سکتا ہوں ''

جواب پر وہ بے ساختہ مسکرا دی تھی ایک دفعہ پھر سے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا۔

''تھنک گاڈ میں پریشان ہو گئی تھی۔۔ایکچولی اس وقت سچویشن کچھ اسطرح کی بنی کہ میں آپ سے بات نہیں کر سکی بھائی زبردستی مجھے لے گئے وہاں سے آپ کا رخ دوسری طرف تھا ''

اذفرین نے جلدی سے وضاحتی پیغام ٹائپ کیا۔

'' سمجھ سکتا ہوں پریشان نہ ہو تم ''

جوابی پیغام پر اذفرین نے شکر کا سانس لیا گداز سی نرم انگلیاں اب پھر سے لیپ ٹاپ سکرین پر دوڑ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

''ابھی بھائی کے لیپ ٹاپ سے ہوں تھوڑی دیر بات کر سکوں گی موبائل ابھی نہیں لے سکتی تو یہیں سے کانٹیکٹ کیا کروں گے فیس بک سے ''

پیغام لکھنے کے بعد اب منہ پر دونوں ہاتھ رکھے وہ جواب کا انتظار کر رہی تھی۔دوسری طرف سے وہ لکھ رہا تھا۔

'' ہاں تو فیس بک ٹھیک ہے نا یہیں سے بات کرو مجھ سے بس ''

جوابی پیغام پڑھتے ہی وہ پھر سے ٹائپ کر رہی تھی۔

''شکر آپ مل گئے مجھے میں بہت خوش ہوں ''

اذفرین کے دانت لبوں کی اوٹ سے جھلک پڑے آنکھیں چمک رہی تھیں ایک انوکھا سا رنگ تھا چہرہ کا جو دلکشی کو بڑھا رہا تھا۔

'' آہاں میں بھی تو دیکھوں یہ خوشی ذرا چہرہ تو دکھاؤ اپنا ''

جوابی پیغام پر وہ بلش ہوئی۔بے ساختہ منہ پر ہاتھ دھر لیے اور انگلیوں کی اوٹ سے سکرین پر موجود جواب کو پھر سے پڑھا۔

''مطلب؟ ''

www.novelsclubb.com

دھڑکتے دل کے ساتھ جواب لکھا۔تپتے گالوں کو انگلی کی پوروں سے چھوا۔

'' مطلب تصویر بھیجو اپنی بھئی ''

جوابی پیغام پڑھ کر پریشانی سے لب کچلا۔

'' علیدان تصویر کیسے بھیجوں لیپ ٹاپ سے ہوں ''

پیغام بھیج کر معصوم سی صورت بنائی۔

'' چلو ویڈیو کال کرتے ہیں ''

جوابی پیغام نے تو اور جان نکال دی بے چارگی سے دروازے کی طرف دیکھا۔اور پھر دوسری طرف سے کال آنے لگی تھی جلدی سے بالوں کو ہاتھوں سے درست کیا اور کال کو ایکسیپٹ کیا۔دوسری طرف اندھیرا تھا۔وہ جو یہ سوچ رہی تھی علیدان کو دیکھے گی پریشان سی ہوئی

'' آپ کی طرف کا کیمرہ بھی آن کریں نا ''

قریب ہو کر سرگوشی میں کہا پر اسی لمحے دوسری طرف سے کال کٹ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

''آپ نے کال کاٹ دی مجھے دیکھنا تھا آپکو ''

جلدی سے خفا سی صورت بنائے پیغام ٹائپ کیا۔

''سگنل اشو آرہے ہیں نہ سمجھا کرو ''

جوابی مسیج پر دھیرے سے سر ہلایا۔دل بجھ سا گیا۔

'' سنو بہت بہت خوبصورت ہو تم ''

علیدان کی طرف سے آئے مسیج نے تو ہتھیلی بھیگا دی تھی اتنی بے ساختہ تعریف تو وہ پہلی دفعہ کر رہا تھا۔دل نے اوپر سے نیچے ایسے غوطہ لگایا کہ کان کی لو تک تپنے لگیں۔ بمشکل دھڑکتے دل کو سنبھالا۔اور جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

''سنیں سعد بھائی مجھے ملبرین لے آئے ہیں میں سڈنی میں نہیں ہوں اب ''

فوراً ذہن میں آنے والے خیال کو ٹائپ کیا۔اسے یہ بتانا ضروری تھا مبادہ وہ اسے سڈنی میں تلاش کرتا رہے۔

''آہاں ''

www.novelsclubb.com

دوسری طرف سے مختصر جواب آیا تھا۔

'' آپ کہاں ہے سڈنی میں ہیں کیا؟ ''

اگلا پیغام لکھا۔کمرے کا دروازہ زور سے بجا اذفرین نے فوراً فیس بک اکاؤنٹ بند کیا۔

****

علیدان نے بمشکل آنکھیں کھول کر لیمپ جلایا اور فون اٹھا کر کان سے لگایا رات کے دو بجے سہیل کی کال پر آنکھ کھلی تھی آسٹریلیا میں اس وقت شائد صبح ہو چکی تھی۔اس لیے وہ اس کی کئی گئی کال کے جواب میں جوابی کال کر چکا تھا۔ سہیل ان کے پاکستان جانے کے ایک دن بعد سڈنی سے نکلا تھا اور اب علیدان کو بتا رہا تھا کہ اُس گھر میں اگلے دن بھی کوئی موجود نہیں تھا

" یار عجیب مخلوق ہے تو اب تو فیس بک سے کوئی بھی مل جاتا ہے چیک کرنا اسے کیا گھر کے پیچھے پڑا ہے "

سہیل کی آواز پر علیدان کے لب مسکرا دیے ننگے پاؤں چلتا وہ ٹیرس پر آ گیا تھا۔فون کان کو لگائے آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھا۔ٹی شرٹ اور ڈھیلے سے کھلے پائی نچے والے ٹریوزر میں وہ بکھرے بالوں میں بے حال سا لگ رہا تھا۔زیادہ سونے کی وجہ سے آنکھیں سوزش لیے ہوئے تھیں۔

" پیار کرتا ہوں اس سے تجھ سے زیادہ ہر پہلو سے سوچتا ہوں "

علیدان نے گہری سانس لی ٹیرس پر لگے جنگلے پر مضبوطی سے ہاتھ دھرے۔آسٹریلیا میں گرمی پڑ رہی تھی پر یہاں تو شدید سردی تھی۔ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں نے پل بھر میں ہی احساس دلا دیا کہ وہ ننگے پاؤں اور آدھی آستین والی شرٹ میں ہے۔

کل سب سے پہلا کام یہی کیا تھا میں نے، تجھے پتا ہے میں پہلے کتنا الرجک ہوں اس " "سب سے صرف اس کی خاطر اکاونٹ بنایا اور راذ فرین نام کی کوئی لڑکی نہیں فیس بک پر

علیدان نے افسردگی سے کہا اور جنگلے پر ٹکے اپنے ہاتھوں پر نظر دوڑائی ٹھنڈا فرش پاؤں سے ٹھنڈک کو دل تک پہنچا رہا تھا جہاں آگ سلگ رہی تھی۔پل پل یہ احساس اندر سے کھا رہا تھا کہ وہ اس سے کیوں بات نہیں کر کے گئی کیا تھا اس کے دل میں جو یوں چلی گئی۔

" ایک تو یہ پاکستانی لڑکیاں اپنے نام سے کب بناتی ہیں اکاؤنٹ بابا کی پری تو پاپا کی پرنسز "

سہیل نے بھی افسردگی سے کہا۔علیدان اس کی بات پر بے ساختہ مسکرا دیا۔

"نہیں مجھے جہاں تک لگتا ہے وہ فیس بک استعمال نہیں کرتی ہے"

علیدان نے فوراً اس کی بات کی نفی کی۔چاند میں اس کے معصوم سے چہرے کا عکس دکھا۔

"یعنی کے بلکل تیرے جیسی واہ رب نے بنادی جوڑی بھئی دونوں ٹارزن،دونوں خوبصورت،دنوں کے نام کا مطلب ایک جیسا اور دنوں سوشل میڈیا سے الرجک"

سہیل قہقہ لگا رہا تھا۔علیدان نے اسے کے قہقے کا بھرپور ساتھ دیا۔رخ پھیر کر کمر کو جنگلے سے ٹکایا اور ایک بازو فولڈ کیے بغل میں دبایا اب باقاعدہ جسم کانپنے لگا تھا۔

"کر لے مزاق میں بہت پریشان ہوں ادھر بابا بلکل نہیں مان رہے کہ میں آسٹریلیا جاؤں اور اس دفعہ تو مما بھی ساتھ نہیں میرے"

www.novelsclubb.com

علیدان نے پریشان سی صورت بنائی۔دو دن سے تو وہ نید پوری کر رہا تھا پر اذفرین ایسے حواسوں پر چھائی تھی کہ خواب میں بھی وہی نظر آتی تھی۔

"ایک کام کرے گا میرا؟"

علیدان نے تھوڑی پر پر سوچ انداز میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سہیل سے پوچھا۔

"بول؟"

سہیل نے محبت سے پوچھا۔آسٹریلیا میں یہ علیدان کا واحد دوست تھا وہ انڈیا سے تھا پر مسلمان ہونے کی وجہ سے دنوں میں بہت جلد گہری دوستی ہو گئی تھی۔علیدان کے ساتھ ہونے والے سانحہ کی خبر سہیل نے ہی گھر والوں کی دی تھی۔

"ایک دفعہ پھر سے سڈنی جا میرے لیے پلیز،وہ بنکس ٹاؤن کے کسی سٹور پر ورکر کے طور پر کام کرتی تھی وہاں سے ضرور اس کا پتا چل سکتا ہے"

علیدان کے لہجے میں دنیا بھر کی التجا تھی۔اب وہ کمرے میں آگیا تھا جلدی سے ٹیرس کا رولنگ دروازہ بند کیا۔

www.novelsclubb.com

"علیدان بنکس ٹاؤن میں اتنے سٹور ہیں بھائی میرے"

سہیل کا حیران سا لہجہ ابھرا۔علیدان نے فوان والے ہاتھ کو بدلہ۔یہی تو مسئلہ تھا اس نے صرف اپنی جاب کا ذکر کیا تھا لیکن سٹور کا نام نہیں بتایا تھا۔

"ہاں پتا ہے بہت سے سٹور ہیں کیا کر نہیں سکتا میرے لیے"

علیدان نے پھر سے التجائی لہجہ اپنایا۔دوسری طرف تھوڑی دیر خاموشی رہی

'' ہمم کوشش کرتا ہوں ''

سہیل کی پر سوچ آواز ابھری کیا پتہ وہ گھر غلط ہو اور سٹور سے اذفرین کی انفارمیشن مل جائے یا کیا پتہ اذفرین ہی مل جائے۔علیدان گہری سوچ میں ڈوبا تھا اور سہیل اسے یونیورسٹی کے حالات بتا رہا تھا۔

****

''بھائی بھابھی اگر نہیں چاہتی تو۔۔۔''

اذفرین نے سہمی سی نگاہ سامنے بیٹھے سعد پر ڈالی سعد نے پانی پیتے ہوئے ہی آنکھیں اٹھا کر اسے گھورا۔خالی گلاس سامنے کھڑی اذفرین کو تھمایا۔

www.novelsclubb.com

'' کیوں بھابھی تم پر خدا ہے کہ جو وہ کہے گی وہی ہوگا ''

سعد نے پیشانی پر بل ڈالے اور گھور کر دیکھا۔وہ اب اذفرین کو آگے پڑھانا چاہتا تھا اور فروا اس کی بھی مخالفت کر رہی تھی اس کا کہنا تھا کہ اسکی پڑھائی کا خرچہ اٹھانا بہت مشکل ہے۔

" یہ پراسپیکٹس اٹھاؤ اور فارم فل کرو تم پڑھو گی آگے "

ساتھ پڑی یونیورسٹی پراسپیکٹس کی طرف اشارہ کیا سعد کے غصے کے پیش نظر گھبرا کر پراسپیکٹیس اٹھائی۔ابھی دروازے پر ہی پہنچی تھی کہ

" اور میرا لیپ ٹاپ تمھارے پاس ہے "

عقب سے سعد کے سوال پر کانپ گ ئی۔

"جی بھائی وہ مہرین آپی سے بات کر رہی تھی تو "

چہرے کا رخ موڑے بنا کہا۔پہلی دفعہ بھائی سے چوری کر رہی تھی دل لرز رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے رات کو دے جانا مجھے کام کرنا ہے تھوڑا "

سعد کی مصروف سے آواز ابھری اذفرین نے سر ہلایا اور تیزی سے قدم کمرے سے باہر نکالے۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں جاتے ہی دروازہ لگا کر لیپ ٹاپ کو گود میں رکھے لیپ ٹاپ کھولا علیدان سے باتیں کرتے اسے آج تیسرا دن تھا۔ بات کچھ دیر ہی وہ کر پاتی تھی لیکن وہ جب بھی پیغام بھیجتی وہاں سے فوراً جوابی پیغام آجاتا تھا یقیناً وہ فون سے فیس بک استعمال کرتا تھا۔

''کیسی ہو؟ ''

اسکا پیغام آیا ہوا تھا اذفرین نے جلدی سے جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

''میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں ٹانگ اور پیٹ کا زخم کیسا ہے اب؟ ''

اچانک یاد آیا ان تین دنوں میں وہ اس کے ٹانگ اور پیٹ کے زخم کے بارے میں تو پوچھنا ہی بھول گئی تھی۔

''وہ سب ٹھیک ہے اب، اچھا تم نے کہا تھا تم آج تصویریں بھیجو گی اپنی مجھے ''

www.novelsclubb.com

دوسری طرف سے بے تابی بھرا پیغام آیا۔ اذفرین کا دل بجھ گیا جو یہ سوچ ہوئے تھا کہ وہ اس کے زخم کا پوچھے گا

جی پر وہ جس فلیش میں تھیں وہ مل نہیں رہی مجھے لگتا ہے میں سڈنی بھول آئی ہوں وہ ''

''

اذفرین نے پریشانی سے لب کچلے۔دوسری طرف سے اداس سی شکل بھیجی۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 14

"علیدان آپ جلد رشتہ بھیج دیں پلیز ایسا نہ ہو بھابھی بھائی کو مزید میرے خلاف بھر دیں"

اذفرین نے بے چینی سے جوابی پیغام ٹائپ کیا۔ان تین دنوں میں اس بات کو یقین ہو چلا تھا کہ علیدان اس سے بہت پیار کرتا ہے پر فروا کی مائدہ سے کی گئی گفتگو وہ سن چکی تھی۔وہ اذفرین کے یوں آسٹریلیا میں رہنے پر خوش نہیں تھی اور کسی بھی قیمت پر اسے واپس پاکستان بھجوانا چاہتی تھی۔

"اوہ ہاں بھیجوں گا نا ضرور بھیجوں گا"

علیدان کے جوابی مسیج پر مسکراہٹ نے لبوں گھیراؤ کیا۔سکون سے سانس لیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا یہ تو بتائیں اس ہٹ والے آدمی نے کوئی رابطہ کیا پھر آپ سے ؟ "

اچانک یاد آیا تو شرارت سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔دوسری طرف خاموشی رہی پھر کچھ دیر بعد مسیج ٹائپنگ نظر آئی۔

"کون سی ہٹ ؟ "

عجیب سا سوال تھا اذفرین نے حیرت سے آنکھوں کو سکیڑا۔تنگ کر رہے ہیں مجھے۔ہٹ کو کیسے بھول سکتے ہیں۔

" علیدان وہی جنگل والی ہٹ جہاں آپ اپنا ایڈریس چھوڑ کر آئے تھے "

پیشانی پر حیرت کے زیر اثر شکن نمودار کیے جواب ٹائپ کیا۔جب کے جواب لکھنے کے بعد لب پھر سے مسکرا دیے جانتی تھی وہ محض تنگ کر رہا ہے اسے۔وہ اب جواب دیر سے دے رہا تھا۔

" ہاں ہاں کر لیا رابطہ کر لیا "

دوسری طرف جواب نے اور حیران کیا۔اتنی جلدی رابطہ کر لیا۔پر خوشی ہوئی کہ اس آدمی کو اس کے گھر میں ہوئی توڑ پھوڑ کی وجہ مل گ ئی۔کہ یہ توڑ پھوڑ کسی غلط مقصد کے لیے نہیں کی گ ئی تھی۔

''کیا سچ کتنے پیسے مانگے اس نے؟ ''

اذفرین نے اگلا سوال کیا۔اسے اچھا لگتا تھا علیدان سے جنگل کے بارے میں باتیں کرنا پر وہ یہ محسوس کرتی تھی کہ علیدان جنگل کی باتوں کو سرسری سے انداز میں کرتا تھا یا ٹال دیتا تھا۔

''اچھا سنو پھر بات کرتے ہیں رات کو بات کریں گے ابھی مجھے کام ہے ''

آج پھر جنگل کی بات پر جواب عجیب تھا۔اذفرین نے بجھے سے دل سے ہاتھوں کو لیپ ٹاپ کے ٹائی پنگ پیڈ پر رکھا۔

''علیدان رات کو بات نہیں کر سکوں گی بھائی کے پاس ہوتا ہے لیپ ٹاپ ''

روہانسی صورت بنائے اپنی پریشانی سے آگاہی دی۔دوسری طرف سے وہ جواب لکھ رہا تھا

۔

www.novelsclubb.com

" کچھ نہیں جانتا میں کیا اتنا نہیں کر سکتی میرے لیے بائے نائو "

جواب اس دفعہ بھی بہت عجیب تھا وہ پریشان سی ہوئی۔ وہ آف لائن ہو چکا تھا علیدان ایسا کیوں کر رہا تھا اس کے ساتھ ایسا تو نہیں تھا وہ بلکل بھی پھر اچانک جنگل میں اس کے کیے گ ہئے غصے کو یاد کیا تو گہری سانس لی وہ مجھے دیکھنا چاہتا ہے اور میں تصویریں نہیں دے رہی شائی دیہی وجہ ہے۔

****

علیدان کمر پر ہاتھ دھرے پریشان سا کھڑا تھا۔ خبر تھی یا بم تھا جو اس کے سر پر پھوڑا گیا تھا۔ دلاور ولاز میں آج رات کو اس کے زندہ سلامت مل جانے پر ساری فیمیلی کو مدعو کیا گیا تھا اور یہ دعوت صرف یہیں تک محدود نہیں تھی۔ اسکی اوز گل کے ساتھ باقاعدہ رسمِ نسبت کی تقریب بھی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور اس کو آج دو ہفتے کے بعد خبر ہو رہی تھی کہ اوز گل کے ساتھ اس کا رشتہ طے ہو چکا ہے اور اوز گل کی اور صندل کی پڑھائی ختم ہوتے ہی صندل کی شادی کے ساتھ اس کی اور اوز گل کی بھی شادی کر دی جائے گی۔

زیب بیگم اسے خبر سنانے کے بعد اب بغور علیدان کا چہرہ تک رہی تھیں۔اور اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھیں۔وہ کمر پر ہاتھ دھرے پیشانی پر پر سوچ شکن سجائے کھڑا تھا۔

اسے آسٹریلیا سے آئے دو ہفتہ ہو چلے تھے اور سرجری ہوئے بارہ دن اب وہ کافی حد تک بہتر تھا اس لیے میر دلاور نے گھر میں ہی سب قریبی رشتہ دار کو مدعو کیا تھا اور اسی تقریب میں وہ باقاعدہ علیدان اور اوز گل کی نسبت کی رسم ادا کرنا چاہتے تھے۔

"مما آپ بابا سے بات کریں میں گل کو صندل کی طرح سمجھتا رہا ہوں میں اس سے کسی صورت شادی جیسے رشتے کے لیے تیار نہیں ہوں"

علیدان نے بے زار سی صورت بنائے زیب کے بلکل سامنے آ کر کہا۔زیب نے سپاٹ چہرے کے ساتھ محض ایک گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

" تو سمجھتے رہے ہو نہ اب مت سمجھنا "

زیب نے اس کے چہرے پر کھوجتی سی نگاہ ڈالی ان کا لہجہ معنی خیز تھا چبھتا سا۔علیدان نے الجھ کر ان کی طرف دیکھا۔اذفرین کی محبت اور یادوقت مندمل نہیں کر سکا تھا بلکہ وہ تو ہر گزرتے وقت کے ساتھ اس کے اندر مزید گہری ہوتی جارہی تھی۔

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہی مما میں اس کو۔۔۔"

علیدان نے فقرہ ادھورا چھوڑا اور پھر جھنجلا کر دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑا۔ سوچا تو یہ تھا کہ پہلے ازفرین کو تلاش کرے گا پھر ہی بتائے گا سب کو پر یہ اچانک افتاد نے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ قصور اس میں میر دلاور کا بھی نہیں تھا کل تک سب علیدان کی عادت سے یہی توقع رکھتے تھے کہ اسے لڑکیوں میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے اور گھر والے جہاں چاہیں گے وہ وہاں سر جھکا کر شادی کر لے گا۔

"آئی لائک سم ون ایلس مما"

گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے اپنی طرف سے زیب کو ایک ایسی خبر سے آگاہی دی تھی جس سے وہ یکسر انجان تھیں۔ پر ان کا تاثر اس کی سوچ کے بلکل بر عکس تھا۔

"اور اگر وہ نہ ملی تو کیا کرو گے، کیا وہ بھی کرتی ہے تم سے محبت؟"

زیب نے سپاٹ لہجے میں اس سے دو سوال پوچھ ڈالے علیدان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا ان کو کیسے معلوم تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ رہا ہے اور وہ اسے ابھی تک ملی نہیں ہے ۔ حیرت سے آنکھوں کا حجم بڑھا پر بول کچھ نا سکا۔

"علیدان اگر وہ پیار کرتی تم سے تو وہ خود تمہیں اپنا ایڈریس دیتی تم ایک سیراب کے
پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو"

زیب کی پیشانی پر بل تھے اور لہجہ سپاٹ کے بجائے سختی کا عنصر لے چکا تھا۔اس سے پہلے
کہ وہ کچھ پوچھنے کے لیے لب کھولتا زیب بیگم نے ہاتھ کو ہوا میں اس کے اور اپنے بیچ
حائل کرتے ہوئے اسے بولنے سے روک دیا۔

"سہیل مجھے بتا چکا ہے سب تم پھر سے اسے سڈنی بھیج رہے ہو اس لڑکی کو تلاش کرنے
کے لیے علیدان مت کرو ایسا اس لڑکی کو اگر تم سے محبت ہوتی کیا وہ یوں چپ چاپ وہاں
سے چلی جاتی"

زیب بیگم کے لہجے میں اب کی باری سختی قدرے کم تھی۔علیدان نے کمر سے ہاتھ اٹھا کر
ہوا میں اچھالے۔

www.novelsclubb.com

"سہیل نے بتایا آپ کو سب"

علیدان کی آواز گھٹی سی تھی ایک دم سے جیسے دل بجھ سا گیا تھا۔مطلب سہیل صرف
زیب کے کہنے پر سڈنی نہیں گیا تھا دوبارہ۔

"اس نے خود نہیں بتایا تھا میں نے ہی پوچھا تھا تم اتنے چپ چپ گم سم سے تھے پہلے دن سے تو میں ماں ہوں مجھے کہاں چین تھا"

زیب بیگم نے قریب آکر اسے کندھوں سے تھام لیا۔علیدان نے چہرے کا رخ خفگی سے موڑا۔ان کو کیسے سمجھاتا کہ وہ جب تک اذفرین کو تلاش کرنے کے بعد اس سے خود کنفرم نہیں کرلیتا تب تک اس کے دل کو کبھی یقین نہیں آئے گا کہ وہ اس کے لیے وہی محسوسات نہیں رکھتی جو وہ اس کے لیے رکھتا ہے۔

"علیدان تم فلحال گل سے منگنی کرلو اس لڑکی کو تلاش کرتے رہو میں تمہیں نہیں رکوں گی اگر وہ مل جاتی ہے تو پھر میں تمھارے بابا سے بات کروں گی تمھارے لیے یہ وعدہ ہے میرا"

زیب نے محبت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈالا علیدان نے الجھ کر ان کی طرف دیکھا۔کندھوں پر ان کا محبت بھرا دباؤ ایک بوجھ محسوس ہوا جو وہ زبردستی اسے کندھوں پر اٹھانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

مطلب تب تک میں گل کو اپنے ساتھ لٹکا کر رکھوں مما عجیب بات ہے یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ "

علیدان نے جھنجلا کر ان کے کندھے پر رکھے ہاتھوں کو خود سے الگ کیا اور رخ موڑے پریشانی سے سینے پر ہاتھ باندھے

"علی تم سمجھ نہیں رہے میری بات درخشاں کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی ابھی مناسب نہیں منگنی سے انکار کرنا گل بہت سمجھدار بچی ہے اگر وہ لڑکی مل گ ئی تو میں خود گل کو سمجھا دوں گی مجھے یقین ہے وہ مان جائے گی اور تب تک شائی د درخشاں کی طبیعت بھی بہتر ہو جائے ابھی تو اس کے بائی پاس کو چند دن ہی گزرے ہیں "

زیب نے التجائی لہجہ اپنایا علیدان کا انداز اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ جس لڑکی کو تلاش کر رہا ہے وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔ پر یہاں رخشاں کی حالت اس طرح نہیں تھی کہ ان کو اتنا بڑا شاک دیا جاتا۔

"مما عجیب بات کر رہی ہیں آپ "

علیدان نے الجھ کر زیب کی طرف دیکھا پر ان کی آنکھوں میں موجود التجا دیکھ کر وہ چپ ہو گیا۔ایک طرح سے وہ بھی اپنی جگہ درست تھیں اذفرین اس سے محبت کرتی ہے یہ اس کا ہی خود ساختہ مفرضہ تھا۔

"کچھ عجیب نہیں میری جان بس ابھی سب بہت خوش ہیں سب کو خوش رہنے دو"

زیب نے باہیں پھیلا دی تھیں اور وہ پر سوچ سا ان کے ساتھ لگا۔آنکھیں سا کن تھیں اور چہرہ بجھا سا تھا۔

****

سانولے سے مردانہ ہاتھ لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چل رہے تھے۔سکرین پر فیس بک سرچنگ میں علیدان کا نام ٹائپ ہوا اور ملک آسٹریلیا منتخب ہوا تلاش کے آپشن پر کلک کرتے ہی صرف ایک اکاونٹ سامنے آیا۔

دانش کی پہلی نظر اس کی ڈسپلے پر لگی تصویر پر پڑی وہ بہت خوبصورت چھبیس ستائیس سالہ لڑکا تھا سفید رنگ کی ٹی شرٹ پہنے وہ مسکرا رہا تھا اکاؤنٹ دو ہفتے پہلے بنایا گیا تھا۔

دانش نے کمینگی سے ایک آبرؤ چڑھائے تھوڑی پر ہاتھ پھیرا اس کا رنگ سانولہ تھا موٹی سی ناک پر بہت سے کھڈے تھے گال پر بھی اسی طرح جگہ جگہ کھڈے اور مسام کھلے تھے آنکھیں گدلے سے رنگ کی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے۔ دانش نے جلدی سے علیدان دلاور نامی اس لڑکے کی باقی دی گ ئی معلومات چیک کیں اور پھر ایک شاطرانہ سی مسکراہٹ چہرے پر سج گ ئی تھی وہ آسٹریلیا یونیورسٹی کا ہی طالب علم تھا۔ یہ وہی علیدان تھا جسے وہ حسینہ تلاش کر رہی تھی اور غلطی سے اس سے ٹکرا گ ئی تھی۔ جلدی سے اس کی ڈسپلے پر لگی اس کی تصویر کو محفوظ کیا۔ اس کی ساری انفارمیشن کے سکرین شارٹ لیے

سر کے پیچھے ہاتھ رکھے اب وہ قہقہ لگا گیا۔ سیاہ ہوتے ہونٹوں کے پیچھے گدلے سے دانت باہر نکلے اس کے مکروہ چہرے کو اور وحشت ناک بنا رہے تھے

www.novelsclubb.com

کتنی معصوم اور بیوقوف لڑکی تھی پر بلا کی خوبصورت تھی پہلے دن جب اسے ویڈیو کال پر دیکھا تو وہ ششدر رہ گیا تھا۔ بیضوی چہرہ چمکتے بھورے ریشمی بال جو کندھوں پر بکھرے تھے چھوٹی سی تیکھی ناک گھنی مڑی ہوئی پلکوں کے نیچے بڑی سی معصومیت لیے شفاف سی

آنکھیں بھرے سے گداز گلابی لب لمبی سی گردن اس نے تو ویسے ہی اپنی عادت سے مجبور ہو کر دو چار آوارہ سے جملے اچھالے تھے پر وہ تو ایسی مچھلی کی طرح اس کے پھینکے گ ئے پھندے میں خود آکر پھنسی تھی جیسے اسی کے انتظار میں تھی۔ویسے ہی ویڈیو کال کر لی کہ دیکھے آگے کوئی لڑکا تو نہیں جو اتنی جلدی سیٹ ہو رہا ہے پر جیسے ہی اس نے کال ایکسیپٹ کی وہ تو منجمند ہی ہو گیا تھا۔

وہ مکمل حسن رکھنے والی معصوم سی بائیس ت ئیس سال کی لڑکی تھی جو اسے کوئی اور ہی علیدان سمجھ بیٹھی تھی۔اس کے حسن نے آنکھوں کو تو خیرہ کیا ہی تھا پر دل کو بھی بے ایمان کر دیا تھا اب اس سے بات کرتے ہوئے اسے دو ہفتے ہو چلے تھے پر اب اسے مکمل طور پر جال میں پھنسانے کا وقت آن پہنچا تھا یہی وجہ تھی اس نے آج اصلی علیدان کو کھوج نکالا تھا اور یہ علیدان اذفرین کو کیوں نہیں مل سکا تھا اس کا بھی جواز اسے باخوبی سمجھ آ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اذفرین نے جس رات اسے تلاش کیا تھا اصلی علیدان کا فیس بک اکاؤنٹ اس سے اگلے دن کریٹ ہوا تھا۔اور اس نے باقاعدہ اپنی تصویر لگا رکھا تھی۔

"دانش دانش "

نسوانی آواز کی بازگشت پر اس نے جلدی سے فیس بک اکاؤنٹ کو بند کیا۔ سانولی سی صحت مند عورت کمرے کے دوازے میں کھڑی تھی دانش نے بے زار سی صورت بنائے سامنے کھڑی عورت کی طرف دیکھا جو اس کی بیوی تھی۔

" دانش علیدان کل سے رو رہا ہے اس کے پیٹ میں درد ہے شائی د "

سامنے کھڑی عورت نے پریشان سے لہجے میں اس کے دوسرے نمبر والے بیٹے کے بیمار ہونے کی اطلاع دی۔ یہی وہ بیٹا تھا جو علیدان دلاور کا ہم نام تھا اور اس کے نام سے دانش نے ایک فیک اکاؤنٹ بنا رکھا تھا جس سے اکثر وہ لڑکیوں کو تنگ کرتا تھا۔

دانش نے بے زار سی صورت بنائے سامنے کھڑی عورت کی طرف دیکھا سارا مزہ خراب کر چکی تھی وہ۔ وہ دو بیٹوں کا باپ تھا۔ اور اس کی کمپیوٹر ریپیرنگ کی چھوٹی سی دوکان تھی جس پر بیٹھ کر وہ سارا دن فیس بک پر اس طرح کی حرکات کرتا تھا اور اذفرین تو ایسی پری تھی جو انجانے میں ہی اس کے جال میں آ پھنسی تھی اور اسے اس سارے کھیل میں مزہ آنے لگا تھا اس کی وجہ اذفرین کی معصومیت اور خوبصورتی تھی۔

"تو تمہیں کہا تو تھا کہ ڈاکٹر کے پاس چلی جانا اب میں دوکان سے تھکا ہارا گھر آتا ہوں تو تمہاری فرمائشیں شروع"

دانش نے پیشانی پر بل ڈالے ناگواری سے کہا۔

"دانش یہ فرمائش ہے کیا افسوس ہے آپ پر مجھے ہمارا بیٹا ہے وہ"

سامنے کھڑی عورت کے چہرے پر اب فکر مندی کے ساتھ ساتھ افسردگی بھی تھی۔

"اچھا اچھا بس اب چلو تیار ہو جا کر آرہا ہوں میں"

دانش نے نظریں چراتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کے لیے کہا۔اور خود پھر سے فیس بک اکاؤنٹ کھول کر محفوظ کی ہوئی تصویر از فرین کو انباکس کی۔

www.novelsclubb.com

****

صندل ہلکے سے پیچ رنگ کے لمبے گھیرے دار پاؤں میں پڑتے فراک کو دونوں اطراف سے پکڑے احتیاط سے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جبکہ متلاشی نظریں ارد گرد گھما رہی تھی۔

لان میں اوز گل اور علیدان کی منگنی کی تقریب شروع ہونے والی تھی سب موجود تھے مسوائے ادیان کے اور اب صندل اسی کی تلاش میں اوپر تک آگئی تھی یونہی اسے کھوجتی وہ اب ادیان کے کمرے تک آچکی تھی دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ اندر کو کھلتا چلا گیا۔

صندل متلاشی نظروں کو گھماتی کمرے میں داخل ہوئی تو ادیان سامنے لان میں کھلنے والی کھڑکی میں اداس سا کھڑا تھا صندل کی طرف پیٹھ تھی پر دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ گڑبڑا سا گیا اور اب چہرہ جھکائے ہاتھوں سے آنکھوں کے کونوں کو مسل رہا تھا۔

ادیان بھائی آپ یہاں ہیں آجائیں نا نیچے علیدان بھائی کی منگنی کی رسم شروع "ہونے والی ہے"

صندل نا سمجھی اور حیرانگی سے اسے بغور دیکھتی ہوئی آگے بڑھی۔ وہ سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس تقریب کے لیے بلکل تیار کھڑا تھا پھر نیچے کیوں نہیں آرہا تھا صندل کو اس کا یوں اسے یہاں دیکھ کر ایکدم سے بوکھلا جانا عجیب لگا تھا۔

"ہاں۔۔۔ہاں آرہا ہوں تم چلو"

ادیان نے جلدی سے چہرے کا رخ موڑا۔ صندل اب بلکل اس کے پیچھے پر تجسس سی کھڑی تھی۔

تیار تو ہو چکا تھا پر جیسے جیسے تقریب کا وقت قریب آ رہا تھا دل پر جیسے کوئی پتھر دھرنے لگا تھا اور ہر گزرتے لمحے میں پتھروں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ اب تو وزن اتنا زیادہ ہو چکا تھا کہ ایک پھانس سی تھی جو سینے میں اٹک گئی تھی اور سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی لان میں کھلنے والی کھڑکی سے نیچے دیکھا تو جیسے قدم جکڑے گئے اوز گل پستہ رنگ کی میکسی میں دلکشی کے تمام پچھلے ریکارڈ توڑے بیٹھی تھی چہرے پر کچھ جیت جانے جیسا احساس تھا آنکھیں سب کچھ پالینے کی خوشی میں دمک رہی تھیں لبوں پر دلکش مسکراہٹ تھی۔

ادیان کے دل میں بھرتا دھواں اب آنکھوں میں چبھن پیدا کر رہا تھا ایسے جیسے کسی نے آنسو گیس پھینک دی ہو اور اب یہ چبھن آنسو بن کر آنکھوں میں اترنے لگی تھی۔ وہ انہی خیالوں میں کھویا سا کھڑا تھا جب پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک گیا۔

"ادیان بھائی۔۔۔ "

صندل پر تجسس سی آواز میں کہتی گھوم کر ادیان کے سامنے ہوئی تو دھک رہ گئی۔وہ رو رہا تھا شائد آنکھوں کے کونوں میں نمی سی تھی جو صندل کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔

" آپ رو رہے ہیں بھائی؟ "

صندل تڑپ کر آگے ہوئی اور پریشان سے لہجے میں پوچھا ادیان گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔اور مضبوط انگلیوں کی پور سے آنکھ کے کونے رگڑ ڈالے۔

" نہیں ویسے ہی پرفیوم لگایا تو شائد آنکھوں میں چلا گیا "

ادیان نے جلدی سے رخ موڑے اس سے نم آنکھوں کو چھپانا چاہا۔مبادہ وہ اس کی آنکھوں میں موجود کرب کو جانچ کر وجہ نہ طلب کر بیٹھے

www.novelsclubb.com

"بھائی۔۔۔۔۔"

صندل نے ادیان کا کندھا پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔ادیان کو آج سے پہلے کبھی اس نے یوں اداس نہیں دیکھا تھا وہ دونوں بھائیوں سے چھوٹی تھی پر حساس بہت تھی اب بھی ادیان کا بجھا سا چہرہ اسے پریشانی میں مبتلا کر چکا تھا۔

" چلو نہ یار آ رہا ہوں اوز آ گئی ہے کیا؟ "

ادیان نے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر نظریں چرائیں اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سنگھار میز کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بلا جواز کنگھی شدہ سر کو پھر سے ہیر برش چلا کر کنگھی کرنے لگا۔

" جی وہ آ گئی ہے "

صندل نے گہری سوچ میں ڈوبی آواز میں جواب دیا اور پھر سے ادیان کے قریب آئی اب وہ ادیان کے چہرے پر سامنے آئینے میں جانچتی نظر ڈالے ہوئے تھی۔

"ادیان بھائی میں کچھ سوچ رہی ہوں اور جو میں سوچ رہی ہوں۔۔۔ "

صندل نے مدھم سی آواز میں کہتے ہوئے ادیان کے چہرے کے بدلتے رنگ جانچے ابھی بات مکمل نہیں کر پائی تھی کہ ادیان جھٹکے سے سیدھا ہوا

www.novelsclubb.com

" کیوں سوچ رہی ہو تم، کچھ مت سوچو "

ادیان نے نارمل سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے سر پر چپت لگائی اور آگے بڑھا۔ ادیان اور اوز گل بچپن سے ایک دوسرے کے بہت اچھے دوست تھے اور یہ بات دونوں خاندان

باخوبی جانتے تھے پر یہ کبھی کسی کے ذہن میں نہیں آیا کہ یہ دوستی کسی ایک کے لیے پیار میں بھی تو بدل سکتی ہے۔

" اب تو سوچ چکی بھائی اور سوچا یہ ہے کہ آپ اوز گل کو۔۔۔ "

صندل کی گھٹی سی آواز نے ادیان کے دل کو گھٹن کا شکار کر دیا تھا وہ تڑپ کر صندل کے قریب آیا۔ سپاٹ چہرہ بھیگی اداس آنکھیں صندل کا دل دکھ سے بھر گیا۔

" لیکن اوز مجھ سے نہیں علیدان بھائی سے محبت کرتی ہے، بس چپ اس بات کو اور اپنی سوچ کو یہیں پر دفن کر دو "

ادیان کا لہجہ بھی آنکھوں کے کونوں کی طرح بھیگا ہوا تھا صندل نے ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا لیکن ادیان نے اس کے منہ پر انگلی رکھ کر اسے کچھ بھی بولنے سے اس سختی کے ساتھ منع کیا کہ وہ دم سادھ گئی۔ ادیان لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر جا چکا تھا جب کے صندل دلاور الجھی سی وہیں کھڑی تھی۔

دِل تھا، کہ پُھول بَن کے بِکھرتا چلا گیا

تصوِیر کا جمال اُبھرتا چلا گیا

!شام آئی، اور آئی کچھ اِس اہتمام سے

وہ گیسُوئے دراز بِکھرتا چلا گیا

غم کی لکیر تھی کہ، خوُشی کا اُداس رنگ

ہر نقش آئینے میں اُبھرتا چلا گیا

ہر چند، راستے میں تھے کانٹے بچھے ہُوئے

www.novelsclubb.com

جس کو تیری طلب تھی گزرتا چلا گیا

جب تک ترِی نِگاہ نے توفِیق دی مجھے

میں تیری زُلف بَن کے سَنورتا چلا گیا

!دَو ہی تو، کام تھے دلِ ناداں کو، اے عدمؔ

جِیتا چلا گیا، کبھی مرِتا چلا گیا

علیدان اوزگل کے ہاتھ کو تھامے اپنے نام کی انگوٹھی پہنا رہا تھا۔ صندل بار بار ادیان کی طرف دیکھ رہی تھی جو قہقہے لگاتا ہوا تصویریں بنا رہا تھا۔ علیدان کو چھیڑ رہا تھا تو کبھی اوزگل کو چھیڑ رہا تھا اور اوزگل بار بار مسکراہٹ دباتی مصنوعی خفگی سے ادیان کی طرف دیکھ رہی تھی صندل بھی ادیان کے اس کرب کو چھپائے چہرے میں ایسی کھوئی کہ اوزگل کے بلکل بغل میں بیٹھے اپنے دوسرے بھائی علیدان کے اترے سے چہرے کو فراموش کر گ ئی۔

****

www.novelsclubb.com

ملبرین سٹینڈرڈ ایجوکیشنل یونیورسٹی کے کوریڈور میں لگے بینچ پر وہ سر جھکائے موبائل پر پیغام دیکھ رہی تھی لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی اور جسم کے رویں رویں سے اس کے اندر کی خوشی جھلک رہی تھی۔

اسکا ماسٹرز سائنس آف کامرس میں داخلہ ہو چکا تھا یونیورسٹی میں آتے اسے ایک ماہ ہو چلا تھا اور علیدان سے بات کرتے ہوئے دو ماہ ہو گئے تھے۔ اور اس وقت بھی وہ اپنے ساتھ بیٹھی ٹینا سے بے نیاز علیدان سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

" ایک اور تصویر چاہیے پلیز "

علیدان کا پیغام پڑھتے ہی گال گلابی ہو گئے تھے۔ اس نے نیا موبائل خرید لیا تھا اور آج صبح سے وہ علیدان کی فرمائش پر اپنی کتنی ہی تصاویر اسے بھیج چکی تھی اور وہ تھا کہ اس کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔ اس نے رات کو علیدان کے لیے کتنی ہی سیلفی لی تھیں جو وہ اب اسے بھیج رہی تھی۔ اور علیدان کے جوابی تعریفی پیغامات اس کے گال گلابی کر رہے تھے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کھڑوس سا علیدان اتنا رومینٹک بھی ہو سکتا ہے۔

"ایک اور پیاری سی تصویر مسکراتے ہوئے اور اپنی کسی دوست کو کہو نا تمہاری بنائے "

" ایک تصویر پھر تمہیں اپنا فون نمبر دوں گا

علیدان کا پھر سے پیغام آیا اذفرین نے الجھی سی نظروں سے اپنے ساتھ بنچ پر بیٹھی ٹینا کی طرف دیکھا وہ اپنی آسائی نمنٹ بنانے میں مصروف تھی۔ یہاں یونیورسٹی میں ٹینا اس کی واحد دوست بنی تھی وہ مزہبی لحاظ سے یہودی تھی بہت ہی کم گو اور پڑھاکو قسم کی یہ لڑکی اذفرین کو بلکل اپنے مزاج کے مطابق لگی تھی اسی لیے وہ دنوں اس ایک ماہ میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت گھل مل گئی تھیں۔

" ٹینا پلیز ٹیک مائی ون پک "

اذفرین نے مسکراتے ہوئے ٹینا کو مخاطب کیا۔ ٹینا نے سر کو ہاں میں ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا اور مختلف زاویوں سے اس کی چار تصاویر بناڈالیں۔ وہ گرے رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے جینز پہنے ہوئے تھی سرخ رنگ کا سکارف گلے میں باندھ رکھا تھا اور بالوں کی سیدھی مانگ نکالے پونی ٹیل کر رکھی تھی چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے

بے نیاز شفاف سا تھا پر گال قدرتی گلابی رنگ لیے ہوئے تھی جو علیدان کے لیے تصویریں بناتے ہوئے اور بلش ہو رہے تھے۔

ٹینا کی لی گئی تصاویر میں سے تین اچھی تصاویر جلدی سے علیدان کو بھیجیں کچھ دیر بعد ہی علیدان نے اپنا فون نمبر بھیجا پاکستانی کوڈ دیکھ کر وہ حیران سی ہوئی۔

''آپ کب گئے پاکستان بتایا نہیں مجھے؟''

اذفرین نے ناسمجھی سے پیشانی پر بل ڈالے سوال ٹائپ کیا۔ وہ اب علیدان سے دن رات بات کرنے لگی تھی اٹھتے بیٹھتے ہر وقت وہ اس سے پورا جنگل کا واقع پھر سے سن چکا تھا اذفرین اس کی اس عجیب سی فرمائش پر بہت حیران ہوئی تھی لیکن علیدان نے کہا کہ وہ اس سے سارا واقع سن کر وہ سارے لمحے پھر سے جینا چاہتا ہے۔ اور آج اس نے بہت مانگنے کے بعد اپنا نمبر اذفرین کو دیا تھا۔

''کچھ دن پہلے ہی آیا ہوں پاکستان اور صرف تمھارے لیے تو آیا ہوں''

علیدان کے جوابی پیغام پر وہ مسکرا دی تھی نچلے لب کو مخصوص انداز میں دانتوں میں دبائے سوال ٹائپ کیا۔

www.novelsclubb.com

" میرے لیے ؟ میں تو ادھر ہوں ملبرین میں "

مسکراتے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کیا علیدان ڈسپلے پک پر سے اب بچے کی تصویر ہٹا کر اپنی وہی تصویر لگا چکا تھا جو اس نے اذفرین کو بھیجی تھی علیدان کے تصویر دیتے ہی اس کے دل میں جو کبھی کبھی عجیب سے شک ابھرتے تھے کہ یہ علیدان ہے بھی کہ نہیں وہ ختم ہو چکے تھے اذفرین کے ہر دفعہ اور تصویر مانگنے پر وہ اسے یہ کہہ کر ٹال دیتا تھا کہ اسے تصویر لینے کا شوق نہیں ہے۔

اوہ سمجھا کرو نا خود ہی تو کہتی ہو رشتہ بھیجوں جلدی تمھارے گھر تو پاکستان اسی لیے آیا "

"ہوں گھر میں بات تو کروں

علیدان کے جوابی پیغام پر تو جیسے وہ کھل اٹھی تھی موتیوں جیسے دانت چہرے پر دمک اٹھے

۔

www.novelsclubb.com

اچھا تو آپ اب سڈنی نہیں ہیں میرا اسڈنی چکر لگ رہا تھا اگلے ہفتے یونیورسٹی کا سٹڈی "

" ٹرپ جا رہا ہے

اذفرین کے دمکتے چہرے پر ایک دم سے اداسی چھائی اسے یاد آیا ان کا سٹڈی ٹرپ جا رہا تھا سڈنی اور اس نے یہی سوچا تھا وہ علیدان کو دیکھے گی وہاں۔ وہ وہیں تو اپنے فائی نل پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔

" سنو تم پاکستان آجاؤ نا اپنے بھائی سے کہو "

علیدان نے کے جوابی مسیج پر وہ حیران سی ہوئی۔ دل اس کی اس فرمائش پر زور زور سے دھڑکنے لگا ان بہت دنوں میں دل نے بہت دفعہ چاہا کہ وہ علیدان کو کہے کہ وہ ملبرن آئے اس سے ملنے پر ایک جھجک اور شرم آڑے آتی رہی۔

" میں پاکستان ناممکن ہے علیدان "

کچھ یاد آجانے پر ایک پل میں خوشی ہوا ہوئی تھی مہرین تو بہت دفعہ اسے پاکستان بلا چکی تھی پر سعد اسے کسی قیمت پر پاکستان نہیں بھیجنا چاہتا تھا اس کے بقول مہرین زبرستی وہاں اس کی شادی باسط سے کروا دے گی پریشان سے چہرے کے ساتھ جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

" کچھ بھی ناممکن نہیں تم کہو اداس ہوں اور مہرین سے ملنا ہے، پاکستان آؤ نا میں تمہیں ملوانا چاہتا ہوں اپنے گھر والوں سے "

علیدان کے اگلے پیغام پر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی وہ سہی کہہ رہا تھا اس کے گھر والے اس کے کہنے کے مطابق بہت لبرل تھے اور ان کو ویسی ہی بولڈ سی بہو چاہیے تھے۔ اسی لیے علیدان اسے اپنے گھر والوں سے ملوانا چاہتا تھا۔

" ٹھیک ہے پر علیدان رشتہ ادھر آسٹریلیا ہی بھیجنا ہو گا آپکو بھائی کے پاس ہوں میں "

پیشانی پر پر سوچ شکن ڈالے پیغام ٹائپ کیا اور پھر سنڈ کیا۔

" ڈونٹ وری رشتہ یہیں بھیجوں گا "

علیدان کے اگلے پیغام پر وہ پر سکون سی ہوئی اوپر دیکھا تو ٹینا اس کو اشارے سے کلاس کا بتا رہی تھی۔

" اوکے علیدان میری کلاس ہے میں جا رہی ہوں پھر بات ہو گی "

www.novelsclubb.com

جلدی سے پیغام ٹائپ کیا اور موبائل کو بیگ میں رکھ کر مسکراتی ہوئی اٹھی۔

****

" جانی اتنے سٹور ہیں کہاں کہاں اس کا پوچھے گا "

سہیل نے آنکھیں سکیڑ کر بنکس ٹاؤن کی مارکیٹ میں موجود اونچی اونچی عمارتوں پر نظر ڈالی۔

"سب سٹورز میں"

علیدان نے سن گلاسز آنکھوں پر سے ہٹائے اور مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ پورے دو ماہ بعد پھر سے آسٹریلیا آگیا تھا بہانہ تو اپنے پروجیکٹ کا کیا تھا پر مقصد صرف اذفرین کی تلاش تھی اسی لیے وہ برسبین سے سہیل کو لے کر آج صبح سڈنی پہنچا تھا۔

"علیدان بلکل پاگل ہے تو"

سہیل نے افسوس سر کو ہوا میں مارا جبکہ وہ تو اپنے قدم پہلی عمارت کی طرف بڑھا چکا تھا۔ ہلکے نیلے رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے جینز پہنے بکھرے سے بالوں اور ہلکی سی بڑھی شیو میں وہ بلکل مجنوں لگ رہا تھا جو اپنی لیلا کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

"وہ تو ہوں میں پاگل اس انجان لڑکی کے لیے درست فرما رہے ہیں آپ اس کو تلاش کر کے ہی دم لوں گا میں، مما نے صندل کی شادی سے پہلے تک کا وقت دیا ہے اگر اس سے پہلے میں اذفرین کو تلاش کر لوں گا تو وہ میرا ساتھ دیں گی"

علیدان جیبوں میں ہاتھ ڈالے مصروف سے انداز میں ساتھ چلتے سہیل کو بتا رہا تھا۔اپنی اور اوزگل کی منگنی کی بات وہ گول کر چکا تھا

" اس لیے ہمت پکڑ یہ پہلے پلازے سے شروع کرتے ہیں "

سہیل کی پیٹھ تھپک کر وہ مسکرایا تو سہیل نے بھی گہری سانس لیے سر کو اثبات میں ہلا دیا۔ اور اس کے قدم کے ساتھ قدم ملائے

****

" یہاں کس سے ملنا ہے تمہیں "

ٹینا نے بنکس ٹاؤن کی اونچی عمارت کو گردن اٹھا کر دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے ساتھ کھڑی اذفرین کی طرف دیکھا جواب کیب کو کرایہ ادا کرنے کے بعد سیدھی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

" یہاں میں ایک سٹور پر جاب کرتی رہی ہوں تو وہاں ایک لڑکی کو پیسے دینے ہے مجھے چکر تو لگا ہی تھا قسمت سے تو سوچا قرضہ ہی اتار دوں "

اذفرین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور قدم آگے بڑھائے ان کا دو دن کا سٹڈی ٹرپ سڈنی آیا تھا اور آج صبح ہوتے ہی وہ تھوڑی دیر کے لیے اجازت لینے کے بعد ٹینا کو لے کر

بنکس ٹاؤن آئی تھی یہاں وہ جس سٹور پر ملازمت کرتی تھی وہاں اس نے ایک لڑکی سے پیسے ادھار لیے تھے جو اس نے اپنی پہلی تنخواہ پر واپسی کا کہہ کر لیے تھے اور اب وہ پیسے واپس کرنا چاہتی تھی۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 15

" افف اُسے چاہے یاد بھی نا ہو کہ تم نے اس سے پیسے ادھار لیے تھے اور ایک تم ہو " ٹینا نے افسوس سے سر کو ہوا میں ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اب اذفرین کے قدم کے ساتھ قدم ملائے چل رہی تھی۔ وہ بنا ناشتہ کیے اذفرین کے جلدی مچانے کی وجہ سے اس کے ساتھ آگئی تھی اور اب بھوک لگنے لگی تھی۔

"دینے والے کو یاد رکھنا چاہیے نا "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔انہیں پانچویں منزل پر جانا تھا جس کے لیے انہوں نے لفٹ کا سہارا لیا۔پانچویں منزل پر پہنچ کر لفٹ سے نکلنے کے بعد بھی وہ تیز تیز چل رہی تھیں۔

ہلکے سبز رنگ کی شرٹ کے نیچے بل باٹم جینز پہنے بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنائے وہ دھلے منہ کے ساتھ صبح ہوتے ہی ٹینا کے ساتھ یہاں آگئی تھی آج ان کے سٹڈی ٹرپ کا آخری دن تھا اور اسے اس کام کے بعد فوراً نکلنا تھا اس لیے وہ خلاف معمول تیز تیز چل رہی تھی۔

****

سہیل نے کمر پر ہاتھ رکھے تھکے سے انداز میں گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیا۔اور ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل کو کھول کر منہ سے لگایا۔یہ بنکس ٹاؤن کا سب سے بڑا مال تھا اور اب وہ نیچے سے چیک کرتے ہوئے اس کی پانچویں منزل پر پہنچے تھے۔لفٹ سے نکلنے کے

بعد علیدان اب پر سوچ نگاہوں سے چاروں طرف نظر گھما رہا تھا کہ کہاں سے شروع کرنا ہے۔

"او بھائی میرے تھک گیا ہوں میں اچھی طرح یاد کر لے تیری لیلا نے بنکس ٹاؤن کا ہی کہا تھا یہیں پر جاب کرتی تھی کیا وہ؟"

سہیل نے تھکے سے لہجے میں پاس کھڑے علیدان سے پوچھا جواب سامنے سٹور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سہیل کی بات پر گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

"جی بلکل یہیں پر مجھے یاد ہے بس نے یہیں سے اسے پک کیا تھا زیادہ نخرے مت دکھا اور اگر بہت تھک گیا ہے تو لے چابی جا کر کار میں بیٹھ"

علیدان نے پیچھے مڑ کر دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور خفا سی شکل بنائے قدم سامنے سٹور کی طرف بڑھا دیے سہیل جو تھک کر رک گیا تھا کمر سے ہاتھ اٹھا کر کندھے اچکائے اور اسکے پیچھے قدم بڑھا دیے۔

انہیں دو گھنٹے ہو چکے تھے ایک سٹور سے دوسرے سٹور میں گھس کر از فرین کا پوچھتے ہوئے اور اب سہیل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا تھا پر علیدان کے جوش میں کوئی کمی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

****

از فرین سٹور کاؤنٹر پر کہنی ٹکائے سامنے کھڑی ماریا نامی لڑکی کو پیسے پکڑا رہی تھی۔ پانچویں منزل پر لفٹ سے نکلتے ہی یہ پہلا سٹور تھا جو لفٹ سے تھوڑا فاصلے پر تھا۔

" تمہیں یاد رہا بہت بڑی بات ہے "

ماریا نے مسکراتے ہوئے از فرین سے پیسے پکڑے سٹور پر ملازمت کرتے اسے دو ہفتے ہی ہوئے تھے جب اس کے ساتھ بس کا وہ حادثہ پیش آیا اس لیے ماریا ہی واحد وہ لڑکی تھی جس سے اس کی اچھی دعا سلام تھی۔ یہ گارمینٹس سٹور تھا جہاں بچوں اور بڑوں دونوں کے کپڑے موجود تھے۔

" بھول کیسے سکتی تھی "

اذفرین نے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائے جواب دیا۔ٹینا کے فون پر رنگ ٹون ہوئی تو وہ فون کان کو لگائے ایک طرف چل دی۔اذفرین ماریا کو ابھی فقط اتنا ہی بتا پائی تھی کہ وہ اس حادثے کے بعد سڈنی چھوڑ گئی تھی کہ اسی پل ٹینا گھبرائی سی صورت بنائے اس کے قریب آئی۔

"اذفرین سیم کی کال آرہی ہے پروفیسر ناراض ہورہے ہیں ہمیں جلدی نکلنا ہوگا "

ٹینا کا انداز عجلت لیے ہوئے تھا۔ سیم ان کا ہم جماعت تھا وہ کچھ دیر کی اجازت لے کر نکلی تھیں اس لیے پروفیسر کا ناراض ہونا بنتا تھا۔وقت گزرنے کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا انہیں ہوٹل سے نکلے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اور اب واپسی کیب سے ہی جانا تھا۔

" اوکے ماریا پھر کبھی سڈنی آئی تو آؤں گی "

اذفرین نے جلدی سے ماریا سے مصافحہ کیا اور پھر ٹینا کے ساتھ تیز تیز قدم بیرونی دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

****

پانچویں منزل کی لفٹ سے نکلنے کے بعد سامنے یہ سب سے بڑا گارمینٹس سٹور تھا جس کے داخلی دروازے کی طرف وہ دونوں بڑھ رہے تھے۔ داخلی دروازے کے بلکل قریب پہنچ کر علیدان ایک دم سے نیچے بیٹھا تو سہیل بھی رکا۔

" ایک منٹ لیسز تنگ کر رہی ہیں "

علیدان نے سر جھکایا اور جو گرز کی لیسز کو باندھنا شروع کیا۔ سہیل نے چونگم چباتے چہرہ اوپر کیا تو ایک لمحے کو پلک جھپکنا بھول گیا سامنے سے سٹور کے بیرونی دروازے سے باہر نکلتی دو لڑکیوں میں سے ایک کی خوبصورتی نے نظر بھر کر دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ویسے بھی باہر کے ممالک میں ایشین حسن کم ہی دیکھنے کو ملتا تھا۔ سر جھکائے اپنے موبائل سکرین پر نظر جمائے وہ مسکرا رہی تھی۔ سہیل یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اس بات سے یکسر انجان کے ساتھ چلتی ٹینا ناک چڑھائے نخوت سے اسے ہی گھور رہی ہے۔ سہیل کا دیکھنے کا انداز ہی ایسا تھا کہ ٹینا کو عجیب محسوس ہوا۔

" ہاؤ چیپ "

ٹینا نے ناک چڑھا کر کہا دونوں تیزی سے نیچے جھکے علیدان اور سہیل کے پاس سے گزری تھیں اذفرین کا سر موبائل سکرین پر جھکا تھا دونوں کے جھکے سر چپکے سے دونوں کے بیچ سال بھر کی دوری کا سبب بن گئے تھے اور دلوں کو خبر تک نہ ہوئی۔

ٹینا کا بے زار سا لہجہ محسوس کرتے ہوئے اذفرین نے موبائل سکرین پر جھکا سر اوپر اٹھایا۔

"کون؟ "

آبرؤ چڑھائے اس کے بے زار سے لہجے کا سبب پوچھا۔ان کے قدم اب لفٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"وہ پیچھے ایک لڑکا گھور رہا تھا تمہیں پاگلوں کی طرح "

www.novelsclubb.com

ٹینا نے گردن کو ہلکا سا خم دیتے ہوئے ناگواری سے کہا تو اذفرین نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا دو لڑکے اسی سٹور میں داخل ہو رہے تھے جہاں سے وہ دونوں ابھی نکلی تھیں۔

اذفرین کو بس ایک لڑکے کی پشت دکھائی دی۔ہنستے ہوئے سر کو ہلاتے چہرہ سیدھا کیا۔

"اگنور کرو مجھے تو عادت ہے اس سب کی پاکستان میں یہ عام ہے "

اذفرین نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر ٹینا کی طرف دیکھا اور لفٹ کا بٹن دبایا۔ لفٹ نیچے تھی ابھی شائی د

'' ایکسکیوزمی مس کچھ معلومات درکار تھیں ''

علیدان نے کاونٹر پر کھڑی لڑکی سے کہا۔ لڑکی نے سامنے رکھے کمپوٹر سے نظر ہٹائی اور علیدان کی طرف متوجہ ہوئی۔ سہیل ساتھ کھڑا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

'' جی فرمائی یے ''

لڑکی نے بھرپور مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا۔

''کیا یہاں کوئی پاکستانی لڑکی اذفرین کام کرتی ہے؟ ''

www.novelsclubb.com

علیدان نے شائی ستگی سے پوچھا یہ وہی سوال تھا جو وہ بہت سے سٹورز میں دہرا چکا تھا۔

اذفرین کا نام سنتے ہی ماریا چونک گ ئی۔

''اذفرین۔۔۔ ''

ماریا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی یں اور علیدان کا بغور جائی زہ لیا۔اور پھر ایک نظر سٹور کے بیرونی دروازے کی طرف دیکھا۔اذفرین کو سٹور سے نکلے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے۔

" جی جی اذفرین یہی نام ہے "

علیدان نے اس کے رد عمل پر گڑبڑا کر جلدی سے تائی ید کی لڑکی کے چہرے کے تاثرات علیدان کو بتاگ ۓ تھے کہ وہ اذفرین کو جانتی ہے۔دل کی رفتار ایک دم سے تیز ہو گ ئی تھی۔اور امید کی کرن نظر آنے لگی تھی۔

"تو وہ تو ابھی گ ئی ہے باہر "

ماریا نے ہاتھ اٹھا کر ایگزیٹ ڈور کی طرف اشارہ کیا۔علیدان نے بے یقینی سے سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں دیکھا اور سر ایک جھٹکے کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف موڑا

"سچ سچ کہہ رہی ہیں کیا آپ؟ "

علیدان نے بے یقینی سے پھر سے لڑکی سے سوال کیا سہیل جو بے نیازی سے ارد گرد دیکھ رہا تھا اب وہ بھی حیران ہوتے ہوئے پوری توجہ سے سامنے کھڑی لڑکی کی بات سن رہا تھا۔

"جی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں سر وہ جاب تو چھوڑ چکی ہے کب سے آج دو ماہ بعد مجھے میرے پیسے واپس دینے آئی تھی، سبز رنگ کی شرٹ پہنی ہے ابھی تو نکلی ہے آپ کے داخل ہونے سے ایک سکینڈ پہلے"

ماریا نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے پر یقین لہجہ اپنایا۔ سبز رنگ کی شرٹ کا سنتے ہی سہیل کی آنکھیں پھیل گئیں

"اوہ میں نے دیکھا ہے علیدان اُسے بھاگ"

سہیل کے ذہن میں جھماکا ہوا سبز رنگ میں ملبوس وہ لڑکی آنکھوں کے آگے گھوم گئی تو وہ آفرین ہی از فرین تھی اوہ شٹ سہیل نے افسوس سے سر پر ہاتھ مارا

دونوں پاگلوں کی طرح سٹور سے باہر نکلے باہر ہر طرف گھومتے لوگوں میں دنوں تیزی سے متلاشی نظر گھما رہے تھے وہ اتنی تیزی سے بھاگ کر باہر نکلے تھے کہ دونوں کی ہی

www.novelsclubb.com

سانس پھولی ہوئی تھی۔ سہیل نے اچانک نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ دونوں لفٹ میں داخل ہو رہی تھیں۔

"علیدان وہ لفٹ میں۔۔۔"

سہیل نے زور سے علیدان کا کندھا ہلایا جو گھوم گھوم کر ارد گرد دیکھ رہا تھا سہیل کی آواز پر جلدی سے اس کے ہاتھ کے تعاقب میں نظریں گھمائیں یں اذفرین شیشے کی بنی لفٹ میں دوسری طرف رخ موڑے کھڑی تھی اور ٹینا اب بٹن دبا رہی تھی لفٹ کا دروازہ بند ہو رہا تھا سہیل نے بلا ارادہ بازو اٹھا کر لفٹ میں کھڑی لڑکی کو رکنے کے لیے کہا جبکہ ٹینا غصے سے فقط گھور کر رہ گ ئی۔

وہ لفٹ سے نیچے جا رہی تھی یہاں وقت ضائ ع کرنے کے بجائے ایلیویٹر سے نیچے جانا چاہیے ذہن میں آتے خیال کے زیر اثر علیدان نے تیزی سے قدم ایلیویٹر کی طرف بڑھا دیے اور سہیل بھی اس کے پیچھے بھاگا۔

"کیا ہوا"

ٹینا کی بگڑتی شکل دیکھ اذفرین نے حیرت سے پوچھا۔وہ لفٹ کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔

" وہی دو لڑکے سٹور کے سامنے والے ایسا لگا ہاتھ ہلا رہے ہیں ہمیں "

ٹینا نے پیشانی پر بل ڈالے آنکھوں سے سامنے اشارہ کیا لفٹ نیچے جا رہی تھی

" دیکھوں تو کہاں ہیں "

جیسے ہی اذفرین پیچھے مڑی لفٹ اس منزل سے نیچے آ چکی تھی اور وہ سر ہلاتے ہوئے فقط مسکرا کر رہ گ ئی۔

"اگنور کرو "

ہنستے ہوئے ٹینا کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور پھر سے رخ موڑ لیا۔اس بات سے انجان کے علیدان پاگلوں کی طرح چلتی ایلیویٹر کو بھی پھلانگتے ہوئے لفٹ سے پہلے نیچے پہنچنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا ہے۔

لفٹ سے نکلتے ہی ٹینا کے موبائ ل پر سیم کی پھر سے کال آنے لگی تھی اور دنوں نے بھاگتے ہوئے مال سے باہر قدم نکالے اور پاس کھڑی کیب کی طرف لپکیں۔

www.novelsclubb.com

سب سے نچلی منزل تک پہنچنے میں علیدان کی سانس بری طرح پھول چکی تھی بھاگتا ہوا لفٹ کی طرف گیا پر دیر ہو چکی تھی۔ لفٹ خالی تھی پوری قوت لگا کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگا باہر نکل کر کمر پر ہاتھ دھرے آنکھوں کو سکوڑ کر ارد گرد نظر دوڑائی پر وہاں کوئی آثار نہیں تھے وہاں کوئی نہیں تھی۔

وہ کبھی مڑ کر مال کے اندر دیکھ رہا تھا اور کبھی پھر سے باہر سڑک پر سہیل بھی مال کے دروازے سے باہر نکلا اور مایوسی سے ہارے سے کھڑے علیدان کی طرف دیکھا۔

وہ اتنا قریب سے گزری تھی اگر اس کو پتا ہوتا یہ وہی بلا ہے جس نے اس کے دوست کو دیوانہ بنا رکھا ہے تو بازو ہی دبوچ لیتا اس کا روک لیتا اسکو وہیں اور کہتا دیکھ اس کو دو ماہ سے تمھاری تلاش میں خوار ہو رہا ہے پر کچھ نہ کر سکا سہیل نے لبوں کو ملا کر زور سے اپنے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا

www.novelsclubb.com

مریل سے قدم اٹھاتا علیدان کے پاس آیا۔ جو کمر پر ہاتھ دھرے ابھی بھی کدی آس میں ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

،،ہمم سمجھ آیا اس کو دیکھ کر تیرا یوں مجنوں بن جانا ''

سہیل نے لب بھینچے گہری سانس لیتے ہوئے معنی خیز جملہ اچھالا۔علیدان نے ایک آبرؤ چڑھائے اس کی طرف دیکھا

"غلط بلکل غلط تو نا جو دیکھا میرے مجنوں بن جانے کی وجہ وہ نہیں اُسکی سیرت اس کی صورت سے بڑھ کر حسین ہے"

علیدان نے اداس سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے آہستگی سے جواب دیا اور ساتھ کھڑے سہیل کا منہ کھلا رہ گیا۔جبکہ وہ واپس مال کے اندر جا رہا تھا۔

واپس اسی سٹور میں جا کر پھر سے اس لڑکی سے معلومات لی تو اس نے اسی گھر کا بتایا اور جو نمبر دیا وہ بھی پرانا تھا جو بند تھا۔بس ایک فائدہ ہوا تھا انہیں یہ پتا چل گیا تھا وہ سڈنی سے جا چکی ہے۔اور صرف آج ہی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com *********

"کوئی حرج بھی نہیں اس میں سعد"

فروا نے کندھے اچکائے اور گھوم کر پھر سے سعد کے آگے ہوئی جو پیشانی پر غصے سے بل ڈالے کھڑا تھا۔

”تمھارا دماغ ٹھیک ہے کیا، ایک بچے کا باپ ہے وہ، تم کہہ رہی ہو کوئی حرج نہیں ہے
“

سعد نے دانت پیس کر ناگواری سے فروا کی طرف دیکھا۔ نجف کی بیوی ایمیلی اس سے طلاق لے کر جا چکی تھی اور نجف اپنے چار سالہ بچے سمیت یہاں آکر معافی تلافی میں لگ گیا تھا۔

اور آخر کار نجف کی دو دن کی منت سماجت کے بعد مائی دہ اور فروا نے نا صرف اسے معاف کیا تھا بلکہ فروا تو سعد کو پھر سے اس بات کے لیے قائل کر رہی تھی کہ اذفرین اور نجف کی شادی کر دیتے ہیں۔

”مت بھولو کہ تمھاری بہن بھی پورے خاندان میں بدنام ہے تم تو یہاں سب سے الگ ہو کر بیٹھے ہو، پوچھو ذرا مہرین سے اسکو کتنی باتیں سننی پڑ رہی ہیں وہاں پاکستان میں “

فروا نے جلے کٹے لہجے میں کہتے ہوئے نخوت سے ناک چڑھائی جبکہ لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

”بس بس “

سعد نے چیخ کر اس کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کی جو بھی تھا پر وہ یہ بات سچ کہہ رہی تھی کہ سارے خاندان میں اس بات کی چے موگیاں ہو رہی تھیں کہ ازفرین نو دن تک جنگل میں رہ کر واپس لوٹی ہے اور اس ساری بات کو پھیلانے میں بھی فروا کا اہم کردار تھا۔

"بس بس نہیں۔۔۔ میرے بھائی جیسا رشتہ آپکی داغ دار بہن کو مل رہا ہے یہی غنیمت سمجھیں اب تو اس معزور باسط کی بھی شادی طے ہو چکی ہے"

فروا کو چپ کروانا اب ناممکن تھا وہ تو جلد از جلد ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتی تھی ازفرین اور ماں کی ذمہ داری سے ایک ساتھ نجات۔

"جسٹ شٹ اپ اب ایک اور لفظ منہ سے مت نکالنا"

سعد نے دھاڑتے ہوئے انگلی کو اس کے اور اپنے بیچ حائل کیا۔

"اور تم یہ بھی مت بھولو یہ جو آج باہر بیٹھے ہو یہ سب بھی میرے ہی بھائی کی بدولت ہے"

فروا تو بپھری شیرنی کے طرح گردن اکڑا کر آپ سے تم پر آئی سعد پاکستان میں معمولی ملازمت کرتا تھا یہاں آسٹریلیا کی اچھی جاب نجف کی ہی بدولت ممکن ہوئی تھی اور فروا آج وہ جتا رہی تھی اس بات پر سعد کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"اچھا تو تمہیں ان سب باتوں کا غرور ہے"

سعد نے ناگواری کے بل ماتھے پر سجائے افسوس سے سر ہلایا۔

"ہاں ہے کیا تھے تم میرے بھائی کی وجہ سے تم یہاں ہو آج اور آج وہی تمہیں برا لگ رہا ہے"

سعد نے طیش میں آکر مٹھیاں بھینچیں اور پھر فروا کو چیختا چھوڑ کر وہ دھماکے سے دروازہ مارتا باہر نکل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تیز تیز قدم اٹھاتا اذفرین کے کمرے کی طرف بڑھا جیسے ہی دروازہ کھولا وہ پہلے سے ہی دم سادھے بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی دونوں ہاتھوں سے بیڈ کے کنارے کو تھام رکھا تھا اور چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ گھر اتنا چھوٹا تھا کہ اس کی اور فروا کی بحث با آسانی گھر کے تمام نفوس سن سکتے تھے۔

سعد کو سامنے دیکھتے ہی اذفرین جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ سعد آہستگی سے دروازہ بند کرتا سر جھکائے اس کے قریب آیا۔ وہ سٹڈی ٹرپ سے واپس لوٹی تو نجف اپنے بیٹے سمیت گھر میں موجود تھا اور دو دن بعد آج صبح سے گھر میں سعد اور فروا کی جنگ چل رہی تھی۔ وہ اب علیدان کے ہوتے ہوئے کسی بھی صورت نجف سے شادی نہیں کر سکتی تھی اور اب تو علیدان پاکستان جا چکا تھا صرف اور صرف اس کے لیے۔ سعد گم سم سا اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''بھائی میں نجف سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں ''

اذفرین کی سرگوشی نما گھٹی سی آواز نے کمرے کے سکوت کو توڑا۔ سعد نے گہری سانس لی اور اس کے گھبرائے سے چہرے کی طرف دیکھا

'' فکر مت کرو اب کسی بھی معاملے میں زبردستی نہیں ہونے دوں گا تمھارے ساتھ ''

سعد نے اذفرین کے سر پر ہاتھ رکھا تو اذفرین نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔ سعد کے یقین نے اندر تک سکون اتار دیا تھا۔ پر ابھی ایک عجیب سی خلش تھی کہ وہ اپنے باپ جیسے

بھائی کو دھوکا دے رہی علیدان سے اسطرح چھپ کر بات کرتے ہوئے علیدان جلد رشتہ بھیجے تو یہ خلش بھی اس کے دل سے ختم ہو۔ گردن اور جھک گ ئی تھی

" بھائی مجھے پاکستان بھیج دیں کچھ دن کے لیے "

اذفرین نے گھٹی سی آواز میں التجا کی۔ نجف بھی آکر یہاں بیٹھ گیا تھا گھٹا سا ماحول تھا فروا اٹھتے بیٹھتے احسان جتانے لگی تھی اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ ایسے میں کچھ دن پاکستان چلے جانے میں ہی غنمیت تھی

"مگر کیوں گھبرا گ ئی ہو کیا؟ تم میں ہوں نہ۔۔۔ "

سعد نے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ تو اذفرین کے تھمے آنسو گال بھگو گ ئے۔ آج تو فروا نے اس کو چھوڑ سعد پر بھی اپنا احسان جتا دیا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی اس کی وجہ سے بھائی کا گھر خراب ہو۔ اگر علیدان زندگی میں نا آیا ہوتا تو شائد آج وہ نجف سے شادی کے لیے چپ چاپ راضی ہو جاتی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی۔۔۔ مجھے مہرین آپی سے ملنا ہے اور تب تک " شائد یہ سب بھی ختم ہو جائے آپ بھابھی کو وقت دیں "

اذفرین نے تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے آنسو صاف کیے۔ سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

" ٹھیک ہے کرتا ہوں کچھ پر تم مہرین کی طرف نہیں سیدہ خالہ کی طرف جاؤ گی "

سعد نے پر سوچ لہجے میں کہا۔اذفرین نے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 16

ادیان نے کھانے سے بھری ٹرالی ہاتھ سے پکڑ کر پاس کی اور واصف کو ہاتھ کے اشارے سے واپس جانے کے لیے کہا۔واصف نے سر جھکایا اور واپسی کا رخ کیا۔واصف دلاور ولاز میں بہت پرانے کک تھے۔وہ اور ادیان اس وقت صندل کے کمرے کے بلکل بغل والے کمرے کے سامنے کھڑے تھے۔ادیان نے ایک نظر واصف کو جاتے دیکھ کر گہری سانس لی

www.novelsclubb.com

کھانے کی ٹرالی کو ہاتھ سے پکڑ کر وہ دروازے کا ہینڈل کو گھماتا کمرے میں داخل ہوا۔ٹرالی سفید ماربل پر آہستگی سے سرکی تو برتنوں کے بجنے کی ہلکی سی کھنک اوزگل کے کانوں میں پڑی۔

کمرا دوپہر کے بارہ بجے بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ہاں شائد سامنے لیٹی اوزگل کی زندگی میں بھی ایک ہفتہ پہلے ایسا ہی اندھیرا چھا گیا تھا جب درخشاں بیگم اسے اس دنیا میں بالکل اکیلا چھوڑ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئی تھیں۔اور وہ اس اندھیرے کو ایک ہفتے سے اپنی زندگی کا محور کیے ہوئے تھی۔

اس دن کے بعد سے اوزگل دلاورولاز میں ہی تھی۔وہ سارا دن کمرے میں بند رہتی تھی ۔پورا دلاورولاز غم میں ڈوب گیا تھا۔اوزگل کی دردناک چیخوں نے درودیوار ہلا دیے تھے پر جانے والے کبھی نہیں لوٹتے۔

www.novelsclubb.com

وہ کتنی اکیلی ہو گئی تھی اس کا درد صرف وہ جانتی تھی۔ چھوٹی تھی تو بابا چلے گئے تھے بہن بھائی کوئی نہیں تھا اور اب ماں بھی چھوڑ گئی تھیں۔ ہر چیز کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔ماں باپ کے بعد جس شخص کی محبت پر ناز تھا وہ تو ایسے بے نیاز ہوا تھا کہ جیسے وہ اسے

جانتا تک نہیں ہے۔اس پورے ہفتے میں گھر کا ہر فرد اسے دلاسہ دینے آیا تھا سوائے علیدان کے۔علیدان کی بے رخی نے اسے اندر سے اور توڑ پھوڑ دیا تھا۔

ادیان نے آگے بڑھ کر کمرے کی لان میں کھلتی بڑی بڑی کھڑکیوں کے سارے پردے سرکا دیے کمرے میں روشنی پھیلتے ہی اوز نے ہاتھ کی اؤٹ سے آنکھوں کو چھپایا۔روشنی ایسے آنکھوں میں چبھی تھی کہ جلتی آنکھوں میں تکلیف ہونے لگی تھی سامنے دیکھا تو ادیان پردے درست کر رہا تھا۔وہ شائد یونیورسٹی سے لوٹا تھا ہلکے نیلے رنگ کی ڈریس شرٹ اور سیاہ پینٹ میں ملبوس تھا شرٹ کے کف آدھی بازو تک فولڈ کیے ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کیے وہ تھکا تھکا سا تھا۔

ادیان کھانے کی ٹرالی کو بیڈ کے بلکل پاس لے آیا تھا۔آہستگی سے بیڈ پر بیٹھا اور ایک نظر اوز گل پر ڈالی وہ اب ہاتھ کے بجائے بازو آنکھوں پر رکھے لیٹی تھی سفید بازو نے آنکھوں کے ساتھ ناک پر بھی اؤٹ بنا ڈالی بس گلابی ہونٹ جو جگہ جگہ سے سرخی لیے ہوئے تھے نظر آرہے تھے۔جانتا تھا اسے روتے ہوئے اپنے ہونٹ کاٹنے کی عادت ہے جس کے باعث وہ سرخ ہو رہے تھے ناک کے کنارے بھی ہلکے سے سرخ ہو رہے تھے

" اوزا اٹھو "

جھجکتے ہوئے جھک کر آہستگی سے اس کے بازو کو اس کی آنکھوں پر سے ہٹایا۔ جب سے علیدان سے منگنی ہوئی تھی وہ اوز کے سامنے آنا کم ہو گیا تھا اوز کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سوزش کا شکار تھیں پلکوں کے نیچے آنکھوں کے پوٹے سوجے ہوئے تھے بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں ابھی بھی پانی کہ تہہ موجود تھی۔ ادیان کے دل میں اس کا یہ دکھ سے بھرا چہرہ درد بھرنے لگا تھا۔ وہ سامنے بیٹھی اس لڑکی سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ اور اس کی یہ حالت برداشت سے باہر تھی۔

وہ کسی کے بھی کہنے پر کھانے کو نیچے نہیں آتی تھی صندل کے بہت اسرار پر ادیان اب اوز کو کھانا کھلانے آیا تھا۔

اوز نے آہستگی سے گردن کو خم دیتے کھانے کی ٹرالی پر نظر ڈالی۔ ٹرالی اس کے کمرے میں دوسری بار سج کر آئی تھی۔ پہلی بار صندل لے کر آئی تھی اور اب ادیان۔

"ادی بھوک نہیں ہے مجھے "

مدھم سی سرگوشی نما آواز تھی جو دن رات رونے کی وجہ سے بے حد بھاری ہو رہی تھی۔
بھوک کا احساس تو جیسے مر گیا تھا ایک نوالہ بھی حلق سے نیچے اترتے درخشاں کا چہرہ نظروں کے سامنے گھوم جاتا تھا۔اور دل میں بڑھتی تکلیف آنکھوں میں آنسو لے آتی تھی
۔

"ہمم جانتا ہوں بھوک نہیں ہے تمہیں پر اٹھو تھوڑا سا کھالو ویکنیس ہو جائے گی"

ادیان نے نارمل سے انداز میں اسے اسطرح اٹھنے کا کہا جیسے سب نارمل ہو ایسا انداز اپنانا اس کو غم سے باہر نکالنے کے لیے ضروری تھا۔پلاؤ کو پلیٹ میں نکال کر چمچ رکھتے رخ موڑے پھر سے اس کی طرف دیکھا وہ ویسے ہی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ایک ہفتے بعد بھی اس کی حالت پہلے دن جیسی تھی کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔

"اوز شاباش اٹھو نا"

www.novelsclubb.com

ادیان نے پھر سے ملائم سے لہجے میں کہا اور تھوڑا قریب ہوا۔اس کے چہرے کو بغور دیکھا تو اوز گل کی آنکھوں کے کونوں سے پھر سے آنسو بہہ رہے تھے۔ادیان نے سر جھکایا اور پیلٹ کو بیڈ کے سائیڈ میز پر رکھا۔

"اوز پلیز خود کو سنبھالو ہمت کرو دیکھو، ایک دن ہم سب کو وہیں جانا ہے آگے پیچھے پر منزل سب کی وہی ہے آنٹی کی روح کو تکلیف دے رہی ہو تم یوں رو رو کر"

بیڈ پر ہاتھ ٹکائے وہ اس پر جھکا ہوا تھا جو بلکل ساکن پژمردگی سے چھت کو گھور رہی تھی۔

کچھ دیر یوں ہی خاموشی رہی ادیان اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا پر وہ چھت کو دیکھ رہی تھی خالی خالی آنکھیں تھیں جن میں جینے کی رمق نہیں تھی۔

"کس کے لیے ہمت کروں کس کے لیے خود کو سنبھالوں میرا تو کوئی نہیں ہے اب اس دنیا میں"

گھٹی سی مایوس آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا ایسی آواز تھی جس میں اس کے اندر کے خالی پن کی واضح جھلک تھی۔

"یہ کب سے سوچنے لگی تم، کل تک تو ہم سب تمھارے تھے بابا تمھارے تایا نہیں تا بابا تھے، مما تمھاری تائی نہیں تائی امی تھیں صندل تمہاری بہن میں تمھارا واحد دوست اور۔۔۔"

ادیان نے خفگی بھرے لہجے میں روانی سے کہا ابھی بات مکمل نہیں ہو پائی تھی کہ وہ تڑپ کر ادیان کی بات کاٹ کر گویا ہوئی۔

"اور وہ۔۔۔۔وہ سب ہو کر بھی میرے کچھ بھی نہیں ادی "

اوز گل نے بھیگے سے لہجے میں شکوہ کیا۔اس کی آنکھیں بھی شکوہ کنعاں تھیں۔وہ علیدان کی بات کر رہی تھی۔یہ بات اس نے ہی نہیں سب نے محسوس کی تھی منگنی کے بعد سے علیدان بھائی اوز گل سے کھچے کھچے سے رہنے لگے تھے لیکن یہ علیدان کی شخصیت کا خاصہ تھا وہ کم گو تھے شروع سے لڑکیوں سے بلکل بات نہیں کرتے تھے اوز گل کو وہ بلکل صندل کی طرح سمجھتے تھے اور شائد اس رشتے میں اب ان کو جھجھک تھی۔ادیان نے سوچتے ہوئے کن اکھیوں سے اوز گل کی طرف دیکھا۔

"ادی وہ بدل گئے ہیں وہ وہ نہیں رہے وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے "

اوز گل اب باقاعدہ رونے لگی تھی یہ سچ تھا کہ اس دکھ کے لمحے علیدان کے منہ سے نکلا کوئی ایک ہمدردی کا لفظ بھی اس کی بجھی زندگی میں روشنی کی کرن لا سکتا تھا۔

"اوز وہ شروع سے ایسے ہی ہیں تم جانتی ہو "

ادیان نے سر جھکائے آہستگی سے کہا۔اس سے اس لمحے نظریں ملانا مشکل ہو رہا تھا یہاں اس جگہ شائی دعلیدان بھائی کو ہونا چاہیے تھا جہاں وہ بیٹھا اس کو سنبھال رہا تھا۔

"نہیں وہ بدل گ ئے ہیں رکو نہیں یقین تمہیں تو "

اوز گل نے پھیکی سی آواز میں کہتے ہوئی کہنی کے بل جسم کو اوپر اٹھایا اور پھر آنسو صاف کرتی ساتھ پڑے لیپ ٹاپ کو کھول چکی تھی۔ سنبل کے بعد آج وہ ادیان کو ان سکریٹ ایمیلز کے بارے میں بتانے جا رہی تھی جو علیدان اسے بھیجتا رہا تھا۔

" دیکھو یہ دیکھو "

لیپ ٹاپ کی سکرین اوز گل نے جیسے ہی ادیان کی طرف گھمائی اس کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔سامنے اسی کی بھیجی ہوئی ایمیلز تھیں جو وہ چھپ کر اوز گل کو بھیجتا تھا۔ نجانے کب اُس کی دوستی پیار میں بدلنے لگی تھی اور یہ پیاری سی کزن دل کے نہاں خانوں میں جا بسی تھی۔اظہار کی ہمت نہیں تھی تو وہ اسے ایک انجان ایمیل سے پیار بھری شاعری اور جزبات بھیجنے لگا تھا۔اس بات سے یکسر انجان کہ وہ ان ایمیلز کو علیدان بھائی کی ایمیلز سمجھتی رہی۔

''یہ۔۔۔ ''

ادیان کی آواز کہیں اندر ہی دم توڑ گئی تھی۔ گھٹن سی تھی جو دل کی دیواروں سے ٹکرا کر ٹیس بن رہی تھی

''ہاں ادی یہ ان کی بھیجی ہوئی ساری ایمیلز ہیں جو وہ آسٹریلیا سے مجھے بھیجتے تھے ''

اوزگل نے پر یقین لہجے میں کہا ادیان نے نظریں چرائی یں ایسے جیسے وہ آنکھوں سے پڑھ لے گی۔

'' اور اب تو نہ ایمیلز بھیجتے ہیں اور نہ میری طرف دیکھتے ہیں ''

اوزگل نے روتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔ادیان نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا۔

'' ادی وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے ہیں اب ''

www.novelsclubb.com

وہ باقاعدہ چہرے کو ہتھیلیوں کی اؤٹ میں چھپائے رونے لگی تھی۔ادیان نے گڑبڑا کر پہلو بدلہ۔

"نہیں ایسا بھی تو ہو سکتا ہے وہ بزی ہوں اور جھجک رہے ہوں تم سے بات کرنے کے لیے"

گڑبڑا کر جلدی سے جواز گھڑا پر وہ اسی طرح بیٹھی تھی آہستگی سے پاس ہو کر اس کی ہتھیلیوں کو چہرے پر سے ہٹایا۔

"اوزا گر وہ تم سے پیار نہ کرتے تو منگنی کیوں کرتے وہ کرتے ہیں پیار میں جانتا ہوں"

ادیان نے پر یقین لہجے میں کہا۔ اوز نے بے یقینی سے دیکھا تو ادیان نے مسکرا کر سر کو ہاں میں جنبش دی۔ بازو کو لمبا کیے پلیٹ اٹھائی اور چمچ بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔

"کھانا کھاؤ شاباش"

محبت بھرے لہجے میں کہا اوز نے آہستگی سے منہ کھولا۔

www.novelsclubb.com

****

"علیدان پر یہ کیسے ممکن ہے میں ایسے کیسے آسکتی ہوں اسلام آباد"

اذفرین نے کھڑکی کی اوٹ سے باہر جھانک کر دیکھا۔سامنے صحن میں سیدہ خالہ گملوں میں پانی ڈال رہی تھیں۔وہ فون ہاتھ میں پکڑے علیدان سے پیغامات کے ذریعے بات کر رہی تھی۔اسے پاکستان آئے آج چار دن ہو چکے تھے۔اور علیدان اس سے ملاقات پر بضد تھا۔

"کیوں نہیں آسکتی تم آسٹریلیا سے اکیلی پاکستان آگئی ہو،تو کیا یہاں نہیں آسکتی،اگر میں کہتا ہوں میں آجاتا ہوں یہاں تو لاہور میں تم ملنے کو تیار نہیں"

علیدان کے جوابی پیغام پر لبوں کو دانتوں میں دبائے آسمان کی طرف دیکھا۔عجیب سا احساس ہو رہا تھا علیدان اسے بہت مختلف سا لگنے لگا تھا۔بہت سی باتیں عجیب محسوس ہونے لگی تھیں جن میں سے ایک اس کی یوں ملاقات کی ضد تھی۔بات یہ نہیں تھی کہ اسے علیدان پر یقین نہیں تھا بلکہ بات اس کی شخصیت سے یکسر مختلف تھی۔

"علیدان یہ سب عجیب ہے آپکو نہیں لگتا کیا ہماری فیمیلی میں ایسا کچھ نہیں ہوتا آپ رشتہ بھیجیں نا پلیز جلدی"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے جوابی پیغام ٹائپ کیا۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ لاہور سے اسلام آباد جانے کے لیے کوئی ایسی وجہ بھی چاہیے تھی جس کے ذریعے وہ خالہ کو قائل کر سکتی۔

"دیکھو میرے گھر والے پہلے تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں ملنا چاہتے ہیں اور ان سے پہلے ایک دفعہ میں ملنا چاہتا ہوں تمہیں سب کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ کس کو کیسے ڈیل کرو گی تم"

علیدان کا جواب پڑھ کر پیشانی پر پریشانی کی لکیریں اور بڑھ گئی تھیں۔ وہ اکیلے ملنا نہیں چاہتا تھا اس کا مطلب تھا وہ تو اتنا اسرار صرف اپنے گھر والوں سے ملوانے کے لیے کہہ رہا تھا۔

"تو آپ نے اتنی تصویریں دکھائی ہیں تو ہیں ان کو"

اذفرین نے گھبرا کر جواز پیش کیا۔ اب دماغ اس کی بات پر قائل ہونے لگا تھا تھوڑا۔

"تم نہیں آنا چاہتی مت آؤ پھر مجھے لاہور آنے دو کم از کم کچھ باتیں کرنی ہیں ضروری رشتہ بھیجنے سے پہلے۔"

www.novelsclubb.com

اذفرین اب پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ پھر پریشان سی بے بس شکل بنائے پیغام لکھا۔

'' نہیں نہیں بلکل نہیں لاہور مت آنا آپ علیدان میرا پورا خاندان ہے یہاں ''

یہاں لاہور میں تو وہ ہر گز بھی علیدان کے ساتھ نہیں مل سکتی تھی کیونکہ یہاں تو پہلے سے ہی اس کو لے کر عجیب سی باتیں ہو رہی تھیں۔اور سعد نے اسے پاکستان صرف اس شرط پر بھیجا تھا وہ کسی سے بھی کوئی بات نہیں کرے گی اس معاملے میں بس خاموشی سے دس دن رہ کر واپس آجائے گی جس میں سے چار دن وہ اور علیدان اسی بحث میں گزار چکے تھے وہ رشتہ بھیجنے کا کہہ رہی تھی اور وہ اس سے پہلے ملنے پر بضد تھا۔

''اچھا میں اپنی دوست سے بات کرتی ہوں ''

جواب لکھنے کے بعد اب وہ عالیہ سے بات کرنے کے بارے میں سوچ چکی تھی۔عالیہ اس کی سکول کے زمانے سے ہی بہت اچھی دوست تھی دونوں کا ایک دوسرے کی طرف بہت آنا جانا تھا۔وہ تھوڑی لبرل فیمیلی سے تعلق رکھتی تھی یقیناً وہ ضرور کوئی مدد کرسکتی تھی۔

''عالیہ تم مجھے ملنے آسکتی ہو ''

www.novelsclubb.com

نچلے لب کو پریشانی سے کچلتے ہوئے وہ عالیہ کو پیغام بھیج چکی تھی۔

****

''شکر ہے تم مسکرائے تو لگی ویسے کیا راز ہے اس مسکراہٹ کا ''

سنبل نے ایک آنکھ کو دباتے شرارت سے سامنے بیٹھی اوزگل سے پوچھا جسکی مسکراہٹ سنبل کے اس انداز پر اور گہری ہوئی۔ بلش ہوتی گالوں اور بے اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ کو لبوں کو اندر لے جا کر دباتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔ وہ دونوں دلاور ولاز میں اوزگل کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

سنبل نے آبرؤ نچائے اپنے سوال کا جواب پھر سے طلب کیا تو اوزگل کھلکھلادی۔

'' علی پھر سے مجھے ایمیل بھیجنے لگے ہیں مجھ سے بات کرنے لگے ہیں ''

www.novelsclubb.com

گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا ایسی مسکراہٹ جو اس کی اندر کی خوشی کا واضح ثبوت تھی۔ علیدان پھر سے اسی انجان ایمیل سے اسے پیار بھری ایمیل اور شاعری بھیجنے لگا تھا وہ سب کے بیچ ہوتا تو اسے دیکھتا تک نہیں تھا پر اس کی ایمیل میں وہ اپنی سب بے تابیوں کا اظہار کر دیتا تھا جو اوزگل کے مردہ جسم میں جان بھر دیتی تھیں۔ درخشاں بیگم کو

گزرے آج مہینہ ہو چلا تھا۔اور سنبل ہر ہفتے اس کے پاس گھر چکر لگاتی تھی اس دفعہ وہ دو ہفتوں بعد آئی تو اوز گل کا انداز یکسر مختلف تھا وہ مسکرا رہی تھی شرما رہی تھی زرد چہرے کی سرخی واپس لوٹ آئی تھی تھکی سی پژمردہ آنکھیں پھر سے چمکنے لگی تھیں۔اس کو اسطراح دیکھ کر سنبل پر سکون ہو گ ئی تھی۔جس دن سے درخشاں بیگم اس دنیا سے گ ئی تھیں وہ اور صندل اس کو لے کر بہت پریشان رہنے لگی تھیں وہ ڈپریشن میں جانے لگی تھی۔

پر صندل سہی کہتی تھی اس کا ڈپریشن اس دفعہ میں تم یادیان ختم نہیں کر سکتے اسے اس ڈپریشن سے باہر آنے کے لیے دوست کی نہیں محبت کی ضرورت ہے اور اسکی محبت علیدان تھا۔اور ایسا ہی ہوا جیسے ہی علیدان نے پھر سے اسے توجہ دینی شروع کی تو وہ ڈپریشن سے باہر آگ ئی تھی یہی وجہ تھی آج دو ہفتوں بعد اس کا ہر انداز نارمل تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہائے یہ تو واقعی بہت بہت خوشی کی بات ہے تمھارا علی ویسے ہی بڑا چھپا رستم ہے،"

"سب کے سامنے تو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا اور چھپ چھپ کر اتنی لمبی لمبی ایمیلز

سنبل نے رشک اور خوشی سے اوز کی طرف دیکھا۔اوز بس مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"بہت بہت خوشی ہوئی تمہیں خوش اور ریلیکس دیکھ کر،اچھا سنو اس خوشی میں ایسا کرتے ہیں تینوں کسی دن ڈے آؤٹ پلین کرتے ہیں میں صندل اور تم بس پورا دن گھومیں گے پھریں گے شاپنگ کریں گے"

سنبل نے جوش میں اس کے گلے لگ کر کہا۔اور پھر مسکراتی ہوئی الگ ہوئی۔

"ہممم ٹھیک ہے سنڈے کو چلیں گے"

اوز گل نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے آوارہ لٹوں کو کانوں کے پیچھے آڑایا۔سب پھر سے اچھا لگنے لگا تھا محبت کتنی عجیب چیز ہے اگر یہ روٹھ جائے تو ارد گرد کی بے جان چیزیں بھی روٹھی ہوئی لگتی ہیں کھانے کی چیزیں بدمزہ لگنے لگتی ہیں ہر چہرہ اپنا دشمن لگنے لگتا ہے اور جب محبت لوٹ آئے تو ہر چیز مسکراتی ہوئی لگتی ہے دل کی حالت کی طرح رقص کنعاں اوز گل نے پر سکون ہوتے ہوئے سوچا۔

www.novelsclubb.com

اسی لمحے دروازہ کھولے کھانے کی ٹرالی کو دھکیلتی صندل کمرے میں داخل ہوئی۔اوزگل اور سنبل کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرادی تھی۔

" مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم دونوں مجھے بھیج کر میری ہی باتیں کرتی ہو "

صندل نے دونوں کے مسکراتے چہرے دیکھ کر شرارت سے کہا تو دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"ہاں ہاں اور نہیں تو کیا یہی تو کرتے ہیں اچھا سنو سنڈے کو پلین بنا ہے کوئی بہانہ نہیں تمھاری طرف سے بھی "

سنبل نے تنبیہ کے انداز میں انگلی کھڑے کرتے ہوئے کہا۔ صندل نے چور سی نظر اوزگل پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"جی جی کیوں نہیں بس یہ بتادیں یہ ہماری بھابھی صاحبہ مان گئی ہیں یا نہیں؟ "

شرارت سے سوال کیا جبکہ اوزگل کا پرسکون سا انداز یہ باور کروا گیا تھا وہ اب بلکل نارمل ہو چکی ہے۔

" جی منا لیا ہے ان کو بھی فکر نا کرو تم "

سنبل نے مسکراتے ہوئے اوز گل کی طرف دیکھا اور صندل نے مشکور نظروں سے سنبل کی طرف دیکھا۔

****

دھواں اڑاتی چائے کے ساتھ سگریٹ کے کش لگاتا وہ سامنے بیٹھے شخص کے ہاتھ سے اب اپنا موبائل پکڑ رہا تھا جو کب سے رال ٹپکاتا ہوا اذفرین کی تصاویر دیکھنے میں مصروف تھے

۔

دانش نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر بند کیا جس پر وہ بدمزہ سی صورت بنا گیا۔اور سگریٹ کے کش لگاتے دانش کی طرف دیکھا۔

"دیکھ پہلے میں اس کافی شاپ پر ملوں گا اسے بلیک میل کر کے کار تک لاؤں گا تم بس کار تیار رکھنا بلکل کافی شاپ کے سامنے"

دانش نے خباثت سے ساتھ بیٹھے شخص کے کندھے کو پکڑ کر رازدانہ انداز میں سرگوشی کی ۔ساتھ بیٹھا لڑکا تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پر سوچ انداز میں سر ہلا گیا۔

"سن اب اپنا وعدہ مت بھولیو تو نے کہا تھا تیرے بعد جتنی دیر میں چاہوں گا میرے ساتھ رہے گی"

دانش کے ساتھ بیٹھے شخص نے انگلی کھڑے کرتے ہوئے تنبیہ کی۔ دانش اس کے کندھے پر دباؤ ڈالے قہقہ لگا گیا۔

"اتنا اتاولہ مت ہو لڑکی کوئی ایسی ویسی نہیں ہے اتنی محبت کرتی ہے اس ہیرو سے پھر بھی اتنی مشکل سے ملنے پر راضی ہوئی ہے کہ مت پوچھ ساری محنت میری ہے تو تجھے جتنا وقت دوں گا صرف اتنا"

دانش نے اکڑ سے گردن کو خم دے کر کہا جس پر سامنے بیٹھے شخص کا چہرہ بدمزہ ہو گیا۔اور ماتھے پر ناگوار سی لکیریں نمودار ہوئی یں۔

"گاڑی میں لے کر آؤں گا جگہ میں نے ارینج کی، تو اب ایسا مت کر میرے ساتھ برابر کا حصے دار ہوں"

سامنے بیٹھے شخص نے ماتھے پر بل ڈالے کہا تو دانش ایک آنکھ کو اوپر اٹھائے سوچ میں پڑ گیا

۔

"چل ٹھیک ہے "

قہقہ لگاتے ہوئے کہا تو دوسرا آدمی بھی مسکرا کر سر ہلانے لگا۔

****

ٹرین کی آواز دل کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھا رہی تھی وہ بار بار بھیگتی ہتھیلیوں کو آپس میں ملائے نچلے لب کو بے چینی سے کچلتی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ انہیں لاہور سے اسلام آباد کے لیے نکلے ہوئے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔ زرد رنگ کے جوڑے میں اس کا چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا ہوا تھا ساتھ بیٹھی عالیہ اپنے موبائل پر مصروف تھی۔

ہر بیس سے پندرہ منٹ بعد علیدان کا پیغام آرہا تھا۔ جس کا جواب وہ بس ہوں ہاں میں دے رہی تھی اس نے کسی کافی شاپ پر بلایا تھا عالیہ کا بتانے پر وہ ناراض ہوا پر پھر کچھ دیر بعد پیغام آیا کہ ٹھیک ہے اسے بھی ساتھ لے آنا کافی شاپ پر وہ الگ ٹیبل پر بیٹھے گی اور گھر ساتھ نہیں جائے گی علیدان کی ضد کے آگے گھٹنے تو وہ ٹیک چکی تھی پر دل تھا کہ عجیب سی بے کلی کا شکار تھا۔ یہ سب اسے بلکل خوشی نہیں دے رہا تھا پر دل کو بار بار تسلی دے رہی تھی کہ وہ خوش نہیں ہے لیکن جس سے محبت کرتی ہے وہ اس سب سے خوش ہو گا۔

"بس کر اب گھبرانا "

ساتھ بیٹھی عالیہ نے اسکا کندھا ہلاتے ہوئے کہا تو وہ بدک کر خیالوں سے باہر آئی انداز ڈر جانے جیسا تھا۔ جلدی سے پیشانی پر آئے ٹھنڈے پسینے کی بوندوں کو صاف کیا۔اور گھبرائی سی نظر ارد گرد دوڑائی۔

" بہت عجیب لگ رہا ہے سب دل گھبرا رہا ہے میرا "

اذفرین کی آواز کسی کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی چہرے پر ہوائیاں سی اڑ رہی تھیں بار بار سعد کی نصیحتیں یاد آرہی تھیں۔ جو اس دفعہ اس نے کچھ زیادہ ہی کی تھیں کیونکہ فروا اسے پورے خاندان میں بس کے حادثے کو لے کر برے طریقے سے بدنام کر چکی تھی اور سعد اب چاہتا تھا وہ اس کے حوالے سے کوئی بات نہ سنے کبھی سعد کی باتوں کی بازگشت ذہن میں گونجنے لگتی اور کبھی کفن میں لپٹے امی اور ابو کے چہرے یاد آرہے تھے۔ وہ سب کو دھوکا دے رہی تھی پر علیدان کی محبت ہر چیز پر ایسی بھاری پڑی کہ عقل پر بھی پردے ڈال چکے تھی۔ جو سہی اور غلط کی پہچان نہیں کر پا رہی تھی۔

"پاگل خود ہی تو کہتی ہو اس پر بہت اعتبار ہے وہ بہت اچھا ہے اور۔۔۔۔۔ "

عالیہ نے سرگوشی کی اور اس کے چہرے کو پکڑ کر پیار سے اوپر کیا اذفرین نے بوکھلا کر اس کی بات کو کاٹا۔

"بات اعتبار کی نہیں ہے عالیہ بات غلط کام کی ہے جھوٹ بول کر سب سے آئی ہوں میں ایسا کبھی سوچا بھی نہیں تھا میں ایسے کروں گی زندگی میں"

اذفرین نے روہانسے لہجے میں کہتے ہوئے عالیہ کے ہاتھوں کو یوں تھاما جیسے وہ ابھی رو دے گی۔ عالیہ کو اپنی اور علید ان کی تمام کہانی وہ سنا چکی تھی اور اب عالیہ ہی اپنے کسی ٹیسٹ کا بہانہ بنا کر سیدہ خالہ اور سعد سے اجازت لے کر اسے اپنے ساتھ اسلام آباد لے کر جا رہی تھی۔

"فکر مت کرو تمھاری نیت ٹھیک ہے جس سے ملنے جا رہی ہو اس کی نیت ٹھیک ہے مقصد اچھا ہے بس ریلیکس ہو جاؤ"

www.novelsclubb.com

عالیہ نے اس کے ہاتھ کو مسکراتے ہوئے تھپکا اور تسلی آمیز نظروں سے آنکھوں کو بند کر کے کھولا۔

"ہاں دل کو تسلی دینے کو یہ سب باتیں ٹھیک ہیں"

اذ فرین نے آہستگی سے کہا دھیرے سے عالیہ کے ہاتھوں کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے اور پھر سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ بار بار آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

****

لان میں صبح نو بجے کے قریب وہ ہلکی سی دھوپ میں کرسی پر بیٹھا تھا جاگنگ ڈریس میں ملبوس بکھرے سے بالوں اور ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ کھویا کھویا سا۔ پاکستان واپس آئے ایک ماہ ہو چکا تھا درخشاں چچی کی اچانک انتقال پر اسے فوراً آسٹریلیا سے آنا پڑا تھا ۔آتے ہوئے وہ اپنے ساتھ ماریا کا فون نمبر لے آیا تھا اب ایک ماریا ہی تھی جو اذ فرین کے ملنے کی آس بندھائے ہوئی تھی۔

علیدان نے جیب سے موبائل نکالے پر سوچ انداز میں اس کی سکرین کو دیکھا پھر کال ملا کر موبائل کان کو لگایا۔ وہ ہر روز اس وقت ماریا کو کال کرتا تھا ہر بل پر دل دعا کر رہا تھا کہ آج کوئی اچھی خبر سننے کو ملے۔ جب سے صندل کا رشتہ طے ہوا تھا گھر میں شادی کے بارے میں باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور اذ فرین کا ابھی تک کہیں کوئی پتا نہیں تھا۔

" ہیلو "

فون کے دوسری طرف سے نسوانی آواز کی بازگشت پر وہ خیالوں سے باہر آیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ماریا فوراً گویا ہوئی

"کیسے ہیں آپ؟"

وہ شائستگی سے پوچھ رہی تھی علیدان نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ کیا بتاتا کہ کیسا ہے وہ، ہر گزرتے دن کے ساتھ بے کلی بڑھتی جا رہی تھی وہ جس کو سمجھا تھا کہ اللہ نے اس سے ملنا قسمت میں لکھ رکھا تھا اب ایسا لگ رہا تھا بس اس کا ساتھ وہیں تک ہی تھا اس کے ملنے کی آس دن بدن اور شدت اختیار کرتی جا رہی تھی پر دل میں کہیں نہ کہیں مایوسی اپنی جگہ بنا رہی تھی

"ڈسٹرب تو نہیں کیا آپکو"

یہ وہ فقرہ تھا جو وہ ہر روز ماریا سے کہتا تھا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرے سر کو تھوڑا اوپر اٹھایا۔

"بلکل نہیں جی پر معافی چاہتی ہوں اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ وہ خود آئی"

ماریا نے بھی گہری سانس لیتے ہوئے مایوسی سے وہی فقرہ دہرا دیا جو وہ ہر روز دہراتی تھی۔

علیدان نے کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"ہمم ٹھیک ہے "

علیدان نے لب بھینچے آہستگی سے کہا اور پھر بائے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔ دنوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے سر کے نیچے رکھا رتجگوں کے اثر کو لیے مخمور سی آنکھیں دکھ سے بھری تھیں ایک عجیب سا روگ تھا جو وہ خود کو لگا بیٹھا تھا پر وہ بے بس تھا

****

" عالیہ وہ تمھارے لیے یہ نیچے سیٹ ریزرو ہے مجھے اوپر بلا رہے ہیں علیدان "

اذفرین نے شرمندگی سے کہتے ہوئے عالیہ سے نظریں چرائی یں وہ دوپہر ایک بجے کے قریب مطلوبہ کافی شاپ پر پہنچ چکی تھیں یہ کافی شاپ ڈبل سٹوری پر مشتمل تھی۔

علیدان نے اسے اوپر آنے کا کہا تھا پر ساتھ میں یہ بھی کہا کہ عالیہ کو نیچے ہی بیٹھنا ہے۔ جس کے لیے وہ نیچے سیٹ ریزرو کروا چکا تھا۔

اذفرین کو علیدان کی بات عجیب سی لگی پیشانی پر ناگواری کے شکن ڈالے موبائی ل کو گھورا اور پھر شرمندہ سے لہجے میں ساتھ کھڑی عالیہ سے درخواست کی

" اوہو کوئی بات نہیں میں ہوں یہاں تم جاؤ اوپر ٹیک یور ٹائم "

عالیہ نے اس کی شرمندگی کو بھانپ کر مسکراتے ہوئے کہا۔اذفرین نے پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی ایک عجیب سی بے چینی تھی دل کو جو خوشی محسوس ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہو رہی تھی

" اوکے بیٹھو تم "

اذفرین نے پھیکی سی آواز میں کہا اور سامنے لگے میز کی طرف اشارہ کیا جس کا علیدان نے اسے بتایا تھا۔

" ہاں ہاں تم جاؤ ڈونٹ وری "

عالیہ اسے تسلی دیتی اپنا موبائل دیکھتی اب اس سیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اوپر آئی تھی اوپر کوئی نہیں تھا گھبرائی سی ابھی وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی جب کان کے قریب سے کسی کی آواز سنائی دی۔

" ہائے "

بھاری سے انجان مردانہ آواز پر وہ مڑی تھی۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 17

آواز کی باز گشت بہت قریب سے ہوئی تھی جو کوئی بھی تھا اس کے بلکل پیچھے کھڑا تھا اذفرین نے تھوڑا پیچھے ہو کر رخ موڑا تو جھجکتے ہوئے قدرے اور دور ہوئی وہ جو کوئی بھی تھا عجیب بے باک انداز میں اس کے قریب ہو رہا تھا۔لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجائے اذفرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ جتنا بد صورت تھا اس سے کہیں زیادہ اس کی نظریں عجیب سا تاثر پیدا کر رہی تھیں۔

اذفرین نے بے چینی سے ارد گرد دیکھا پر یہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔علیدان کہاں رہ گئے ہیں ابھی تک آئے کیوں نہیں سامنے کھڑا شخص دل دہلا رہا تھا۔

اس کا قدم بہ قدم بڑھنا اور عجیب چبھتی سی نظریں پریشان کر رہی تھیں۔اذفرین نے گھور کر اسے ناگواری ظاہر کرنا چاہی پر وہ تو جیسے بے خوف تھا ہر چیز سے

"بیٹھو بیٹھو پریشان نہ ہو اذفرین "

وہ اپنی سوچوں میں مگن اس شخص سے انجان بنتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے وہاں سے جانے ہی والی تھی جب اس کے منہ سے اپنا نام سن کر قدم منجمند ہوئے۔

حیرت سے آنکھیں کھول کر اس شخص کی طرف دیکھا جو اب اپنے نچلے ہونٹ کے نیچے انگلی کو آہستگی سے پھیرتا ہوا خباثت سے مسکرا رہا تھا۔اس کو میرا نام کیسے معلوم ہے۔ارد گرد پھر سے دیکھا علیدان کہیں نہیں تھا۔کیا ہو رہا تھا یہ سب۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔آپ کون؟ "

اذفرین نے گڑبڑا کر ادرد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا نظریں بار بار علیدان کو تلاش کر رہی تھیں۔گھبراہٹ کے باعث لفظوں کا ربط ٹوٹ گیا تھا

وہ بے آواز ہنستا قریب ہوا۔انداز ایسا تھا جیسے اسے جانتا ہو پہلے سے اذفرین پر تو حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

" میں وہی جس سے ملنے آئی ہو تم "

دانش نے اذفرین کو اوپر سے نیچے دیکھتے ہوئے تھوڑا سا جھک کر کان کے قریب سرگوشی کی۔وہ اپنی تصاویر سے بھی کہیں زیادہ حسین تھی۔بیوقوف تھی یا معصوم تھی پر اب اس

کے رحم و کرم پر تھی۔اس نے بڑے آرام سے سوچ سمجھ کر کھیل کھیلا تھا جس کا نتیجہ تھا وہ حسینہ آج اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اذفرین نے پیشانی پر نا سمجھی کے شکن ڈالے سامنے کھڑے آدمی کی طرف دیکھا وہ کیا کہہ رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔اور اسکا انداز عجیب طرح سے کھٹک رہا تھا۔

" کہ ۔۔کیا مطلب علیدان کہاں ہیں؟ "

گھبراتے ہوئے کہا اور جلدی سے اپنے کندھے پر لٹکے بیگ میں سے موبائل نکالا یہ کس طرح کا مزاق تھا علیدان کہاں تھا

" کون وہ ہیرو تمھارا ارے بے بی اس کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوگی کہ تم مجھ سے مل رہی ہو "

دانش نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا اذفرین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور جلدی سے موبائل پر علیدان کا مطلوبہ نمبر ملایا یہ جو کوئی بھی تھا اسے پریشان کر رہا تھا۔علیدان کو فوراً بتانا چاہیے تھا تاکہ وہ جلدی یہاں پہنچے۔

پر جیسے ہی فون پر بل جانا شروع ہوئی سامنے کھڑے اس شخص کے ہاتھ میں پکڑا موبائل بجنے لگا اذفرین نے جھٹکے سے سر اٹھایا آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں جبکہ سامنے کھڑا وہ شخص فلک شگاف قہقہ لگا رہا تھا۔

اذفرین کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑی دل کی دھڑکن خوف کے باعث رک سی گئی وہ کبھی اپنے موبائل کو دیکھ رہی تھی اور کبھی اس شخص کے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ تو غلط تھا ذہن میں جیسے ہتھوڑے سے چلنے لگے۔

جلدی سے بھاگنے کی غرض سے وہ پلٹی ہی تھی جب اس شخص نے ایک ہی جست میں اس کا بازو دبوچ کر کھینچا

" یہ میں ہوں دانش "

دانش نے بازو سے کھینچ کر قریب کیا اور جلدی سے اذفرین کے منہ پر ہاتھ رکھے فون کی سکرین آنکھوں کے سامنے کی جس پر اس کا نمبر فری کے نام سے جگمگا رہا تھا۔ اذفرین پھڑ پھڑا سی گئی۔ پر اس کے مضبوط ہاتھ نے اسے پوری طرح قابو میں لے رکھا تھا۔

" چپ چپ شششش شور نہیں "

دانش نے کان کے قریب سرگوشی کی وہ مسلسل چھوٹ کر چیخنے کی سعی میں تھی یہ اوپر والے سارے میز وہ ریزرو کروا چکا تھا اس لیے یہاں اوپر ابھی کسی کا بھی آنے کا امکان نہیں تھا پر اسکی بات سنے بنا اگر وہ نیچے بھاگ جاتی ہے تو سارا منصوبہ تحس نحس ہو سکتا تھا۔

دانش نے اس کے کان کے قریب ہونٹ کیے

"میری بات سن لو پہلے"

اذفرین کے کان میں پھر سے سرگوشی ہوئی وہ مسلسل خود کو اس کے بازو سے چھڑوانے کی سعی میں تھا۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا ذہن اور دل ابھی بھی قبول نہیں کر رہا تھا۔

"دیکھو تمھاری اتنی تصویریں ہیں میرے پاس اور تمھارا سارا ابائی یو ڈیٹا تم سے بات کرنے والا اور تمہیں یہاں تک بلوانے والا تمھارا علیدان نہیں میں ہوں، سب سب میں ہی کرتا رہا ہوں"

www.novelsclubb.com

وہ اذفرین کے کان میں ساری حقیقت بتا رہا تھا اور اذفرین ساکن ہو چکی تھی دانش نے دھیرے سے اس کے لبوں پر سے اپنے ہاتھ کی گرفت کو ختم کیا۔ وہ اب بے یقینی سے سامنے کھڑے اس شخص کی طرف دیکھ رہی تھی۔

" بس تمہیں اس کے بدلے وہ کرنا ہے اب جو میں چاہوں گا "

دانش نے سامنے آ کر اس کے چہرے کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔ اذفرین بدک کر پیچھے ہوئی۔ آنکھیں اور منہ حیرت سے کھلا تھا۔

" علیدان کہاں ہے "

گھٹی سی سہمی آواز میں پوچھا۔ اپنی سماعتوں پر ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا سامنے کھڑا آدمی کیا کہہ رہا تھا۔

" بتا تو چکا ہوں بے بی کوئی علیدان نہیں ہے یہاں اسے تو پتا بھی نہیں تم شروع سے مجھ سے بات کرتی رہی ہو دانش ہے میرا نام تمہارا دانش جان جسے تم اپنی تصویریں بھجتی رہی ہو دن رات "

دانش نے چہرے کو چھوا تو جیسے وہ ایک دم سے ہوش میں آ گئی گھن کھاتے ہوئے چہرہ پیچھے کیا ایک ایک کر کے ساری باتیں یاد آنے لگیں ایسا لگا ارد گرد کی تمام چیزیں جیسے گھوم گئی ہوں۔

" یہ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا "

چکراتے سر پر ہاتھ رکھے مدھم سی آواز میں کہا آواز خوف اور بے یقینی کے باعث کانپ رہی تھی۔علیدان کی تصویر تھی یہ کیسے ہو سکتا تھا حیرت سے پھر سے اس شخص کی طرف دیکھا۔

"یہ تو ہو گیا ہے میری جان یہ دیکھو ساری تصویریں تمھاری اور میری"

اذفرین کے زور زور سے کانپتے جسم کو ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرتے ہوئے وہ گویا ہوا۔ وہ موبائل پر اپنے ساتھ فوٹو شاپ کی ہوئی تصاویر دکھا رہا تھا اذفرین کی ہر تصویر کو وہ کچھ اس انداز میں اپنی تصویر کے ساتھ جوڑ چکا تھا کہ وہ اسی تصویر کا حصہ لگ رہا تھا اذفرین کا پورا جسم کانپ گیا تھا۔اس کی مختلف فرمائش کی ہوئی تصویروں کا مقصد سمجھ آنے لگا تھا

۔

"وہ علیدان کی تصویر وہ آئی ڈی"

اذفرین کی گھٹی سی آواز ایسے نکلی جیسے وہ خود سے کلام کر رہی ہو۔دانش اب پھر ہنس رہا تھا

۔

www.novelsclubb.com

علیدان تک تم نہیں پہنچ سکی تو کیا کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا کہہ تو رہا ہوں جیسے تم انجان تھی ایسے وہ بھی انجان رہے گا۔ میری بات مانو میں تمہیں اصل علیدان تک پہنچا دوں گا "

" اس کے بعد

اذفرین کو اس کی نظریں آر پار ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ دل لرزا تھا تو وہ علیدان سے بات نہیں کر رہی تھی۔

اب ایسا ہے کہ چپ چاپ دوسری طرف کی سیڑھیوں سے نیچے اترو میرے ساتھ چلو نہیں تو یہ ساری تصویریں نہ صرف تمھارے بھائی تک پہنچیں گی بلکہ تمھارے اس جنگل والے ہیرو اوہ نہیں کیا کہتی ہو تم اسے۔۔۔۔ آئی رن مین۔۔۔ ہاں آئی رمین تک بھی پہنچیں گی "

دانش نے آنکھیں نکالیں اور اس کا بازو پکڑ کر دوسری اطراف کی سیڑھیوں کی طرف چل دیا اذفرین کا جسم کانپ رہا تھا ابھی تک ذہن کچھ بھی قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے لے جا رہا تھا اور وہ بے یقینی سے یہ سب ہوتا دیکھ رہی تھی۔ سیڑھیاں

اترتے ہی اذفرین نے گھبرا کر کچھ دور پشت کیے بیٹھی عالیہ کی طرف بے چارگی سے دیکھا وہ موبائل پر نظر جمائے اس کی طرف پشت کیے بیٹھی تھی۔

دانش اب بیرونی دروازہ کھولے اسے باہر لے آیا تھا۔دانش نے بازو اس قدر مضبوطی سے دبوچ رکھا تھا کہ اذفرین کے بازو میں تکلیف ہونے لگی تھی۔ جیسے ہی دروازہ کھلا سامنے ایک کار کھڑی تھی۔اذفرین ایک دم سے جیسے ہوش میں آئی۔وہ کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ چھٹی حس آلارم دینے لگی۔

"پلیز مجھے جانے دو پلیز"

التجائی انداز میں اس آدمی کی طرف دیکھا۔اور پھر ارد گرد دیکھا۔وہ اسے کار کی طرف دھکیل رہا تھا۔خوف پر قابو پا کر اذفرین نے ایک ہی جست میں گردن جھکا کر اسکے بازو کو دبوچے ہوئے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑے وہ تڑپ گیا جیسے ہی ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی اذفرین نے اپنا آپ چھڑواتے وہاں سے دوڑ لگادی تھی۔

وہ اندھادھند بھاگ رہی تھی سڑک پر چلتی ٹریفک کے بیچ وہ پاگلوں کی طرح دوڑ پڑی تھی۔ پیچھے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی وسیع عریض سڑک پر بھاگتی ٹریفک میں وہ کاروں سے بچتی

کانپتی ہوئی بھاگ رہی تھی سڑک کی ایک اطراف کراس کرنے کے بعد اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دانش اب کار میں بیٹھ رہا تھا یقیناً وہ اب سڑک موڑ کر کار اس طرف لانا چاہتے تھے ۔ازفرین نے جلدی سے سڑک کی دوسری طرف بھاگنا شروع کیا۔اسی دوران ایک کار سے بری طرح ٹکراتے ہوئے وہ بچ گئی تھی کار نے بروقت بریک لگائی تھی

ازفرین سڑک پر کار کے سامنے تقریباً بیٹھ چکی تھی۔

****

’’دیکھو پریشان نہیں ہو تم بلکل بھی پلیز رونا بند کرو ‘‘

ساتھ بیٹھی لڑکی نے ازفرین کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دی وہ تین لڑکیاں تھیں جن کی کار سے وہ ٹکراتے ہوئے بچ گئی تھی ازفرین کے مدد مانگنے پر انہوں نے فوراً اسے کار میں بیٹھا لیا تھا اور اب کار سڑک پر دوڑ رہی تھی ازفرین روتے ہوئے منہ چھپا رہی تھی۔

لیکن شائد دانش نامی اس شخص نے اسے یوں ان لڑکیوں کی کار سے ٹکراتے اور بیٹھتے نہیں دیکھا تھا۔

اذفرین نے گال پر بہتے آنسو صاف کیے اور ساتھ بیٹھی لڑکی کی طرف دیکھا جو نرمی سے اس کے گرد بازو حائل کیے ہوئے تھی۔وہ پچھلی سیٹ پر تھی اور دو لڑکیاں اگلی سیٹ پر تھیں

۔

"سنیں پیچھے کافی شاپ میں میری۔۔۔میری دوست ہے"

اذفرین نے بمشکل گھٹی آواز میں بتایا وہ مسلسل اپنے رونے پر قابو پا رہی تھی لیکن اس وقت سب کچھ گھوم رہا تھا دل خوف سے پھٹ رہا تھا۔

"اوکے اوکے جاتے ہیں اس کے پاس تم رونا بند کرو تم سیف ہو ہمارے ساتھ"

ساتھ بیٹھی لڑکی نے تسلی دی اور تھوڑا سا آگے ہو کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی لڑکی کے قریب ہوئی۔

"سنبل کافی شاپ پر لو پہلے"

www.novelsclubb.com

گاڑی جیسے ہی کافی شاپ پر رکی اذفرین نے گھبرا کر سر کو کھڑکی سے تھوڑا اونچا کیا۔خوف سے ارد گرد دیکھا۔

دیکھیں گھبرائی یں مت آپ کار میں رہو میں آپکی دوست کو لے کر آتی ہوں باہر بتاؤ "

" وہ کہاں بیٹھی ہے

ساتھ بیٹھی لڑکی نے پیار سے پوچھا اذفرین نے التجائی انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

****

دلاور والاز کے وسیع عریض لاونج میں علیدان پیشانی پر بل ڈالے کھڑا تھا اور سامنے صندل اور اوزگل مجرم سی بنی کھڑی تھیں۔

" بھائی وہ بہت پریشان ہے لڑکی "

صندل نے التجائی لہجے میں کہتے ہوئے علیدان کی طرف دیکھا جو اس وقت ان کی اس بیوقوفی پر آگ بگولہ ہو رہا تھا۔ تینوں کسی انجان لڑکی کو اٹھا کر گھر لے آئی تھیں اور اب اس کی مدد کرنا چاہتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" پاگل ہو تم پریشان تھی تو تم تینوں گھر اٹھا لائی اس کو "

علیدان نے دانت پیس کر کہا اور گھور کر سامنے کھڑی اوز گل کی طرف دیکھا۔اوز گل نے جلدی سے نظریں جھکا لیں۔علیدان تھری پیس سوٹ میں ملبوس کہیں جانے کو بلکل تیار گھر سے نکلنے ہی والا تھا جب انہوں نے اسے لاونج میں روکا تھا۔

انہیں کچھ سمجھ نہیں آیا تھا لڑکی ان کی کار میں بے ہوش ہو گ ئی تھی اور اس کی دوست بہت گھبرا گ ئی تھی اس لیے وہ ان دونوں کو لے کر گھر آ گ ئی تھیں گھر آ کر اس لڑکی نے بتایا کہ وہ آدمی اس کو بلیک میل کر رہا ہے۔جس سے بچ کر وہ بھاگی تھی اور ان کی کار سے ٹکرائی تھی اب بھی وہ آدمی بار بار اسے فون کر رہا تھا جو وہ نہیں اٹھا رہی تھی۔اس لڑکی کا تو رو رو کر اتنا برا حال تھا کہ وہ بات نہیں کر پا رہی تھی۔

اب سنبل ڈرائی نگ روم میں ان لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی اور وہ دنوں علیدان سے اس بے چاری لڑکی کی مدد کرنے کی التجا کر رہی تھیں۔

"بھائی پلیز وہ آدمی بری طرح اس کو بلیک میل کر رہا ہے اس کی تصویریں ہیں اس کے پاس اور فوٹو شاپ کر دی ہیں اس نے بچاری بہت معصوم ہے اسے لے جا رہا تھا پکڑ کر وہاں سے بچ کر بھاگی اور ہماری کار سے ٹکرا گ ئی"

صندل نے التجائی انداز میں ساری بابت سنائی علیدان اب کمر پر ہاتھ دھرے کھڑا تھا۔اور پر سوچ انداز میں دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"علیدان بھائی پلیز سوچیں مت صفدر بھائی سے ہیلپ لیں نا پلیز آئی سویر وہ انوسینٹ ہے"

صندل نے پھر سے کہا تو علیدان نے گہری سانس لی صفدر اس کا دوست تھا اور پولیس فورس میں تھا شائد یہی وجہ تھی کہ صندل بضد تھی کہ وہ اس لڑکی کی مدد کرے

"نمبر لے کر آؤ اس لڑکی سے جو لڑکا بلیک میل کر رہا ہے"

علیدان نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔صندل جلدی سے ڈرائی نگ روم کی طرف بھاگی تھی جہاں وہ ان دنوں لڑکیوں کو بیٹھا کر آئی تھی

ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی تو وہ اپنی دوست کے گلے لگی مسلسل رو رہی تھی۔

"سنیں اس لڑکے کا نمبر دیں گی آپ"

صندل نے نرم سے لہجے میں کہتے ہوئے کاغز سامنے میز پر رکھا اذفرین نے چونک کر جھکا سر اوپر اٹھایا۔آنکھیں رو رو کر سرخ ہو رہی تھیں۔کیا وہ سب ٹھیک کر رہی تھی۔اس نمبر

سے مسلسل کال آرہی تھی جو وہ اٹھا نہیں رہی تھی خوف بے یقینی ایسی تھی کہ سمجھ سے باہر تھا کہ کیا کرے

"دیکھو پریشان نہ ہو میرا بھائی ہے اس کا دوست پولیس فورس میں ہے وہ نمبر سے اسے ٹریس کرلیں گے اور ساری پکس لے لیں گے اس سے"

صندل نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اذفرین کی طرف دیکھا عالیہ نے اذفرین کے کندھے پر دباؤ ڈال کر سر کو اثبات میں ہلایا اور پھر خود اذفرین کا فون پکڑ کر نمبر سامنے پڑے کاغز پر لکھ دیا۔

"ڈونٹ وری آپ بیٹھو یہاں"

صندل نے مسکرا کر تسلی دی اور پھر باہر نکل گ ئی۔اذفرین نے گھبرا کر عالیہ کی طرف دیکھا دوپہر کے چار بج چکے تھے اور انہیں شام چھ بجے یہاں سے نکلنا تھا لازمی۔

****

علیدان نے کار میں بیٹھ کر فون سے کال ملا کر اس کو ایک طرف سیٹ پر رکھا اور ایر پوڈ کو کان میں لگایا گاڑی کا سٹیر نگ موڑا گاڑی دلاور ولاز سے باہر نکل رہی تھی۔ چار فون بل جانے کے بعد دوسری طرف موجود نفس نے فون اٹھالیا تھا۔

"اسلام علیکم جناب کیسے ہیں "

دوسری طرف سے ہیلو کی آواز پر پر جوش لہجے میں علیدان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ گاڑی اب سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

وعلیکم سلام۔۔۔ میں ٹھیک بھئی آج کیسے یاد آئی بے وفا انسان کو میری کیسے ہو؟ "

"سنا ہے پاکستان میں ہو؟

دوسری طرف صفدر نے خوش دلی سے پوچھا جس پر وہ مسکرادیا۔ ٹائی کی ناٹ کو ایک ہاتھ سے تھوڑا سا گھمایا جبکہ دوسرا ہاتھ سٹرینگ کو تھامے ہوا تھا۔ وہ سہی کہہ رہا تھا اس دفعہ پاکستان آکر وہ کسی دوست سے نہیں ملا تھا۔

بلکل ٹھیک ہوں ہاں پاکستان میں ہوں بس یار ایک مدد درکار ہے تجھ سے کیس ہے "

" ایک بیلک میلنگ کا

علیدان نے سٹیرنگ کو گھماتے ہوئے لب بھینچے۔ گاڑی اب مین روڈ پر آ چکی تھی۔ صفدر اس کا بہت پرانا دوست تھا اور گھر میں بھی کافی آنا جانا تھا یہی وجہ تھی کہ صندل بھی اس کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی۔

" اچھا خیریت حاضر جناب حکم کریں آپ ہوا کیا ہے "

صفدر نے گرم جوشی سے جواب دیا۔

" دیکھ مجھے تو جانا ہے مری بابا کی بزنس میٹنگ کے سلسلے میں، تو میں تمہیں نمبر سنڈ کر رہا "
" ہوں اس کو ٹریس کر او راس لڑکے کو پکڑ جلدی

علیدان نے سڑک پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ وہ دلاور کے کہنے پر ان کے ساتھ بزنس میں انٹرسٹ لینا شروع ہوا تھا جس کے لیے اسے آج رات میر دلاور کے ساتھ بزنس ڈیل پر جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

کسی لڑکی کو بلیک میل کر رہا کوئی تصویریں وغیرہ لے کر سوشل میڈیا سے پتہ تو ہے "
" آجکل کی بیوقوف لڑکیوں کا اسی لیے سخت چڑ ہے مجھے اس سب سے۔۔۔

علیدان نے ماتھے پر شکن ڈالے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔اسے اس انجان لڑکی پر غصہ آرہا تھا جو اپنی بیوقوفی کے بل بوتے پر آج پریشان حال تھی

"اوکے۔۔اوکے میں دیکھ لیتا ہوں تو نمبر سنڈ کر مجھے"

صفدر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں نمبر بھی سنڈ کر رہا ہوں اور سن صندل سے رابطہ کر اس کی دوست ہے کوئی یار پلیز وہ پریشان ہے"

علیدان نے عجلت میں کہا دوسری طرف سے میر دلاور کی پھر سے کال آنے لگی تھی۔جو آفس میں بے تابی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"اچھا فکر نہ کر بس نمبر دے اس کا میں کرتا ہوں صندل سے بات اور گھر بھی جانا پڑے تو چلے جاؤں گا"

www.novelsclubb.com

صفدر نے اسے تسلی دی۔

"اچھا شکریہ یار میں شہر سے باہر جا رہا ہوں صبح ملتا ہوں پھر آکر اللہ حافظ"

علیدان شکر گزار لہجے میں کہا۔فون بند کیا اور جلدی سے صفدر کو صندل کا اور اس لڑکے کا نمبر سنڈ کیا۔اور خود اب وہ میر دلاور کو کال ملا چکا تھا۔

****

دو پولیس والے بلکتے ہوئے دانش کو واپس لاک اپ کی طرف لے کر جا رہے تھے وہ بار بار اذفرین کے پاؤں پکڑ رہا تھا۔پولیس نے اسے اتنے برے طریقے سے مارا تھا کہ اس کے منہ پر جگہ جگہ نیل پڑے ہوئے تھے۔شرٹ پھٹی ہوئی تھی۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی ان تینوں لڑکیوں کے ساتھ پولیس سٹیشن پہنچی تھی۔جہاں اس کے سامنے دانش کے فون سے اور لیپ ٹاپ سے وہ اپنی تصاویر ڈیلیٹ کروا چکی تھی۔وہ ابھی بھی روئے جا رہی تھی۔عالیہ اس کے ساتھ بیٹھی اسے بار بار تسلی دے رہی تھی

" دیکھیں اب رونا بند کر دیں آپ کے سامنے آئی ڈیز بند کروائی ہیں ہیں پریشان نہ ہوں اور یہ لیپ ٹاپ اس کا فون اب پولیس کسٹڈی میں ہے اس کو بھی ڈسٹرائے کرواتے ہیں "

صفدر نے سامنے بیٹھی اذفرین سے کہا۔اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا جس میں تھوڑی دیر پہلے ہی وہ دانش نامی شخص اپنا آئی ڈی ڈی ایکٹیویٹ کر چکا تھا۔جس سے وہ اسے

بلیک میل کرتا رہا تھا اس نے بڑے دھڑلے سے اس آئی ڈی پر اب اس کی اور اپنی تصویر ڈسپلے پک میں لگا رکھی تھی۔

صفدر نے دانش کی اذفرین کے ساتھ فون پر بات کروا کر اس کا فون ٹریس کرنے کے بعد مطلوبہ جگہ پر پہنچا تھا جہاں وہ اسی دوسرے آدمی کے ساتھ بیٹھ کر بار بار اذفرین کو فون پر دھمکا رہا تھا۔ صفدر نے ان دنوں کو گرفتار کر لایا تھا۔

اس کی دوکان اور گھر سے اس کے تمام فون اور لیپ ٹاپ کسٹڈی میں لے لیے گ ئے تھے
۔

"آپ اب گھر جائیں صبح تک یہ باقی بھی ہر چیز اگل دے گا جہاں جہاں آپکی تصویریں رکھی ہونگی اور اب تو اس کی سات پشتیں بھی آپکو بلیک میل نہیں کریں گی"

صفدر نے اذفرین کو تسلی دی اور صندل کے ساتھ جانے کے لیے کہا۔ عالیہ اسے بتا چکی تھی کہ وہ اس شہر سے نہیں ہیں انہیں جانا ہے واپس رات کے سات بج چکے تھے۔ لیکن صفدر نے ابھی انہیں گھر جانے سے سختی سے منع کیا تھا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 18

بوجھل سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ عالیہ کے ہم قدم پولیس سٹیشن سے باہر نکل رہی تھی۔ سر بھی دل کی طرح انجانے سے خوف کے زیر اثر بھاری ہو رہا تھا۔اپنا ہی ضمیر بار بار سامنے کھڑا ہو کر اس کے منہ پر طمانچے رسید کر رہا تھا۔خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی وہ جلد بازی اور محبت کے جوش میں آج زندگی میں پہلی دفعہ وہ پولیس سٹیشن جیسی جگہ پر کھڑی تھی۔

ایسی بیٹی جسے کبھی بھائی اور باپ نے اکیلے کہیں جانے نہیں دیا تھا آج پولیس سٹیشن میں بیٹھ کر خود کو معصوم ثابت کرنے کی گواہیاں دینی پڑ رہی تھیں۔دل میں بسے شخص کی آڑ میں ایک شیطان کی آنکھوں کی بھوک مٹاتی رہی تھی وہ۔

www.novelsclubb.com

صندل سنبل اور اوزگل اب کار کے قریب پہنچ چکی تھیں۔اور وہاں باتوں میں مصروف ان دونوں کا پہنچنے کا انتظار کر رہی تھیں جو اپنی اپنی سوچوں میں گم سم سی تھیں۔

اور وہ جو نہیں بناتیں اپنے چھپے ہوئے دوست۔۔۔

اور وہ جو نہیں بنا تیں اپنے چھپے ہوئے دوست۔۔۔

ذہن میں بار بار گونجتے ہوئے الفاظ زمین میں گاڑ رہے تھے۔وہ ایسی نہیں تھی وقت اور حالات نے یہ سب کروادیا تھا جس کا خمیزہ بھگتنا تھا اور دل شرمندہ تھا توبہ کے ورد کے لیے بھی۔

اس کے فون پر سعد کی کال آرہی تھی تو عالیہ کے موبائل پر بھی اس کے گھر والے بار بار فون کررہے تھے۔دونوں گھر سے جھوٹ بول کر نکلی تھیں اور یہاں معاملا اتنا طول پکڑ گیا تھا۔

"عالیہ ہمیں واپس جانا ہے سعد بھائی کی کال آرہی ہے بار بار اور خالہ بھی پریشان ہیں"

اذفرین کی سہمی ہوئی سرگوشی نما آواز پر ساتھ چلتی عالیہ نے کھوئے سے انداز میں گردن کو خم دے کر اس کی طرف دیکھا اذفرین کے زرد چہرے پر کیا کیا نہیں تھا دکھ،تزلیل،پریشانی اور شرمندگی۔وہم وگمان میں بھی نہیں تھا یہ سب ہو جائے گا۔وہ اذفرین کو بچپن

سے جانتی تھی۔اور اب اذفرین کا اس سے بھی نظریں چراتا چہرہ اس کے دل کو تکلیف دے رہا تھا۔

" میرے گھر والے بھی پریشان ہو رہے ہیں بہت لیٹ ہو چکے ہیں ہم چھ بجے ہمیں یہاں سے ہر صورت نکلنا تھا "

عالیہ نے اپنے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں اس کی سوچ کی تائید کی رات کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ گھر والوں کو بار بار ٹرین کے بے سبب رکے رہنے کا بتا کر ٹال رہی تھیں۔عالیہ کے گھر والے تو اب اسے بس سے آنے پر اکسانے لگے تھے۔

ان دونوں نے کسی کو بھی اصل حقیقت سے آگاہ نہیں کیا تھا اور آج کے دن ہی واپسی کا کہا تھا اور اگر وہ آج واپس نہیں جاتیں تو عالیہ کے گھر والے بھی چوکنے ہو سکتے تھے جواب تک تو آرام سے ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

" یہ دوبارہ ہمیں اپنے گھر لے جا رہی ہیں عالیہ تم ان سے کوئی بہانہ کرو ہمیں یہیں سے نکلنا ہو گا واپس لاہور کے لیے ورنہ بہت دیر ہو جائے گی "

اذفرین نے گھٹی سی آواز میں عالیہ کے قریب ہوتے ہوئے اس کے بازو کو دبوچ کر کہا۔ وہ اب کار کے قریب پہنچ چکی تھیں۔ عالیہ نے اذفرین کے ہاتھ پر تسلی آمیز تھپکی دی۔ وہ اب ان تینوں کے ساتھ کار میں بیٹھ رہی تھیں۔

اوزگل ان دونوں کے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ صندل کار ڈرائیو کر رہی تھی جبکہ سنبل فرنٹ سیٹ پر صندل کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اذفرین نے مدد طلب نظروں سے ساتھ بیٹھی عالیہ کی طرف دیکھا۔ عالیہ نے پرسوچ انداز میں ارد گرد دیکھا۔ اوزگل موبائل پر مصروف تھی جبکہ صندل اور سنبل اپنی ہی کوئی بات کر رہی تھیں۔

"صندل آپ ہمیں یہاں مین روڈ پر اتار دیں دراصل یہاں پاس میں ہی میری خالہ کا گھر ہے میری بات ہو گئی ہے ان سے ہم رات وہاں رکیں گے"

عالیہ نے جھجکتے ہوئے تھوڑا آگے ہو کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی صندل سے بات شروع کی وہ تینوں اب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ عالیہ اور اذفرین ہی جانتی تھیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔

"دیکھیں عالیہ آپ اور اذفرین ہماری بہنوں کی طرح ہیں ہمارا آپکی مدد کرنا کوئی احسان نہیں ہے آپ پر، ہمیں خوشی ہے کہ ہماری وجہ سے اذفرین ایک بہت بڑی مصبیت سے بچ گ ئی ہیں آپ بلا جھجک ہمارے گھر رات گزار سکتی ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے"

صندل نے اپنائیت سے کہتے ہوئے رخ موڑے عالیہ کی طرف دیکھا اذفرین نے جلدی سے نظریں چرائی یں جبکہ سنبل اور اوز گل اب دھیرے سے صندل کی بات کی تائید میں سر ہلا رہی تھیں۔ وہ شائد یہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ رات ان کے گھر میں گزارنے سے جھجک رہی ہیں۔

عالیہ نے سوالیہ انداز میں اذفرین کی طرف دیکھا اذفرین کی آنکھوں میں بے چارگی کو بھانپ لیا۔ اذفرین نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے تھوک نگلا۔ الفاظ کو ذہن میں ترتیب دیا۔

"سمجھ نہیں آرہا کس طرح سے آپ کا شکریہ ادا کروں خدا نے آپکو اور آپکے بھائی کو فرشتہ بنا کر میرے لیے بھیجا اور آپکی طرف نار کنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ہم دونوں اس کو احسان سمجھ رہی ہیں"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے دھیرے سے سر اٹھائے باری باری تینوں کی طرف مشکور نظروں سے دیکھا۔

" جی بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے فری ایسی کوئی بات نہیں آپ بہت اچھی ہیں اس وقت اگر آپ ہمیں یوں سپورٹ نا کرتیں تو پتہ نہیں کیا ہوتا "

عالیہ نے جلدی سے اذفرین کی ہاں میں ہاں ملائی انہیں یہاں سے نکلتے ہی قریبی کسی بھی بس سٹینشن پر پہنچنا تھا اور لاہور کے لیے نکلنا تھا۔

" اوکے چلیں پھر بتادیں کہاں ڈراپ کرنا ہے آپکو صبح پھر میں اذفرین کے نمبر پر کال کروں گی آپکو لینے آجاؤں گی "

صندل نے سڑک پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔عالیہ نے گڑبڑا کر اذفرین کی طرف دیکھا جس کی نظروں میں صرف نفی تھی۔

www.novelsclubb.com

" آپ یہیں۔۔۔۔یہیں۔۔۔اتار دیں کچھ ہی فاصلے پر ہے کالونی ہم ٹیکسی سے چلے جائیں گی پریشان نہ ہوں بلکل،اور صبح کزن کے ساتھ پولیس سٹیشن پہنچ جائیں گے "

عالیہ نے سامنے مین روڈ کی طرف دیکھتے ہوئے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جھوٹ بولا۔اذ فرین اب بوکھلائے سے انداز میں عالیہ کی بات کی تائید میں زور زور سے سر ہلا رہی تھی۔

" چلیں ٹھیک ہے صبح پھر صفدر بھائی جب کہیں گے آپ لوگ پہنچ جائے گا پولیس سٹیشن "

صندل نے مسکراتے ہوئے کار کو سڑک کے ایک اطراف میں روکا۔

" جی بلکل "

اذ فرین نے آہستگی سے سر جھکائے جواب دیا۔اب وہ بیگ کو کندھے پر درست کرتیں اتر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

" اوکے پھر صبح ملاقات ہوتی ہے "

اوزگل نے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنائیت سے کہا جسکے جواب میں وہ دنوں بس سر جھکا کر مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سر ہلا کر رہ گئیں۔ان کی کار اس وقت تک کھڑی رہی جب تک اذ فرین اور عالیہ ٹیکسی میں بیٹھ نہیں گئیں۔وہ بہت اچھی تھیں ان سے

جھوٹ بولتے ہوئے اور دھوکا دیتے ہوئے بھی شرمندگی ہو رہی تھی پر بات صرف اتنی تھی کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں تھیں کہ یہ بات ان کے گھروں تک پہنچتی اور یہاں رک کر پولیس انویسٹی گیشن کو مکمل کروانے سے ان کے گھر والوں کو بھنک پڑ سکتی تھی۔

سب کچھ تو ختم تھا اور اذفرین دل میں سم توڑ کر اور موبائل کو پھینک کر ہر ہر طرح کا رابطہ ختم کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی۔ اور توبہ کے ہر ورد کے بعد یہی وہ بات تھی جس کو دہرا رہی تھی کہ اب اسے علیدان کو نہیں تلاش کرنا۔

"اب؟"

عالیہ نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائے پریشان حال بیٹھی اذفرین کی طرف دیکھا۔

"اب کیا۔۔۔۔ واپس جانا ہے ہمیں یہ پولیس کا چکر یہ سب اگر سعد بھائی کو اس کی بھنک بھی پڑی۔۔۔۔ اففف میرے خدا"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے نچلے لب کو کچلتے بے چینی سے کھڑکی سے باہر دیکھا جبکہ آنکھوں میں پھر سے موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے تھے۔ اس قصے کو یہیں دفن کرنا تھا کسی کو بھی اس بات کی بھنک بھی پڑی تو رہی سہی عزت بھی خاک میں مل سکتی تھی اور سعد بھائی کا جھکا ہوا سر اب

وہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ لبوں کو رونے کے انداز میں باہر نکالے وہ اب آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اللہ مجھے معاف کر دے میری پردہ پوشی فرما۔ منہ پر ہاتھ رکھے پھر سے دعا شروع کی۔

عالیہ نے اس کی بات پر دھیرے سے سر ہلایا اور پھر تھوڑا سا آگے ہو کر ٹیکسی ڈرائیور کو قریبی بس سٹاپ پر لے جانے کا کہنے لگی۔

****

" واٹ "

صفدر نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا۔ نیچے میز پر پڑے کاغز پر لکھے گئے الفاظ ناقابل یقین تھے۔ حیرت سے بھنویں سکیڑے سامنے کھڑے پولیس انسپکٹر کی طرف دیکھا جو کچھ دیر پہلے ہی دانش کا بیان اتار کر اس کے سامنے لایا تھا۔

www.novelsclubb.com

" سنو لے کر آؤ اس دانش کو لاک اپ سے جلدی۔۔ جلدی "

صفدر نے تھوڑی پر ہاتھ دھرے الجھے سے انداز میں سامنے کھڑے انسپکٹر سے کہا۔

حیرت ایسی تھی کہ وہ بار بار دانش کے بیان کو پڑھ رہا تھا۔

علیدان دلاور۔۔یہ وہ نام تھا جو دانش کے بیان میں نمایاں تھا جس نے پریشان کر دیا تھا۔

اگر علیدان یہ سب جانتا تھا تو مجھے کیوں کہا کہ صرف صندل کی دوست ہے عجیب بات تھی۔صفدر الجھ کر رہ گیا تھا۔

"جی سر "

وردی میں ملبوس انسپیکٹر نے سر پر ہاتھ رکھے پاؤں کو زمین پر مارا اور باہر نکل گیا۔کچھ دیر بعد وہ دانش کے ہمراہ آفس میں تھا۔دانش کے ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور اس کی بائیں طرف کھڑے انسپیکٹر نے اس کے بازو کو دبوچ رکھا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ جو تم نے سب لکھوایا ہے اپنے بیان میں یہ سچ ہے کیا تم علیدان دلاور کو کیسے جانتے ہو؟"

صفدر نے آبرؤ چڑھائے الجھے سے لہجے میں سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا تھا جی۔۔۔اور اب بھی نہیں جانتا ہوں۔۔۔۔بس۔۔۔۔تصویر اٹھالی تھی اس کی آئی ڈی سے ہاں پر وہ لڑکی اس سے پیار کرتی تھی"

دانش نے سوجے ہونٹ کے ساتھ بمشکل جواب دیا۔ تکلیف کے باعث وہ رک رک کر بول رہا تھا۔ پولیس نے اسے بے تحاشہ مار کر سارا بیان لکھوایا تھا۔ بقول اس کے اب اس کے پاس کہیں بھی اذفرین کی کوئی تصویر نہیں تھی اور ساتھ ساتھ اس نے ساری کہانی بتا دی تھی کہ اسے اذفرین کیوں اور کیسے ملی تھی۔

"کیا۔۔۔؟ "

صفدر کی آنکھیں حیرت سے اور زیادہ کھل گئی تھیں۔ وہ لڑکی علیدان سے محبت کرتی تھی علیدان کو تلاش کر رہی تھی اور صندل کی دوست تھی۔ اور جنگل میں ملی تھی علیدان کے گھر میں تھی اور علیدان کہہ رہا تھا نہیں جانتا اس کو۔۔۔ کیا تھا یہ سب صفدر کا دماغ گھوم گیا۔ کوئی کڑی کہیں سے بھی نہیں مل رہی تھی۔ اور اس الجھی ڈور کو سلجھا صرف علیدان سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں جی۔۔۔ جی۔۔۔ میرے تو بیٹے کا نام ہے علیدان اس کے نام سے بنایا تھا میں نے تو آئی ڈی اور اذفرین سمجھی وہ علیدان دلاور میں ہوں، میں نے بھی اسے کہہ دیا ہاں میں وہی ہوں "

دانش نے سر جھکا کر شرمندہ سے انداز میں کہا۔ صفدر حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتا الجھا سا بیٹھا اس کی باتیں سن رہا تھا۔

" یہ اس علیدان کو سمجھ کر مجھ سے بات کرنے لگی تو میں بھی کرتا رہا پھر "

دانش بات کو جاری رکھے ہوئے تھا۔ دانش کی باتیں صفدر کو اور الجھا رہی تھیں۔ پر یہ بھی تو ہو سکتا ہے یہ علیدان دلاور کوئی اور ہی علیدان دلاور ہو ذہن میں اٹھتے سوال پر صفدر جھٹکے سے کرسی کے پشت سے کمر ہٹا کر سیدھا ہوا میز پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا۔

" اوہ ایک منٹ رک "

صفدر نے ہاتھ کے اشارے سے دانش کو بولنے سے روکا اپنے موبائل میں جلدی سے علیدان کی تصویر نکال کر دانش کے سامنے کی۔

" یہ علیدان دلاور دیکھو اسے، کیا یہ تھا وہ جس کی پھر تم نے اصل تصویر اٹھائی "

صفدر نے بھنویں اچکائے سوال کیا دانش کے چہرے کو بغور دیکھا جواب حیرت سے کبھی علیدان کی تصویر کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی صفدر کی طرف۔

" جی۔۔۔ یہ۔۔ یہی تھا جی "

اب الجھنے کے باری دانش کی تھی گھٹی سے آواز میں جواب دیتا اب وہ حیرانگی سے صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" لے کر جاؤ اسے اور بند کر دو پھر سے "

صفدر نے پاس کھڑے انسپیکٹر کو رعب سے حکم دیا جو فوراً تعمیل میں دانش کو گریبان سے پکڑے واپس لے جا رہا تھا جبکہ صفدر کے ہاتھ اب تیزی سے موبائل کی سکرین پر علیدان کا نمبر ملا رہے تھے۔

****

بس سٹیشن پر وہ سر جھکائے زمین پر بیٹھی موبائل سے نکالے گئے سم کارڈ کو اینٹ سے مار رہی تھی۔ اسلام آباد سے لاہور کے لیے بس کے نکلنے میں آدھا گھنٹہ پڑا تھا۔ یہ ویٹنگ روم سے باہر واش روم کی قریبی جگہ تھی جہاں پر وہ بیٹھی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟ "

عالیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا وہ واش روم سے باہر آئی تو آذفرین زمین پر بیٹھی اینٹ کو کسی چیز پر مار رہی تھی۔ پاس سے گزرتے لوگ بھی گردن موڑ موڑ کر

اذفرین کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پر وہ تو ایسے بے نیاز بیٹھی تھی جیسے وہ اکیلی بیٹھی ہوئی اور سم پر اینٹ کچھ اس انداز سے مار رہی تھی جیسے اپنے دل پر مار کر اسے سزا دے رہی ہو۔

سم توڑ کر پھینک رہی ہوں سعد بھائی کو تمھارے موبائی ل سے کال کر کے کہوں گی "

" کہ موبائی ل گر گیا کہیں

اذفرین نے مدھم سی آواز میں جواب دیا سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔ ہاتھ اسی طرح اینٹ کو سم پر پٹخ رہے تھے۔ سم پچک گ ئی تھی پر وہ ہنوز اسی طرح اینٹ کو سم پر پٹخ رہی تھی۔

"کیوں ؟ فری۔۔ ایسا کیوں کر رہی ہو پاگل ؟ "

عالیہ فوراً اس کے سامنے زمین پر بیٹھی اور اب حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ کتنی ہی لٹیں دوپٹے کی اوٹ سے نکل کر چہرے سے نیچے لٹک رہی تھیں زرد چہرہ بس سٹینڈ پر جلتے بلب کی زرد روشنی میں اور ہلدی کی مانند لگ رہا تھا۔ آنکھوں کے پوٹے سوج کر پلکوں کے بالوں کے درمیانی فاصلہ بڑھائے ہوئے تھے ناک بار بار صاف کرنے کے باعث نتھنوں کے نیچے کا حصہ بھی سرخی مائی ل ہو رہا تھا۔

یہ وہ چہرہ نہیں تھا جو آج صبح کافی شاپ کے زینے چڑھنے سے پہلے کا تھا۔

"علیدان کا تو پتہ نہیں پر میں نہیں چاہتی پولیس یا پھر وہ گندہ شخص کسی بھی طرح مجھ تک پہنچ سکے"

اذفرین کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔عالیہ جو اس کے چہرے کو بغور دیکھ کر اس کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کا اندازہ لگا رہی تھی اس کی آواز کے درد پر دکھ بھری نظر اس پر ڈالی۔

"لیکن فری شائی داس طرح اس آدمی کے ذریعے اصل علیدان مل ہی جاتا تمہیں"

عالیہ نے ملائم سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے جھکے چہرے کو اوپر اٹھایا۔پہلی دفعہ تو اس نے اذفرین کو کسی کے لیے یوں بدلہ سا دیکھا تھا

ویسے تو اُسے ہمیشہ سے ایک کٹھپتلی لگتی تھی وہ جسے اس کے بھائی بہن اپنے اشاروں پر نچاتے تھے۔بہن اپنے مفاد کے لیے تو بھائی اپنے مفاد کے لیے۔

زندگی میں پہلی دفعہ اس نے اذفرین کو یوں خود سے کوئی قدم اٹھاتے دیکھا تھا اپنے لیے فیصلہ کرتے دیکھا تھا اور اس کے اس فیصلے سے وہ خوش ہوئی تھی۔پر وہ تو اور ٹوٹ گئی تھی اس سب سے اور ڈرپوک لگ رہی تھی۔خوف زدہ ہو گئی تھی۔

"علیدان کا ملنا خدا پر چھوڑ دیا میں نے"

اذفرین نے ہاتھ جھاڑے اور آہستگی سے کھڑی ہوئی۔عالیہ بھی اُسی انداز میں اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

محبت ہو جانا خطا نہیں تھی محبت کے لیے جس رستے کو اختیار کیا تھا وہ غلط تھا۔اسے خود سے تلاش کرنا ہی نہیں چاہیے تھا اگر تلاش کیا ہی تھا تو رابطہ نا کرتی۔اگر رابطہ کر ہی لیا تھا تو بس کہتی کہ محبت ہے تو رشتہ بھیج دو علیدان دلا ور بس ختم بات۔

بات کرتی رہی کرتی ہی چلی گئی اور پھر کرتی ہی رہی علیدان سمجھ کر یہ خطا تھی۔

تصویریں بھیجی یہ خطا تھی۔بھائی سے چھپ کر بات کرتی رہی یہ خطا تھی۔ہاں اسی خطا کی یہ سزا تھی۔اذفرین نے سوچتے ہوئے کھوئی سی صورت بنائے عالیہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اگر میری محبت میری بے لوث چاہت میں ذرا سی بھی پاکیزگی ہے تو وہی واحد ایک ذات ہے جواب اس سے ملوا سکتی ہے مجھے"

اپنے ہاتھ کی لکیروں کو بغور دیکھتے ہوئے آہستگی سے جواب دیا۔

"اگر وہ محبت دل میں ڈال سکتا ہے تو ملوا بھی صرف وہی سکتا ہے"

گہری سانس لی اور لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ تھی۔

" آج کے بعد میں اس کو یاد کروں گی اور اس کے ملنے کی دعا کروں گی خدا سے ہاں اس سے کیا چھپانا وہ تو جانتا ہے کرتی ہوں ایک نا محرم سے محبت پر مانگنا اس سے ہی چاہیے تھا چپکے چپکے سر عام تلاش کرنے نکل پڑی باتیں کرنے لگی راتوں کو جاگ کر پر نہیں اب نہیں اب تو اگر نا بھی ملا تو کوئی شکوہ نہیں خدا سے رضا سمجھوں گی اس کی "

وہ ٹرانس میں بول رہی تھی کھوئی کھوئی سی۔ نظریں سامنے جمی تھیں ہتھیلیوں پر ابھی بھی اینٹ سے اتری مٹی جمی تھی انگلیوں کی پوریں اینٹ کو بار بار پٹخنے پر سرخ ہو رہی تھیں۔

" میری غلطی نے مجھے کہاں سے کہاں لا کھڑا کیا اللہ کی ناراضگی بھی مول لی ایک نا محرم سے غلط ربط استوار رکھا اس کی سزا ملی مجھے "

وہ بول رہی تھی اور عالیہ بس چہرے پر کرب سجائے اسے سن رہی تھی۔ کہہ بھی کیا سکتی تھی اسے اس کی ہر بات درست تھی۔

" اور مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ علیدان مجھ سے محبت کرتا بھی تھا یا نہیں "

www.novelsclubb.com

آخری بات پر اس کا ضبط ختم ہو چکا تھا وہ رو دی تھی۔ ہاں یہ بھی تو نہیں پتا تھا اسے کہ علیدان اس سے محبت کرتا بھی ہے یا نہیں بس خود سے ہی سوچ لیا اس کا گانا اس کی نظریں اس کا پھول سب اس کا اظہار تھا۔ عالیہ نے جلدی سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

****

علیدان کی سانس پھول رہی تھی۔ تیز تیز قدم ہوٹل کے کمرے کی طرف اٹھ رہے تھے۔ سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس ہوائیاں اڑے چہرہ لیا اب وہ تقریباً بھاگ رہا تھا۔ اس کے بھاگنے سے کرمزی رنگ کی ٹائی گلے میں جھول رہی تھی۔ بال جو کچھ دیر پہلے ترتیب سے کنگھی تھے اب فرنٹ سے بکھر سے گئے تھے۔ بڑی آنکھیں پریشانی کی وجہ سے تھکی سی تھیں۔

ہاتھ میں پکڑی چابی سے عجلت میں کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا میر دلاور نے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر سے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ وہ کمرے میں موجود صوفے پر بلکل تیار بیٹھے تھے میٹنگ شروع ہی ہونے والی تھی۔ رات کے نو بج رہے تھے۔

" بابا "

پھولی سانسوں کو بحال کرتا وہ اب بلکل میر دلاور کے سامنے کھڑا تھا چہرہ پریشان تھا تو پیشانی پر شکن تھے۔

" بابا مجھے اسلام آباد جانا ہے واپس ابھی "

مودب لہجے میں کہتے ہوئے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔ میر دلاور جو عجیب الجھے سے انداز میں اس کی حواس باختہ سی حالت کو دیکھ رہے تھے اس کے یوں واپس جانے کی بات پر اب حیرت سے آنکھیں پھیلا چکے تھے۔

" کیوں کیا ہوا بیٹا خیریت ہے ابھی تو آئی یں ہیں ہم مری "

میر دلاور نے پریشان سے لہجے میں پوچھا جس پر اب علیدان کمر پر ہاتھ دھرے اوپری ہونٹ کو دانتوں میں پکڑ کر کھینچ رہا تھا سانس اب کچھ نارمل حالت میں آ چکا تھا پر چہرہ ابھی بھی سرخ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

" بابا پلیز مجھے جانا ہے کچھ بہت اہم کام ہے "

علیدان نے الجھے سے انداز میں کہا اس کو جلدی نکلنا تھا دل کی دھڑکن بے ترتیب تھی تو دماغ پھٹ رہا تھا صفدر کی ساری باتیں سن کر۔ کوئی تھا جو دل اور دماغ پر برابر ضرب پر ضرب لگا رہا تھا۔

"ہوا کیا ہے کیوں اتنے گھبرائے ہوئے لگ رہے ہوا بھی تو پہنچیں ہیں ہم"

میر دلاور اب پریشان سے ہو کر صوفے پر سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے نرمی سے کہتے ہوئے اس کے قریب ہوئے۔

"بابا میرے ایک دوست۔۔۔"

علیدان نے کمر سے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں معلق کیے فقرہ ادھورا چھوڑا ذہن میں بہانہ گھڑا ہاتھوں کو نیچے گرایا

"وہ میرا دوست پریشان ہے مجھے پہنچنا ہے اسلام آباد جلدی میں آپکو پھر فون پر بتادوں گا ساری بات آپ پریشان مت ہوئے گا"

علیدان نے چہرے کے تاثرات کو قابو میں رکھتے ہوئے تیزی سے ترتیب شدہ الفاظ زبان سے باہر اچھالے۔

میر دلاور ابھی بھی بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے پر پھر بھی سر کو آہستگی سے اثبات میں ہلا کر اسکو جانے کی اجازت دی۔اور وہ تو جیسے سر کی مثبت جنبش کے ہی انتظار میں تھا۔ تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

جبکہ میر دلاور گہری سوچ میں اب بند دروازے کو دیکھ رہے تھے۔

****

اس نے رابطہ کیا اس سے کہا تم علیدان ہو یہ کہتا ہاں میں تمھارا علیدان ہوں۔۔۔

یہ کہتا ہاں میں تمھارا علیدان ہوں۔۔۔

وہ کہتی تم علیدان ہو۔۔۔۔۔

یہ کہتا ہاں تمھارا علیدان ہوں۔۔۔

www.novelsclubb.com

صفدر کی آواز گونجی زور کی ضرب دل پر لگی۔گاڑی فراٹے بھرتی مری سے اسلام آباد کی طرف رواں دواں تھی۔آنکھوں کو سکیڑے سامنے سڑک پر جمائے علیدان کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

پہلے دن ہی اسے ویڈیو کال پر بلا لیا خبیث نے اور وہ تمھارا سمجھ کر فوراً آگ ئی۔ بس کہتا اس کو دیکھا اور۔۔۔۔

علیدان نے زور سے سٹیر نگ پر ہاتھ مارا۔ دل پر ایسا ہی گھونسا پڑا تھا جس زور سے اس نے سٹیر نگ پر ہاتھ مارا تھا۔ ہتھیلی کی سن ہو گ ئی تھی۔

دل میں گھٹن سی ہو رہی تھی بے چینی سے ٹائی کو دائیں بائیں گھما کر گلے سے کھینچ کر ساتھ کی سیٹ پر اچھالا۔ ٹائی اب آڑی ترچھی موبائل کے اوپر پڑی تھی۔

اس نے کہا میں نے بھی تمہیں دیکھنا ہے اس آدمی نے تمھارے آئی ڈی کو تلاش کیا اور تمھاری تصویر اٹھا کر اسے بھیج دی اور اس کے یقین کو پختہ کر دیا۔

کار کی رفتار اور تیز ہو چکی تھی۔ چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ لب ایک دوسرے میں ایسے پیوست تھے کے پیشانی کے اطراف کی رگیں پھول رہی تھیں۔ جبڑے باہر کو واضح ہو رہے تھے ناک کے نتھنے بھی اپنے حجم سے زیادہ بڑے ہو رہے تھے۔ ایسے جیسے وہ کچل کر رکھ دے گا کسی کو گاڑی کے پہیوں کے نیچے۔

اس نے تصویریں مانگیں اذ فرین کی اور ان کو اپنی تصویروں کے ساتھ ملا دیا۔اب اس کو لے کر جا رہا تھا انہیں تصویروں کے ذریعے بلیک میل کرتے ہوئے

گاڑی کے ٹائی ر عجیب طرح سے چر چرا رہے تھے۔ا تنی سر دی میں بھی کنپٹی پر پسینے کی بوندیں وا ضح ہونے لگی تھیں۔سٹر ینگ پر موجود ہاتھوں کی رگیں بھی پھول گ ئی تھیں

۔

****

زور سے سر جا کر دیوار میں لگا تو دانش لڑ کھڑا سا گیا۔ابھی سنبھلا نہیں تھا کہ علیدان نے پھر سے گردن سے پکڑ کر منہ سیدھا کیا۔

مٹھی کو بھینچ کر ہاتھ کو اوپر اٹھائے دور سے لا کر اتنی زور سے مکا دانش کے گال پر مارا کہ اس کے منہ سے رال نکل کر زمین پر گری۔دانش کی گردن اسی رخ کو ڈھلک گ ئی جس رخ مکا پڑا تھا۔خون سے لت پتھ چہرہ لیے وہ کراہ راہ تھا۔پر مارنے والے کو کوئی رحم نہیں آ رہا تھا ادھ موا کر چھوڑا تھا۔

" بس کر علیدان بس کر یار "

صفدر نے علیدان کا بازو پکڑ کر پیچھے کھینچتے ہوئے التجا کی علیدان نے جھٹکے سے بازو چھڑوایا اور پھر سے جا کر اس کے پیٹ میں ٹانگ ماری۔ دانش کے منہ سے عجیب وحشت ناک چیخ نکلی وہ اب زمین پر لیٹ گیا تھا۔ اور ٹانگوں کو سمیٹ کر تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔

صفدر نے علیدان کی کمر کے گرد بازو ڈال کر اسے پیچھے کی طرف کھینچا۔

" علیدان مر جائے گا یار پلیز "

صفدر اب بمشکل علیدان کو قابو کیے اس کے کان میں چیخ رہا تھا۔ اسے لاک اپ میں گھسا کر بہت بڑی غلطی کی تھی اس نے اسے نہیں پتا تھا اس لڑکی کے لیے وہ کچھ ایسا ردعمل ظاہر کر دے گا۔

"مر جائے۔۔۔۔۔ "

علیدان کی دھاڑ ایسی تھی کہ دانش نے کانپتے سے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہوا میں جوڑے۔ صفدر اب علیدان کو گھسیٹتے ہوئے باہر لا رہا تھا پاس کھڑے انسپیکٹر کو آنکھ کے اشارے سے لاک اپ بند کرنے کا کہا۔

www.novelsclubb.com

دانش کا چہرہ زمین پر پڑا تھا ناک سے نکلتا سانس زمین پر پڑی مٹی کو اڑا رہا تھا۔ پھر اس کے لب آہستہ سے ہلے۔

''آئی ین مین۔۔۔۔ ''

صفدر اب علیدان کو گھسیٹ کر کرسی پر بیٹھا چکا تھا۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے دباؤ ڈالا۔

'' علیدان پلیز یار پلیز سنبھال خود کو بھائی ''

اس کے چہرے کو پکڑ کر اپنی طرف کیا جو ابھی بھی دانش کو خونخوار نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

''مجھے کچھ بتائے گا کون ہے وہ لڑکی کیا ہے یہ سب؟ ''

پاس پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر گلاس علیدان کی طرف بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

''بتاؤں گا پہلے مجھے ملنا ہے اس سے کہاں ہے وہ اب؟ ''

علیدان نے پانی کا گلاس ایک طرف رکھے پیشانی پر بل ڈالے پوچھا۔ شرٹ کے کف فولڈ کیے بکھرے بالوں کے ساتھ سانس بحال کرتا وہ پھولی سانسوں سے اب صفدر کو گھور رہا تھا۔

"صندل کے ساتھ ہی گ ئی ہے"

صفدر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ علیدان اب موبائل جیب سے نکال رہا تھا۔ رات کا ایک بج رہا تھا دوسری طرف سے صندل کے فون اٹھاتے ہی وہ تیزی سے گویا ہوا۔

"ہیلو ہاں وہ لڑکی کہاں ہے جس کی مدد کی ہے آج"

بے چینی سے پوچھا۔ دوسری طرف وہ شائی دسوئی اٹھی تھی۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔

"بول بھی پڑو اب وہ لڑکی اذفرین گھر پر ہے؟"

www.novelsclubb.com

دھڑکتے دل سے سوال غصے میں سوال کیا۔

"بھائی وہ لوگ تو اتر گ ئی تھیں مین روڈ پر انہیں اپنی کسی رشتہ دار کے گھر سٹے کرنا تھا رات کو"

نیند کی خماری میں بھاری سی آواز میں صندل نے جیسے ہی کہا علیدان نے دانت پیس کر غصے سے موبائی ل بند کیا۔

" نمبر دو اُسکا "

صفدر کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا صفدر نے جلدی سے پاس پڑے کاغزات میں سے ایک فائی ل نکال کر کچھ ورق پلٹے اور پھر کھلی فائی ل علیدان کے سامنے رکھی۔

" یہ نمبر لکھوا کر گ ئی ہے "

صفدر نے نیلے رنگ کے سیاہی کے ساتھ لکھے گ ۓ ہندسوں پر انگلی رکھے ہوۓ کہا۔

جبکہ علیدان اب تیزی سے اپنے موبائی ل پر وہ نمبر ملا رہا تھا۔

" بند ہے یہ "

www.novelsclubb.com

کان سے موبائی ل نیچے ک ۓ بے چینی سے صفدر کی طرف دیکھا

" پریشان مت ہو شائی دا بھی بند ہو صبح آئی یں گی وہ تو بات ہو جاۓ گی "

صفدر نے کندھے پر تسلی آمیز انداز میں ہاتھ رکھ کر کہا۔ جبکہ وہ اب پھر سے دانش کو گھور رہا تھا۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 19

کار تنگ سی گلیوں میں بمشکل چل رہی تھی۔ بار بار کاغذ پر لکھے ایڈریس پر نظر جما کر وہ گاڑی کی کھڑکی سے باہر گردن نکال نکال کر گھروں کے باہر ایڈریس کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے لاہور آئے اور یہاں گلیوں میں خوار ہوتے ہوئے چار گھنٹے ہو چکے تھے۔

اذفرین نے اپنی سم سے آخری پیغام صندل کے نمبر پر چھوڑا تھا جس میں اس نے معافی مانگی کہ وہ یہ سب جان بوجھ کر چھوڑ کر جا رہی ہے اس کے گھر والوں تک یہ بات پہنچی تو بہت مس ئی لہ ہو جائے گا۔

اس کی سم بند تھی پر علیدان سم کی انفارمیشن لے کر تیسرے دن لاہور آگیا تھا سم کسی مرحوم نازیہ خلیل کے نام پر تھی وہ شائی داذفرین کی والدہ تھیں۔ وہ اسلام آباد سے لاہور تک کی ڈرائی یو سے تھک چکا تھا صبح سے نکلا وہ تین بجے یہاں پہنچا تھا اور اب شام کے پانچ بج رہے تھے۔ بکھرے بال ہلکے سے گلابی رنگ کی ڈریس شرٹ میں ملبوس وہ ایک لمبی مسافت کا تھکا ہوا مسافر لگ رہا تھا۔ ظاہر سفر سے تھکا تھا تو باطن اذفرین کی تلاش سے تھک گیا تھا۔

اس ٹاؤن میں وہ مطلوبہ گھر کافی دیر سے تلاش کر رہا تھا جو اس سم کی انفارمیشن حاصل کرنے پر اسے ملا تھا۔ بہت سے لوگوں سے پوچھنے پر بھی مطلوبہ گھر نہیں مل سکا تھا یہ لاہور کا پرانا سا رہائی شی علاقہ تھا ٹوٹی پھوٹی سڑک والی گلیاں تھیں جن میں بمشکل کار اپنا راستہ بنائے ہوئی تھی۔

بار بار دل میں یہ خیال کچوکے لگا رہا تھا کاش اس دن صندل کے کہنے پر وہ ڈرائی نگ روم میں چلا جاتا وہ بار بار اس پل کی واپسی اپنے ذہن میں لا کر اسے اپنے حساب سے چلا رہا تھا۔پر گزرا لمحہ کبھی واپس نہیں آتا اذفرین اس سے چند قدم پر دوری پر بھی ہو کر اس سے نہیں مل سکی تھی۔اب افسوس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

وہ انہیں سوچوں میں گم تھا جب پاس سے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے گزرتے ہوئے سر تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا بے ساختہ علیدان کی نظر ان پر پڑی۔

سفید رنگ کے قمیض شلوار میں ملبوس سفید بالوں اور سفید داڑھی والے وہ وجیہہ چہرے کا مالک بزرگ تھے۔علیدان نے سلام کا جواب دیتے ہی کاغزان کی طرف بڑھایا۔گلی اتنی تنگ تھی کہ وہ کار کے بلکل پاس سے گزر رہے تھے۔

"یہ ایڈرس بتا سکتے ہیں آپ؟"

www.novelsclubb.com

علیدان نے مودب سے لہجے میں کہتے ہوئے کاغزان کو تھما دیا۔وہ اب کاغز کو ہاتھ میں تھامے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔جھری دار سفید ہاتھ میں کاغز دھیرے سے کانپ رہا تھا۔کاغز پر سے نظر ہٹا کر ارد گرد دیکھا۔

" یہ تین گلیاں چھوڑ کر ہے بیٹا "

بزرگ نے تھوڑا سا جھک کر کاغز واپسی علیدان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔علیدان نے مایوس سی صورت بنائے کاغز واپس تھاما تو وہ سوالیہ انداز میں دیکھنے لگے۔علیدان کی اتری سی صورت شائی دا نہیں باور کروا گئی تھی کہ اسے اس طرح پتا بتانے پر تسلی نہیں ہوئی۔

" تین چکر لگا چکا ہوں کچھ سمجھ نہیں آرہا گھوم پھر کر ایک ہی جگہ پر آرہا ہوں "

بزرگ کی نظروں میں موجود سوال کو بھانپ کر علیدان نے گہری سانس لے کر جواب دیا جس طرح انہوں نے پتہ بتایا تھا ایسے تو بہت سے لوگوں نے بتا دیا تھا پر اسے گلیوں کا ہیر پھیر سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

" برا نا لگے تو ساتھ چلوں برخوردار "

www.novelsclubb.com

بزرگ نے جھری دار سفید ہاتھ گاڑی کے شیشے پر رکھا اور تھوڑا سا جھک کر پوچھا۔علیدان نے چونک کر کاغز پر سے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔ان تین گھنٹوں میں یہ وہ واحد

انسان تھے جو اتنی تسلی سے اس کی بات سن رہے تھے اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر گھر تک لے جانے کی پیش کش کر رہے تھے۔

جی جی کیوں نہیں بہت شکریہ"۔ "

علیدان نے فوراً مسکرا کر اثبات میں سر کو دھیرے سے جنبش دی اور مشکور نظر بزرگ پر ڈالی جواب گھوم کر کار کی برابر سیٹ پر بیٹھ چکے تھے علیدان نے کار کو چلانا شروع کیا تو بزرگ نے ہاتھ کے اشارے سے چند گالیاں موڑنے کے بعد ایک گھر کے سامنے کار روکنے کا اشارہ کیا۔

" یہ نیلے گیٹ والا گھر ہے بیٹا "

علیدان کی طرف والی کھڑکی سے سامنے گھر کے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔علیدان فوراً کاغز کو پکڑے باہر نکلا۔

www.novelsclubb.com

یہ کافی بوسیدہ سا گھر تھا جس کی در و دیوار اس کے اوپر گزرے بہت سے ماہ و سال کی گواہ تھیں۔

گھر کی گھنٹی بجا کر اب وہ بے تابی سے دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دو یا تین منٹ کے بعد دروازہ کھولے لگ بھگ انیس سال کا لڑکا سامنے کھڑا تھا۔

" جی؟ "

لڑکا اب کبھی علیدان کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا اور کبھی کار کو دیکھ رہا تھا۔

****

" مجھے بھی بنا دو چائے "

عقب سے مانوس سی مردانہ آواز پر وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ چائے کے نیچے آنچ کو ہلکا کرنے کو جھکی تھی جب پیچھے سے باسط کی آواز آئی۔

پیچھے مڑنا چاہا تو وہ اتنا پاس کھڑا تھا کہ مڑنے پر اس سے ٹکرا ہی جاتی۔ پیشانی پر ناگواری کے بل فوراً نمودار ہوئے۔ وہ ناجانے کس وقت یوں کچن میں آگیا تھا۔ شادی بھی ہو گئی تھی پر عجیب سا انداز نہیں بدلہ تھا اسکا۔

" جی۔۔۔ آپ باہر چلیں باسط بھائی سب کے لیے بنا رہی ہوں "

ناگواری سے کہتے ہوئے نظریں چرائی یں دل تو کیا ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اس کے سر پر دے مارے۔ایک دم سے مہرین آپی کے گھر میں گزارے وہ سارے اذیت ناک سال ذہن میں گردش کر گ ئے جن میں وہ باسط سے منسوب تھی اور وہ اسے اپنی ملکیت سمجھ کر اس طرح کی حرکات سے تنگ کرتا رہتا تھا۔

" بڑی بدل سی گ ئی ہو "

خباثت سے دانت نکالتا وہ تھوڑا سا پیچھے ہو کر کچن کی شیلف سے ٹک گیا۔مہرین بچوں کو لے باسط کے ساتھ خالہ سیدہ کے گھر آئی تھی۔وہ چائے بنانے کی غرض سے کچن میں آئی تو کچھ دیر بعد ہی باسط کچن میں آن دھمکا تھا۔

" مطلب سمجھی نہیں میں "

اذفرین نے بے زار سے لہجے میں کہتے ہوئے چہرے کا رخ موڑا پیشانی پر شکن اور گہرے ک ئے اب وہ ڈیڑھ سال پہلے والی ڈرپوک سی اذفرین ہر گز نہیں تھی پر آج بھی باسط کی عجیب سی نظریں الجھن کا شکار کر رہی تھیں جس کی وجہ سے بظاہر تو وہ بہت مضبوط بن رہی تھی پر دل ابھی بھی لرز رہا تھا۔

"مطلب غصہ کرنے لگی ہو بھ ئی اب"

باسط نے لبوں کو باہر نکال کر شکوہ کیا۔اور بڑے انداز میں اپنی سٹک کو ایک طرف رکھے کان کو کھجایا۔

"نہیں باسط بھائی ایسی تو۔۔۔"

اذفرین نے بے نیازی سے نظریں چراتے ہوئے کہنا چاہا ابھی بات مکمل بھی نہ کر پائی تھی کہ باسط نے فوراً تڑپ کر بات کاٹی۔

"ارے بھائی کیوں بولے جا رہی ہو پگلی بھائی تو کبھی نا رہا میں تمھارا"

باسط نے گھبرائے سے لہجے میں کہتے ہوئے دانت نکالے۔دل ایک دم سے تذلیل کے احساس سے دوچار ہوا۔کیا تھی وہ ایک کھلونا وہ کس طرح حق جتا کر ہراساں کر رہا تھا اسے

۔

تھوک نگل کر خود کی حالت پر قابو پایا۔جسم میں گڑتی اس کی نظریں آری کی طرح دل کو کاٹ رہی تھیں۔

"بازل بھائی کو بھائی بولتی ہوں تو آپکو بھی وہی بولوں گی نا"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے چائے کو کپوں میں انڈیلا۔ بمشکل ہاتھوں کی لرزش کو قابو کیا مبادہ وہ ہاتھوں کا لرزتا دیکھ کر شیر ہو جائے۔

"بازل تو بہنوئی ہے تمھارا میں تو مینگتر تھا تمھارا "

وہی ہوا ہلکی سی ہاتھوں کی لرزاہٹ نے اسے ایسی ہمت دی کہ اذفرین کے ہاتھ کو بے باکی سے تھام کر اب وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑے کھڑا تھا۔اذفرین نے چونک کر اس کی اس حرکت پر آنکھیں سکیڑیں۔

" تھے۔۔۔۔۔ہے نہیں "

جھٹکے سے ہاتھ چھڑوایا۔اور ٹرے اٹھا کر تیزی سے باہر نکل گ ئی۔پر اس کا قہقہ دل میں عجیب سی گھٹن بھرنے لگا۔ٹرے اٹھائے ڈرائی نگ روم میں آئی تو بچے بیٹھے تھے صرف خالہ اور مہرین موجود نہیں تھیں ان کو تلاش کرتی وہ برآمدے میں آئی تو خالہ کے کمرے کے باہر مہرین کی آواز سے قدم منجمند ہوئے۔

"خالہ اچھا بھلہ رشتہ تھا باسط کا نکل گیا ہاتھ سے بیٹھی ہے ابھی تک کنواری نکلی جا رہی ہے عمر"

www.novelsclubb.com

مہرین تلخ لہجے میں خالہ سیدہ سے کہہ رہی تھی۔ مہرین کا ان بارہ دنوں میں تیسرا چکر تھا خالہ سیدہ کے گھر اور ہر بار کی ہوئی باتیں وہ آج پھر دہرا رہی تھی۔

" سعد کے لاروں نے زندگی برباد کر چھوڑی میری معصوم سی بہن کی "

مہرین کے لہجے میں پریشانی سے زیادہ سعد کے لیے چبھن تھی۔ بس اس کو یہ دکھ تھا کہ گھر میں دیورانی کی جگہ اذفرین ہوتی تو اس کی جان کو سکون آجاتا اذفرین نے اس کا سارا گھر سنبھال رکھا تھا۔

" مہرین فری اتنی پیاری ہے پڑھی لکھی ہے ایسی مایوسی کی باتیں کیوں کرتی ہو؟ "

سیدہ خالہ نے مہرین کی بات پر اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

" خالہ وہ جو فروا نے شوشا چھوڑ دیا پورے خاندان میں اس کے اغوا کا وہ "

www.novelsclubb.com

مہرین کی بات پر اذفرین کا دل پھر سے ڈوب گیا تھا۔ فروا نے تو جو چرچا کیا تھا کیا ہی تھا اس کی بہن اب اس بات کا دکھڑا رو رو کر ان سب کو بھی بتا رہی تھی جن کو نہیں پتا تھا اس بات کا کہ وہ اغوا ہوئی تھی اور پھر وہاں سے اکیلی نو دن تک ایک انجان لڑکے کے ساتھ جنگل میں رہی۔

یقین مانیں میرا بھی دل ہے میری بہن ہے میرے گھر بھی جائے رہے میرے ساتھ " بچے بھی اتنا یاد کرتے ہیں اپنی خالہ کو پر اسی بات کو سوچ کر بس دل مسوس کر رہ جاتی ہوں کس منہ سے لے کر جاؤں اسے اپنے سسرال میں "

مہرین بول رہی تھی یہی سب باتیں وہ پچھلی دفعہ دہرا کر چلی گئی تھی۔ازفرین نے پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور کمرے کے اندر داخل ہوئی۔

" آپی فکر نا کریں نجف سے شادی کے لیے ہاں کر دی ہے میں نے بھابھی کو "

مہرین نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اب سامنے بیٹھے دونوں نفوس کے چہرے پر حیرت تھی جبکہ وہ مسکرا رہی تھی۔ہاں بس رات کو بھائی سے بات کروں گی اور کہوں گی کہ نجف سے شادی کر دیں میری۔

www.novelsclubb.com

****

وہ مریل سے قدم اٹھاتا واپس کار میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔سٹیرنگ پر ہاتھ رکھے ہارے ہوئے انسان کی طرح بیٹھا تھا۔جب ساتھ بیٹھے بزرگ کی آواز سنائی دی۔

"تھک گ ئے ہو لگتا ہے "

بزرگ نے علیدان کے اترے سے چہرے کو دیکھ کر سوال کیا۔ وہ گھر جن کا تھا انہوں نے دس سال پہلے اذفرین کے والد سے وہ خرید لیا تھا اور انہیں اب نہیں پتا تھا کہ وہ لوگ کہاں گ ئے یا اذفرین کی بہن کہاں رہتی ہے۔

بزرگ کی بات پر علیدان نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا تو ان کے لبوں پر موجود معنی خیز سے مسکراہٹ سے ایسے لگا جیسے وہ سب جانتے ہوں۔ کہ وہ کسی لڑکی کو تلاش کر رہا ہے۔

"ہاں تھک گیا ہوں اور مایوس ہونے لگا ہوں اب گماں سا ہونے لگا ہے اللہ ملن نہیں چاہتا اس کا اور میرا "

علیدان نے تھکے سے لہجے میں کہتے ہوئے کندھے اچکائے علیدان کی بات پر بزرگ نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے دھیرے سے نفی میں گردن ہلانے لگے۔

"تھک گ ئے نہیں ہو، تھکا دیا ہے اُس نے "

بزرگ کی بات پر علیدان نے حیرت سے دیکھا۔وہ مسکرا رہے تھے گہری مسکراہٹ اور آنکھوں میں ایسی چمک جیسے سب جان گ ئے ہوں۔

" میری اور اس کی کہانی بہت عجیب ہے سنیں گے تو ہنس دیں گے آپ "

علیدان نے ٹرانس میں کہا نہیں پتا تھا وہ سامنے بیٹھے شخص کو کیوں سب بتا رہا تھا۔پر دل چاہ رہا تھا سب بتا کر دل ہلکا کر دے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی انجان شخص پہلی ملاقات میں ہی اتنا اپنا لگتا ہے کہ انسان اسے بلا جھجک سب بتاتا ہی چلا جاتا ہے۔اور اب علیدان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

وہ ہم تن گوش تھے کار اسی طرح اس گھر کے سامنے کھڑی تھی علیدان کے ہاتھ سٹیرنگ پر تھے اور نظریں سامنے بیٹھے اس بزرگ پر جمی تھیں۔

" پہلے تو وہ یوں ملی مجھے کہ لگا اللہ نے اس دنیا میں اسے میرے لیے ہی بنایا ہے اور یوں ہمارا ملنا مقصود تھا۔پہلی بار کسی لڑکی کے لیے جزبات دل میں جاگے پھر وہ بچھڑ گ ئی اور ایسی بچھڑی کہ اب سامنے سے گزر جاتی ہے میں پھر بھی دیکھ نہیں پاتا "

علیدان کھوئے سے لہجے میں سب کہہ رہا تھا۔ سامنا بیٹھا شخص فقط مسکرا رہا تھا معنی خیز سی مسکراہٹ

"مطلب وہ جسے میں پانچ ماہ سے تلاش کر رہا ہوں خوار ہو رہا ہوں وہ میرے گھر میں مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر تھی پر اللہ نے مجھے نہیں ملوایا اس سے وہ اتنا پاس تھی پھر بھی نہیں ملی"

علیدان کے لہجے میں دکھ تھا عجیب سی الجھن تھی خدا سے شکائیت تھی۔

"کتنی عجیب بات ہے نہ، کیا ایسے بھی ہوتا ہے اللہ کو میری محبت کا پتا ہے میرے جزبوں کی سچائی کا پتا ہے پر وہ یوں سامنے لا کر بھی اسے میری نظروں سے اوجھل رکھتا ہے تو کیا نہ ہوں مایوس میں کیا نہ تھکوں میں؟"

علیدان نے پریشان سے لہجے میں سوال کیا۔ سر کو گاڑی پشت سے ٹکائے گہری سانس لی چہرہ لہجہ شکوہ کنعاں تھا۔

دوسری طرف ایک پل کی خاموشی رہی۔ پھر لرزتی سی آواز نے خاموشی کی توڑا۔

"ہوتا ہے ایسا کیوں نہیں ہوتا اکثر اوقات ہم کسی چیز کی تلاش میں سر توڑ کوشش کرتے ہیں وہ نہیں ملتی سامنے ہو کر بھی نہیں ملتی بس اللہ نہیں چاہتا کہ وہ ملے ایسے تمہیں وہ جان بوجھ کر تھکا دیتا ہے اس کے حصول کے لیے تمہیں "

وہ شائستگی سے کہتے ہوئے مسکرائے۔ تھوڑا سا رخ موڑے بات کو جاری رکھا۔علیدان نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ایک دفعہ میری زوجہ کے کان سے سونے کی بالی گری نیک بخت نے پورا دن لگا کر سارا گھر الٹ مارا کان کی بالی نہ ملی مایوس سی ہو کر بیٹھ گ ئی "

وہ مسکرا رہے تھے اور کوئی مثال دے رہے تھے شائی دان کی آواز میں ایسا ٹھہراؤ تھا کہ علیدان کو ان کی بات سننے میں عجیب سا سرور ملنے لگا۔

"میں نے کہا نیک بخت اللہ سے مانگ بولی کیسی باتیں کرتے ہیں سونے کی بالی اللہ سے مانگوں "

وہ اپنی بیوی کی بات بتا رہے تھے آنکھوں میں چمک تھی تو لبوں پر میٹھی سی مسکراہٹ۔

میں نے کہا ہاں کا ہے کی شرم دعا مانگ اللہ میرے کان کی بالی مجھے ملا دے کھو گئی "

" ہے

بزرگ نے ہلکا سا قہقہ لگاتے ہوئے بات کو آگے بڑھایا۔ موتیوں سے سفید دانت بوڑھے سے لبوں سے جھلکے

خفگی سے میری طرف دیکھا پر دعا مانگنے لگی دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے سامنے "

" بستر پر نظر پڑی بالی بلکل سامنے چادر کے ہم رنگ پھول پر پڑی ہوئی ملی

وہ سفید ہاتھوں کو حرکت دیتے ہوئے بات کر رہے تھے اور علیدان بغور ان کے انداز کو دیکھ رہا تھا۔ شفاف چہرہ روشن سی آنکھیں چہرے پر انگنت جھریاں تھیں پر ایک عجیب سا سحر تھا ان کی شخصیت میں۔

" پھر تو رونے ہی لگی باولی "

اپنی بات مکمل کیے اب وہ سوالیہ انداز میں ایسے علیدان کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے پوچھ رہے ہوں تم نے مانگا اللہ سے اسے۔ وہ اب خاموش بیٹھے تھے بنا سوال کیے جواب کے منتظر۔

"اللہ سے تو دن رات مانگتا ہوں ہر سانس کے ساتھ مانگتا ہوں "

علیدان نے گہری سانس لے کر جواب دیا۔ وہ اب ہنس رہے تھے کندھے ملنے لگے تھے۔

علیدان ان کے ہنسنے پر حیران ہوا۔ ہنستے ہنستے شائی دان کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔ آنکھ کے کونے کو صاف کرتے ہوئے ہنسنے پر قابو پایا۔

"نماز پڑھتے ہو؟ "

ہنستے ہنستے ایک دم سے رک کر سوال کیا تو علیدان نے نظریں چرا کر سر نیچے جھکا لیا۔ نماز ۔۔۔

ہاں نماز کب پڑھی تھی اس نے وہ ذہن پر زور دے رہا تھا۔ گردن اور جھک گ ئی تھی ایسا لگا جیسے کوئی بوجھ تھا سر بھاری تھا کہ گردن میں سکت نہیں تھی کہ اسکے وزن کو سنبھالے اسے سیدھا کر لے۔

www.novelsclubb.com

****

"فری لیکن۔۔۔ "

سعد کی الجھی سی آواز فون سے ابھری اذفرین نے فوراً بات کاٹی۔

کچھ لیکن ویکن نہیں بھائی آپ یہ مت سوچیں کہ میں یہ سب آپ کے لیے کر رہی "

" ہوں

اذفرین نے پر عزم لہجے میں کہا۔ مہرین کے جاتے ہی وہ سعد کو کال کر چکی تھی کہ وہ نجف سے شادی کے لیے تیار ہے۔ سعد اب سمجھ رہا تھا وہ صرف اس کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہے کیونکہ فروا سعد اور مائرہ کے ساتھ ناراض ہو کر واپس سڈنی جا چکی تھی۔ سعد گھر میں اکیلا تھا اور بے حد پریشان تھا کیونکہ جو بھی تھا وہ فروا سے بے حد محبت کرتا تھا۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے بھائی جو آپ سوچ رہے ہیں میں یہ خود کے لیے ہی کر رہی ہوں "

" مجھے نجف کا رشتہ منظور ہے

اذفرین نے آنکھوں میں ابھرتے آنسوؤں کو نگلا علید ان کے مسکراتے چہرے کو آنکھوں کو زور سے بند کر کے ختم کیا۔ دوسری طرف سعد کی خاموشی اس کی منظوری کا سائن تھی۔

" بھائی مجھے واپس بلوا لیں آسٹریلیا "

آخری الفاظ پر آواز لڑکھڑا سی گئی۔

پیا ملن کی آس ہے من میں

نینوں میں برساتیں ہیں

تنہائی کے چپ آنگن میں

میری ان سے باتیں ہیں

موہے جھپ دکھلا مورے سانوریاں

توری پریت میں ہو گئی باولیاں

توہے نگر نگر میں ڈھونڈ پھری

توہے کوکت ہوں میں بن بن میں

موہے پریت تہاری مار گئی

www.novelsclubb.com

تم جیت گئے میں ہار گئی

میں ہار کے بھی بل ہار گئی

ایسا پریم بسا مورے تن من میں

****

"یہ تو۔۔۔شرمندگی کی بات نہیں کہ ایک لڑکی کی محبت مانگنے کے لیے اللہ کی طرف راغب ہو جاؤں۔۔۔اسے مانگنے کے لیے نمازیں شروع کر دیں کس منہ سے کھڑا ہو جاؤں صف میں "

علیدان نے جھکا سر اٹھا کر ساتھ بیٹھے شخص کو بغور دیکھا جو نماز کے بعد کی دعا میں اذفرین کو مانگنے کے لیے کہہ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تو کیا جانے تیرے دل میں محبت ڈال کر پھر اسے تجھ سے دور کر کے تجھے تھکا کر بے بے بس کر کے وہ اپنی طرف لانا چاہتا ہو، عشق مجازی سے ہارے ہی تو سجدوں میں گرتے ہیں اور کس نے کہہ دیا کہ ایک لڑکی کی محبت کو مانگنا ایک شرمندہ کر دینے والی دعا ہے کیا

پتاوہ لڑکی ایسی نایاب ہو کہ خدا چاہتا ہو تو اسے خدا سے مانگے گڑ گڑائے اور جب وہ مل جائے اس کی قدر ہو تجھے "

بزرگ نے بھنویں اچکائے سوال کیا تو علیدان اور حیران ہوا۔ پہلا کوئی ایسا عمر رسیدہ شخص دیکھا تھا جو محبت کو برا نہیں کہہ رہا تھا۔ بلکہ ترغیب دے رہا تھا کہ محبت بھی اللہ سے ہی مانگو ۔چاہے وہ کسی نامحرم کے لیے جاگ جائے۔ دعا مانگو اسے محرم بنانے کی۔

"تو اس لڑکی کو زوجیت میں لانے کے لیے مانگ رہا ہے نہ تو کیا گناہ اللہ تو راز دار ہے سب کے دلوں کے بھید خوب جانتا ہے جس سے تمہیں محبت ہو خدا سے مانگو اور نکاح میں لے آؤ اس میں کیا شرم تمھاری بیویاں جنت میں تمھارے ساتھ ہوں گی تو یہ دعا فقط دنیا کے لیے تو نہیں آخرت کے لیے بھی ہوئی "

سامنے بیٹھے شخص کی باتیں جیسے دل کو چھونے لگی تھیں۔ پیشانی پر سے شکن غائب ہو چکے تھے۔

"پر اس کے لیے ضروری ہے نماز پڑھوں اللہ تو ہر جگہ ہے، تو نماز میں ہی کیوں مانگوں اسے "

علیدان نے آہستگی سے ذہن میں اٹڈ آنے والے سوال کیا۔ تو سامنے بیٹھے شخص کے لبوں کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

" برخوردار وہ بادشاہ ہے پوری کائنات کا کچھ تو اداب کچھ تو سلیقہ ہو اس سے کچھ مانگنے کا دربار میں جھک کر حاضری دو پھر عرضی ڈال دو سنے گا ضرور سنے گا سب کی سنتا ہے گناہ گاروں کو بھی گلے لگاتا ہے "

بزرگ کے لہجے میں ایسا یقین تھا کہ علیدان اب خاموش ہو گیا تھا۔

" پانچ وقت دربار سجتا ہے بہت رش ہوتا ہے کتنے ہی لوگ اپنی اپنی عرضی ڈالتے ہیں پر ایک وقت ایسا ہے جس میں بھیڑ کم ہوتی ہے "

بزرگ نے رازدانہ لہجے میں کہا اور تھوڑا سا پاس ہوئے۔ علیدان نے حیرت سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کونسا وقت ؟ "

کھوئے سے لہجے میں سوال کیا ان کی باتیں بھی ان کی طرح ہی تھیں سحر طاری کرنے والی تھیں۔ علیدان کے بے چین دل کو جیسے تسکین سی ملنے لگی تھی۔۔ بے چین دل کو قرار سا آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جو اپنی تقدیر پر غصہ تھا خدا سے شکوہ تھا ختم ہو گیا تھا۔

"رات کا ایسا پہر جب سب سو رہے ہوتے ہیں وہ دربار سجاتا ہے خود پکارتا ہے"

ہے کوئی۔۔۔۔

ہے کوئی۔۔۔

"دربار میں بھیڑ کم ہوتی ہے تب عرضی جلدی پہنچتی ہے

وہ مسکرا رہے تھے سورج ڈوب گیا تھا۔ مغرب کی اذان گونجنے لگی تھی۔ بزرگ اب گاڑی سے اتر رہے تھے۔

"تہجد۔۔۔۔"

علیدان کی سرگوشی نما آواز ابھری وہ پلٹے اور مسکرا کر سر ہلایا۔ اور چل دیے۔ کار میں اب خاموشی تھی۔۔۔ اور علیدان کے دل میں سکون تھا۔

www.novelsclubb.com

****

نجف سے منگنی ہوئے پانچ ماہ بیت چکے تھے۔ سعد شادی اس کی تعلیم مکمل کرنے پر کرنا چاہتا تھا۔ وہ سڈنی میں نجف کے کہنے پر ہی شفٹ ہوئی تھی۔ نجف چاہتا تھا کہ شادی سے

پہلے وہ جارج کے ساتھ کچھ اسطرح سے گھل مل جائے کہ وہ اسے اپنی ماں کی طرح ایکسیپٹ کرلے۔

ٹرے کو ہاتھ میں تھامے جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھا تھا۔اس انداز پر وہ بے ساختہ مسکرادی۔ سر کو آہستگی سے ہلاتی آگے بڑھی اور ٹرے کو بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

اس کے بال شائد بلکل اس کی ماں جیسے تھے سنہری چمکتے ہوئے کیونکہ نجف کے بال تو گہرے بھورے رنگ کے تھے۔آہستگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا کسی نرم و ملائم سے فرز جیسا احساس ہوا۔

"جارج جارج "

نرم دھیمی سی آواز میں اس کے چہرے کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔پر وہ ہنوز اُسی انداز میں بیٹھا تھا۔اس کا کیا قصور تھا اس سب میں دل اچانک جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ ڈالا تھا آنکھوں کے کونے نم ہونے لگے۔

" جارج لک ڈنر از ریڈی "

پیار سے میٹھے سے لہجے کو اپناتے ہوئے کہا۔ جاج نے غصے سے چہرہ اوپر اٹھایا چہرہ تنا ہوا تھا۔ دانتوں کو ایک دوسرے میں غصے سے پیوست کیے وہ اپنے سامنے بیٹھی اس نازک سی لڑکی کو گھور رہا تھا۔

" نو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ایٹ "

وہ چیخا تھا اس کے گلے کی رگیں پھول رہی تھیں جو اس بات کی گواہ تھیں وہ اسے ایک پل بھی برداشت نہیں کر رہا ہے۔

" آئی ایم یور مام جارج "

اذفرین نے دھیرے سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ جاج نے ایک جھٹکے سے ہاتھ کو پیچھے دھکیلا۔ اس کے سانس کی رفتار تیز ہو چلی تھی ننھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ اب اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

" نووووو یو آر ناٹ "

اس کا لہجہ اس کی آنکھیں سب میں نفرت موجود تھی۔ وہ اس وقت چار سال کا بچہ نہیں لگ رہا تھا۔

" لیومی آلون "

باریک سی آواز میں ایسے چیخا کہ وہ گڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔

" اوکے اوکے "

ہاتھ کے اشارے سے اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کرتی وہ ٹرے وہیں چھوڑ کر جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔ باہر نکلتے ہی دروازے کے ساتھ لگے گہری سانس خارج کی۔ وہ کھوئی کھوئی سی زینے کے جنگلے کو تھامے کھڑی تھی۔

" کیا ہوا نہیں کھا رہا کھانا "

نجف کی آواز پر چونک کر نیچے دیکھا وہ سیڑھیوں کے بلکل پاس پریشان حال کھڑا تھا۔ بکھرے سے بال بڑھی ہوئی شیو بل پڑی شرٹ جس کے بازو کے کف فولڈ کیے ہوئے تھے اذفرین نے آہستگی سے سر کو نفی میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

" آپ فکر نہ کریں میں کچھ دیر میں پھر سے ٹرائی کرتی ہوں "

اذفرین نے نجف کا اترا چہرہ دیکھ کر تسلی آمیز انداز اپنایا۔ زینہ اتر کر وہ ابھی کمرے کی طرف مڑی ہی تھی جب پھر سے نجف کی آواز آئی۔

" اذفرین "

وہی شرمندگی بھرا لہجہ اذفرین نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور پلٹی۔ایک نظر اذفرین کی آنکھوں میں دیکھا۔

" جی "

شائستگی سے کہا وہ اب سر جھکائے کھڑا تھا۔

" تھنکیو تھنکیو فار ایوری تھنگ "

زینے کے جنگلے کو تھامے وہ اس سے نظریں چرا گیا تھا۔

" آپ کے لیے کھانا لگا دوں "

اذفرین نے اس کی شرمندگی کم کرنے کے لیے بات کو فوراً بدلہ۔اب پچھلی باتیں دہرانا بے کار تھا۔

" نہ نہیں امی نے کھا لیا کیا؟ میں کھالوں گا جب بھوک لگے گی "

www.novelsclubb.com

نجف نے سوالیہ انداز میں دیکھا۔ وہ نماز کے انداز میں سر پر سکارف کو باندھے ہوئی تھی۔

سفید چہرہ پر نور تھا۔

"جی وہ سو گ ئی ہیں"

ازفرین نے آہستہ سی آواز میں کہا جس پر وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ ازفرین نے مسکرا کر دیکھا اور کمرے کی طرف بڑھ گ ئی۔ نجف کی نظریں پشت پر گڑی محسوس ہو رہی تھیں جلدی سے آ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور دروازے سے ٹیک لگائے کرب کے عالم میں آنکھیں موند لیں۔

آہستہ سے چلتی سٹڈی ٹیبل تک آئی دراز میں سے ڈائی ری نکالی اور کرسی کو پیچھے دھکیلتی بیٹھ گ ئی۔ کچھ یاد آ جانے پر پھر سے دراز کو کھولا اور ایک مخمل کی سرخ ڈبیا کو نکالا۔ جیسے ہی اسے کھولا بھینی سی خوشبو کے احساس سے دل عجیب طرز میں دھڑکنے لگا۔

سوکھا گلاب جس کی پتیاں اب سفوف سا بن چکی تھیں ٹہنی بھی سوکھ کر دھاگہ سا لگنے لگی تھی نرمی سے ڈبیا کو پھر سے بند کیا اور دراز میں رکھ دیا۔ ٹیبل لیمپ کو چلا کر ڈائی ری کو کھولا۔ قلم سفید کاغز پر رکھا اور لکھنا شروع کیا۔

جنوری بروز منگل 2019 آج پورا ایک سال بیت گیا دیکھو پر تمھاری یاد اور اس گلاب کی خوشبو آج بھی تازہ ہے نہیں جانتی تم سے زندگی میں پھر کبھی مل سکوں گی کہ نہیں پر تم سے جڑا یہ یاد کا رشتہ کبھی نہیں ختم کر سکوں گی۔ میں ہر روز رات کو یوں ہی بیٹھ کر تمھیں پہروں یاد کرتی ہوں وہ چند دن اور ان چند دنوں کا ایک ایک پل یاد کرتی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے یہ ایک سال بھی بیت گیا اسی طرح پوری زندگی بیت جائے گی اور میں تمھیں یونہی یاد کیا کروں گی۔

اذان کی آواز پر ڈائری کو بند کیے گہری سانس لیتے وہ اٹھی تھی۔ آس تھی کہ ختم ہونے کا نام لیتی تھی دعا میں آج بھی وہ علیدان کو مانگتی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 20

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا ہاتھ میں کاغذ کی لسٹ تھامے لیپ ٹاپ کی سکرین پر کھلی ایمیل پر صندل کی نظریں تیزی سے سفر کر رہی تھیں اور جیسے جیسے وہ ایمیل پڑھتی جا رہی تھی حیرت کے سمندر میں غرق ہوتی جا رہی تھی۔

وہ اور اوز گل آج بہت عرصے بعد کچن میں گھسی تھیں۔اوز گل کو ہی آج جوش اٹھا تھا کہ وہ سارا کھانا خود تیار کرے گی وہ بہت خوش اور پر جوش تھی اور بہت سی ڈیشنز تیار کرنا چاہتی تھی۔

کچھ سامان ایسا تھا جو کم تھا واصف بھائی گھر میں موجود نہیں تھے صندل ادیان سے وہ سب سامان منگوانے کی غرض سے اس کے کمرے میں آئی تو لیپ ٹاپ سٹڈی میز پر کھلا پڑا تھا اور شائی دادیان ابھی ابھی اٹھ کر واش روم گیا تھا اس لیے وہ انٹرنیٹ چیٹ کھلی چھوڑ گیا تھا ۔وہ چیٹ اوز گل کے ساتھ کر رہا تھا پر صندل کو حیرت میں مبتلا کر دینے کی بات یہ تھی کہ وہ اوز گل سے چیٹ علیدان بن کر رہا تھا۔

واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی پر ساکن کھڑی صندل نے پلک تک نہ جھپکی تھی۔

www.novelsclubb.com

ادیان جیسے ہی واش روم سے باہر نکلا تو قدم وہیں تھم گئے۔ سامنے صندل لیپ ٹاپ کی سکرین پر حیرت سے کھلی آنکھیں لیے کھڑی تھی۔

افف اسکے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا اس وقت یوں صندل اس کے کمرے میں آدھمکے گی۔ اگر تھوڑا سا بھی اندازہ ہوتا وہ چیٹ بند کر کے جاتا۔

خجل ہوتے ہوئے تیزی سے پاس آکر لیپ ٹاپ سکرین کو آف کیا۔ صندل اب حیرت سے ادیان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"بھائی یہ سب۔۔۔؟"

صندل کی آواز بہت دھیمی تھی پر اس کی آواز میں موجود حیرت صاف ظاہر تھی۔ ادیان کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا اوز گل کے ساتھ علیدان بن کر بات کرتے ہوئے اسے ایک سال بیت گیا تھا یہ ایک سال پر لگا کر نکل گیا اور وہ اوز گل کو خوش رکھنے میں بہت آگے نکل گیا تھا۔

"بیڈ مینرز ہیں یہ تم کیا کر رہی ہو میرے روم میں اور بنا اجازت لیپ ٹاپ سکرین پر کیوں آئی؟"

ادیان نے خفگی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے نظریں چرائی یں۔آواز میں گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ واضح تھی ہوتی بھی کیوں نہ یہ سب تو وہ خود سے بھی چھپاتا تھا کیا کرتا اوز گل کی خوشی کی آڑ میں کہیں اس کی بھی تسکین چھپی تھی اوز سے اتنی محبت تھی کہ اس عجیب سے کھیل میں بھی سکون ملنے لگا تھا۔

" آپ یہ سب غلط کر رہے ہیں ادیان بھائی "

صندل نے ادیان کے نظریں چراتے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

ادیان اب سٹڈی میز کے آگے رکھی کرسی کو گھسیٹتا اس پر بیٹھ چکا تھا۔

" کچھ غلط نہیں ہے اور تمہیں میری قسم تم اوز کو یہ سب نہیں بتاؤ گی میں یہ اسی کی خوشی کے لیے کر رہا ہوں "

ادیان نے ہنوز نظریں چراتے ہوئے کہا اور پھر سے لیپ ٹاپ سکرین کو کھولے اپنے آپ آپکو مصروف ظاہر کیا۔وہ تیزی سے لیپ ٹاپ کے کے بورڈ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

صندل کچھ دیر یونہی خاموشی سے اسے گھورتی رہی۔

"آپ کو پتا ہے وہ آج کچن میں کیا کر رہی ہے؟ "

صندل نے چبھتے سے لہجے میں سوال کیا لبوں کو آپس میں پیوست کیے آنکھوں کو سکیڑے وہ اب ادیان کو گھور رہی تھی پر ادیان تو جیسے اسے نہ دیکھنے کا تہیہ کیے ہوا تھا۔

ہاں اتنا ضرور تھا کہ لیپ ٹاپ پر ٹائی پنگ کرتی انگلیاں تھم گ ئی تھیں۔

"آپکی پسند کے کھانے بنا رہی ہے دیوانی، دل میں یہ سوچتے ہوئے کہ وہ یہ سب علیدان بھائی کے لیے کر رہی ہے"

صندل نے دکھ بھری آواز میں تیزی سے اپنے ہی ک ئے گ ئے سوال کا جواب دیا اور پیشانی پر بل ڈالے تھوڑا سا جھک کر ادیان کی نظروں میں جھانکنے کی کوشش کی۔

"تو وہ خوش ہے نہ بس تو رہنے دو اسے خوش کیا مس ئی لہ ہے تمہیں"

ادیان نے جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا، سر کے اوپر اٹھنے کے ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ سکرین بھی بند ہوئی تھی۔ چہرہ سپاٹ تھا پر شرمندگی کی جھلک بھی موجود تھی۔

صندل نے دھیرے سے افسوس کرنے کے انداز میں گردن کو ہلایا۔ وہ جانتی تھی اپنے بھائی کو اس کے دل میں کچھ بھی غلط نہیں تھا لیکن یہ کیسے فراموش کر دیتی کہ وہ اوزگل سے محبت کرتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں ہے یہ سہی، غلط ہی ہے دل سے نہیں دماغ سے پوچھ کر دیکھیں تو ایک دفعہ،

جب شادی کے بعد وہ علیدان بھائی سے یہ سب پوچھے گی تو جانتے ہیں کیا ہو گا؟"

صندل نے آنکھیں سکیڑے سوال کیا تو ایک پل کے لیے ادیان ساکن ہوا۔ جواب دینے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ اس لیے بس نظریں جھکا گیا۔

"نہیں جانتے نا تو سوچیں اس بارے میں آپ یہ بھول بیٹھے ہیں کہ اس کی یہ وقتی خوشی بعد میں اس کے لیے پریشانی بن سکتی ہے۔"

صندل نے تنک کر پر آہستگی سے کہا اور پھر وہاں رکی نہیں تھی۔ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گ ئی۔۔ اور ادیان یونہی خالی نظروں سے دروازے کو گھور رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

****

بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بناتی وہ لاونج میں آئی تو جارج ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے اشتیاق سے سامنے چلتی انگلش موی دیکھنے میں مصروف تھا۔ وہ بار بار آئی رن مین کے ایک منظر کو پیچھے کر کے دیکھ رہا تھا۔

اذفرین مسکراتی ہوئی قریب آئی اور ساتھ موجود کاؤچ پر بیٹھ گ ئی ڈھیلی سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس اب وہ جارج کے بلکل ساتھ کے کاؤچ پر براجمان تھی

جارج اذفرین کے آنے اور یوں اس کے پاس بیٹھنے کو یکسر نظرانداز کیے ہوئے تھا۔وہ دبلا پتلا سا بظاہر معصوم شکل کا بچہ تھا پر اندر سے وہ بہت ضدی اور حساس تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

اذفرین نے ملائی م سے لہجے میں پوچھا لبوں پر محبت بھری مسکراہٹ سجائی۔وہ ان پانچ ماہ میں کافی نارمل ہو گیا تھا اپنی ماں کو بھی اب کم یاد کرتا تھا۔

ایمیلی نے دوسری شادی کر لی تھی وہ اپنے ن ئے شوہر کے ہمراہ انگلینڈ منتقل ہو چکی تھی۔ اذفرین نے اپنی مرضی سے پڑھائی کو خیر باد کہہ دیا تھا۔سعد نے تو شادی میں تاخیر اس کی پڑھائی کی وجہ سے ہی کی تھی پر بعد میں نجف کو یہی لگا کہ ابھی جارج اور اذفرین ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل جائی یں اس لیے وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فروا سے یہ بلکل برداشت نہیں ہوتا تھا کہ سعد اس کی پڑھائی کا خرچہ اٹھائے۔یہی وجہ تھی سڈنی آ کر وہ پڑھائی کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اذفرین سوال کیے اب جارج پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جبکہ جارج نے اذفرین کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سب کے ساتھ ٹھیک ہو گیا تھا بس اذفرین کے ساتھ ابھی بھی کھچا کھچا سا رہتا تھا۔ اس کی وجہ شائی دیہ تھی کہ نجف چاہتا تھا وہ اذفرین کو مما کہے۔

"اوہ۔۔۔۔ واؤ۔۔۔۔ تمہیں آئی رن مین پسند ہے کیا؟"

پہلے سوال کا جواب نا ملنے پر بھی وہ ہمت نہیں ہاری تھی دوسرا سوال داغ چکی تھی پر ننھا جارج اب بھی اسی طرح سپاٹ سا چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ وہ شائی دیہ فلم بہت دفعہ دیکھ چکا تھا اس لیے اپنی پسند کے مناظر کو ہی نکال نکال کر دیکھ رہا تھا۔

"میرے پاس بھی ائی رن مین کی کہانی ہے ایک سناؤں کیا۔۔۔ کوئی سنے گا؟"

اذفرین نے بچوں کی طرح پرجوش انداز میں نظریں ارد گرد گھماتے ہوئے پوچھا، اب کی بار جارج ٹی وی سکرین سے نظریں ہٹائے اذفرین کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ چہرہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

"سنو گے۔۔۔؟"

اذفرین نے اس کے یوں دیکھنے پر خوش ہو کر پوچھا۔ جارج نے دھیرے سے سر ہلایا پر چہرے پر اذفرین کی پر جوش مسکراہٹ کے جواب میں کوئی مسکراہٹ نہیں تھی۔

" ایک دفعہ کیا ہوتا ہے ایک ڈرپوک سی لڑکی ایک بس میں سوار ہوتی ہے "

اذفرین نے کہانی شروع کی اور بغور جارج کی طرف دیکھا جو ویسے ہی سنجیدہ بیٹھا تھا پر اس کا یوں متوجہ ہونا ہی غنیمت تھا۔

" وہاں بس میں آئی رن مین بھی ہوتا ہے۔ وہ ایک بک پڑھ رہا ہوتا ہے "

اذفرین اسے کہانی سناتے ہوئے ہاتھوں سے مختلف اشارے بھی کر رہی تھی۔ جارج اب مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھا اور غور سے کہانی سن رہا تھا۔

" لڑکی ائی رن مین کے ساتھ بیٹھ جاتی ہے بس چلنا شروع ہوتی ہے تو اس ڈرپوک لڑکی کو نیند آجاتی ہے، جب آنکھ کھلتی ہے تو کیا دیکھتی ہے، تین خطرناک مونسٹرز بس میں ہوتے ہیں لوگ رو رہے ہوتے ہیں "

اذفرین نے آنکھوں کو اور لبوں کو اکٹھا سکوڑا اور تجسس پیدا کیا۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہوئی۔ اور یوں چپ ہو جانا کام دکھا گیا تھا۔

"پھر۔۔۔؟ "

معصوم سی نرم آواز ابھری تو اذفرین کی آنکھیں چمک اٹھیں، جارج کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور معصوم سے چہرے پر اب تجسس کو صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

"پھر کیا آئی رن مین کو وہ مونسٹر ز مل کر باندھ دیتے ہیں اور سب بس والوں کو ساتھ لے کر ایک گھنے جنگل میں چلے جاتے ہیں "

اذفرین نے گھنے جنگل پر زور دے کر آنکھوں کو پھیلایا اور جارج کی دلچسپی کو اور بڑھایا۔ اور ایسا ہی ہوا وہ کہانی میں مکمل دلچسپی لے چکا تھا۔

" آئی رن مین فائیٹ کیوں نہیں کرتا؟ "

جارج نے معصومیت سے پوچھا وہ اپنے ایک ہاتھ کو فولڈ کیے اپنے چہرے کے نیچے رکھ چکا تھا۔اذفرین کے چہرے پر ایک دم سے خوشی اُمڈ آئی۔ جارج کا یہ رویہ اس کا حوصلہ بڑھا گیا تھا۔

"کرے گا نا کیوں نہیں کرے گا، سنو تو آگے بہت مزے کی سٹوری ہے پر پہلے جارج مما کے ساتھ دوستی کرے گا"

اذفرین نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جارج نے بغور اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا اور پھر تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے اپنا ننھا سا ہاتھ اذفرین کے ہاتھ میں دے دیا

۔

****

"بابا ابھی میں تھوڑا بزنس میں سیٹ ہو جاؤں ابھی پلیز شادی کے بکھیڑے میں مت ڈالیں مجھے"

علیدان نے سامنے کھڑے میر دلاور کی طرف التجائی نظروں سے دیکھا۔ میر دلاور نے گھور کر علیدان کو دیکھا۔ سفید رنگ کے قمیض شلوار میں نکھرا نکھرا سا وہ شائی دا ابھی مسجد سے واپس آیا تھا جب انہوں نے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔ ایک طرف زیب دنوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے پریشان سی کھڑی تھیں۔ کمرے میں اس وقت وہ تین نفوس ہی موجود تھے۔

صندل اور اوز گل کی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی صندل کی جہاں بات طے ہوئی تھی وہ لوگ بھی اس سال شادی مانگ رہے تھے۔اور میر دلاور اوز گل اور علیدان کی شادی بھی ساتھ کر دینا چاہتے تھے۔

پر علیدان مسلسل شادی نہ کرنے پر بضد تھا پہلے تو وہ یہ بات زیب سے ہی کرتا رہا تھا پر آج تو وہ یہ بات میر دلاور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کر رہا تھا۔

"تو شادی کیا تمہیں روک دے گی بزنس میں آگے بڑھنے سے، کیا عجیب بات کر رہے ہو تم"

میر دلاور نے پیشانی پر بل ڈالے ہاتھ ہوا میں اٹھائے جبکہ لہجہ طنزیہ تھا۔علیدان نے بے چارگی سے ان کی طرف دیکھا۔

وہ کیسے سمجھائے انہیں کہ وہ جسے راتوں کو اٹھ کر مانگتا ہے اس کو کیسے دھوکا دے۔پہلے تو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اسے چاہتی ہے بھی کہ نہیں پر اب تو یہ معلوم تھا کہ وہ اسے چاہتی ہے اسے کھوجتے ہوئے کسی اور سے ٹکرا گئی تھی۔

اب تو دل اور شدت سے اسے ملنے کی دعا کرنے لگا تھا۔

اب صرف ہر سانس ہی اس کے ملنے کی تسبیح نہیں کرتی تھی بلکہ جب وہ تہجد کے لیے اٹھتا تو اس کی روح تک دعا گو ہوتی۔

اور دعا مانگنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا جیسے کوئی ہے جو سر پر ہاتھ رکھ رہا ہے اور اسی احساس کی وجہ سے مایوسی امید میں بدلنے لگتی تھی۔

" بابا پلیز ابھی صرف صندل کی کردیں شادی مجھے ابھی نہیں کرنی "

علیدان نے بے زاری سے کہا تو سامنے کھڑے میر دلاور کے پیشانی کے بل اور گہرے ہوئے۔ وہ ضبط سے لب پیوست کیے ہوئے تھے گھور کر علیدان کو دیکھا تو فوراً علیدان نظریں چرا گیا۔ اذفرین سے محبت کے بارے میں گھر میں صرف زیب جانتی تھیں اور وہ نہیں چاہتا تھا میر دلاور کو اس سیر اب محبت کے بارے میں پتا چلے۔

" مجھے اپنی بیٹی سے زیادہ اس بن ماں باپ کی بچی کی فکر ہے تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو "

میر دلاور نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا وہ ضبط کی آخری سیڑھی پر تھے اس سے پہلے کہ وہ سامنے کھڑے اپنے بیٹے پر برس پڑتے۔ فوراً غصے کو قابو کیا اور پاس کھڑی زیب کی طرف رخ موڑا۔

" زیب اپنے بیٹے کا دماغ درست کرو، اس سال شادی ہو گی اور ہر صورت ہو گی "

میر دلاور غرائے زیب نے گردن جھکائی اور پھر وہ ناک پھلائے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میر دلاور کے کمرے سے نکلتے ہی علیدان تیزی سے زیب کی طرف مڑا اس سے پہلے کہ زیب کچھ بولتی علیدان نے کی آواز نے انہیں بولنے سے روک دیا۔

" مما اور میں کسی صورت شادی نہیں کروں گا "

علیدان کا لہجہ دوٹوک تھا۔ زیب جو کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہوئے تھی گہری سانس لے کر بات بدلی اور بغور علیدان کی طرف دیکھا وہ غلط سمجھتی رہی تھیں کہ علیدان اُس لڑکی کو بھول جائے گا وہ وقتی خمار ہے جو اتر ہی جائے گا اور پھر علیدان ہنسی خوشی اوز گل سے شادی کر لے گا پر وہ غلط تھیں وہ لڑکی تو اب علیدان کی روح تک اتر چکی تھی ان پانچ ماہ میں کیا کچھ نہیں بدلتے ہوئے دیکھا تھا انہوں نے علیدان میں۔

www.novelsclubb.com

وہ نہ صرف پانچ وقت نماز کے لیے جانے لگا تھا بلکہ وہ تہجد بھی پڑھتا تھا۔ وہ جس کے پتا نہیں کتنے خواب ہوا کرتے تھے وہ اب خاموشی سے میر دلاور کے ساتھ آفس جانے لگا تھا ۔ وہ کھل کر ہنستا نہیں تھا گھر میں کسی سے بات نہیں کرتا تھا کھویا کھویا سا رہتا تھا۔ ان کی ممتا تڑپ جاتی تھی۔

" وہ نہیں ملے گی علیدان چھوڑ دو آس اس کے ملنے کی میرے چاند "

زیب نے دھیرے سے علیدان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسی طرح کھڑا تھا سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو گھورتا ہوا۔ بڑی بڑی آنکھیں سکوڑے پیشانی پر ایک عزم کے بل لیے۔ خوبرو چہرے پر ایک اداسی اب راج کرنے لگی تھی جس کی چھب آنکھوں میں بھی صاف دکھائی دیتی تھی۔

" صرف اتنا کہوں گی علیدان تم اس ایک سیراب لڑکی کی خاطر ہماری اتنے سالوں کی محبت کو فراموش کیے ہوئے ہو بیٹا اس کی مختصر سی محبت کو بھول کیوں نہیں جاتے، خدارا بھول نہیں سکتے تو بھولنے کی اداکاری ہی کر لو، بس شادی کے لیے راضی ہو جاؤ "

زیب نے آہستگی سے کندھے سے ہاتھ کو ہٹایا اور پھر خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی یں۔ جبکہ وہ کمرے کے بیچ و بیچ مجسم سا بنا کھڑا تھا۔

کیسے بھول جائے اور کیسے چھوڑ دے آس۔ نہیں بھول سکتا تھا اسے اُس کے بس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ محبت ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی روح میں جڑیں پھیلاتی جا رہی تھی۔

محبت مختصر بھی ہو تو

اس کو بھولنے میں عمر لگتی ہے

وہ چہرہ بھول جاتا ہے

مگر اس سے جڑی دل کی

سبھی یادیں

آکاس بیل کی مانند

روح کے شجر سے شاخ در شاخ

www.novelsclubb.com

لپٹی ہی رہتی ہیں

انہیں خود سے جدا کرنے میں

!! اک عمر لگتی ہے

اور اسے تو ابھی ایک برس ہی گزرا تھا۔۔۔۔

****

کھوئی کھوئی سی وہ کپڑوں کی تہہ لگا رہی تھی۔ دل میں عجیب سی اُداسی تھی سوچا تھا اب پاکستان کبھی نہیں جائے گی اور یہاں آسٹریلیا میں یہ احساس تھا کہ علیدان بھی انہی ہواؤں میں کہیں سانس لے رہا ہے پر پتا نہیں قسمت کو کیا منظور تھا وہ علیدان سے اور دور ہونے جا رہی تھی۔ ہر وقت بس ایک ہی دعا تھی یا اللہ اگر وہ نہیں مل سکتا تو میرے دل سے اس کی ہر یاد کو مٹا دے پر کہیں بس ایک دفعہ اس کی ایک جھلک دکھا دے پر دنوں دعائیں شائد عرش سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آ رہی تھیں۔

نہ تو دل سے نکلتا تھا اور نہ ہی وہ نظر آتا تھا۔ وہ بے بس تھی دل کے ہاتھوں مجبور تھی نجف سے شادی کو تیار تو ہو گئی تھی پر دل سے علیدان کا نقش نہیں مٹتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ انہیں خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی جب پاس سے نجف کی آواز نے خیالوں کے کھڑے پانی کی جھیل میں پتھر پھینک کر ارتعاش پیدا کر دیا۔

"امی میں آجاؤں گا بس کیس نمٹا دوں ایمیلی کو میں جارج ہر گز نہیں دوں گا"

نجف نے مائدہ بیگم کے پاس بیٹھ کر ان کے گرد بازو حائل کیے۔وہ اداسی سے نجف کی طرف دیکھنے لگیں۔قریب ہی کھڑی آذفرین مائدہ بیگم کے کپڑوں کی تہہ لگا لگا کر بیڈ پر پڑے سوٹ کیس میں رکھ رہی تھی۔

اپنی اور جارج کی پیکنگ وہ کر چکی تھی۔نجف انہیں پاکستان بھیج رہا تھا۔ایمیلی اچانک واپس آکر جارج کی کسٹڈی کے لیے نجف سے لڑنے لگی تھی۔اور نجف اب اسے جارج نہیں دینا چاہتا تھا۔اسی لیے وہ ان تینوں کو پاکستان بھیج رہا تھا۔

"کوئی مسئلہ نا بنا دے وہ تمھاری فرنگی بیوی جارج کو یوں پاکستان لے کر جانے پر،"

"بیٹا تو بھی ہمارے ساتھ ہی چل نا پاکستان

مائی دہ نے پریشانی سی صورت بنائے کہا اور پاس بیٹھے نجف کے سینے پر محبت سے سر رکھا۔ ایمیلی نے ابھی کیس فائی ل نہیں کیا تھا یہی وجہ تھی کہ نجف کیس فائی ل ہونے سے پہلے انہیں پاکستان بھیج دینا چاہتا تھا۔

"نہیں بنتا کوئی مس ئی لہ میں جانتا ہوں اس عورت کو اچھی طرح، امی بس آپ پریشان نہ ہوں فکر نہ کریں کچھ ماہ تک میں آؤ ں گا اور پھر پاکستان میں ہی شادی ہو گی"

نجف نے ملائی م سے لہجے میں کہا۔ اور مائی دہ آہستہ آہستہ سر ہلانے لگیں۔

"حسیب سے بات ہو گ ئی ہے اس کے سسرالی رشتہ دار ہیں ان کی کو ٹھی ہے رینٹ پر لی ہے میں نے بہت اچھے لوگ ہیں آپ کو اور فری کو کوئی پرابلم نہیں ہو گی"

نجف نے بات مکمل کرنے بعد اذفرین کی طرف دیکھا جو جواب میں آہستگی سے مسکرا دی۔ حسیب نجف کا خالہ زاد تھا جس کی مدد سے اس نے پاکستان میں ان کی رہائی یش کا انتظام کیا تھا۔

****

"بس چپ چپ رونا بند کرو گل"

زیب بیگم نے اوز کے پاس بیٹھ کر اس کے سر کو اپنی گود میں رکھا وہ بچوں کی طرح ان کی گود میں منہ دیے سسکنے لگی تھی آج ایک سال بعد وہ یوں اپنے والدین کو یاد کر کے رو رہی تھی۔

بات ہی ایسی تھی میر بہادر ولاز آج پورے ایک سال بعد کھل رہا تھا۔ درخشاں بیگم کے انتقال کے بعد اوز گل دلاور ولاز میں شفٹ ہو گئی تھی اور بہادر والاز کو بند کر دیا گیا تھا ۔پر اب ایک سال بعد اسے گھر کے داماد کی فرمائش پر دلاور ولاز کے بلکل ساتھ جڑا بہادر ولاز کھولا جا رہا تھا۔ صاف صفائی ہو چکی تھی دوسری طرف سے لان میں آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے پتا چل رہا تھا وہ لوگ آ چکے ہیں۔

صندل کی جہاں نسبت طے تھی اس لڑکے کی خالہ آسٹریلیا سے پاکستان آ رہی تھیں کچھ عرصے کے لیے اور انہیں رہائش کے لیے کوئی اچھی جگہ چاہیے تھی اسی لیے حسیب یعنی صندل کے فیانسی نے میر دلاور سے بہادر ولاز کی بات کی تو وہ خوشی خوشی اسے رینٹ پر دینے کے لیے راضی ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

جب سے اوز گل نے یہ خبر سنی تھی تب سے اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے ۔ جس گھر میں آنکھ کھولی جہاں بچپن گزارا جوانی کے خواب بنے اس گھر میں آج کوئی اور رہے گا یہ سوچ ہی دل میں ٹیس ابھار رہی تھی۔

" اچھا ہے نہ بند گھر میں رونق ہو جائے گی تم کبھی کبھار جا بھی سکو گی اس گھر کی در و دیوار میں یادیں بسیں ہیں ان کو دیکھ سکو گی، حسیب کی خالہ ہی ہیں ہمارا ابھی تو گہرا رشتہ ہونے جا رہا ان کے ساتھ ، جب دل چاہے جایا کرنا "

زیب نے گود میں دھرے اوز گل کے سر میں دھیرے سے انگلیاں چلائی یں۔ سسکنے کی وجہ سے اس کا دھیرے سے ہلتا وجود تھم گیا تھا۔ آہستگی سے چہرہ اوپر کیا۔

" تائی امی بس پورے سال بعد یوں گھر کو کُھلتے دیکھا تو دل بھر آیا "

اوز گل نے نم آنکھوں کے کونے صاف کیے اور بھاری سی آواز میں دل بھر آنے کا جواز بتایا۔

" چلو میں بھی چلتی ہوں تمھارے ساتھ مل کر آتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں آج کا کھانا ہماری طرف کھائی یں وہ لوگ "

زیب نے مسکراتے ہوئے اس کے گال کو تھپکا اور اٹھنے کے لیے کہا۔ اوز گل نے آنسو صاف کیے اور مسکراتی ہوئی اٹھی۔

****

اسلام آباد آتے ہی عجیب سے خوف کی لہر نے ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کرنا شروع کر دیا تھا۔ چھ ماہ پہلے ہوئے حادثے کے سارے مناظر آنکھوں میں گھومنے لگے تھے۔ اس نے ڈر کر کار میں سر نیچے کر لیا تھا۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ نجف نے ان کی رہائیش کا انتظام یہاں اسلام آباد میں کیا ہے۔ آسٹریلیا سے فلائیٹ سیدھی یہاں اتری تھی وہاں سے حسیب ان کو لینے آگیا تھا۔

گھر کے پورچ میں پہنچ کر اس نے سر اوپر اٹھایا تھا۔

پتہ نہیں کیوں جگہ مانوس سی لگ رہی تھی جیسے وہ یہاں پہلے آچکی ہو۔ تین گھنٹے لگا کر گھر کو مکمل سیٹ کر چکے تھے گھر پہلے سے ہی فرنیشڈ تھا۔ اس لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی

۔

www.novelsclubb.com

حسیب اب مائی دہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ان لوگوں کو باتیں کرتا چھوڑ کر وہ عجیب سے خیالوں سے بوجھل ہوتے دل کو سنبھالتی پورچ سے ہوتی ہوئی لان میں آئی تھی۔

جارج لان میں گھوم پھر کر دیکھ رہا تھا اور وہ اب جارج کو محبت سے دیکھنے میں مگن تھی وہ اس کے ساتھ بہت گھل مل گیا تھا۔اور اسے مام کہنے لگا تھا۔

گیٹ کھلا تھا پورچ میں حسیب کی گاڑی کھڑی تھی وہ اسی طرح جارج کو دیکھنے میں مصروف تھی جب پاس سے ایک نسوانی چیخ پر چونک کر مڑی۔

"اوہ مائی گاڈ اذفرین ہو نا آپ"

اوز گل حیرت سے آنکھیں پھیلائے اور منہ کھولے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 21

اذفرین جیسے ہی پیچھے مڑی اس کی حالت بھی اوز گل سے کچھ زیادہ مختلف نہیں رہی تھی۔ چہرہ ایک دم سے فق ہوا تھا۔ چھ ماہ پہلے کے سارے دل خراش مناظر پل بھر میں ذہن میں گردش کر گئے تھے۔ سامنے کھڑی لڑکی کو کیسے بھول سکتی تھی وہ اس حادثے کو تو شائد تاحیات ذہن سے کھرچ نہیں سکتی تھی۔

"مجھے پہچانا میں۔۔۔ "

اذفرین کی غیر ہوتی حالت سے بے خبر اوز گل خوشگوار لہجے میں پوچھتے ہوئے اس کے اور قریب ہوئی تو اذفرین جیسے کرنٹ کھا کر حواسوں میں واپس آئی۔ انداز گڑبڑا جانے جیسا تھا۔ بمشکل اپنی حالت پر قابو پایا۔

" بلکل۔۔۔ کیسے۔۔۔ کیسے۔۔۔ بھول سکتی ہوں "

گڑبڑاہٹ ایسی تھی کے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے ادا ہو رہے تھے۔ اوز گل کے بلکل پیچھے چلتی ہوئی نفیس سی خاتون جو قدرے دوری پر تھیں اب بلکل پاس آگئی تھیں۔

"گل دوست ہے کیا تمھاری؟ "

زیب بیگم نے مسکراتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔اذفرین نے گھبرا کر اوز گل کی طرف دیکھا۔ جبکہ خاتون کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔

" جی جی دوست ہے تائی امی "

اوز گل نے دوستانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے محبت سے سامنے ڈری سہمی سی کھڑی اذفرین کی طرف دیکھا۔زیب بیگم بھی بھرپور طریقے سے مسکرادیں۔

ماشااللہ یہ تو بہت اچھا ہوا بھ ئی تمھارے گھر میں تمھاری دوست ہی آگ ئی ہیں، "

" نجف کی ہونے والی وائی ف ہو نہ بیٹا حسیب نے بتایا تھا؟

زیب بیگم نے محبت سے پاس ہو کر اذفرین کو بغل گیر کیا جو ایسے ساکن کھڑی تھی جیسے کاٹو تو خون کا قطرہ نا بہے چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا تو زبان خوف کے مارے تالوے سے چپکنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اذفرین نے دھیرے سے گردن ہلانے پر ہی اکتفا کیا کیونکہ آواز کا حلق سا نکلنا ناممکن سا ہو گیا تھا۔

" چلو میں ذرا حسیب کی خالہ سے ملوں تم دونوں دوستیں اچھی طرح مل لو ایک دوسرے سے "

وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھیں تو اذفرین نے بوکھلا کر ساتھ کھڑی اوزگل کے ہاتھ کو تھام لیا۔ نہیں پتا تھا وقت اتنا ظالم نکلے گا کہ جس بات کو وہ بھلانے کے دن رات جتن کرتی ہے۔ وہی بات اور اس سے جڑے لوگ یوں ٹکرا جائیں گے۔ اللہ اللہ کر کے تو وہ اپنے دونوں بہن بھائیوں کی کھینچاتانی سے جان چھڑا کر اب نجف کے ساتھ زندگی گزارنے کا کڑوا گھونٹ بھر چکی تھی اور اب اگر اس بات کی نجف کو بھنک پڑی تو پتہ نہیں کیا ہوگا۔ وہ مقام جو اب نجف کی نظروں میں وہ اپنا دیکھ رہی تھی وہ پل بھر میں ڈھے جائے گا۔

" سنیں۔۔۔اوزگل "

گھبرائی سے التجا تھی جس پر اوزگل اب حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ پریشان حال سی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے کھڑی تھی۔ کتنی معصوم اور دلکش تھی وہ پر شائی دکھوں سے چور تھی اذفرین نے نرمی سے اس کی طرف دیکھا اس دن والا اذفرین کا روتا بلکتا چہرہ یاد آ گیا۔

"پلیز میں نے کسی سے بھی اُس واقع کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا تھا میری شادی ہونے والی ہے تو۔۔۔"

وہ بوکھلاہٹ میں بات ادھوری چھوڑے رو دینے والی تھی۔اذفرین کے اس گھبرائے سے انداز پر اوزگل نے گہری سانس لیتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

وہ کتنا ڈری ہوئی تھی بات ہی ایسی تھی ایک لڑکی کے پاس اس کی عزت سے بڑھ کر ہوتا ہی کیا ہے اور اس عزت کا بھرم وہ سب سے زیادہ اس شخص کے دل میں قائم و دائم رکھنا چاہتی ہے جو اس کا شریک حیات بننے جا رہا ہو۔

"بے فکر رہو اذفرین صندل کے نمبر پر جو پیغام تھا وہ میں نے بھی پڑھا تھا اس واقع کا ذکر کوئی نہیں کرے گا ہمارے گھر میں میرے اور صندل کے علاوہ کوئی تمہارے بارے میں نہیں جانتا اور صندل کی گارئی نٹی میں دیتی ہوں"

اوزگل کا لہجہ تسلی آمیز تھا۔اذفرین نے مشکور نگاہوں سے اسے دیکھا۔دل کو جیسے اس کی بات پر تسلی ہوئی تھی۔چہرہ اب کچھ پر سکون دکھنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

جارج ہاتھ پر بیٹھی تتلی کو دیکھ کر حیران سا کھڑا تھا۔ معصوم سی آنکھیں حیرت سے تتلی پر ٹکی تھیں۔

" مام۔۔۔۔۔مام۔۔۔۔ کم ہیر "

جارج باریک آواز میں چیخا تو اذفرین کے ساتھ ساتھ اوزگل کی توجہ بھی لان میں کھڑے چار سالہ دبلے پتلے سے لڑکے کی طرف ہوئی۔ جو اذفرین کو مام کہہ رہا تھا حیرت سے آنکھوں کو کھولے اوزگل نے سوالیہ انداز میں اذفرین کی طرف دیکھا۔

اذفرین نظریں چراتی آگے بڑھ گئی تھی۔ اور اوزگل ترس کھاتی نگاہوں سے اس کی پشت پر بکھرے گھنے بالوں کو دیکھ رہی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

وہ گردن گھما کر صندل کے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی کتنا خوبصورت کمرہ تھا ہر چیز کتنی نفیس تھی بلکل صندل کی طرح نازک سی دل موہ لینے والی ڈریسنگ میز پر بیش قیمت پرفیومز میک اپ اور جولیری کے ڈھیر لگے تھے جگہ جگہ صندل کی بڑی بڑی تصاویر آویزاں تھیں۔

وہ بہت خوبصورت تھی اور اتنی ہی خوش قسمت بھی مکمل ہر خوشی ہر رشتہ ہر چیز تھی اس کے پاس۔

زیب بیگم نے ان کا رات کا کھانا دلاور ولاز میں کیا تھا ساتھ حسیب کے گھر والے بھی تھے کھانا کھانے کے بعد صندل اور اوز گل اسے اوپر لے آئی تھیں۔ وہ دونوں اذفرین کی یوں شادی شدہ ایک بچے کے باپ سے شادی کرنے پر افسوس ظاہر کر رہی تھیں جبکہ وہ صندل کا کمرہ دیکھ کر اس کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔

" پھر تم ایسے کیوں رہتی ہو شادی سے پہلے ان لوگوں کے ساتھ "

صندل نے ملائی م سے لہجے میں سامنے بیٹھی اذفرین سے سوال پوچھا۔اس کے سوال پر وہ کمرے کا جائی زہ لینا چھوڑ کر ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی جو ترس کھاتی نگاہیں اس پر ڈالے بیٹھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اگر میں نہیں رہوں گی تو بھابھی کو رہنا پڑتا دراصل نجف کی جاب ایسی ہے وہ ک ئی ک ئی دن تک گھر نہیں آتے تو پھر گھر میں آنٹی اور جارج اکیلے ہوتے ہیں آنٹی کی صحت " ٹھیک نہیں رہتی اس لیے مجھے شادی سے پہلے ہی رہنا پڑ رہا ہے یہاں

اذفرین نے مصنوعی سی مسکراہٹ زبردستی لبوں پر سجائے بظاہر نارمل انداز اپنایا پر اس کی آنکھوں کی ویرانی اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ وہ کتنی مجبور ہے۔اگر بہن کے گھر رہتی ہے تو اس کا سسرال غیر ہے اور بھائی کا گھر اب بھابھی کے رحم و کرم پر ہے تو وہ کہاں جائے کیا کرے ہاں جانتی تھی یہ سب عجیب ہے پر اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

''ہم۔م۔م۔م۔م۔ ''

صندل نے اس کی مسکراہٹ کو جانچتے ہوئے جوابی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا اور اس کی شرمندگی کو مٹایا۔اذفرین نے گہری سانس لے کر سر کو جھٹکا اب تو دل نے چھوڑ دیا تھا خود کو اللہ کی رضا پر ڈور اس کے ہاتھ میں تھی وہی تو اس کا تھا اب صرف جو اس کے رونے پر ایک بڑا سا ہاتھ آسمان سے نیچے بھیجتا تھا جو اس کے سر کو ایسے تھپکتا تھا کہ وہ سمٹ کر سو جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اذفرین نے سامنے بیٹھی اوزگل اور صندل کے چہرے پر اپنے دکھ کی لکیریں دیکھ کر فوراً ماحول کو تبدیل کرنے کی خاطر موضوع بدل دیا۔

''حسیب اچھا لڑکا ہے مجھے خوشی ہوئی شادی کب ہے؟ ''

اذفرین نے تھوڑا شرارت بھرا لہجہ اپناتے ہوئے صندل سے پوچھا تو وہ اس اچانک سوال پر جھینپ گ ئی۔ نچلا لب یک لخت دانتوں کی گرفت میں آ گیا تھا تو لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ نے گھیراؤ کر لیا تھا۔ حسیب نجف کا اچھا دوست ہونے کی وجہ سے اذفرین کو بہت عزت دے رہا تھا وہ بہت ہی نفیس طبیعت کا لڑکا تھا۔

" شادی اس سال کے آخر میں ہے اور میری اکیلی کی تھوڑی نا ہے شادی بھ ئی "

صندل نے بات شروع تو لجائے سے انداز میں کی پر اوزگل پر شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں اختتام کیا یعنی کے توپوں کا رخ اوزگل کی طرف کیا اور اب جھینپ کر بلش ہو جانے کی باری اوزگل کی تھی۔ اذفرین جو صندل کے بلش ہونے سے لطف اندوز ہو رہی تھی اوزگل کا سن کر خوشگوار حیرت سے اس کی طرف نظریں گھمائی یں۔

" یہ جو بیٹھی ہیں محترمہ ان کی بھی ہے میرے بھائی کے ساتھ شادی "

صندل نے شرمائی سی بیٹھی اوزگل کے کندھے کو اپنے کندھے سے ٹھوکا تو وہ مصنوعی خفگی سے گھورنے لگی۔

" اچھا بہت خوشی ہوئی سن کر "

اذ فرین نے ہنستے ہوئے اوز گل کی طرف دیکھا تو وہ بھی دھیرے سے شرماتے ہوئے مسکرا دی۔ وہ اوز گل کی طرف دیکھنے میں مصروف تھی جب اچانک ساتھ بیٹھی صندل نے موبائل کی سکرین اس کی نظروں کے سامنے کر دی۔

وہ تھا سبز رنگ کی ٹی شرٹ پہنے ہوئے جینز کی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا لبوں پر قاتلانا مسکراہٹ سجائے ہاں وہی تھا آنکھیں کیسے بھول سکتی ہیں اس کے چہرے کو جس کے ہر ہر نقش کو نظروں نے بوسے دیے ہوں۔ یہ وہی تھا جس کی سال بھر سے دل پر حکومت ہوا کرتی ہے۔ یہ وہی تھا جو رگوں میں بہتے خون کی روانی کا موجب بن گیا تھا۔ ہاں یہ وہی تھا جس کے ملن کی، ایک جھلک کی، دعا جسم کا رواں رواں کرتا تھا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں کو موبائل سکرین پر جمائے ہوئی تھی جب صندل کی آواز کانوں میں پڑی۔

www.novelsclubb.com

"یہ وہی بھائی ہیں جن کے دوست ہیں صفدر بھائی انہوں نے ہی ہیلپ کی تھی آپ کی اس دن اور یہ ہماری گل کی محبت، میرے بڑے بھائی "

سن تو سب کچھ رہا تھا پر لبوں پر جو مسکراہٹ رقصاں تھی کچھ دیر پہلے اب ہوا ہاتھ میں اٹھائے ایسی تھمی کہ سب کچھ رک جانے جیسا احساس ہوا۔

بس وہ تھی جو دور گھنے جنگل میں کھڑی اونچی اونچی بین کر رہی تھی۔ پر اب کوئی نہیں تھا ہر مشکل سے ہاتھ بڑھا کر بچا لینے والا، وہ گلا پھاڑ کر رو رہی تھی اور وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا وہ تو کبھی خیالوں میں ایسی گستاخی نہیں کرتا تھا پھر آج کیوں اذفرین کا یہ بین سنائی نہیں دے رہا تھا اسے کیوں احساس نہیں تھا وہ جنگل میں اکیلی ہے۔

"علیدان دلاور"

صندل چھکتے ہوئے نام بتا رہا تھی۔ وہ نام جو اس کے دل پر پہلے سے کھدا تھا ہاں اب خون سا رسنے لگے تھا۔ کسی نے خنجر سے پکڑ کر مٹانے کی کوشش میں زخم ہرا کر دیا تھا۔ پھانس تھی کوئی جو اٹک گئی تھی سینے میں یا پھر کوئی کھڑا اگلا ہی دبا رہا تھا۔

سامنے بیٹھے دنوں چہرے جن پر زندگی کی ہر خوشی کی رمق موجود تھی مسکرا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

ہائے ری۔۔۔۔قسمت تو ملا بھی تو میرے ہی محسن کی محبت بن کر۔وہ مسکرائی تھی ایسے جیسے کسی نے کنپٹی پر بندوق دھر کر کہا ہو۔ مسکرا اذفرین خلیل نہیں تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

" ب۔۔ہ۔۔۔ت۔۔۔بہت پیاری۔۔۔جوڑی ہے"

آہ وہ بول پڑی تھی۔۔مردے بھی بول پڑتے ہیں جناب۔۔۔

وہ آوز تو جیسے کسی کنویں سے سنائی دینے جیسی آواز تھی۔پر سامنے بیٹھے دونوں نفوس کیا جانیں کے اس لڑکی پر انجانے میں ہی کیا ظلم ڈھا دیا ہے۔

" بھائی اسی رات آگۓ تھے آپ کا بہت پوچھا صفدر بھائی اور علیدان بھائی نے، پھر میں نے آپکے پیغام کے بارے میں بتایا اور ریکویسٹ کی اس بات کو یہیں پر ختم کر دیتے ہیں "

www.novelsclubb.com

صندل روانی میں بولے جا رہی تھی اور وہ اسی دلدل میں دھنس رہی تھی جس سے کبھی کسی مضبوط ہاتھ نے اسے کھینچ کر نکال لیا تھا۔دلدل کا گدلہ گاڑھا پانی اب منہ میں گھسنے لگا

اوہ اس نے کیا سوچا ہوگا میرے بارے میں اتنی گری ہوئی لڑکی ہوں میں

سانس۔۔۔۔سانس۔۔۔۔۔ نہیں آرہا تھا۔ چہرہ زرد ہوا اور پھر سفید ہونے لگا۔ اذفرین کا دھواں دھواں چہرہ اب اوز گل اور صندل سے چھپا نہیں رہ سکا تھا۔ گھنی پلکیں گالوں پر پھڑ پھڑا رہی تھیں۔

'' اویری تھنگ از اوکے اذفرین ''

صندل نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر فوراً اس کے کندھے کو تھام کر سوال کیا۔ اذفرین نے خالی سی نظریں اس کی طرف گھمائی یں۔

وہ نہیں کرتا محبت وہ تو خوش ہے اپنی زندگی میں شادی ہونے والی ہے اور وہ بھی اتنی پیاری لڑکی سے اور اوز گل کے چہرے پر رقص کرتا وہ لجایا سا پن اس بات کا گواہ تھا کہ یہ آگ یک طرفہ تو نہ تھی جو اسکے گال کو جلا کر گلابی کر رہی تھی۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کچھ تھا جو آنکھوں میں مرچیں سے چبھو گیا تھا اب نہیں رکنا یہاں ۔وہ ایک دم سے اٹھی۔

وہ۔۔۔جارج۔۔۔جارج۔۔۔کہاں رہ گیا ابھی تو یہاں تھا میں اسے دیکھ کر آتی "

" ہوں

بوکھلائی سی اٹھی تھی ایسے جیسے موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی کو کوئی سنبھالے کہ کوئی موتی گرنے نا پائے۔قدم رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہا تھا۔جارج کی خبر تو نہیں تھی مگر اپنی روح کو ضرور تلاش کرنا تھا جو جسم کو بے جان چھوڑے بھٹکنے لگی تھی۔

ہوش و خرد سے مفلوج وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ان کے لاونج سے نکلتی پورچ سے ہوتی اب گیٹ سے باہر آگ ئی تھی

بس۔۔۔۔۔

بس۔۔۔۔

بس۔۔۔

بہنے لگا تھا سیال گرم تپتا سا مادہ

www.novelsclubb.com

بہہ گیا اور پھر بہہ گیا گال تر تھے تو دھندلہ گیا تھا سامنے کسی گھر کے گیٹ کا منظر ہر گھر کے گیٹ پر ایک عدد لائیٹ روشن تھی اب تو ہر روشنی کی شاخیں سی نکل آئی تھیں جو آگے سے نوکیلی تھیں

شفاف پانی کی ایک تہہ تھی جو آنکھوں پر چڑھ گئی تھی۔ تو اذفرین خلیل آج یہ گماں بھی ختم ہوا وہ چاہتا ہے تمہیں چاہے کہیں بھی سانس لے رہا ہو۔

کس اسم کی ہے تلاش مجھے

کوئی پنکھ بن کر میں اڑ چلوں

یہ عشق کا جنوں ہے کہ

www.novelsclubb.com

ہر جنوں کو میں چھوڑ دوں

یہاں منزلیں کسے ملیں فقط

یہاں منزلوں کی تلاش کہاں

یہ علم عشق بیاں ہے کہ

کہ عشق میں کوئی بھی بیاں نہیں

ماہم ہاشمی

****

ڈھیلے سے چیک دار ٹراؤزر اور سیاہ ٹی شرٹ میں ملبوس وہ لیپ ٹاپ اٹھائے لان میں آیا تھا شام کے چار بج رہے تھے۔موسم خوشگوار تھا اور پتا نہیں ہوا میں عجیب سا سرور تھا کہ کمرے کی کھڑکی سی آتے ہوا کا جھونکوں نے مجبور کیا کہ وہ لان میں آگیا تھا۔

دبئی سے وہ صبح سات بجے کی فلائیٹ سے گھر واپس آیا تھا۔اور پھر بھرپور نیند لینے کے بعد کچھ دیر پہلے ہی اٹھا تھا۔کچھ بزنس ایمیلز تھیں جن کو آج گھر بیٹھ کر ہی وہ چیک کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

لان میں آیا تو حیران سا ہوا ادیان لان میں کسی چھوٹے سے بچے کے ساتھ بیڈمنٹن کھیل رہا تھا۔علیدان نے آنکھیں سکیڑ کر بغور بچے کو پہچاننے کی ناکام کوشش کی پر آج سے پہلے وہ بچہ کبھی یہاں گھر میں نظر نہیں آیا تھا۔

ایسے ہی حیرت سے بچے کو دیکھتا وہ اب قریب آ گیا تھا۔

"یہ کون ہے بھئی چھوٹا سا پلیر؟ "

پاس آ کر تجسس سے آبرؤ چڑھائے ادیان سے پوچھا۔ادیان نے سانس کو بحال کرتے ہوئے مسکرا کر جارج کی طرف دیکھا اور پھر علیدان کی طرف متوجہ ہوا۔

" بھائی حسیب بھائی کی خالہ کا گرینڈ سن ہے تین دن ہوئے چاچو کے پورشن میں شفٹ ہوئے ہیں یہ لوگ "

ادیان نے قریب ہو کر جارج کے بالوں میں ہاتھ چلایا۔علیدان نے بے ساختہ نظر اٹھائی تو بہادر ولاز کے ٹیرس پر پڑی وہ بزنس ڈیل کے سلسلے میں پانچ دن سے دبئی میں تھا تو یہ انقلاب یقیناً اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔ادیان تو ویسے بھی بچوں کا دیوانہ تھا اس لیے بہت جلد دوستی بھی کر لی تھی۔

www.novelsclubb.com

بچے پر ایک نظر ڈال کر وہ کچھ دوری پر موجود لان چئیر پر براجمان ہوا۔وہ لیپ ٹاپ کو کھولے مصروف سے انداز میں ٹانگیں پسارے بیٹھا تھا جب پاس سے باریک سی آواز ابھری جارج اس کے بلکل پاس کھڑا تھا۔

ادیان کان کو موبائل لگائے شائی دکسی سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا اس لیے یہ لیٹل چیمپ اب اس کے پاس آگیا تھا۔

"کیا آپ ورزش زیادہ کرتے ہو؟ "

جارج نے علیدان کی ٹی شرٹ کی آدھی آستینوں سے جھلکتے کسرتی بازؤں پر نظر جمائے حیرت سے سوال کیا۔ وہ انگریزی میں بات کر رہا تھا علیدان نے پہلے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں اپنے بازؤں پر نظر ڈالی۔ وہ بہت پرکشش دبلا پتلا سا لڑکا تھا اور اس کہ چہرے پر موجود معصومیت اسے نظرانداز کرنے نہیں دے رہی تھی۔

" نہیں تو اتنی تو نہیں کرتا ورزش "

علیدان نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے جواب دیا۔ جارج پھر سے حیران ہو کر اس کے بازو دیکھنے لگا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ علیدان بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو روک نہیں پا رہا تھا۔

" تو پھر یہ مسلز کیسے بنائے آپ نے؟ "

معصومیت سے سوال کرنے کے بعد اب وہ ایک انگلی کو منہ میں لے چکا تھا جبکہ نظریں ستائشی انداز میں اس کے بازو اور ٹی شرٹ میں پھنسے چوڑے سینے کو دیکھ رہی تھیں۔

" تو یہ کیسے بنے آئی رن مین جیسے ؟، مجھے بھی بنانے ہیں ایسے "

جارج نے نظریں اٹھا کر علیدان کی طرف دیکھا اور پھر خواہش ظاہر کی جس پر علیدان بے ساختہ قہقہہ لگا گیا۔ جبکہ وہ ویسے ہی اشتیاق سے جواب کا منتظر تھا۔

اوکے بن سکتے ہیں آپ کے بھی پر کچھ رولز ہیں ہیرو چلو مجھے یہ بتاؤ آپ کہ۔۔۔۔ "

"آپ دودھ پیتے ہو روز ؟

علیدان نے ہنسی پر قابو پا کر اب دلچسپی سے اس کے باریک سے بازو کو پکڑ کر سوال کیا۔

" نہیں "

www.novelsclubb.com

جارج نے معصومیت سے جواب دیا۔ جس پر علیدان نے ہونٹ باہر نکال کر بچوں کی طرح افسوس کا اظہار کیا۔

اوہ ویری بیڈ تو پھر یہ کیسے بنیں گے مسلز یہ تو دودھ پینے سے کھانا کھانے سے بنتے ہیں "

"

علیدان نے پیشانی پر مصنوعی لکیریں ڈال کر کہا تو جارج واقعی سوچ میں پڑ گیا۔

" دودھ روز پینا ہو گا کیا؟ مام تو دیتی ہیں پر میں چھپ کر گرا دیتا ہوں "

جارج نے لبوں کو باہر نکالے گردن کو ایک طرف ڈھلکایا۔

" اوہ۔۔۔۔ یہ غلط بات ہے بھ ئی ایسے مسلز نہیں بنیں گے اب سے دودھ مت پھینکنا اوکے اور پھر دیکھنا یہ مسلز بن جائی یں گے "

علیدان نے ہنستے ہوئے اس کے گال تھپتھپا کر بات ختم کی اور پھر سے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔

ازفرین جارج کو دیکھنے کے لیے ٹیرس پر آئی تو سامنے لان کا منظر دیکھ کر ششدر رہ گ ئی

۔

www.novelsclubb.com

ستم گر، دل کا بادشاہ، سامنے جارج کے ساتھ باتیں کرتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ دل کی رفتار اس پر نظر پڑتے ہی ایسے بڑھی کہ کانوں میں ڈب ڈب کی آواز گونج گ ئی۔ تین دن سے تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ وہ آسٹریلیا ہو گا۔

بدلہ تو نہ تھا وہ ایک سال میں۔۔۔ویسا ہی تھا ایک نظر میں دل دھڑکا کر رکھ دینے والا۔آہ پوری ہوئی آج اس کو ایک جھلک دیکھ لینے کی دعا وہ اتنا پاس تھا پر میرا نہیں تھا۔اس کو تو شائد میں یاد بھی نہیں رہی ہوں گی کتنا مصروف کتنا خوش لگ رہا ہے۔وہ جارج سے باتیں کر رہا تھا قہقہہ لگا رہا تھا۔

وہ یونہی اس کے دیدار سے آنکھوں کو سیر کرتی مجسم سی بنی کھڑی تھی جب جارج کی آواز کانوں میں پڑی۔

"مام۔۔۔مام۔۔۔۔۔مام"

اذفرین نے بجلی کی سی تیزی سے رخ موڑا اور فوراً تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے میں داخل ہوئی اور دل پر ہاتھ رکھے دیوار کی اوٹ میں یوں خود کو چھپایا جیسے وہ دیوار کے پار بھی دیکھ لے گا۔وہ تو علیدان کو دیکھنے میں اتنا کھو گئی تھی کہ اندازہ ہی نہ ہوا پاس کھڑا جارج کب سے اسے یوں علیدان پر نظریں جمائے کھڑا دیکھ رہا ہے۔

جارج کے یوں چیخنے پر علیدان نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ سامنے بہادر ولاز کے ٹیرس کی طرف دیکھتے ہوئے چلا رہا تھا۔ٹیرس پر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

'' وہاں تھیں کیا ٹیرس پر، بلا رہی ہوں گی آپکو جاؤ اپنے گھر ''

علیدان نے ایک نظر ٹیرس پر ڈال کر جارج کی طرف دیکھا جو اب عجیب سی نظروں سے علیدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

'' نہیں وہ بلا تو نہیں رہی تھیں وہ تو آپ کو دیکھ رہی تھیں ''

جارج نے معصومیت سے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو علیدان حیران سا ہوتے ہوئے ہنس دیا۔ایک دفعہ پھر سے ٹیرس کی طرف دیکھا۔ جبکہ وہ اب بڑے انداز میں بازو مارتا ہوا گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

'' مجھے دیکھ رہی تھیں ''

علیدان نے ہنستے ہوئے سر کو ہوا میں مارا اور پھر سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر جما دی۔

www.novelsclubb.com

اور وہ دیوار سے لگی دھیرے دھیرے زمین پر بیٹھتی چلی گ ئی۔ وہ کیا جانے میں کتنی محبت کرتی ہوں اس سے۔اللہ۔۔۔۔دعا کو بدل دے آج۔۔۔

سال بھر سے اس کے ملن کی دعا مانگی آج جدائی مانگتی ہوں پھر سے تا حیات جدائی روح سے دل سے ذہن سے ہر جگہ سے نقش مٹا دے اس کا۔

وہ رو رہی تھی گھٹنوں کو بازؤں میں سمیٹ کر رو رہی تھی۔

****

جارج کے ساتھ جاگنگ کے لیے آتے آج اُسے تیسرا دن تھا۔ یہ سوسائٹی کا سب سے بڑا پارک تھا جہاں صبح کے وقت بہت سے لوگ جاگنگ کے لیے اور ورزش کے لیے آتے تھے۔

علیدان کو دیکھ لینے کے بعد رات بھر وہ روتی رہی تھی جس کی وجہ آج سر بہت بھاری ہو رہا تھا جارج کو اتنا منع بھی کیا پر وہ ضد کرنے لگا جس کے آگے وہ ہار گئی تھی۔

وہ جارج کے ساتھ قدم سے قدم ملائے چل رہی تھی جب ایک دم سے گھبرا کر رکی سامنے بہت بڑے منہ والا کتا کھڑا تھا وہ شائد اپنے مالک سے رسی چھڑوا کر بھاگ آیا تھا۔ وہ کوئی عام کتا نہیں تھا اس کا قد کاٹھ عام کتوں سے کافی بڑا تھا اور منہ بھی خوفناک سا تھا اس کے گلے میں بھورے رنگ کی بیلٹ تھی جس کا ایک سرا زمین پر گرا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اذفرین نے قدم قدم آہستہ آہستہ جارج کے کندھے کو پکڑ کر پیچھے ہٹنا شروع کیا کیونکہ کتے کے گھورنے سے اذفرین کو اس کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔

"جا۔۔۔ر۔۔۔۔ج بھاگو"

گھبرائی سی آواز میں پاس کھڑے جارج کا کندھا ہلا کر کہا۔خوف کی وجہ سے آواز لڑکھڑا سی گئی تھی۔

"مام کچھ نہیں ہوتا"

جارج نے لاپرواہی سے کہا۔جارج کا ایسے کہنا ہی تھا کہ کتا غراتا ہوا آگے بڑھا۔اس کی آواز ایسی خوفناک تھی کے اذفرین کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"جارج۔ج۔ج۔ج۔ج۔بھاگو۔و۔۔و۔و۔"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے چیختے ہوئے کہا اور سرپٹ پیچھے کو دوڑ لگائی اس کا یوں دوڑنا تھا کہ کتا چوکنا ہو کر اذفرین کے پیچھے بھاگنے لگا۔اب اذفرین چیختی ہوئی آگے تھی اور کتا جارج کے پاس سے پھلانگتا اذفرین کے پیچھے تھا۔

"مام کچھ نہیں ہوگا رُک جائیں۔۔۔۔مام۔۔۔۔۔مام۔۔۔"

جارج وہیں کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا اذفرین کو روک رہا تھا پر وہ تو سر پر پیر رکھے بس دوڑے ہی جا رہی تھی اور کتا اس پر مسلسل بھونکتا ہوا اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

جارج افسوس سے سر مارتا ہوا پیچھے بھاگا کچھ دور ہی گیا تو افسوس سے ماتھے پر ننھا سا ہاتھ زور سے مارا اذفرین درخت کی شاخ پر بیٹھی تھی اور کتا نیچے کھڑا مسلسل اس پر بھونک رہا تھا۔ کتا بھی بچارا کیا کرتا اذفرین کی ساری حرکات ہی مشکوک تھیں۔

جارج نے کتے کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی پر ناکام رہا کمر پر ہاتھ دھرے مدد طلب نظروں سے ارد گرد دیکھا تو سامنے موجود نفس پر نظر پڑتے ہی دوڑ لگا دی۔

"آئی رن مین۔۔۔۔آئی رن مین رکو"

عقب سے آتی چیختی سی باریک آواز پر اس کے جاگنگ کرتے قدم رک گئے تھے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو جارج پریشان حال سا کھڑا تھا سانس بھی چڑھا ہوا تھا۔

"وٹ ہیپن لٹل چیمپ اویری تھنگ از اوکے؟"

علیدان نے ایک نظر میں ہی اسے پہچان لیا تھا وہ کل شام والا بچہ تھا اس کی گھبرائی شکل دیکھ کر علیدان فوراً اس کے پاس آیا۔

"میری مام سٹک ہو گئی ہیں درخت پر نیچے ایک کتا کھڑا ہے جو ان پر بھونک رہا ہے ان کو مدد چاہیے"

جارج نے گھبرائی سی آواز میں کہا اور پلٹ کر درخت کی طرف بھاگنے لگا جہاں اذفرین موجود تھی علیدان فوراً اُس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

کچھ دوری پر ہی ایک درخت کے نیچے کتا بھونک رہا تھا اور کوئی لڑکی اوپر دبک کر گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔

علیدان نے قریب جا کر کتے کو ہاتھ کے اشارے سے ڈرایا تو وہ دم ہلاتا ہوا ایک طرف چل دیا۔

کتے کو بھگانے کے بعد جیسے ہی پیچھے مڑا تو جیسے طلسم تھا کوئی جس کے زیر اثر آنکھیں، دل، روح، رگوں میں بہتا خون سب کچھ منجمند ہو گیا۔

وہ تھی یا نہیں بے یقینی بد حواسی کیا تھا جو بھی تھا پر بازوؤں پر موجود بال کھڑے ہو گئے تھے۔اور ہر بال کے نیچے موجود جلد دانوں کی شکل میں ابھر گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہی چہرہ جو ہزاروں چہروں میں وہ پہچان جائے وہ آنکھیں ان کو ڈھکتی پلکیں وہ سہم کر اوپر کو اچکی بھنویں۔ چہرے کے ارد گرد لٹکتی ریشمی بالوں کی لٹیں اس جیسا تو کوئی تھا ہی نہیں اسکا تو ہم نام کوئی نا تھا تو اس کا ہمشکل کون ہو سکتا تھا۔

بوڑھی آواز کی بازگشت گونجنے لگی تھی۔ ایک پل میں سب سمٹ گیا تھا وقت رک گیا تھا۔

ایک وقت ایسا ہے جس میں بھیڑ کم ہوتی ہے وہ خود پکارتا ہے

کوئی ہے۔۔۔

کوئی ہے۔۔۔

وہ ہی تھی وہ جس کے لیے وہ رات کے درمیانے پہر اٹھ اٹھ کر گڑ گڑایا تھا۔ وہ بھی یوں ہی ساکن بیٹھی تھی۔ چہرہ سفید پڑ گیا تھا اسکا۔

www.novelsclubb.com

" مام نیچے آئی یں اب کتا چلا گیا ہے "

جارج کی چیختی آواز پر علیدان نے چونک کر جارج کی طرف دیکھا۔

" مام آئی یں نیچے "

جارج ہاتھ سے اشارے کرتا اذفرین کو نیچے آنے کا کہہ رہا تھا۔

مام کا لفظ ایسا تھا جس پر وہ الجھ سا گیا تھا بے یقینی سی اذفرین کی طرف دیکھا جو ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔

سر پر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 22

جارج کے بار بار پکارنے پر وہ جیسے سکتے کے عالم سے ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔ہاں وہ سامنے کھڑا تھا حیران سا پریشان سا کیا سوچ رہا ہو گا کیوں ایسے سا کن سا کھڑا ہے۔ذہن انگنت سوالات بننے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ چھلانگ لگا کر نیچے اتری تھی جارج تالیاں بجا رہا تھا۔پر سامنے کھڑا شخص ابھی بھی ویسے ہی بے یقینی میں تھا۔یہ وہ لمحہ تھا جب دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب ہو جانا تھا پر یہ کیا وہ تو تھم گ ئی تھیں۔

ایک شیشہ تھا جو گرا تھا زمین پر اور کرچی کرچی ہو گیا تھا اس شیشے کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں میں بہت سے لمحے ایک فلم کی طرح چل رہے تھے۔

ایک نوکیلے سے ٹکڑے میں وہ اذفرین کا ہاتھ پکڑے دوڑ رہا تھا۔

ایک چوڑے ٹکڑے میں وہ اذفرین کو درخت پر چڑھا رہا تھا ہاتھ اس کی نازک سی کمر کو تھامے ہوئے تھے۔

ایک ٹکڑے میں وہ سسکتی ہوئی بچوں کی طرح اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔

ایک ٹکڑے میں وہ پتھر پر پانی سے نچڑی ہوئی لیٹی ہوئی تھی اور علیدان اُس کی سانسوں سے سانسیں ملائے اسے ہوش دلا رہا تھا

ایک ٹکڑے میں جلنے کی تکلیف میں وہ تڑپتی ہوئی اس کے ساتھ لگی تھی

www.novelsclubb.com

ایک میں ہنس رہی تھی

ایک میں رو رہی تھی

ایک میں اس کے پٹی باندھ رہی تھی

ایک میں اس کے بہت بہت قریب لیٹی تھی

اور آخری ٹکڑے میں وہ اسے پھول پکڑا رہا تھا۔

بکھر گیا تھا سب سب بکھر گیا تھا۔ ہر لمحہ الگ الگ ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکڑوں میں تھا۔

سب ختم تھا سب کچھ۔

ایک طوفان سا تھا جس کے جھکڑ ذہن کی دیواروں سے ٹکرانے لگے تھے۔ وہ مل گئی تھی دعائیں پوری ہوگئی تھیں پر ایسے کہ وہ کسی اور کی تھی۔

اس سے بڑھ کر زندگی میں اذیت کا پل کیا ہوگا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ارد گرد سب کچھ گھوم رہا تھا۔

اذفرین نے نظریں جھکائیں اور جارج کے قریب ہوئی علیدان کی سوالیہ نظروں سے وہ پل پل شرمندگی کے گڑھے میں گڑ رہی تھی۔ چہرہ فق تھا تو پلکیں بھاری ہوگئی تھیں جن پر شرمندگی کے پتھر دھرے تھے۔۔۔

کیا سوچ رہا ہوگا کہ پوچھے مجھ سے کہ تمہارا کیا رشتہ تھا اس آدمی سے۔ پر کیوں پوچھے اس کا پوچھنے کا ہی کیا رشتہ تھا۔ بس ملے تھے دو اجنبی وقت گزارا ایک دوسرے کا سہارا بنے اور بس وہ خوش ہے شادی ہونے والی ہے اوز گل کے ساتھ

جب سے یہ پتہ چلا تھا کہ وہ اس کے لیے کوئی جزبات نہیں رکھتا اور اس دانش نامی آدمی کا ٹاکرہ علیدان سے بھی ہو چکا ہے دل میں دھواں سے بھر گیا تھا اس بات کو لے کر۔ یہی وجہ تھی اب اس کے سامنے کھڑے رہنا دنیا کا سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔

" چلو جارج "

جارج کا ہاتھ تھام کر وہ سر جھکائے تھوڑا سا آگے بڑھی۔ پر علیدان ہنوز اسی حالت میں کھڑا تھا۔ ایسے جیسے مجسم ہو جائے کوئی ایسے جیسے کسی کی آخری ٹرین بھی چھوٹ جائے اور وہ سٹیشن پر دور جاتی ٹرین کو دیکھ رہا ہو۔ اس ٹرین کو جس نے منزل تک پہنچانا تھا۔

" تھنکیو آئی رن مین "

جارج نے پیچھے مڑ کر علیدان کو ہوا ہاتھ میں اٹھا کر ہلاتے ہوئے کہا۔ پر اس کے ہلتے ہاتھ سے زیادہ اس کا ذہن اس کے ساتھ قدم اٹھاتی لڑکی کے پیروں میں اٹکا تھا۔ وہ قدم قدم اس سے دور ہو رہی تھی۔

تو علیدان دلاور اللہ نے تمھاری آزمائش تمہارا انتظار ختم کیا اور ایسے کیا کہ تمہیں دکھا دیا وہ تمھاری نہیں۔ دیر ہو گئی بہت دیر بس وہ نہیں تھی اس کی قسمت میں۔

وہ جا چکی تھی اور وہ وہیں کھڑا تھا۔ کچھ دوری پر رکھا بینچ چھاؤں میں تھا۔ لوگ ہنستے ہوئے جاگنگ ٹریک پر سے گزر رہے تھے۔ جن کے ہنستے ہوئے چہرے ایسے تھے جیسے اس کا تمسخر اڑا رہے ہوں۔

وہ دیکھو لٹا ہوا

www.novelsclubb.com

وہ دیکھو ہارا ہوا

وہ دیکھو جس کی دعائیں آج کھڑی اس پر قہقہے لگا رہی ہیں۔ کوئی تو گناہ ایسا تھا جس کی یہ سزا تھی۔ کیا ہو گا وہ گناہ وہ ذہن پر زور ڈالے ہوئے تھا۔۔۔

وہ گناہ کیا ہو سکتا ہے۔۔۔

لوگ اس کے پاس سے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے واپس جا رہے تھے اور وہ وہیں سوچ میں ڈوبا کھڑا تھا بچپن سے لے کر اب تک کے سارے لمحات سب کچھ ذہن میں دہرا لیا پر ایسا تو کوئی گناہ نہیں تھا یا خدا جس کی پاداش میں یہ سزا دی اسے لا کر سامنے کھڑا بھی کر دیا اور چھین بھی لیا۔

بنچ آدھے سے زیادہ دھوپ اوڑھ چکا تھا پر وہ وہیں کھڑا تھا۔

پارک میں اب کوئی نہیں تھا۔ پر وہ۔۔۔۔وہیں۔۔۔۔کھڑا۔۔۔تھا۔

****

"شکر ہے بیٹا میں بہت بہت خوش ہوں"

www.novelsclubb.com

زیب بیگم نے فرط محبت سے علیدان کی پیشانی ہی چوم ڈالی۔ بات ہی ایسی تھی علیدان نے اوز گل سے شادی کے لیے ہاں کر دی تھی۔

علیدان گم سم سا ان سے الگ ہوا۔ تین دن کمرے میں بند رہنے کے بعد وہ آج باہر نکلا تھا۔ تین دن کی بڑھی ہوئی شیو مخمور سی سوجی ہوئی آنکھیں بکھرے سے بال سوکھے پپڑی سی

جسے لب تین دن سے وہی نائی ٹ ٹرایوزر شرٹ میں ملبوس وہ زیب بیگم کے سامنے کھڑا تھا۔

"تمھارے بابا بھی بہت بہت خوش ہوں گے بس اب جلدی سے شادی کی ڈیٹ فکس کر دیں گے ہم لوگ"

زیب بیگم کو خوشی سے سانس چڑھا ہوا تھا۔پر بار بار چور سی نظر علیدان کے چہرے پر ڈال رہی تھیں جواب اداس سی شکل بنائے موبائل پر جھکا ہوا تھا۔کچھ تھا جوان کو کھٹک رہا تھا بری طرح۔

علیدان بیماری کا بہانہ کر کے تین دن تک کمرے میں بند رہا اور اب باہر نکلتے ہی آ کر کہنے لگا مما شادی کر دیں اس سال ہی۔

عجیب سا تھا کچھ جوان کی اتنی منت سماجت پر بھی متوقع نہیں ہوا تھا۔وہ تو اس لڑکی کو بھولنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا پھر یہ کیسی کایا پلٹ تھی۔کچھ یاد آ جانے پر انہوں نے بغور علیدان کو دیکھا۔

"اچھا سنو وہ حسیب کی طرف کھانا ہے ہم سب کا تو وہ اس دفعہ بہت زیادہ اسرار کر رہا تھا کہ علیدان بھائی ضرور آئی یں"

زیب بیگم نے سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے کہا۔علیدان نے آنکھ اٹھا کر بے زار سا منہ بنا کر ان کی طرف دیکھا۔ کہاں دل چاہ رہا تھا کہیں جانے کا وہ شروع سے ہی اس طرح چپ چپ سی طبیعت کا مالک تھا اور اب عشق کے روگ نے تو اور لوگوں سے دور کر دیا تھا۔

"پلیز بیٹا ایسا مت کرو بہن کے سسرال کا معاملا ہے کیا سوچیں گے وہ لوگ، پتہ نہیں کیوں نہیں آتا صندل کا بڑا بھائی"

زیب نے خفگی بھرے لہجے میں شکوہ کیا۔ جبکہ نظریں اس کے عجیب سے انداز کو مسلسل جانچ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بتا دیجیے گا جس دن جانا ہوا"

علیدان نے گہری سانس لے کر بیٹھی سی آواز میں جواب دیا اور پھر ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے آگے بڑھ گیا۔

"آج رات کو ہے ڈنر اب نکل نہ جانا کسی دوست کی طرف"

وہ سر جھکائے کمرے سے باہر نکل رہا تھا جب زیب بیگم نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اور وہ بنا کوئی جواب دیے بنا پلٹے وہاں سے جا چکا تھا۔

وہ الجھی سی پریشان صورت بنائے اس کی پشت کو تکتی رہ گئی یں۔

****

مخملی سے ہاتھ لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر رقص کر رہے تھے اور سکرین پر فیس بک مسینجر پر الفاظ ٹائپ ہو رہے تھے۔

"علیدان پر میں چاہتی ہوں نہ اب کہ ہم فون پر بھی بات کریں"

اوزگل نے بچوں کی طرح خفا سی صورت بنائے مسیج ٹائپ کیا۔ اپنے کمرے میں بیڈ پر آلتی پالتی مارے وہ گود میں کشن کے اوپر لیپ ٹاپ رکھے بیٹھی تھی۔

وہ اب کوفت کا شکار ہونے لگی تھی عجیب تھا سب جس میں وہ اکثر الجھ جاتی تھی علیدان سب میں ہوتا تو اس کی طرف نظر تک اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور ایمیلز اور چیٹ میں محبت کے سمندر بہا دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

جب کبھی اذفرین زیادہ شکوہ کرتی اس بات کا تو یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ صندل ہے گھر میں تو اسے عجیب لگتا کہ وہ اپنی جوان بہن کے سامنے یوں اپنے ہونے والی بیوی سے بات کرے۔

اوزگل یہ سب سن کر اپنے مچلتے دل کو سمجھا لیتی تھی جو اس سے بات کرنے کے لیے گھومنے پھرنے کے لیے بے تاب ہوتا تھا۔

اور آج بھی ایسا ہی ہوا تھا جب اس نے صندل کو حسیب سے باتیں کرتا دیکھا تو عجیب سے خواہش نے دل میں سر اٹھالیا تھا کہ علیدان اس سے فون پر لمبی لمبی باتیں کیا کرے۔اور اسی خواہش کا اظہار وہ اب کر چکی تھی۔

"نہیں اوزا ایسا ممکن نہیں ہے تمہیں پتا ہے میری نیچر کا میں زیادہ باتیں نہیں کر سکتا ہوں اور فون پر تو بلکل نہیں"

ادیان نے پریشان سی صورت بنائے پیغام ٹائپ کیا۔اوزگل کے سوال پر وہ کچھ دیر تو ساکن سا ہو گیا تھا کیا جواب دے اس کو پھر کچھ سوچ کر جواب ٹائپ کر دیا جب سے

صندل نے یہ بات ذہن میں ڈالی تھی کہ وہ یہ سب بہت بہت غلط کر رہا اور یہ اوز گل کے لیے بہت بڑی پریشانی بن سکتا تھا وہ بھی اس دن سے پریشان رہنے لگا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے کوئی بات نہیں آپ پریشان نا ہوں"

اوز گل نے جلدی جلدی علیدان کی ناراضگی کے خوف سے جواب ٹائپ کیا۔ دوسری طرف پھر خاموشی تھی۔ پتا نہیں کیا وجہ تھی وہ اب اس سے بات کرنا بلکل ختم کر چکا تھا بس جب وہ زبردستی چیٹ کرتی تو وہ چند ایک جواب دیتا اور بس۔ وٹس ایپ پر اور ٹیکسٹ پر بات کرنے سے وہ سختی سے منع کر چکا تھا۔ بس نیٹ پر بات کرتا جہاں وہ اب بہت کم آن لائن آتا تھا۔

"اچھا کل میں نے سوپ بھجوایا تھا کمرے میں کیسا لگا آپکو"

اوز گل نے نچلے لب کو دانتوں میں دبائے آنکھوں میں شوخی بھر کر سوال ٹائپ کیا پر دوسری طرف سے وہ جا چکا تھا۔ آف لائن سٹیٹس کو بے بسی سے دیکھتے ہو دل اداس ہوا اور لبوں کو باہر نکالے لیپ ٹاپ سکرین کو بند کر دیا۔

****

وسیع عریض لمبے سے کھانے کے میز کے گرد لگی کرسیوں پر موجود تمام نفوس ہلکی پھلکی گفتگو میں مصروف تھے۔ یہ حسیب کے گھر کا ڈائی نگ ہال تھا جہاں اس وقت میر دلاور ولاز کی ساری فیمیلی، مائی دہ بیگم، اذفرین، جارج اور حسیب کے اپنے گھر والے موجود تھے۔

ہلکی ہلکی برتنوں کی آوازوں میں بڑوں کی بھی مدھم مدھم آواز سنائی دے رہی تھی۔

" اب ان شااللہ دو جوڑوں کی شادی نہیں تین جوڑوں کی ہو گی "

صوفیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو کھانے کی میز پر سب کی سوالیہ نظریں ان کی طرف اٹھیں۔ ہلکی پھلکی گفتگو کا رخ اچانک شادیوں کی طرف ہو گیا تھا جس پر حسیب کی والدہ نے خوشی سے معنی خیز انداز میں بات کی۔

" میر ابھانجا بھی آرہا ہے کچھ ماہ تک تو میں نے اور مائی دہ نے سوچا ہے کہ اذفرین اور نجف کا بھی نکاح ساتھ کریں گے تو اب حسیب اور علیدان کے ساتھ نجف کی بھی شادی ہو گی "

صوفیہ نے محبت سے پاس بیٹھی مائی دہ بیگم کی طرف دیکھا جو مسکرا کر تائید میں سر ہلانے لگی تھیں۔سب لوگ مسکرا دیے تھے صندل اور اوز گل تو چہک کر اذفرین کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔سب لوگ اس بات سے خوش ہو رہے تھے اس بات سے یکسر انجان کے کسی کے سر پر تو بمب پھوٹ گیا۔اور چاول کا چمچ جو خوارک کی نالی میں جانا تھا اچانک سے اس کی سانس کی نالی کا رخ اختیار کر گیا تھا۔

علیدان اس بری طرح کھانس رہا تھا کہ سب پریشان ہو گئے تھے کوئی اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھا رہا تھا تو کوئی اس کی پیٹھ کو سہلا رہا تھا۔

اذفرین ہونق بنی دیکھ رہی تھی۔اوز گل کی صورت رو ہانسی ہو چلی تھی اس کا بس نہیں تھا اٹھے اور علیدان کی پشت خود سہلانے لگے۔

علیدان نے بمشکل پانی حلق سے نیچے اتارا۔آنکھیں کھانس کر سرخ ہو گئی تھیں ۔اس کی حالت کچھ بہتر ہوتے دیکھ کر سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔

تف ہے مجھ پر بنا کچھ پوچھے جانے اللہ سے شکوے شکائی تیں لے بیٹھا تین دن سے تہجد میں وہ شکوے ہی تو کر رہا تھا خدا سے کہ اے اللہ کیا میری دعاؤں میں میری محبت میں کوئی سچائی نہیں تھی جو وہ یوں کسی اور کی ہو گ ئی تھی۔

اور آج جب اسے یوں حسیب کے گھر دیکھا تو دل چاہ بھاگ جائے یہاں سے کہیں چھپ جائے کیا اتنی اذیت دینے کا ارادہ کر لیا ہے اللہ نے کہ اسے بار بار میرے سامنے لائے گا۔ پر اب سمجھ آیا آج وہ یہاں کس لیے موجود تھا۔ اذفرین کی شادی نہیں ہوئی تھی وہ سب غلط سوچتا رہا تین دن تک۔

اللہ نے اس کی دعاؤں کو رد نہیں کیا تھا۔

علیدان نے منہ کے آگے ہاتھ فولڈ کر کے رکھے گلا صاف کیا اور ہلکا سا رخ کچھ کرسی چھوڑ کر بیٹھی مائی دہ بیگم کی طرف کیا۔

www.novelsclubb.com

''تو آنٹی آپ کے بیٹے کا نکاح۔۔۔۔ میرا مطلب ہے شادی نہیں ہوئی کیا ابھی؟ ''

ذہن تو بہت روک رہا تھا اس کو پر دل میں مچلتا سوال وہ پوچھ ہی بیٹھا یہ وہ پہلے الفاظ تھے جو اس سارے دورانیہ میں اس کے منہ سے نکلے تھے اس لیے کچھ لوگ حیران تھے اور کچھ

لوگ خوش ہو کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ جناب کھڑوس سے علیدان دلاور منہ میں زبان بھی رکھتے ہیں سب کی ملی جلی حالت میں ایک واحد وہ تھی جس کے چہرے پر ہوائی یاں سی اڑ گ ئی تھیں علیدان کی بات پر۔

'' نہیں بیٹے ابھی کہاں بس میرا بچہ الجھا ہوا ہے پہلی بیوی نے جینا حرام کر رکھا ہے ''

مائی دہ نے افسوس بھرے لہجے میں جواب دیا۔ علیدان میں تو جیسے کسی نے روح پھونک دی تھی ایک دم سے وہ زندوں میں شمار ہونے لگا تھا۔

اب اٹھی تھی جناب علیدان دلاور والی بھرپور نگاہ سامنے بیٹھی اس صنف نازک پر پستہ رنگ کے جوڑے پر میرون رنگ کا بڑا سا دوپٹہ کندھے پر ڈالے بالوں کی درمیانی مانگ اور پونی ٹیل کیے شفاف سادہ چہرے کے ساتھ بیٹھی وہ اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''اچھا وہ جارج کی اصلی مما؟ ''

علیدان نے بمشکل نظروں کو قابو کیا اور پھر سے مائی دہ کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔

'' ہاں بیٹا بس بہت بڑی غلطی ہو گ ئی میرے بیٹے سے اس کا کفارہ ہے یہ سب ''

مائی دہ دکھ بھرے لہجے میں اب پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی تھی علیدان کو تو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا بس دل کے دھڑکنے کا شور تھا۔ نظریں بار بار اذفرین پر اٹھنے لگی تھیں۔

آنٹی آپ کے بیٹے کو ایک دکھ تو اب میں بھی دینے والا ہوں۔۔۔۔

لبوں پر مسکراہٹ بکھر گ ئی تھی۔اذفرین علیدان کے یوں بار بار دیکھنے پر پریشان ہو گ ئی تھی۔

ہو کیا گیا ہے ان کو یوں کیوں دیکھ رہے ہیں اللہ۔۔۔۔۔۔۔ کہیں۔۔۔۔ کہیں یہ دانش والی ساری بات حسیب کو یا پھر آنٹی کو بتانے کا نہ سوچ رہے ہوں اذفرین کی جان پر بن گ ئی تھی۔

****

جیسے ہی پارک میں داخل ہوا کھوجتی نگاہیں ارد گرد دوڑائی یں۔آنا تو چاہیے اگر گارڈ بتا رہا تھا چھوٹا بچہ روز اپنی مما کے ساتھ جاتا ہے جاگنگ پر تو یہیں ہوں گے دونوں پھر اسی خیال کے زیرے اثر وہ پورے پارک پر متلاشی نظریں گھما رہا تھا۔

وہ بہادر ولاز کے گیٹ کے سامنے موجود گارڈ سے جارج کا پوچھ کر آیا تھا۔ مقصد تو اذفرین کا ہی پوچھنا تھا۔ رات اتنی بڑی خوشی ملی تھی کہ ساری رات کروٹ بدلتے گزر گئی تھی ۔شکرانے کے نوافل ادا کیے اللہ سے شکوہ کرنے کی معافی مانگی اور سورج کی روشنی پھیلتے ہی ٹریک سوٹ پہن کر باہر آیا۔ اور قدم خود بہ خود بہادر ولاز کے آگے رک گئے تھے ۔اور اب پارک میں داخل ہوتے ہی وہ دھڑکتے دل سے جارج اور اذفرین کو تلاش کر رہا تھا۔

اور پھر ایک طرف ٹریک پر جارج اور اذفرین تیز تیز قدم اٹھاتے نظر آئے ان کی پشت تھی علیدان کی طرف اس لیے وہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

علیدان کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ ابھری اور پھر اس نے بھاگتے ہوئے اپنے اور ان کے بیچ کا فاصلہ ختم کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہے لٹل چیمپ کیسے ہو"

عقب سی آتی آواز پر اذفرین نے چونک کر پیچھے دیکھا۔علیدان کھڑا مسکرا رہا تھا۔بھاگنے کی وجہ سے سانس چڑھا تھا ٹریک سوٹ میں ہشاش بشاش سا تھا رات تو مجنوں والا حلیہ تھا اب تو شیو بھی بنا رکھی تھی بال بھی سلیقے سے سیٹ تھے

وہ اب اذفرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔نیلے رنگ کے شلوار قمیض میں وہ چندن کی طرح چمک رہی تھی دوپٹے کو کندھے پر ڈالے کمر کی ایک طرف باندھ رکھا تھا پاؤں میں جوگرز تھے ڈھیلا سا بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا جس سے ان گنت لٹیں جوڑے سے آزاد ہو کر سفید گردن اور چہرے پر گری تھیں شفاف دھلا ہوا چہرہ اور گلابی سے لب وہ صبح کی میٹھی خوبصورتی کا حصہ لگ رہی تھی۔

جارج مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔اور علیدان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔علیدان نے خوش دلی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

www.novelsclubb.com

''کیوں ہیرو پھر میرے جیسے مسلز بنانا چاہتے ہو؟ ''

علیدان نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھک کر جارج سے پوچھا۔ جارج نے دانت نکال کر سر کو زور زور سے ہلایا۔ اذفرین حیرانگی سے دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔ جارج تو علیدان سے بہت زیادہ متاثر لگ رہا تھا۔

"چلو پھر پہلے تو میں یہاں ویٹ کرتا ہوں آپ راؤنڈ لگا کر آؤ یہ سامنے چھوٹے ٹریک پر"

علیدان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کے بال بکھیرے۔ اور سامنے ٹریک کی طرف اشارہ کیا جارج نے گردن گھما کر ٹریک کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے علیدان کی طرف دیکھ کر زور سے سر اثبات میں ہلایا اور ٹریک کی طرف بھاگ گیا۔

اس کے جاتے ہی علیدان سیدھا ہوا بھنویں اچکائے حواس باختہ سی کھڑی اذفرین کی طرف دیکھا وہ گڑبڑا کر علید اب کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اب نظریں چرا رہی تھی۔

علیدان نے گہری سانس لی اور اذفرین کے بلکل سامنے آکر کھڑا ہوا۔ سینے پر ہاتھ باندھے اور مسکراہٹ دبائی۔

افف کیا ہے ایسے کیوں دیکھے جا رہا۔ اذفرین کی نظریں تو اٹھ نہیں رہی تھیں پر علیدان کا یوں مسلسل خاموش رہنا عجیب طرح سے پریشان کر رہا تھا۔

وہ میرے روبرو ہیں ایسے کہ

ان کو دیکھوں کہ ان سے بات کروں

علیدان نے بے تاب سی دھڑکنوں پر قابو پایا۔ ویسی ہی تھی بلکل نہیں بدلی تھی گھبرائی سی ڈرپوک سی علیدان کے لب بے ساختہ بھرپور طریقے سے مسکرا دیے۔

''کیسی ہو؟ ''

ملائم سے لہجے میں سوال کیا جب کے محبت پاش نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ یوں اچانک اس کی آواز پر دل لرز گیا۔ افف آج ایک سال بعد وہ یوں اس سے مخاطب تھا۔

''ٹھیک ہوں ''

اذفرین نے گھٹی سی آواز میں جواب دیا۔ اور بلاجواز ارد گرد دیکھا۔ اب کیا بات کرے گا کہ دھوکا دے رہی ہو حسیب کے کزن کو تم یہ وہ دل ڈوب رہا تھا ذہن میں اٹھتے خیالوں پر۔

www.novelsclubb.com

”اگر میرا اہم نام آئی ڈی مل ہی گیا تھا، پہلے اچھی طرح تسلی تو کرتی وہ میں تھا بھی یا نہیں
“

علیدان نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے سنجیدہ سے لہجے میں کہا انداز بھرپور اپنائیت لیے ہوئے تھا۔اذفرین کے ہاتھ کانپنے لگے تھے پلکیں گالوں پر لرزنے لگی تھیں۔

اللہ آسمان نگل لے مجھے یا زمین پھٹے اس میں سما جاؤ ں۔اذفرین کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

سب کچھ جانتا ہے کتنی۔۔۔ کتنی۔۔۔۔بے عزتی کی بات ہے ہنستا ہو گا مجھ پر کہ بیوقوف لڑکی نو دن میں ہی مجھ پر دل ہار بیٹھی تھی۔

“ اذفرین محبت کرتی ہو مجھ سے ؟ ”

علیدان نے سنجیدہ لہجے میں قریب ہو کر سرگوشی نما آواز میں کہا تو اذفرین نے تڑپ کر اوپر نظر اٹھائی وہ جو خیالوں میں یہی سوچ رہی تھی اور وہی اس کی زبان سے سن کر جھٹکا کھا گئی۔

وہ خمار آلودہ سی آنکھیں لیے سنجیدہ سا کھڑا تھا۔اس کے جواب کا منتظر۔اب کیا کہوں اسے اچھی سنائے گا مجھے کہ تم پاگل تھی یوں مجھ سے پیار کرنے لگی۔ نظریں پھر سے ٹریک کی اینٹوں پر ٹک گ ئی تھیں۔

" نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کرتی "

اذفرین نے گڑ بڑا کر جواب دیا۔ نظریں اس سے ملانے کی سکت تو تھی نہیں۔علیدان نے اس کے جواب پر خفیف سا قہقہ لگایا۔

" جھوٹ کہہ رہی ہو تم، تم کرتی ہو "

علیدان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔اسکا قہقہ جیسے اذفرین کو زمین میں گاڑ رہا تھا۔ اف وہ ہنس رہا ہے میری بیوقوفی پر دل کیا بھاگ جائے یہاں سے چھپ جائے اسے نظر نا آئے کبھی کتنی تزلیل کی بات تھی دل جس سے بے پناہ محبت کرتا تھا اس کی نظروں میں وہ گر چکی تھی۔

" نہیں تو وہ سب غلط تھا بس دوست سمجھ کر کیا تھا سب ایسا کچھ نہیں ہے میں نے کبھی محبت نہیں کی۔۔۔۔مجھے جانا ہے اللہ حافظ "

اذفرین نے سخت لہجے میں ماتھے پر بل ڈالے جواب دیا اور تیزی سے پاس سے گزرتی تیز تیز قدم اٹھاتی جارج کی طرف جا رہی تھی جو ابھی راؤنڈ پورا کیے ان کی طرف ہی چلا آ رہا تھا۔

جارج کا ہاتھ تھامے وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتی پارک کے گیٹ کی طرف جا رہی تھی جبکہ جارج اس کو کچھ کہتے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر علیہ ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اچھا نہیں کرتی۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نگاہیں اس کو جاتا دیکھ رہی تھیں پر پیشانی پر گہری سوچ کی لکریں تھیں۔

****

وہ تنگ سا بازار تھا جہاں آ کر گاڑی رکی تھی۔ گاڑی سے اتر کر ایک ہاتھ سے سن گلاسز اتارے اور آنکھوں کو سکیڑے ارد گرد دیکھا۔ سفید ڈریس شرٹ کے نیچے گرے پینٹ میں ملبوس بال سلیقے سے بنائے وہ آفس سے جلدی اٹھ کر سیدھا ادھر آیا تھا۔

کچھ دوری پر دانش کمپیوٹر ریپرنگ شاپ کے نام سے لگے بورڈ پر نظریں تھمیں اور قدم چلے۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اب دوکان کی طرف جا رہا تھا۔اذفرین کی صبح کی باتوں پر ایک فیصد بھی یقین نہیں تھا پر دل کو عجیب سی بے کلی نے گھیر لیا تھا۔

جیسے ہی دوکان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا سامنے کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا دانش جھٹکا کھا کر کرسی پر سے کھڑا ہوا وہ کانپ گیا تھا اور آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔علیدان کا چہرہ تو اب وہ تاحیات نہیں بھول سکتا تھا علیدان نے چار ماہ تک اسے جیل میں رکھا تھا اور وہ درگت بنی تھی کہ اس کہ سات پشتوں نے ایڈوانس معافی مانگ لی تھی لیکن وہ آج یہاں کیوں آیا تھا۔خون خشک ہو رہا تھا۔

"ع۔۔لی۔۔۔دا۔۔ن صاحب ک۔۔ہ۔۔۔کہ۔۔۔کیا ہوا قسم لے لیں جواب کبھی ایک مسیج بھی کیا ہو اسے"

دانش نے جلدی سے ہاتھ جوڑ کر گھبرائی سی آواز میں کہا جب کے آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔علیدان اب بلکل اس کے سامنے کاؤنٹر کی دوسری طرف کھڑا تھا۔

"تم سے بات کرنی ہے کچھ باہر نکلو ذرا"

علیدان نے پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالے پر سکون لہجے میں کہا جبکہ نظریں ارد گرد اس کی دکان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ چھوٹی سی دوکان پرانے کمپیوٹروں اور پرزوں سے بھری پڑی تھی۔

"دیکھیں قسم کھاتا ہوں اپنے بیٹے کی ایسی توبہ کی ہے اذفرین کیا اب کبھی کسی لڑکی سے بات نہیں کی مجھے معاف کر دیں"

دانش نے گھبرائی سے آواز میں التجا کی۔ علیدان نے گھور کر کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"میں کہہ رہا ہوں باہر آؤ کاونٹر سے"

غصے سے ایسے کہا کہ دانش جلدی سے فق چہرہ لیے کاؤنٹر سے باہر آیا۔ وہ سہم گیا تھا۔ ہر جگہ سے وہی چھ ماہ پہلے والی مار کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں علیدان کی مار یاد آنے لگی تھی۔

"بیٹھو یہاں"

علیدان نے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ دانش نے ماتھے سے پسینہ صاف کیا اور پریشان سی صورت بنائے کرسی پر بیٹھ گیا۔

علیدان نے دوسری کرسی اس کے بلکل سامنے رکھی اور خود آگے بیٹھ گیا ہاتھ میں موبائل پکڑے اب وہ آبرؤ چڑھائے سامنے بیٹھے دانش کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو بار بار تھوک نگل رہا تھا۔

" دیکھو سچ سچ بتانا جو بھی بتاؤ گے "

علیدان نے موبائل کو ہونٹوں کے نیچے رکھ کر پر سوچ لہجے میں کہا۔ دانش نے خوف سے دیکھا۔ کیا پھنس گیا تھا وہ اس لڑکی کو پھنسانے کے چکر میں یہ ہیرو تو ساری زندگی جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔

"دیکھیں علیدان صاب مجھے معاف کر دیں میں نے اب کبھی۔۔۔ "

دانش نے گھبرائی سی آواز میں بات شروع کی۔ ہاتھ پھر سے جوڑے تھے۔

" ابے چپ۔۔۔۔ بات تو سن لے کیا معاف کر دیں معاف کر دیں کی رٹ لگا رکھی ہے "

علیدان نے اونچی آواز میں ایسے ڈپٹا کہ اس کی چلتی زبان ایک دم رکی۔ اب وہ سانس بھی روک چکا تھا۔۔

"ہاں یہ بتاؤ اذفرین جب تم سے بات کرتی تھی میرا سمجھ کر تو کیوں کرتی تھی کیا کہتی تھی؟"

علیدان نے گہری نظریں اس کے چہرے پر گاڑ کر سوال کیا۔دانش نے ڈر کر اس کی طرف دیکھا۔کچھ دیر نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتا رہا پر اس کی گھوری پر جلدی سے بول پڑا۔

"وہ۔۔۔بہت پیار کرتی ہے آپ سے اسی لیے بات کرتی رہی مجھ سے"

دانش نے سہمی سی آواز میں کہا۔علیدان نے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو آگے بولو۔۔۔بولتے جاؤ۔۔۔چپ نہ کرو۔دانش نے بھی ڈر کر بات شروع کی۔

"وہ تب سے پیار کرتی ہے جب جنگل میں تھے آپ دونوں اور اس نے وہ پھول بھی سنبھال کر رکھا ہوا ہے ابھی تک جو آپ نے دیا تھا شائی داس کو،اس کو ہر ہر لمحہ ازبر تھا ان دونوں کا،ہر وقت بس وہی باتیں کرتی رہتی تھی،دیوانہ وار چاہتی ہو آپکو"

دانش بول رہا تھا اور علیدان مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

دل میں ہو رہی عجیب سی الجھن اب ختم ہو رہی تھی۔یقین تو پہلے ہی تھا دل کو پر اب سکون تھا۔

وہ ایک دم سے اٹھا دانش کی زبان کو بریک لگی وہ دوکان کے دروازے تک گیا پھر واپس پلٹا دانش اسی طرح کرسی پر بیٹھا تھا

واپس آکر ہاتھ ہوا میں اٹھا کر زناٹے دار تھپڑ دانش کی گال پر مارا وہ گال پر ہاتھ رکھے ہکا بکا دیکھ رہا تھا۔اب کیا۔۔۔کیا تھا گال جلنے لگا تھا ایسے لگا جیسے کسی نے چمڑے کا بنا بیلٹ گال پر مارا ہو گال کو سہلاتے اس کی طرف دیکھا

جبکہ وہ سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے اب دوکان سے باہر جا رہا تھا۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 23

''علیدان۔۔۔۔ "

بمشکل آواز حلق سے برآمد ہوئی تھی حیرت سے زیب کی آنکھیں پھٹنے کو تھیں جو وہ کہہ رہا تھا کان تو سن چکے تھے پر ذہن ابھی قبول نہ کرتے ہوئے نہیں نہیں کی گردان الاپ رہا تھا۔

"امی میں سچ کہہ رہا ہوں اذفرین ہی وہ لڑکی ہے جس کو میں سال بھر سے تلاش کرتا رہا"

علیدان نے دوٹوک لہجے میں کہا۔ وہ زیب بیگم کے کمرے میں موجود انہیں اذفرین کے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتی اپنے آپ کو بمشکل سنبھالے ہوئی تھیں۔

آج اذفرین اور جارج جاگنگ کے لیے پارک میں نہیں آئے تھے اور وہ ابھی مایوس ہو کر جاگنگ سے واپس لوٹا تھا۔ جان بوجھ کر وہ آج میر دلاور کے ساتھ آفس کے لیے نہیں نکلا تھا ان کے نکلتے ہی وہ اب زیب بیگم کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ کل دانش کے ملنے کے بعد ہی طے کر چکا تھا وہ جلد از جلد زیب سے اذفرین کے لیے بات کرے گا

"علیدان جو بھی تھا اور جو بھی ہے بیٹا پر اب یہ کیسے ممکن ہے جو تم کہہ رہے ہو اس کی شادی ہونے والی ہے تم شادی کے لیے اپنے بابا سے ہاں کر چکے ہو "

زیب نے الجھ کر ہاتھ ہوا میں چلاتے ہوئے اسے کہا جو عجیب ہی فرمائش لیے اس کے سامنے کھڑا تھا کہ وہ جائیں اور ازفرین کی ہونے والی ساس سے اسکے بھائی کا فون نمبر لائیں اور اسکے اور ازفرین کے رشتے کی بات کریں ان سے۔

" مما ہونے والی ہے نہ ہوئی تو نہیں "

" اور دونوں کی شادی ابھی تک نہ ہونا ہی اللہ کی طرف سے اشارہ ہے "

" وہ میری ہے صرف مما۔۔۔ میں اس کے سوا کسی کے ساتھ خوش نہیں رہ سکوں گا وہ ایک شادی شدہ ایک بچے کے باپ سے مجبوری میں شادی کر رہی ہے محبت وہ مجھ سے کرتی ہے "

www.novelsclubb.com

علیدان کا لہجہ اس کے اندرونی جذبات کی سچائی لیے ہوئے تھا۔ وہ بولے جا رہا تھا اور سامنے خاموش کھڑی زیب بیگم کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا وہ یہ سب کیا چاہتا تھا یہ بہت ۔۔۔بہت۔۔۔۔غلط تھا۔

اس سے نہ صرف اب اوز گل کا گھر تو اجڑتا تھا بلکہ ساتھ ساتھ صندل کا رشتہ بھی خطرے میں پڑ سکتا تھا۔ حسیب بہت اچھا پڑھا لکھا بزنس مین تھا اور گھر بار بھی بہترین تھا اور اب بات یہاں تک ہی نہ تھی صندل اور حسیب کی بہت اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو چکی تھی وہ دونوں بہت خوش تھے اس رشتے سے۔

" علیدان جو تم چاہتے ہو یہ نا ممکن ہے بیٹا "

زیب نے سخت لہجے میں نظریں چراتے ہوئے جواب دیا دل عجیب طرح سے بدل ہو گیا تھا کل تک وہ جس بات کو لے کر خوش باش تھیں علیدان نے اس خوشی کو ایک پل میں مٹی میں ملا دیا تھا۔

" مما نا ممکن کچھ نہیں ہوتا آپ نے مجھے کہا تھا اگر وہ شادی سے پہلے مل گ ئی تو آپ اوز گل کو سمجھا لیں گی "

" اور پرسوں میں نے شادی کے لیے ہاں اس لیے کر دی تھی کہ میں سمجھا تھا وہ ایک بچے کے باپ سے شادی کر چکی ہے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے پیشانی پر بل ڈالے ان کو ان کے کہے ہوئے الفاظ یاد کروائے اور اپنی غلط فہمی کی وجہ سے شادی کے لیے رضامندی کا اقرار کیا۔

"غلط۔۔۔ کہا تھا میں نے صرف تمہیں بہلانے کے لیے کہا تھا کہ وقتی جنون ہے اس لڑکی کا تمھارے سر پر اتر جائے گا ایک نا ایک دن اور اب صرف اوزگل ہی نہیں ٹوٹے گی اس سب سے بلکہ صندل کا رشتہ بھی ختم ہو جائے گا"

زیب نے دانت پیستے ہوئے کہا وہ پہلی دفعہ اتنے غصے میں علیدان سے بات کر رہی تھیں کرتیں بھی کیا وہ تو پھنس کر رہ گئی تھیں بیٹا ایسی چاہت کا طلبگار تھا جو سب کچھ تہس نہس کر سکتی تھی۔

" مما اگر اذفرین نہیں تو پھر کوئی نہیں "

" اور اوزگل سے میں خود بات کروں گا میں کیوں اس کے ساتھ دھوکا کروں "

" میرے دل میں اس کے لیے کوئی جذبات نہیں ہیں میں اس سے محبت نہیں کرتا تو کیوں کسی اور کو دل میں رکھ کر اس سے شادی کروں "

" میں ہر گز اس سے شادی نہیں کروں گا جبکہ مجھے میری محبت مل گئی ہو وہ محبت جس کے حصول کی دعا میں نے دن رات کی ہو "

علیدان نے بچارگی سے کہتے ہوئے بات کو دوٹوک انداز میں ختم کیا۔

" جاؤ یہ سب تماشہ اپنے باپ کے سامنے لگاؤ جو اس دن سے خوش ہے کہ تم مان گئے ہو "

زیب بیگم نے ناگواری سے کہا اور رخ دوسری طرف موڑے ہاتھ سینے پر باندھے ان کا چہرہ خفگی سے سرخ پڑ رہا تھا۔

اذفرین کی بھولی سی صورت نظروں کے آگے گھوم رہی تھی

" میں خود سب اپنے حساب سے ٹھیک کرلوں گا آپ نہیں ساتھ دینا چاہتی مت دیں "

www.novelsclubb.com

" مما اگر آج میں نے اسے کھو دیا تو ہمیشہ کے لیے کھو دیا یہ وہ واحد رشتہ ہے جو اس دنیا میں بھی ہو گا اور دائمی دنیا میں بھی اور مجھے اذفرین ہی چاہیے وہاں۔۔ "

علیدان نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر وہاں رکا نہیں تھا۔ جبکہ زیب بیگم کچھ سوچتے ہوئے اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں رخ دلاور ولاز کے گیٹ کی طرف تھا۔

****

صندل کے موبائل کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے سکرین پر نظریں جمائے وہ مگن سا اپنے کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر آیا تھا صندل کے موبائل میں اذ فرین کے نام سے کوئی فون نمبر محفوظ نہیں کیا گیا تھا۔ وہ آج پھر جارج کے ساتھ پارک میں نہیں آئی تھی۔ وہ اس سے بات کرنے کے لیے بے تاب تھا پر وہ دو دن سے پارک میں نہیں آرہی تھی۔

مایوس ہو کر ٹھنڈی سی آہ بھرتے ہوئے سر اوپر اٹھایا تو ایک طرفہ منظر کو دیکھ کر آنکھیں اور وجود ایک ساتھ ساکن ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

بہادر ولاز کے ٹیرس سے ملحقہ کمرے کی روشنی کھڑکیوں اور کھلے دروازے سے چھن کر ٹیرس کو ملگجی سی روشنی میں نہلا رہی تھی اور وہ اس کے خیالوں کی ملکہ، دل و دماغ کو جکڑ لینے والی ٹیرس کے جنگلے کو تھامے بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

اس کا یوں گھٹ گھٹ کر رونا جیسے علیدان کے تن بدن کو سلگا گیا تھا۔ رو وہ رہی تھی پر اس کے گال پر بہتے آنسوؤں کی نمی اور اس کے دل میں سلگتی آگ کا دھواں اس کے آس پاس سے سے ہی کہیں اٹھ رہا تھا دل نے تڑپ کر چاہا کہ اڑ کر اس کے پاس جائے اور بازؤں میں بھر کے اس کی ساری تکلفیں سارے دکھ سمیٹ لے علیدان کی طرف کا ٹیرس اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا یہی وجہ تھی اذفرین اسے دیکھ نہیں سکتی تھی۔

پتہ نہیں کیا طاقت تھی یا کوئی طلسم تھا جس کے زیرِ اثر وہ جلدی جلدی کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صندل کے کمرے کا دروازہ بجا کر اسے اس کا موبائل واپس کیا جو اس سے جھوٹ بول کر کسی کال کے بہانے مانگا تھا۔

اس کو موبائل پکڑا کر خود گول گھوم کر اوپری چھت کی طرف جاتے زینے کی طرف لپکا۔ زینے کی دیوار پر لٹکتی چابیوں میں سے وہ دو چابیوں کو جیب میں رکھتے ہوئے زینے چڑھنے لگا۔

وہ ایک چابی سے دلاور ولاز کی چھت کے دروازہ کو کھول کر اوپر آ گیا تھا۔ جیسے جیسے وہ فاصلہ ختم کر رہا تھا دل کے دھڑکنے کی رفتار بڑھ رہی تھی۔

بہادر ولاز اور دلاور ولاز دونوں الگ الگ گھر تھے پر دونوں گھروں کی چھتوں کے درمیان دیوار نہ رکھ کر اوپر ایک وسیع عریض مشترکہ چھت بنائی گئی تھی۔

چھت کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مصنوعی گھاس سے ایک عدد بڑا سا لان تھا جس میں ان گنت کرسیاں تھیں ایک طرف باربی کیو کی خاطر جدید طرز کے چولہے تھے دوسری طرف بڑے بڑے جھولے رکھے گئے تھے۔ جھولوں کے ایک طرف پتھروں سے بنائی گئی مصنوئی آبشار تھی۔ بہادر ولاز اور دلاور ولاز کی یہ مشترکہ چھت وہ اکثر گھر کی مختلف تقریبات کے لیے استعمال کرتے تھے۔

وہ اب کچھ دور موجود بہادر ولاز کی چھت کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بہادر ولاز کی چھت کا دروازہ ایک چابی سے کھولتا دبے پاؤں زینہ نیچے اتر رہا تھا۔

یہ وہ علیدان دلاور تھا جس کے قریب کھڑی لڑکی اس کی توجہ کے لیے سو جتن کر جاتی تھی پر وہ سرسری سی نظر ڈالنے کا بھی روادار نہیں ہوتا تھا اور آج ایک لڑکی کی آنکھوں سے بہتے آنسو برداشت نہ ہوئے تھے اور وہ چوری چھپے یوں ان کے گھر گھس جانے کی نازیبا حرکت کر چکا تھا۔

زینہ اترتے ہی دوسری منزل پر موجود ایک کمرے کے دروازے کی اوٹ سے روشنی نظر آرہی تھی۔ یہ وہی کمرہ تھا جس سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑی اذفرین رو رہی تھی۔ وہ اب آہستگی سے قدم اٹھاتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

****

آسمان پر باریک سا چاند تھا جس کی وجہ سے رات زیادہ اندھیری تھی بلکل اس کے اندر پھیلے اندھیرے جیسی گھپ اندھیرا جس سے اپنی بینائی پر شک ہونے لگے۔ آنسو تھے کے تھم نہیں رہے تھے اور زیب بیگم کے کہے ہوئے الفاظوں کی بازگشت ذہن کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھی۔

پتا نہیں کیوں زندگی کے دکھ کم ہونے کا نام کیوں نہیں لیتے تھے ہر طرف سے آنے والی روشنی کی کرن روٹھ کیوں جاتی ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ ٹیرس پر اسی لیے نکلی تھی کیونکہ کمرے میں سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا گھٹن سی ہی جو سینے میں بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ زیب نے ہی بتایا کہ علیدان اس سے شادی کے لیے بضد ہے اور یہ شادی ناممکن ہے وہ اذفرین سے التجا کرنے آ پہنچی تھیں کہ وہ

علیدان کی اپنی طرف سے ہر امید ختم کر دے وہ علیدان کو راضی کرے کہ وہ اوزگل کے ساتھ شادی کر لے اور کہا وہ اگر تم سے شادی کرے گا تو دو لڑکیوں کے بہن ہی خوشی بسنے والے گھر اجڑ جائی یں گے۔ کیا تم دو اجڑے ہوئے گھروں پر اپنا گھر بساؤ گی ؟ان کے اس سوال نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔

ایک طرف جہاں یہ گماں سچ ہوا تھا کہ علیدان اس سے محبت کرتا ہے تو دوسری طرف زیب کی التجا اور آنسوؤ ں نے دل پسیج کر رکھ دیا تھا۔

وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ دروازے پر وقفے وقفے سے ہلکی سی دستک ہو رہی تھی۔ وہ حیرت سے گالوں پر سے آنسو صاف کرتی کمرے کی طرف بڑھی۔

جارج کو تو وہ سلا کر آئی تھی پھر اس وقت یہ کون تھا مائی دہ بیگم بھی دوائی یوں کے اثر سے جلدی سو جاتی تھیں۔ اور ان کا کمرہ تو نیچے تھا ان کا یہاں آنا ممکن نہیں تھا انہیں گھٹنوں کے درد کی وجہ سے زینے چڑھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔

یہ یقیناً جارج ہوگا اٹھ گیا ہوگا وہ الجھی سی دروازے کی طرف بڑھی پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ جارج یوں نیند سے اٹھ جائے وہ تو جلدی سونے اور صبح جلدی اٹھ جانے والے بچوں میں سے تھا۔

دماغ میں الجھتے سے خیالوں کے زیر اثر اس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور سامنے کھڑے نفس کو دیکھ کر اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔علیدان دروازے کے بلکل سامنے بے چین سا کھڑا تھا۔نائی ٹ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس وہ ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

جیسے ہی اذفرین نے دروازہ کھولا لمحہ تھم سا گیا۔وہ بھیگی پلکوں اور نم آنکھوں سمیت اس کے سامنے کھڑی اس کے صبر کا امتحاں لے رہی تھی۔وہ لڑکی جو رگوں میں خون بن کر بہتی تھی اس کی آنکھ سے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔ڈھیلے سے سیاہ رنگ کے کرتے میں آنسوؤں سے تر دودھیا چہرہ کمرے کی روشنی میں دل کو میٹھی سی چبھن دیا گیا۔

ایک پل کے لیے تو اذفرین کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ یہاں ایسے کیسے موجود تھا نہ تو ڈور بل ہوئی اور نہ دروازہ کھلا تھا وہ ٹیرس پر ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ۔۔۔آپ اس۔۔۔۔وقت یہاں کیسے"

اذفرین نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔ذہن الجھ گیا تھا کیا وہ چوری اس سے ملنے یہاں آ پہنچا تھا پر کہاں سے آیا تھا وہ حیرت اور خوف کے ملے جلے اثرات آنکھوں میں سموئے علیدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"چھت سے آیا ہوں کمرے میں چلو"

علیدان نے آواز کو مدھم رکھتے ہوئے جواب دیا اور خود اس کے پاس سے گزرتا کمرے میں آ کر بیڈ کے پاس کمرے کے وسط میں کھڑا ہوا۔وہ جھٹکا کھا کر پلٹی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی علیدان کے پاس آئی بال کھلے چھوڑ رکھے تھے جو کندھوں پر آبشار کی مانند گرے تھے۔ لب خشک تھے جن کو شائی دروتے ہوئے کاٹ کاٹ کر سرخ کیا ہوا تھا۔

"علیدان فوراً جائیں یہاں سے پلیز کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟"

اذفرین کے چہرے پر اڑی ہوائیاں اس کی پریشانی کا پتہ دے رہی تھیں۔خوف سے ہاتھ کانپ رہے تھے۔جبکہ سامنے کھڑے علیدان پر تو جیسے کوئی اثر نہیں تھا اس سب کا۔

"تم نے اس دن جھوٹ بولا تھا مجھ سے اس کا ثبوت لے کر آیا ہوں"

www.novelsclubb.com

علیدان نے لاپرواہی سے لب بھینچے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔اذفرین اس کی بات پر اور بوکھلا گئی تھی۔ کیا چیز تھا وہ اسے کوئی پرواہ نہیں تھی اوزگل سے کئے گئے عہد و پیماں کی میں اگر نا آتی تب بھی تو وہ ہنسی خوشی کرتا نا اس سے شادی۔

" کون سا جھوٹ کیا بات کر رہے ہیں "

"میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا آپ سے "

" آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں "

اذفرین نے روہانسے لہجے میں کہتے ہوئے التجا کی پر وہ اپنے موبائل کو کھولے کھڑا تھا۔اور ہنوز پر سکون سا انداز تھا۔

" وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہے اس لیے مجھ سے بات کرتی رہی "

www.novelsclubb.com

دانش کی ریکارڈ کی ہوئی آواز کمرے میں گونجی اور اذفرین ایک دم ساکن ہوئی۔تڑپ کر علیدان کی طرف دیکھا جو معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے میں محو تھا۔

پوری ریکارڈنگ چلنے کے بعد وہ موبائل کو بند کیے اب سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا مسکرا رہا تھا فاتحانہ مسکراہٹ جیت دعاؤں کی قبولیت کی جیت اس کی محبت مل جانے کی جیت۔اور اذفرین اسی طرح ساکن کھڑی تھی۔

" ہاں اب بتاؤ کیا تم نہیں کرتی مجھ سے محبت "

" تم کرتی ہو "

علیدان نے مسکراتے ہوئے سوال کیا اور اپنے ہی سوال کا جواب خود ہی دیا اذفرین گڑبڑا گئی۔ نظریں چرا کر ارد گرد دیکھا۔اور پھر گردن کو اکڑایا

" نہیں۔۔۔وہ وقتی خمار تھا "

" محبت ہوتی تو اب تک میرے دل میں موجود ہوتی "

www.novelsclubb.com

" میں نجف سے محبت کرتی ہوں "

" اور اس سے ہی میری شادی ہونے والی ہے "

اذفرین نے پیشانی پر بل ڈالے زبردستی لہجے میں سختی پیدا کی۔اس کا یوں دانش سے ثبوت لانا اور آکر سامنے کھڑے ہو جانا سب کچھ اس کے وہم و گمان سے برعکس تھا۔

''مل گیا نہ جواب؟ ''

'' اب آپ جائیں یہاں سے پلیز ''

اذفرین نے بازو کو لمبا کیا نظریں نیچے رکھتے ہوئے روکھے سے لہجے میں کہا جبکہ دانت ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کیے وہ علیدان کو یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اسے برداشت کیے ہوئے ہے بس۔

'' اذفرین کیوں جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہی ہو ''

'' تم کرتی ہو مجھ سے محبت اور بہت کرتی ہو ''

www.novelsclubb.com

علیدان نے آہستگی سے پر یقین لہجے میں کہا اذفرین نے ناک پھلا کر اپنی طرف سے تو غصیلی نگاہ اس پر اٹھائی تھی پر واللہ۔۔۔۔اس کی آنکھیں کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں محبت کا اک سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا ایک نرم سی تپش تھی جو اس کے وجود کو اتنی دور سے ہی گرما رہی تھی وہ چپ ہو کر بھی چپ نہیں کھڑا تھا اس کی آنکھیں بول رہی تھیں

محبت کی شدت کی دہائی دے رہی تھیں اذفرین کا نازک سا دل محبت سے بھری آنکھوں میں الجھ کر رہ گیا پیشانی پر پڑے شکن ایسے ڈھیلے پڑے یوں لگا جیسے دل کی دھڑکن کی رفتار تو سامنے کھڑا شخص اپنی آنکھوں سے قابو کیۓ ہوۓ ہے۔اس سے پہلے کہ وہ ساحر طلسم پھونک کر اسے مجسم بنا دیتا جلدی سے اپنے دل کی حالت پر قابو پا کر پھر سے نظریں جھکا کر پیشانی پر بل ڈالے۔

"کیا مسئلہ ہے آپکو آپ کیوں زبردستی مجھ سے یہ اگلوانے پر تلے ہیں کہ مجھے آپ سے محبت ہے"

"مجھے آپ سے نہیں ہے محبت اور نہ کبھی تھی وہ صرف بیوقوفی تھی جو سرزد ہوئی تھی مجھ سے"

اذفرین نے تلخی سے کہا پر دوسری طرف کوئی اثر نہیں تھا۔اس تلخی کا اس بے رخی کا اس شکن آلودہ پیشانی کا۔

"تو تمھارے کہنے کا مطلب ہے تم اب نہیں کرتی ہو مجھ سے محبت ہاں"

علیدان نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا اذفرین نے بے رخی برتتے ہوئے چہرے کا رخ موڑا۔

"ہاں پہلے بھی جو کرتی تھی وہ محبت نہیں تھی"

اذفرین نے دوٹوک لہجے میں جواب دیا جبکہ علیدان پھر سے اپنے موبائل کو جیب سے نکال چکا تھا۔اسے اذفرین کی باتوں پر ایک فیصد بھی یقین نہیں تھا۔

"اگر میں ثابت کردوں کہ تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو تو؟"

علیدان نے معنی خیز لہجے میں کہا اذفرین نے الجھ کر مصنوعی بےزاریت ظاہر کی۔وہ کیوں نہیں چلا جاتا یہاں سے اگر وہ کچھ دیر اور نا گیا تو میں رو دوں شائد اور ساری بے تابیاں اور جدائی کے وہ لمحے بتا دوں اسے جو کاٹے اس بن میں نے

علیدان نے اپنے موبائل کو اس کی طرف سیدھا کرتے ہوئے موبائل کے ایک طرف لگے کیمرے کا بٹن دبایا اور کیمرے کے کلک کی آواز آتے ہی اذفرین کا چہرہ اس کے موبائل سکرین میں قید ہو گیا۔

آخر یہ کر کیا رہے ہیں اذفرین الجھ گئی تھی علیدان نے موبائل کو پر سکون انداز میں جیب میں رکھا اور سامنے کھڑی اذفرین کی طرف قدم بڑھائے۔

''بولو کرتی ہو مجھ سے محبت؟ ''

قدم آہستگی سے اذفرین کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے اور اپنے بیچ کے فاصلے کو ختم کر رہے تھے۔ کیا۔۔۔ کیا کر رہے ہیں یہ علیدان کا اچانک یوں پاس آنا نا سمجھ تھا۔

'' نہیں کرتی ''

اذفرین نے حیرت سے نا سمجھی میں اس کی طرف دیکھا اور سختی سے جواب دیا۔ وہ لب بھینچ کر سر ہلا گیا۔

''محبت کرتی ہو مجھ سے؟ ''

www.novelsclubb.com

وہ اب اور قریب آ رہا تھا گہری نظریں اذفرین کے گھبرائے سے چہرے پر ٹکی تھیں تو لبوں پر شرارتی سی مسکان سجی تھی۔ اس کو یوں آگے بڑھتا دیکھ کر اذفرین اب قدم قدم پیچھے جانے لگی تھی وہ یہ سب کر کیوں رہا تھا ذہن عجیب کشمکش کا شکار ہو گیا تھا تو دل کی رفتار بڑھنے لگی تھی یوں لگ رہا تھا دل پسلیوں کو توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

"بولو کرتی ہو مجھ سے محبت؟ "

وہ ہنوز اسی سوال کو دہراتا ہوا قریب آ رہا تھا اور اذفرین کا جواب اب بھی وہی تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں عجیب سا کرنٹ اوپر سے نیچے سفر کرنے لگا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ چکی تھی۔

علیدان نے اذفرین کے دونوں اطراف سے بازو سیدھے کر کے دیوار پر رکھے اسے مقید کیا وہ جیسے ڈھنے جیسے انداز میں سانس روک چکی تھی۔ دل جھولا ڈالے زور زور سے اوپر نیچے جھولنے لگا۔ پلکیں گالوں پر لرزنے لگی تھیں۔ علیدان نے چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیا۔ گرم سی سانسیں اس کی چہرے پر پڑی تو اذفرین نے تڑپ کر آنکھوں کو بھینچ ڈالا۔ علیدان کی شرٹ سے اٹھتی سوندھی سی مہک ناک کے نتھنوں سے گھس کر دل کو اتھل پتھل کر گ ئی تھی۔

"بولو کرتی ہو مجھ سے محبت؟"

www.novelsclubb.com

خمار آلودہ سی سرگوشی تھی اذفرین کے سانس لینے کا دورانیہ بڑھ چک تھا۔ کتنی دلکش لگ رہی تھی وہ یوں اس کی قربت کی تپش سے تڑپتی ہوئی سارے جسم کا خون جیسے گالوں میں آ گیا تھا۔

"ن۔۔۔ہ۔۔۔یں نہیں"

بمشکل مدھم سی سرگوشی نما آواز ابھری۔ دماغ مفلوج ہو چکا تھا اس وقت اگر کچھ تھا تو علیدان کی سانسوں کی گرمی سے پگھلتا ہوا دل تھا وہ جس کو دن رات خیالوں میں پیار کیا وہ آج سچ میں اس کے اتنا قریب تھا دماغ کیسے نا ہوش کھو دیتا دل کیسے نا جھولا ڈالتا سانس کیسے نا تھم جاتی۔

ایسا لگ رہا تھا سر اس کے سینے سے پر ڈھلک جائے گا بازو خود بخود اس کی کمر کو بھینچ لیں گے اور ضبط کیے ہوئے آنسو اس کی شرٹ بھیگو دیں گے۔

اذفرین کی حالت پر اب ترس آنے لگا تھا دل تو تھا کہ اس کی غیر ہوتی حالت کو اپنے بازوؤں میں بھر کر تسکین دے دے پر نہیں ابھی نہیں اذفرین۔ مسکراتے ہوئے تھوڑا سا پیچھے ہوا اپنے موبائل کو جیب سے نکالا اس کے چہرے کے قریب کیا اور اس کی پھر سے تصویر بنائی۔

وہ پیچھے ہوا تو اذفرین کا جیسے سانس بحال ہوا بھیگتی ہتھیلوں سے جلدی سے پیشانی پر آئے پسینے کو صاف کیا جبکہ نظریں ابھی بھی جھکی تھیں۔ پلکیں اب بھی ہلکی سی کپکپی کا شکار تھیں

علیدان نے پہلی تصویر اور اب کی تصویر کو جوڑ کر ایک تصویر بنایا اور موبائل سکرین اذفرین کے سامنے کر دی۔

"تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو شدید محبت جتنی میں کرتا ہوں اس سے بھی کہیں زیادہ میرے پاس آنے سے پہلے اور بعد کی تصویر دیکھو ذرا، اپنی حالت دیکھو اب کیسے جھٹلاؤ گی اس بات کو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے"

علیدان نے موبائل اس کی آنکھوں کے سامنے کی ئے معنی خیز انداز میں سوال کیا۔ وہ حیرت سے تصویر میں اپنے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

دل کیا آگے بڑھے لپٹے اس سے اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہے ہاں ہاں کرتی ہوں بہت بہت کرتی ہوں نہیں رہ سکتی نہیں جی سکتی ان نو دنوں کو روز جیتی ہوں اور صبح اٹھ کر روز دلدل میں دھنسا کر خود کو مار دیتی ہوں اگلی رات پھر سے بس میں سوار ہو جاتی ہوں۔

پر نہیں اذفرین خلیل خود غرض نہیں تھی۔ کبھی بھی نہیں تھی تھوک نگل کر سر اوپر اٹھایا۔

"ہاں۔۔۔۔ہاں کرتی ہوں"

وہ پھٹ پڑی تھی آنکھیں کھولے علیدان پر چیخ پڑی تھی۔علیدان نے حیرت سے اس کے لرزتے وجود کو دیکھا۔

"پر آپ نہیں کرتے محبت تو کیوں میرا سر کھا رہے ہیں یہاں کھڑے ہو کر میرے پیار کرنے سے یا نا کرنے سے کیا ہو گا"

وہ رو دی تھی آواز کو دھیما رکھے پر وہ اس پر غرا رہی تھی پیشانی پر بل تھے تو گال آنسوؤں سے تر تھے۔

"کس نے کہا تمہیں پاگل لڑکی کہ میں نہیں کرتا محبت ،میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں بہت محبت کرتا ہوں"

علیدان تڑپ کر آگے ہوا پر اذفرین نے لب بھینچ کر کچھ اس طرح سے ہاتھ کو درمیان میں حائل کیا وہ ٹھٹھک کر رُکا۔اذفرین کے چہرے پر عجیب سی سختی تھی۔

"مجھے نہیں یقین کہ آپ کرتے ہیں مجھ سے پیار"

اذفرین نے روکھے سے لہجے میں کہتے ہوئے بے رخی سے نظریں سامنے دیوار پر مرکوز کیں۔علیدان نے افسوس سے ہاتھ ہوا میں اٹھائے پھر کمر پر دھرے

" کیسے یقین دلاؤں بولو "

گہری سانس لی اور ملائم سے لہجے میں پوچھتا ہوا تھوڑا سا آگے بڑھا اذفرین نے بھیگی سی پلکیں اٹھائی یں۔

ضرب لگی دل پر زور کی ضرب پلکیں کیا اٹھی تھیں سرخ آنکھوں نے دل پر کاری ضرب لگا دی تھی وہ تڑپ گیا۔

" اوزگل سے شادی کر کے "

آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ جو آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام لینے والے تھا۔ اس کی بات پر آبرو چڑھائے۔

" وٹ۔۔۔۔ تمھارا دماغ درست ہے تمہیں پیار کا یقین دلانے کے لیے میں اوزگل سے شادی کروں؟ "

www.novelsclubb.com

علیدان نے حیرت سے سوال کیا اور نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

" ہاں مجھے نہیں یقین کہ آپ پیار کرتے ہیں مجھ سے اگر یقین دلانا چاہتے ہیں تو اوزگل سے شادی کر لیں مجھے یقین آجائے گا "

اذفرین نے سپاٹ لہجہ اپناتے ہوئے کہا علیدان حیران سا کھڑا تھا اس کی عجیب سی فرمائی یش پر۔ جبکہ وہ خود پر پوری طرح قابو پا چکی تھی۔

'' اب جائی یں پلیز ''

اذفرین نے بے رخی سے رخ موڑا۔ پر وہ اسی طرح بے یقین سا کھڑا تھا۔

'' آپ نے تو جانا نہیں میں ہی جا رہی ہوں اس کمرے سے ''

اذفرین نے سختی سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گ ئی اور پھر رکی یا پلٹ نہیں تھی بلکہ زینہ اترتی مائی دہ بیگم کے کمرے کے پاس ہی آ کر رکی تھی۔

اور پھر نیچے بیٹھ کر ہاتھوں میں منہ دیے بے بسی سے رو دی تھی۔

****

www.novelsclubb.com

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 24

میر ٹیکسٹائل کے شاندار آفس میں وہ میز پر پڑی فائل پر جھکا تھا۔ کوٹ اتار کر ایک طرف ہینگ کیا ہوا تھا۔ خود مسٹرڈ شرٹ پر میرون ٹائی لگائے بال سلیقے سے بنائے بظاہر مصروف بیٹھا تھا۔

۔رات ساری رات اذفرین کی باتوں کے بارے میں سوچ سوچ کر نیند نہیں آئی تھی سر بھاری ہو رہا تھا وہ اسی وجہ سے آج آفس بہت دیر سے پہنچا تھا۔ ابھی بھی بنا مقصد فائل کو سٹڈی کر رہا تھا جبکہ ذہن تو انگنت خیالوں میں جکڑا ہوا تھا۔

موبائل پر مسیج بیپ کی آواز پر علیدان نے کرسی کو گھماتے ہوئے نظر میز پر پڑے موبائل سکرین پر ڈالی گل کے نام کو دیکھ کر حیرت ہوئی آج سے پہلے کبھی اس کے نمبر سے پیغام نہیں آیا تھا۔

یہ حیرت اور تجسس ہی تھا جس کی وجہ سے اس نے سامنے پڑی فائل سے فوری نظر ہٹا کر فوراً موبائل اٹھایا

پیغام کو کھول کر موبائل سکرین کو نظروں کے سامنے کیا جبکہ کرسی دھیرے دھیرے جھول رہی تھی۔

" مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

گل کا پیغام بہت مختصر تھا۔علیدان نے تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھوں کو سکیڑ کر پیغام کو دیکھا۔ کتنی عجیب بات تھی وہ رات بھر یہی سوچتے ہوئے گزار چکا تھا کہ اسے کیسے اوز گل سے اپنے اور اذفرین کے لیے بات کرنی ہے اس سے پہلے کہ وہ اس سے بات کرتا اس کا خود پیغام آچکا تھا۔

" ہاں ٹھیک ہے مجھے بھی تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے گھر آتا ہوں آج شام جلدی تم چھ بجے چھت پر آجانا "

واپسی پیغام وہ بہت سوچ سمجھ کر ٹائپ کر چکا تھا۔وہ اوز گل سے تفصیلی بات کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے پر سکون جگہ کا ہونا بہت ضروری تھا یہی وجہ تھی وہ اس سے شام کو چھت پر آنے کا کہہ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

موبائل کو ایک طرف رکھے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑے ہونٹوں پر پر سوچ انداز میں رکھا۔اوز گل کو مجھ سے کیا بات کرنی ہو گی۔اسے کیسے بتاؤں گا میں یہ سب وہ اچھی

ہے سمجھ جائے گی ساری بات میں اسے جنگل کے سب واقعات بتاؤں گا کہ کیوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ اذفرین ہی وہ واحد لڑکی ہے جو میری شریک حیات بن سکتی ہے۔

نظریں سامنے غیر مرئی نقطے پر جمائے وہ اپنی سوچوں میں گم بیٹھا تھا۔

****

"کیا کہہ رہی ہو یہ۔۔۔"

ادیان کی پریشان کن آواز فون میں سے ابھری۔ صندل فون کان سے لگائے حواس باختہ بیٹھی تھی۔ جو بھی ادیان کو بتایا تھا ادیان کی بے یقینی غلط نہیں تھی۔

"جو بھی کہہ رہی ہوں بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں وہ اتنی خوش ہے کہ پوچھو مت علیدان بھائی نے اسے خود چھت پر بلایا ہے"

www.novelsclubb.com

صندل نے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ اوز گل کے کمرے میں گ ئی تو وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی تیار ہو رہی تھی۔ اس کے پوچھنے پر اس نے خوش ہوتے ہوئے ساری بابت کہہ ڈالی کہ علیدان نے چھت پر اس کو بلایا ہے وہ اس سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔

اوزگل کی بات سن کر صندل کو ادیان کی فکر پڑ گ ئی تھی۔ اگر اوزگل نے ایمیل کے مطعلق کوئی بھی بات کی تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔

"آپ کو میں کہتی تھی بھائی کہ مت کرو یہ سب جو آپ کرتے پھر رہے ہو غلط ہے یہ سب اب آپ کو کیا لگتا ہے کہ وہ علیدان بھائی سے چیٹ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرے گی؟"

صندل کے لہجے میں پریشانی کے ساتھ ساتھ سختی بھی موجود تھی۔ اور اس کی اس بات نے دوسری طرف اور پریشانی بڑھادی تھی۔

" یار ڈانٹنا بند کرو میں بس نکل رہا ہوں تم ملاقات روکو کسی طرح سے بھائی اور اوز کی "

ادیان کی آواز خوف اور پریشانی لیے ہوئے تھی۔ صندل نے گہری سانس لی۔

تم جلدی پہنچو تمہیں علیدان بھائی کا پتا ہے وہ جھاڑ کر بھی رکھ دیتے ہیں بعض " اوقات میں جتنی مدد کرسکتی تھی تمھاری میں نے کردی ہے "

صندل نے پیشانی پر بل ڈالے اس کی ہر طرح کی مدد سے انکار کر دیا تھا۔ وہ اس سے زیادہ مدد کر بھی کیا سکتی تھی اگر کرتی بھی تو اوزگل اس کو عجیب بھی سمجھ سکتی تھی کہ وہ یوں اس کے اور علیدان کی ملاقات پر رد عمل کیوں ظاہر کر رہی تھی۔

"میں اب فون رکھ رہی ہوں "

غصے سے کہتے ہوئے فون بند کیا اور گھڑی کی طرف دیکھا شام کے ساڑھے پانچ ہو رہے تھے۔

اے اللہ تو سب کچھ سنبھال سکتا ہے کچھ برا نہ ہو بس نہ تو ادیان کا مقصد برا تھا اور نہ ہی اوزگل کی غلطی ہے اس میں۔

وہ دعا مانگ رہی تھی۔ اور ادیان کی مدد لے کے لیے دعا ہی مانگ سکتی تھی وہ۔

www.novelsclubb.com

****

جھولے پر بیٹھی وہ مسکرا رہی تھی سب کچھ اتنا اچھا لگ رہا تھا آج علیدان اس سے بات کرنے جا رہا تھا۔ اب تو شادی کو بھی چند ماہ رہ گئے تھے وہ انہی خیالوں میں محو ڈھیرے

سے جھولا ہلا رہی تھی جب چھت کے دروازے پر آکر علیدان کھڑا ہوا۔ آفس والے کپڑے پہن رکھے تھے پر کوٹ اور ٹائی شائی دوہ نیچے ہی رکھ آیا تھا۔

وہ چھ بجنے سے پہلے ہی چھت پر آچکی تھی۔ آتے ہی بڑے حق سے علیدان کو پیغام بھی بھیج دیا کہ وہ چھت پر موجود ہے اس کا انتظار ہے بس۔ اور ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب علیدان اوپر آیا۔

اوز گل نے محبت بھری بھرپور نظر علیدان پر ڈالی پر عجیب سا احساس ہوا وہ الجھا سا بکھرا سا تھا چہرہ مضطرب تھا۔ پہلی ملاقات جیسی خوشی اس کے چہرے پر کہیں نہیں تھی۔ ویسی خوشی جیسی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

علیدان نے پر سوچ نگاہوں سے اوز گل کی طرف دیکھا اوز گل سامنے اس کی سوچ سے بھی زیادہ خوش بیٹھی تھی۔ اس کی تیاری اس کی مسکراہٹ اس کا دیکھنا سب اس کے دلی جذبات کی عکاسی کر رہا تھا۔ اوہ خدایا یہ کیسی آزمائش تھی گل اس سے محبت کرتی تھی شائید۔

جو بھی تھا لیکن دلوں کا ٹوٹنا تو طے تھا ایسے ایک اوز گل کا دل ٹوٹا تھا ویسے دو دل ٹوٹتے تھے۔وہ پر سوچ انداز میں لفظوں کو ترتیب دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔اس کو دیکھ کر اوز گل اب جھولے پر سے اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔لبوں پر میٹھی سی مسکراہٹ سجائے وہ لجائی سی تھی۔

" بیٹھو کھڑی کیوں ہو گئی ہو "

علیدان نے جیب سے ہاتھ نکال کر پھر سے جھولے کی طرف اشارہ کیا آواز دھیمی تھی۔
اوز گل ایک نظر ڈالنے کے بعد سر جھکا چکی تھی۔

"جی۔۔۔ "

اوز گل آہستگی سے کہتی ہوئی واپس جھولے پر براجمان ہوئی۔علیدان بھی ایک طرف سر جھکا کر بیٹھ چکا تھا۔دونوں خاموش بیٹھے تھے اوز گل تو شرما رہی تھی پر علیدان پریشان حال بیٹھا تھا اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

" گل مجھے سمجھ نہیں آرہا میں تم سے کس طرح بات شروع کروں "

علیدان نے کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹکائے ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کیے سر جھکا کر کہا۔ وہ کچھ دیر خاموشی کے بعد بات شروع کر پایا تھا۔

اوزگل سر جھکائے دھیرے سے مسکرائی تھی۔ وہ ہمہ تن گوش تھی۔ علیدان کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

''بھائی۔۔۔۔ ''

ادیان کی حواس باختہ آواز پر دونوں نے ایک ساتھ سر اوپر اٹھایا تھا وہ چھت کے دروازے کے بیچ پریشان حال سا کھڑا تھا سانس بری طرح چڑھا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ سے دروازہ تھام رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ دل پر رکھے وہ سانس بحال کر رہا تھا۔

''کیا ہوا ادیان خیریت۔۔۔ ''

www.novelsclubb.com

علیدان نے اس کے یوں پکارنے پر بھنویں اچکا کر پریشانی سے سوال کیا۔

'' بھائی۔۔ بھائی وہ صندل نیچے گر گئی ہے پاؤں پر چوٹ آئی تھی شائید، رو رہی ہے دیکھیں ذرا کیا ہو گیا ہے مما بلا رہی ہیں آپکو ''

ادیان نے خجل ہوتے ہوئے جھوٹ بولا صندل اس جھوٹ میں پورا ساتھ دے رہی تھی۔

وہ نیچے جھوٹی چوٹ کا بہانہ کیے واویلا مچائے ہوئی تھی۔

"کیا ہوا اسے؟"

علیدان ایک دم سے پریشان ہو کر اٹھا اوز گل بھی پریشان سا چہرہ لیے ساتھ ہی اٹھی تھی۔

"بھائی دیکھیں ذرا جا کر مما کہہ رہی ہیں گاڑی نکالیں"

ادیان نے چور سی نظر اوز گل پر ڈالی شکر ہے وہ سہی ٹائم پر پہنچ گیا تھا۔دونوں کے رویے سے لگ رہا تھا بات ابھی شروع ہی ہوئی تھی۔

"اچھا۔۔گل میں پھر بات کرتا ہوں تم سے"

علیدان نے عجلت میں کہا اور تیز تیز قدم دروازے کی طرف بڑھائے اوز گل اس کے پیچھے تھی۔اس سے پہلے کے وہ علیدان کے پیچھے ہی چھت کا زینہ نیچے اتر جاتی ادیان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس اچانک حملے پر بوکھلا سی گ ئی بمشکل ادیان سے ٹکراتے ہوئے بچی حیرت سے سوالیہ نظریں ادیان پر اٹھیں جو رونے جیسی صورت بنائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔علیدان نیچے جا چکا تھا۔

"اوز۔۔۔مجھے معاف کردو "

اس سے پہلے کہ اوزگل کچھ پوچھتی ادیان کی التجا نے اسے اور حیرت میں مبتلا کر دیا۔

"اوز میں۔۔۔میں نے بہت غلط کیا بہت زیادہ "

ادیان نے سر جھکائے سر کو نفی میں ہلاتے رندھی سی آواز میں کہا۔جبکہ وہ اُسی طرح نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ کیا کہہ رہا تھا کیوں کہہ رہا تھا سب کچھ سمجھ سے باہر تھا۔

" ہوا کیا ہے ادیان کس بات کی معافی مانگ رہے ہو تم؟ "

www.novelsclubb.com

اوزگل نے پیشانی پر تجسس کی لکیریں ڈالے سوال کیا۔ادیان نے ندامت سے جھکا سر اٹھایا ۔آنکھیں بھی ندامت لیے ہوئی تھیں۔

اوز۔۔۔وہ جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمیلز تمہیں آتی تھیں منگنی سے پہلے بھی اور "

" اب بھی وہ۔۔۔۔۔۔علیدان بھائی نہیں میں بھیجتا تھا

ایک بمب ہی تھا جو اوز گل کے سر پر وہ کھڑا پھوڑ رہا تھا۔اوز گل تو جیسے سکتے میں آگ ئی تھی۔وہ جو غور سے اس کی بات سننے میں محو تھی اس بات پر تھم گ ئی تھی۔

" ہاں اوز۔۔۔علیدان بھائی ان ایمیلز اور چیٹ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں "

ادیان پھر سے سر جھکا چکا تھا۔پر سامنے کھڑے نفس کو تو گہری کھائی میں دھکیل چکا تھا۔ کیا کہہ رہا تھا وہ سارے خواب سب کچھ چکنا چور ہو گیا تھا۔اتنا بڑا دھوکا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

" اوز۔۔۔مجھے معاف کر دو پلیز میں۔۔۔میں تمھیں خوش دیکھنا چاہتا تھا بہت خوش بس اسی وجہ سے علیدان بھائی بن کر تم سے بات کرتا رہا "

وہ بولے جا رہا تھا پر اوز گل تو جیسے ریت کے ٹیلے کی طرح ڈھنے لگی تھی۔دل کیا اپنے سامنے کھڑے ادیان کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے۔

" اوز۔۔۔۔علیدان بھائی سے اس بات کا ذکر مت کرنا کبھی بھی میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں کے رشتے میں کوئی بھی بدمزگی پیدا ہو "

ادیان نے شرمندہ سی آواز میں کہا اور سر اوپر اٹھایا اوزگل کا چہرہ سرخ تھا۔ تزلیل کا احساس تھا۔ مغرب کی اذان کی آواز پر وہ جیسے سکتے سے واپس آئی ایک خونخوار نظر سامنے کھڑے ادیان پر ڈالی ادیان نے فوراً نظریں جھکائی یں۔

دل پھٹ رہا تھا ساری کی ہوئی باتیں سب احساس سب کچھ زمین بوس تھا۔

تیزی سے زینے کی طرف بھاگی۔ ادیان یوں ہی کھڑا تھا بے حال مجرموں کی طرح۔۔۔

****

" علیدان مجھے بات کرنی ہے تم سے "

زیب بیگم نے صندل کے کمرے سے علیدان کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے علیدان کی طرف دیکھ کر کہا۔ صندل کو معمولی چوٹ آئی تھی ڈاکٹر نے پٹی کر دی تھی علیدان اور زیب بیگم اب اسے کمرے میں لیٹا کر باہر نکلے تھے۔

www.novelsclubb.com

"جی کیا بات ہے؟ "

علیدان نے سوالیہ نظر اٹھائے مودب لہجہ اپنایا۔ وہ غور سے جانچتی نظروں سے علیدان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ کیا اذفرین نے علیدان سے اب تک کوئی بات کی ہو گی یا نہیں۔

"میرے کمرے میں چلو "

زیب بیگم آہستگی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھیں تو علیدان بھی ساتھ ہو لیا ۔کمرے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے بات شروع کی

"علیدان میں نے اذفرین سے بات کی ہے بیٹا۔۔۔۔وہ تو تم سے محبت نہیں کرتی "

زیب بیگم نے محبت سے علیدان کے کندھے پر ہاتھ پھیرا اور اپنی طرف سے علیدان کی بہت بڑی غلط فہمی دور کی۔علیدان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر گہری سانس لی۔

تو اس دن اذفرین کی فرمائش کے پیچھے یہ کہانی تھی کڑیاں مل گئی تھیں۔علیدان نے بس خاموشی سے ان کی طرف دیکھا دل جان گیا تھا یہ سارا معاملا اب اسطرح سلجھنے والا نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

زیب بیگم پتا نہیں کیا کیا نصیحتیں کر رہی تھیں کیا کیا واسطے دے رہی تھیں، پر وہ ٹھان چکا تھا اسے کیا کرنا ہے۔

****

جارج کو سلا کر وہ تھکے سے انداز میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی کمرے میں آئی جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی بمشکل خود کو سنبھالا علیدان بڑے آرام سے کمرے میں موجود ریک میں رکھی کتابیں دیکھ رہا تھا۔

اس کو یوں آج پانچ دن بعد پھر سے کمرے میں دیکھ کر دل حلق میں آگیا تھا۔اذفرین نے فوراً دل کی حالت کو سنبھال کر چہرے پر سختی کو سجایا۔کیوں بار بار میرے سامنے آکر مجھے اور تکلیف دے رہے ہیں۔اللہ کیا چاہتا ہے تو۔۔۔

علیدان نے قدموں کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا وہ سامنے کھڑی تھی چہرے پر مصنوعی سختی سجائے غصے سے اسے گھورتی ہوئی علیدان بے ساختہ مسکرا دیا۔

وہ بہت کمزور اور پژمردہ دکھائی دے رہی تھی۔علیدان کے دل میں اس کی اس حالت کو دیکھ کر تکلیف ہوئی۔وہ اس کو اور اپنے آپکو تکلیف دیے ہوئے تھی۔

"علیدان یہ۔۔۔یہ کیسا مزاق ہے میں نے اس دن آپ کو اپنا جواب دے دیا تھا پھر آج کیوں آئے آپ یہاں پھر سے"

اذفرین نے دانت پیستے ہوئے ناک پھلا کر کہا وہ چند قدم آگے آچکی تھی۔علیدان کی مسکراہٹ آج عجیب سی تھی جسے سمجھنے سے قاصر تھی۔

"نہیں۔۔۔۔میں نے بہت سوچا تمھاری بات پر یقین مانو تین دن سے سوچ ہی رہا تھا"

علیدان نے کان کھجاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔جبکہ وہ مسکراہٹ دبا رہا تھا مطلب یہ سنجیدگی مصنوعی تھی۔اذفرین پارک میں آنا چھوڑ چکی تھی فون وہ استعمال نہیں کرتی تھی علیدان سے بات کے سارے رابطے ختم کر چکی تھی بچا تھا تو صرف یہ ایک راستہ ۔جواب وہ دوسری دفعہ اپنا چکا تھا۔

"پر ایک بات میری سمجھ سے باہر ہے وہ یہ۔۔۔۔کہ محبت تم سے کروں اور ثابت کرنے کے لیے شادی اوزگل سے کروں عجیب بات نہیں ہے کیا یہ؟"

علیدان نے مصنوعی حیرت چہرے پر سجائے کہا۔اذفرین نے سینے پر ہاتھ باندھے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑا مبادہ وہ اسے کمزور کر دے۔

"کچھ عجیب نہیں ہے۔۔۔بس مجھے یقین کے لیے یہی ثبوت چاہیے"

اذفرین کا لہجہ دوٹوک تھا وہ اب علیدان کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔علیدان کو جب سے پتہ چلا تھا وہ یہ سب زیب بیگم کے اسرار پر کر رہی ہے دل نے ٹھان لیا تھا وہ اب اور کسی کے بارے میں نہیں سوچے گا محبت کی انتہا انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے اور بعض اوقات یہی خود غرضی جو صرف لوگوں کو وقتی خود غرضی لگ رہی ہوتی ہے آنے والی بہت سی زندگیوں کو تباہی سے بچا لیتی ہے۔

"پر مجھے تو یہ ہر گز منظور نہیں ہے، میرے مطابق جس سے محبت کی جائے ثابت کرنے کو اس سے ہی نکاح کیا جاتا ہے"

علیدان نے کندھے اچکائے اور اس کی بات کی نفی کی اس کے انداز میں ڈھٹائی تھی۔ سکون سے دو تین قدم آگے بڑھائے۔

"نہیں بلکل نہیں مجھے ایسا ثبوت نہیں چاہیے علیدان پلیز کیوں سب کی زندگیاں مشکل میں ڈال رہے ہیں آپ جائیں یہاں سے میں پہلے ہی بہت دکھ اٹھا چکی ہوں اور نہیں اٹھانا چاہتی"

اذفرین نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی آواز آنسوؤں کا گولا گلے میں اٹکنے کی وجہ سے بھاری ہو گئی تھی۔

"یہی۔۔۔۔۔ سارے دکھ درد ختم کرنا چاہتا ہوں میں سب سنبھال لوں گا تم بس سعد بھائی کا نمبر یا آسٹریلیا کا پتہ دو مجھے"

علیدان نے ملائم سے لہجے میں سمجھانے جیسا انداز اپنایا۔

"نہ۔۔۔ نہیں بلکل نہیں۔۔۔ اس سے میری زندگی اور مشکل ہو جائے گی پہلے ہی میں بہت بدنام ہوں"

اذفرین نے روہانسے لہجے میں کہا آواز غم و غصے سے کانپ رہی تھی۔

"اذفرین مجھے ایسا نہیں لگتا میں جب سعد بھائی سے بات کروں گا وہ یقیناً خوش ہوں گے کون سا بھائی ہے جو یہ چاہتا ہو اس کی بہن کی شادی ایک چار سال کے بچے کے باپ سے ہو"

علیدان اب باز و ہوا میں اٹھاتا ہوا اسے اپنی بات سمجھا رہا تھا۔ اسے اب کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ میر دلاور کا بھی سامنا کرنے ان سے بات کرنے کے بارے میں سوچ چکا تھا۔

" نہیں آپ کچھ نہیں جانتے آپ پلیز اپنی اس سو کالڈ محبت کو لے کر جائیں یہاں سے اگر نہیں جائیں گے تو میں بلاتی ہوں ابھی گارڈ کو نیچے سے "

اذفرین نے سخت لہجے میں کہا اور قدم ٹیرس کی طرف بڑھائے۔ پر علیدان ہنوز ویسے ہی کھڑا تھا جانتا تھا وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرے گی۔ اذفرین نے زور سے پاؤں پٹخا۔

وہ جتنا بھی چھپا لے وہ اس کے دل کے اندر موجود بے پناہ محبت کو بھانپ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں ہی چلی جاتی ہوں اس دن کی طرح "

اذفرین نے قدم آگے بڑھائے۔ لہجہ سخت تھا چہرہ سپاٹ

" رکو جا رہا ہوں "

علیدان نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور خاموشی سے قدم آگے بڑھائے وہ سر جھکائے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

" اب کبھی نہیں آؤں گا ریکوسیٹ کرنے "

علیدان نے اسی طرح سر جھکائے مدھم سی آواز میں کہا۔اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔اذفرین نے جلدی سے کمرے کو بند کیا اور دروازے کے ساتھ سر ٹکا کر آسمان کی طرف دیکھا۔

****

"رکو کیا کر رہے ہو "

علیدان نے کچن میں موجود واصف کی طرف دیکھ کر کہا۔وہ چولہے کے آگے کھڑا تھا۔

" سر گارڈ کی چائے بنا رہا ہوں "

واصف نے مودب لہجے میں کہا۔علیدان پر سوچ لہجے میں ارد گرد دیکھتا ہوا قریب آیا۔

" ہمم ایسا کرو مجھے کافی بنا دو پہلے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے گردن پر تھکاوٹ کے انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وہ اب چولہے کے پاس کھڑا تھا۔

" جی سر "

واصف نے گردن کو ہلایا اور چولہے کو چھوڑ کر آگے بڑھا وہ جیسے ہی چولہے سے دور ہوا علیدان نے تین ٹیبلیٹ چائے میں پھینک دیں۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 25

واصف اب علیدان کے لیے کافی تیار کر رہا تھا وہ اب چولہے سے دور کچن میں لگے چھوٹے سے کھانے کے میز پر مگن سے انداز میں بیٹھ کر موبائل دیکھنے لگا تھا۔رات کے دس بج رہے تھے۔

دلاور ولاز میں آج معمول سے برعکس خاموشی کا راج تھا۔اوزگل دو دن سے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیے اپنے ساتھ ہو جانے والے اس عجیب و غریب کھیل پر نالاں کمرے میں بند تھی۔صندل کے پاؤں پر چوٹ نہ ہونے کے باوجود وہ دکھاوے کے طور پر کمرے میں بند تھی۔ادیان ندامت میں ڈوبا بہت کم کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔اور میر دلاور کی علیدان سے بہت بری جھڑپ ہوئی تھی وجہ علیدان کا اوزگل سے شادی سے انکار اور

www.novelsclubb.com

افرین سے شادی کی خواہش تھی۔اس لیے میر دلاور اور زیب بیگم اس سے با قاعدہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بات چیت بند کیے ہوئے تھے۔

واصف اب کافی کا مگ علیدان کے سامنے رکھ چکا تھا۔علیدان کافی کی جھاگ پر نظریں مرکوز کیے بیٹھا تھا۔اس نے زندگی میں ہر ہر قدم اپنے باپ کی مرضی پر اٹھایا تھا۔وہ ان کا بڑا بیٹا تھا اور ان کی ہر طرح کی سختی کا سامنا اس نے ہی کیا تھا

ایک اگر پڑھنے کے لیے وہ اپنی خواہش پر آسٹریلیا گیا ہی تھا وہ بھی اس حادثے کی وجہ سے ادھوری چھوڑ دی تھی اس نے اور اب یہ اس کی زندگی کا بہت اہم فیصلہ تھا جس میں وہ ایک ایسی لڑکی کو اپنی زندگی میں لانا چاہتا تھا جسے دل نے نہیں روح نے چاہا تھا دن رات اس کو یاد کیا اسے مانگا تھا۔اور یہاں وہ اپنے والد کی یتیم بھتیجی کی محبت پر اوزگل کو ساری عمر کے لیے زبردستی اپنی زندگی میں شامل کرنے پر تیار نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

علیدان دلاور اپنی پوری زندگی میں دوسری دفعہ یوں صرف اور صرف اپنے لیے خود غرض ہو تھا۔اور آج بھی وہ ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد اپنی خود غرضی کی انتہا کو چھونے والا تھا۔

واصف دو کپوں میں چائے انڈیل رہا تھا۔ ایک کپ بہادر ولاز کے گارڈ کا تھا اور ایک کپ دلاور ولاز کے گارڈ کا تھا۔ علیدان نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کن اکھیوں سے واصف کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے پر دھرے کپوں پر ڈالی۔

****

" اوز۔۔۔۔اوز۔۔۔۔پلیز دروازہ کھولو "

ادیان نے دروازے پر ہلکی سی دستک دینے کے بعد دروازے سے سر ٹکا کر التجا کی۔ اوز دو دن سے کمرے سے باہر نہیں آ رہی تھی اور اس کا دل بند ہو رہا تھا۔ فون وہ اٹھا نہیں رہی تھی پیغام کا جواب نہیں دے رہی تھی۔ تھک ہار کر وہ یوں اس کے کمرے کے سامنے کھڑا اس سے التجا کر رہا تھا۔ کتنی تکلیف تھی کہ جس سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا تھا اسے ہی اتنی تکلیف میں مبتلا کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اوز گل اوندھے منہ تھوڑی کے نیچے دونوں ہاتھ دھرے وہ بھیگی پلکیں اور نم کونوں والی آنکھیں لیے بیڈ لیٹی تھی ہاتھ آنسوؤں سے تر تھے۔ کتنی معمولی بات تھی تمھارے لیے یہ ادیان لیکن میرے لیے کچھ بھی معمولی نہیں تھا۔ تم نے کتنے آرام سے کہہ دیا کہ وہ

ایمیلز ہمیشہ سے تم نے بھیجی ہیں علیدان کو تو ان کا علم بھی نہیں۔ میں نے انہی ایمیلز سے ہی تو محبت کرنا سیکھا تھا۔ مجھے علیدان کے وجود کی کمی تک محسوس نہیں ہونے دیتی تھیں وہ محبت بھری باتیں۔

میں نے ایمیلز کے چیٹ کے ہر ہر لفظ پر علیدان کو سوچا ہر لفظ کو سو سو مرتبہ پڑھا مجھے ان ایمیلز کی اس چیٹ کی اتنی عادت ہو گئی کہ اب جب وہ نہیں آتی تھیں میرا سانس رکنے لگتی تھی میں سارا سارا دن بوکھلائی بوکھلائی پھیرتی تھی۔

میں الجھ کر رہ گئی ہوں دو دن سے دل تو چاہا کہ تمھارا گریبان پکڑ کر جھنجوڑ ڈالوں۔ پوچھوں تم سے کیوں کھیلا میرے جذبات سے کیوں کیا تم نے ایسا پر نہیں کر سکی ایسا نا جانے کیوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا مجھے علیدان سے محبت ہے یا ان ایمیلز بھیجنے والے سے۔

اوز گل پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ دروازے پر کھڑے ادیان کی التجائیں ابھی بھی دروازے کے پار سے سنائی دے رہی تھیں۔ وہ وقفے وقفے سے ہلکی ہلکی دستک بھی دے رہا تھا۔ پر وہ کسی سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"اوز۔۔۔ پلیز ایک دفعہ دروازہ کھولو"

ادیان نے پھر سے ندامت بھرے لہجے میں درخواست کی پر دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

"تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ "

علیدان کی عقب سے آتی آواز پر ادیان ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔ادیان ہڈ پہنے سر کو ٹوپی سے ڈھکے مشکوک سے حلیے میں کھڑا تھا۔

" بھائی ویسے ہی اوز کا لیپ ٹاپ چاہیے تھا وہ شائی دسوگ ئی ہے "

ادیان نے بمشکل اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا کر جواب دیا۔اور حیرت سے علیدان کی طرف دیکھا جس کا انداز عجلت لیے ہوئے تھا۔

" اچھا تو پھر جاؤ اپنے کمرے میں رات کے بارہ بج رہے ہیں "

www.novelsclubb.com

علیدان نے سخت لہجہ اپناتے ہوئے ڈپٹا۔ادیان فوراً گردن کو سہلاتا چور سی نظر علیدان پر ڈالتا وہاں سے چل دیا۔

ادیان کے جاتے ہی وہ ارد گرد تسلی سے نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھا اور چھت کا زینہ چڑھ گیا۔

****

کمرے کالاک کھل رہا تھااذفرین بیڈ پر لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی۔چونک کر کتاب کو چہرے کے آگے سے ہٹایااور دروازے کی طرف دیکھااس سے پہلے کہ لپک کر بیڈ سے اترتی اور دروازے کی طرف بڑھتی دروازہ کھل چکا تھا۔اور ذہن میں جس کے بارے میں سب سے پہلا خیال آیا تھا وہی سامنے کھڑا تھا۔

سیاہ رنگ کی ہڈ پہنے ہڈی کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کی ٹوپی سے چہرے کو ڈھکے بڑے حق سے کھڑا تھا۔اذفرین نے دانت پیسے پیشانی پر ناگواری کے بل ڈالے اور جھٹکے سے اپنے اوپر اوڑھے کمبل کو دور کرتی ہوئی اٹھی۔

"علیدان کیوں میری جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں آپ "

اذفرین سختی سے کہتے ہوئی اب سامنے آچکی تھی۔پر وہ سر سے ٹوپی اتارے سنجیدگی سے اذفرین کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا شیو بڑھی ہوئی تھی اور آنکھیں دوراتوں کے رتجگے کی مسافت طے کیے بوجھل سی تھیں پر محبت کی تپش میں کوئی کمی نہیں تھی

۔

پیچ رنگ کے قمیض ٹراؤزر میں اذفرین غصے سے سرخ چہرہ لیے اس کے سامنے تنی کھڑی تھی۔علیدان کی نظروں سے تصادم ہوا تو دل نے نیچے غوطہ لگایا اذفرین نے گڑ بڑا کر اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی یں کیونکہ دل اس کی آنکھوں میں موجود بے پناہ محبت کی تاب نالاتے ہوئے زبردستی کے چڑھائے گ ئے سختی کے خول میں داڑاریں پیدا کرنے لگتا تھا۔

" چلو وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔۔۔ "

علیدان نے رعب سے حکم دیا تھا۔جس پر اذفرین نے حیرت سے منہ کھولا۔پھر سے اس کی طرف دیکھا جو حد درجہ سنجیدہ کھڑا تھا۔

" کیا۔۔۔کہاں چلنا ہے۔۔؟مہ۔۔۔مجھے کہیں نہیں جانا آپ کے ساتھ "

اذفرین نے لہجے کو اور زیادہ سخت کیا اور پیشانی پر شکن بڑھائے پر جناب پر تو کوئی اثر نہیں تھا اس سب کا پر سکون انداز میں اپنے موبائی ل کو نکال کر وقت دیکھا بارہ بج کر پندرہ منٹ ۔۔۔۔بھنویں سکیڑ کر اذفرین کی طرف دیکھا

"تم سے پوچھ نہیں رہا کہہ رہا ہوں دوپٹہ کہاں ہے تمھارا؟ "

علیدان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر تھوڑا آگے ہو کر مصروف سے انداز میں بیڈ پر نظر دوڑائی گہرے جامنی رنگ کا شفون دوپٹہ جس پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے پیچ رنگ کے پھول تھے تکیے کے پاس آڑا تر چھا پڑا تھا علیدان آگے بڑھا اور تھوڑا سا جھکتے ہوئے بیڈ پر سے دوپٹہ اٹھایا جبکہ وہ ہونق بنی علیدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا ۔آخر وہ کہاں جانے کی بات کر رہا تھا اور کیوں کر رہا تھا۔

علیدان نے دوپٹہ لا کر اس کی طرف بڑھایا اور اب اس کے ننگے پاؤں دیکھ کر زمین پر جوتے کی تلاش میں نظریں دوڑا رہا تھا۔ انداز ہنوز پر سکون سا تھا پر تھوڑی عجلت لیے ہوئے تھا۔

"علیدان۔۔۔۔ علیدان کیا ہے یہ سب کچھ بتائیں گے مجھے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے رخ بدل کر بیڈ کے ایک طرف سے جھک کر سلیپر اٹھاتے علیدان کی طرف دیکھا۔ وہ خاموشی سے سلیپر اٹھا کر پاس آیا اور جھک کر سلیپر اس کے پاؤں کے پاس رکھ دیے۔

"کس مضمون میں ماسٹرز کر رہی تھی تم اب ملبرین میں؟ "

سوال کے جواب کے بجائے بے تکا سوال داغے اب وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔ اذفرین نے اس کے بے تکے سے سوال پر آبرؤ چڑھائے

"کمپیوٹر۔۔۔۔ "

اذفرین نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سی آواز میں جواب دیا۔ جس پر وہ پر سوچ انداز میں سر ہلا گیا۔

ہمم تو یہ سمجھ لو تم اب سے ایک ڈمب ٹرمینل ہو پروسسنگ کا سارا کام میرا ہے اس " لیے ذہن پر زیادہ زور مت دو سلیپرز پہنو جلدی "

علیدان نے دھیمی سی آواز میں چہرہ قریب لا کر اس کے گال کو تھپکا تھا جو ہونق بنی بس اس کی عجیب و غریب باتیں سن رہی تھی صرف سمجھ اب بھی کچھ نہیں آ رہا تھا۔

"علیدان مجھے کہیں نہیں جانا آپ کے ساتھ "

اذفرین نے حتمی لہجہ اپنایا اور گھور کر علیدان کی طرف دیکھا۔ اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی وہ اسے کہیں لے کر جا رہا تھا پر کہاں اور کیوں ذہن میں خوف سر اٹھانے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر تم یہ چاہتی ہو کہ میں گود میں اٹھا کر لے جاؤں تمہیں۔۔۔؟تم جانتی ہو وہ میرے لیے مشکل نہیں ہے"

علیدان نے لبوں کو باہر نکالے ایسے کندھے اچکائے جیسے ابھی اسے اٹھا کر کندھے پر ڈال لے گا۔ تھوڑا سا قریب ہوا تو اذفرین دبک کر پیچھے ہوئی۔

"مہ۔۔۔میں۔۔۔ہرگز نہیں جاؤں گی میں ابھی گارڈ کو بلاتی ہوں"

اذفرین غصے میں بھری بوکھلائی سی آگے بڑھی۔دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا تھوڑا سا آگے بڑھی پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔پر وہاں کوئی اثر نہیں تھا۔جانتی تھی اسے کوئی ڈر نہیں ہے کیونکہ وہ چاہ کر بھی شور نہیں مچا سکتی۔

علیدان نے افسوس سے سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا زبردستی اذفرین کو پکڑ کر بیڈ پر بیٹھائے اب وہ اس کے پاؤں میں سلیپر پہنا رہا تھا۔علیدان کے پاؤں کو چھوتے ہی جیسے بجلی کوندگ ئی تھی جھینپ کر پاؤں پیچھے کھینچنے چاہے پر علیدان نے نظر اٹھا کر ایسے گھورا کہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

www.novelsclubb.com

سفید گداز سے خوبصورت پاؤں مضبوط ہاتھوں میں تھامے سرخ رنگ کے قینچی سلیپر باری باری اس کے پاؤں میں اڑائے۔ کیا تھا وہ ایک پل میں یوں جیسے اس پر حکومت کرتا ہو۔ اگلے ہی پل یوں کہ اس کے پاؤں میں جوتا بھی پہنا دے۔ کھوئے سے انداز میں علیدان کے جھکے سر کو دیکھا اور سب وار دیا۔

علیدان نے بازو سے کھینچ کر اسے بیڈ سے اٹھایا اس کے بازو تھامے آگے بڑھا اب وہ اسی طرح اذفرین کا بازو تھامے کمرے سے باہر آگیا تھا جبکہ وہ کلائی کو مڑوڑتی چہرے کے زاویے بدلتی خود کو چھڑوانے کی ناکام سعی کر رہی تھی۔

گاڑی وہ پہلے ہی بہادر والاز کے سامنے کھڑی کر چکا تھا دونوں گارڈز چائے پینے کے بعد سے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ علیدان اسی طرح اذفرین کو بازو سے کھینچتا اب بہادر ولاز کے پورچ تک آگیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک ہاتھ سے گیٹ کھول کر باہر آیا اور آہستہ سے دروازے کو بند کر دیا باہر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گاڑی گیٹ کے بلکل آگے کھڑی تھی۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر اذفرین کو بیٹھنے کا اشارہ

کیا جو بار بار علیدان کو روہانسے انداز میں یہ سب کرنے سے منع کرتے ہوئے سر کو نفی میں ہلا رہی تھی۔

''تنگ نہ کرو وقت نہیں ہے بیٹھو چپ چاپ۔۔۔ ''

علیدان نے دانت پیس کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی اور ارد گرد جانچتی سی نگاہ دوڑائی اذفرین نے نچلے لب کو دانتوں میں دبائے رونی صورت سے کار کے دروازے کو پکڑ کر ڈھنے کے سے انداز میں خود کو سیٹ پر گرایا۔ کیا تھا دل جو اس کے غلط حکم کو بھی ٹال نہیں پایا تھا اسے خود کے یوں کمزور پڑ جانے اور ہتھیار پھینک دینے پر افسوس تھا۔ پر بے بس تھی وہ دل تھا کہ تخت پر براجمان دماغ کو سزائے موت سنا چکا تھا۔

جیسے ہی اذفرین کار میں بیٹھی وہ خود گھوم کر دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔ ایک اچٹتی سی نظر پریشان حال بیٹھی اذفرین پر ڈالی اور کار سٹارٹ کر دی۔

****

گاڑی میں وہ علیدان کو بلاتی رہی پر وہ اتنی تیز ڈرائیو کر رہا تھا کہ اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ گاڑی کے رکتے ہی وہ اب باہر نکل کر گھوم کر اذفرین کی طرف کا دروازہ کھولے ہوئے تھا۔

" یہ کہاں آئے ہیں ہم "

اذفرین نے گھر کے گیٹ کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ کسی گھر کے آگے کھڑے تھے۔ علیدان نے کوئی جواب نہیں دیا اور فون کان کو لگائے وہ اب دھیمے سے لہجے میں کسی سے بات کر رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے فون بند کیا تو کچھ سکینڈ کے بعد ہی صفدر دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

اذفرین نے چونک کر علیدان کی طرف دیکھا۔ نظروں میں عجیب سی کشمکش تھی۔ صفدر کو وہ پہچان گ ئی تھی۔ صفدر نے بڑی عزت سے مسکراتے ہوئے اذفرین کو سلام کیا تھا۔

" دوست ہے میرا چلو اندر "

علیدان نے اذفرین کے کان کے قریب ملائی م سے لہجے میں کہا اور قدم آگے بڑھا دیے۔

اذفرین نے خاموشی سے پیروی کی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی تو تیس بتیس سال کی لڑکی اس کی طرف مسکراتی ہوئی بڑھی وہ غالباً صفدر کی بیوی تھی۔

"اذفرین اس طرف کمرے میں آجاؤ"

نرمی سے وہ اذفرین کا نام لیتے ہوئے اسے اپنے ساتھ سامنے کمرے میں لے گ ئی۔

صاف ستھرا کمرہ بلکل خاموش تھا وہاں پہلے سے کوئی موجود نہیں تھا۔اس لڑکی نے سامنے بیڈ کی طرف اشارہ کیا بیٹھنے کا۔بیڈ پر ابھی وہ الجھی سی بیٹھی ہی تھی جب علیدان کمرے میں آیا۔

علیدان کو دیکھتے ہی وہ لڑکی مسکراتی ہوئی باہر نکل گ ئی۔اذفرین فوراً بیڈ سے اٹھ کر علیدان کے پاس آئی تھی۔انداز بھرپور گھبراہٹ لیے ہوئے تھا۔

"علیدان اب تو کچھ بتادیں پلیز یہ سب کیا ہے کیوں اسطرح زبردستی لائے ہیں مجھے"

اذفرین نے پریشان سے لہجے میں سوال کیا۔سوال کر۔۔کر کے تھک چکی تھی وہ۔پر وہ تو جیسے جواب نا دینے کا ٹھان چکا تھا۔

" نکاح ہے ہمارا کچھ دیر میں اس کے بعد واپس گھر "

علیدان نے ایک نظر شرمائے سے انداز میں پاؤں پر ڈالی اور پھر مسکراہٹ دبا کر سامنے کھڑی اذفرین کی طرف دیکھا علیدان کی آنکھیں حصول کی خوشی میں چمک رہی تھیں۔

اذفرین نے گڑبڑا کر دیکھا شک تو پہلے بھی تھا پر اب تو جان پر بن گئی تھی۔ وہ نکاح کرنا چاہتا تھا سب سے چھپ کر بنا بتائے یعنی بات اور بگڑ سکتی تھی۔

" آپ زبردستی مجھ سے نکاح نہیں کر سکتے آپ کو اوزگل سے شادی کرنی ہے بس "

اذفرین نے لہجے میں سختی لاتے ہوئے کہا۔ اور خفگی سے آگے بڑھی جیسے ابھی یہاں سے چلی جائے گی۔

رکو۔۔۔۔ اگر تم یہ سمجھتی ہو تم شادی نہیں کرو گی تو میں اوزگل سے شادی کر لوں گا " تو یہ تمھاری بھول ہے میں کسی سے شادی نہیں کروں گا تمھارے علاوہ ساری زندگی یونہی رہوں گا میں نے سب کو بتا دیا ہے سب کو مما بابا سب کو "

علیدان نے اذفرین کا بازو تھامے اسے روکا اور دوٹوک لہجہ اپنایا آواز دھیمی ہی تھی وہ نہیں چاہتا یہ سب بحث باہر کسی کو سنائی دے۔ باہر اس کے چند دوست گواہان کے طور پر موجود تھے اور نکاح خواں بھی پہنچ چکا تھا۔

" علیدان مت کریں ایسے سب۔۔۔سب بگڑ جائے گا "

اذفرین نے اب کی بار سختی چھوڑ کر رونے جیسی آواز میں التجا کی۔ کیونکہ علیدان کی آنکھوں میں عزم وہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ بے خوف تھا آنے والے ہر طوفان سے ایسے جیسے وہ لڑ جائے گا سب سے پر اس کا ساتھ ہو تو۔

"مجھ پر بھروسہ ہے نہ؟۔۔۔ "

علیدان نے تھوڑا جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ بھروسہ لفظ بہت چھوٹا تھا وہ سب کچھ ہار چکی تھی سامنے کھڑے اس شخص پر وہ ابھی جانتا ہی کہاں تھا وہ، کتنی محبت کرتی ہے اس سے۔ وہ کونسا لمحہ وہ کونسا پل ہو گا جب اس نے علیدان کو یاد نا کیا ہو۔

"ہے۔۔۔پر۔۔۔۔ "

اذفرین نے الجھتے ہوئے بولنا شروع ہی کیا تھا جب علیدان نے بات کاٹ دی۔

"پر۔۔۔کیوں۔۔۔۔کیسے۔۔۔۔یہ سب چھوڑ دو میں سب سنبھال لوں گا تم بس اس وقت نکاح کرو مجھ سے، پلیز پیچھے مت ہٹو مجھے ساتھ چاہیے تمھارا سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ پر بھروسہ رکھو جس نے ملن کی آس کو آس نہیں رہنے دیا"

علیدان نے ہنوز اسی لہجے میں جواب دیا اذفرین اب بھی خوف کے زیر اثر بوکھلائی سی کھڑی تھی۔

"میں سوچ چکا ہوں ہر پہلو سے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، نکاح خواں آرہے ہیں اندر تمہیں بس ہاں کہنا ہے زیادہ سوچو مت"

علیدان نے دھیمے سی آواز میں کہا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔اور وہ آسمان کی طرف دیکھ کر رہ گ ئی پر پتہ نہیں کیوں دل بغاوت کرنے لگا تھا۔اور پھر پتا نہیں کیسا یقین تھا اور کیسا طلسم وہ اذفرین خلیل سے اذفرین علیدان بن چکی تھی۔

****

کار پوری رفتار سے سڑک پر چل رہی تھی لیکن جیسے ہی وہ سوسائٹی میں داخل ہوئے علیدان نے کار آہستہ کر دی تھی۔ایک نظر ساتھ بیٹھی اذفرین پر ڈالی جو آنکھیں ناک ہونٹ سب رو رو کر سرخ کیے ہوئی تھی۔

" اب رونا بس کرو اذفرین رخصتی نہیں ہو رہی ابھی "

علیدان نے مسکراہٹ دبائے ساتھ بیٹھی اذفرین کو ٹشو پکڑیا لہجہ شرارت لیے ہوئے تھا۔

علیدان کے انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی اسے کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی، جیسے بار بار مسکراتے ہوئے اذفرین کو مزے سے دیکھ رہا تھا جواب مکمل طور پر اس کی ہو کر اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

گاڑی رکی تو اذفرین کا خوف پھر سے امڈ آیا نچلا لب کچلتے چور سی نظر گارڈ پر ڈالی۔۔دو گھنٹے بعد وہ پھر سے بہادر ولاز کے سامنے کھڑے تھے گارڈ گہری نیند سو رہا تھا۔علیدان نے اتر کا بہادر ولاز کا گیٹ کھولا اور اذفرین کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔وہ جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اندر آئی۔علیدان اب اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں پہنچ کر وہ بیڈ پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھر سے رونے کا شغل فرمانے لگی تھی۔علیدان آرام سے واش روم میں گھس گیا تھا باہر آیا تو وضو کیے ہوئے تھا۔

"جائے نماز دو مجھے "

شرٹ کے بازو نیچے کرتے ہوئے آہستہ سی آواز میں کہا۔پر وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"مسز جائے نماز دیں مجھے کہاں ہے"

علیدان نے اب کی بار آواز تھوڑی سی اونچی کی اذفرین نے دھیرے سے چہرہ اوپر کیے پاس میز کی طرف اشارہ کیا۔علیدان نے جائے نماز اٹھا کر ایک طرف کمرے میں بچھایا اور پر سکون انداز میں تہجد اور شکرانے کے نوافل ادا کیے۔جبکہ وہ آنے والے طوفان کا سوچ سوچ کر روئے جا رہی تھی۔

علیدان نے سلام پھیرا اس کی طرف پھر سے دیکھا جائے نماز کو فولڈ کر کے ایک طرف رکھا گہری سانس لی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب ہی آکر بیڈ پر بیٹھ گیا۔کچھ دیر اسے یونہی دیکھنے کے بعد خاموشی ختم کو توڑا۔

اتنا تو لڑکیاں اپنی رخصتی پر روتی ہیں اس کا مطلب ہے تم چاہ رہی ہو ابھی رخصت ہو جاؤ کوئی مشکل بات نہیں چھت سے ہو کر میرے کمرے میں ہی جانا ہے "

علیدان نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے چہرہ اس کے کان قریب کیے شریر سے لہجے میں سرگوشی کی تو وہ جو رو رہی تھی اس بات پر جھینپ گئی۔ پر آنسو نہیں تھمے تھے۔ علیدان نے پہلو بدل کر رخ پورا اس کی طرف موڑا۔

" بس نا اب بس۔۔۔۔ "

علیدان نے دھیرے سے اذفرین کی گود میں دھرے اس کے ہاتھ تھامے تو وہ تھم گئی۔ مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں کتنا سکون اپنائیت اور محبت تھی علیدان نے آہستگی سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تو اذفرین نے جلدی سی آنکھیں موند لیں۔

وہ دھیرے سے کانپتی ہوئی لجائے سے انداز میں دل میں اتر رہی تھی۔ رو رو کر چہرے کا حال برا تھا۔ بالوں کی کتنی ہی لٹیں چہرے پر چپک گئی تھیں۔

" سارے غم آج سے میرے تم بیگم بن گئی ہو اب بے غم ہو جاؤ سب مجھ پر چھوڑ دو "

www.novelsclubb.com

علیدان نے دھیرے سے گالوں پر بہتے آنسو اپنی انگلی کی پور میں چنے تو وہ آہستگی سے مسکرا دی تھی۔علیدان نے آہستگی سے اس کے جھکے سر کے ساتھ اپنا سر جوڑ دیا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 26

"میں بہت خوش ہوں"

علیدان کی بھاری سی آواز مگر ملائم سے لہجے میں کی گئی سر گوشی تھی جو کانوں میں رس گھول گئی۔سانسوں کی گرمی تھی جو چہرے پر پڑ کر دل گدگدا رہی تھی۔وہ سر اس کی مانگ سے ٹکائے دلفریب سر گوشی کر گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ جو دل کی دنیا پر حکومت کرتا تھا۔وہ جو روح میں سکون بن کر بستا تھا۔وہ جواب اس سفاک دنیا میں اس کا واحد اپنا تھا۔وہ جو بے لوث چاہت لٹاتا تھا۔وہ جو جانے انجانے ہر جگہ اس کا محافظ بن جاتا تھا۔وہ جواب اس کا محرم تھا اس کا سب کچھ تھا۔اس کے قریب تھا

۔

''کیا میں اس خاموشی کا مطلب یہ سمجھوں کہ میں ہی خوش ہوں صرف؟''

علیدان کی پھر سے ابھرتی خفگی بھری سرگوشی نے اس کی سوچوں کے جشن میں خلل ڈالا تو احساس ہوا وہ اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔اور اس اظہار کے جواب میں جوابی اظہار کا طلبگار تھا۔خوش۔۔۔۔وہ خوش تھی یہ تو ابھی دل ناجان سکا تھا پر ایک بہت ہی پیارا سا دلفریب احساس تھا جو آہستہ آہستہ ذہنی تناؤ کا تھپک رہا تھا اور محبت کا جزبہ ہر خوف ہر پریشانی آنے والے ہر طوفان پر غالب آ گیا تھا۔

اذفرین نے پلکیں جھکا کر لبوں پر اپنی کیفیت کے اظہار کے لیے مسکراہٹ سجائی۔

علیدان نے آنکھیں جھکا کر اس کے لبوں پر مزین دل لبھاتی مسکراہٹ کو دیکھا دل میں سکون سا اتر گیا سر جو اس کی مانگ سے ٹکا تھا دھیرے سے اس کو اٹھایا چہرہ سیدھا ہوا تو نکاح کے پاک بندھن کی پہلی مہر اس کی مانگ پر ثبت کر دی تو اذفرین پورے بدن میں سرائیت کر جانے والے ارتھ کے باعث کانپ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

'' سوری۔۔۔سوری۔۔ ''

علیدان نے گھبرائے سے لہجے میں کہا اس کی کپکپی کو محسوس کیے ندامت سے چہرہ پیچھے کیا ۔پریشانی سے اذفرین کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر اتنی سی قربت نے ہوائی یاں اڑا دی تھیں اور جسم لرز گیا تھا۔

علیدان کے شرمندہ ہو کر یوں پیچھے ہٹ جانے پر خود پر ہی غصہ آیا تھا۔اس لمس میں کتنا احترام پوشیدہ تھا کتنی اپنائیت تھی۔اسکا حق تھا یہ جس پر اسے نادم کر بیٹھی۔آہستگی سے تھوڑا سا جھک کر پورے حق سے سر قریب بیٹھے علیدان کے سینے سے ٹکا دیا۔وہ جو اذفرین کے یوں کانپ جانے پر نادم سا تھا اس کے یوں حق سے سر کو ٹکا دینے پر بے ساختہ مسکرا دیا۔

آہستگی سے اس کے مخملی ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائے آنکھیں موند لیں۔اذفرین نے شرمائے سے انداز میں گال کو سینے سے لگایا تو کانوں میں پڑتی علیدان کی دل دھڑکنے کی آواز پر لب مسکا دیے وہ آج اتنا قریب تھا کہ کان اس کی دھڑکن کو سن رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اور پھر کچھ بھی تو یاد نا رہا کوئی غم کوئی دکھ کوئی پریشانی کچھ بھی نہیں۔احساس تھا تو صرف اس کی پاکیزہ سی قربت کا۔دونوں خاموش تھے۔ایسا سکون کتنے عرصے بعد میسر آیا تھا اس کو۔۔۔کوئی اپنا تھا جو یوں حق سے ساتھ لگائے ہوئے تھا اس کا بہت اپنا جس نے کہا تھا غم تمھارے سارے آج سے میرے تم تو بس آج سے ڈمپ ٹرمینل ہو تمھارا سرور تو میں ہوں پروسسنگ چھوڑ دو بس۔

علیدان نے مسکرا کر نظر جھکائی اس کے شرمائے سے پر سکون چہرے کو دیکھا اور پھر اس کے اس محبت بھرے انداز پر بے آواز ہنسی میں دانت لبوں کی اوٹ سے جھلکے۔

وہ جس نے دل کے بند قفل توڑ ڈالے تھے۔وہ جو پہلی واحد لڑکی تھی جس نے اتنے سالوں کا غرور توڑ ڈالا تھا۔وہ جس کے لیے دربدر بھٹکا تھا۔وہ جس کو پانے کی خواہش میں رو دیا تھا۔اللہ نے اسے آج اس کا بنا دیا تھا۔ساری دعائیں ساری التجائیں عرشِ بریں پر پہنچ کر قبول ہوئی تھیں ہاں اس بزرگ نے ٹھیک کہا تھا اس سے مانگو سلیقے سے مانگو وہ دے گا۔ شائد وہ اتنی نایاب ہو خدا کے نزدیک کہ وہ چاہتا ہو تم اسے گڑگڑا کر مانگو اور جب وہ مل جائے تو اس کی قدر کرو۔

اور وہ آج اس کو مل گ ئی تھی۔اس کے ہو کر اس کے سینے پر حق سے سر ٹکائے پر سکون بیٹھی تھی۔ وہ اپنے دل اور دماغ کی مشترکہ سوچوں کے ساتھ جشن منانے میں محو تھا۔

لبوں پر سجی مسکان جیت کی تھی سچی لگن اور محبت کی تھی اور سب سے بڑھ کر اتنی دیر کی جدائی کے بعد اس انوکھے سے ملن کی تھی۔۔۔

فجر کی اذان کی آواز پر علیدان نے تھوڑا سا گردن کا رخ موڑے موبائل پر وقت دیکھا جب اچانک اذفرین کا سر ایک طرف کو ڈھلکتا محسوس ہوا۔ پتا ہی نا چلا کتنا وقت وہ یوں بے آواز دلوں کو تسکین بخشتے رہے۔

وہ سو چکی تھی غالباً۔علیدان محبت سے مسکا دیا۔ جلدی سے اس کے ڈھلکتے سر کو سنبھالا اور دھیرے سے اسے دوسرے رخ بیڈ پر تکیے پر رکھا اس کی ٹانگیں اٹھا کر بیڈ پر رکھیں اور آہستگی سے کمبل اوڑھا دیا۔ وہ تو یوں سو رہی تھی جیسے برسوں سے رتجگوں پر تھی۔ کچھ دیر یوں ہی بیڈ کے پاس کھڑے اس کو تکتے رہنے کے بعد وہ گہری پر سکون سانس خارج کرتا ہوا مڑا

کمرے کا دروازہ آہستہ سے بند کرتا باہر آیا۔ارد گرد دیکھتے ہوئے قدم زینے کی طرف بڑھا دیے۔

****

مائدہ بیگم کا ہاتھ تھامے آہستہ سے چلتے ہوئے وہ ان کو لے کر لاؤنج میں آ رہی تھی۔ مائدہ بیگم صبح اٹھتی تھیں تو گھٹنے کے درد کے باعث پاؤں گھنٹہ دو گھنٹہ بلکل ہی چلنے پھرنے سے جواب دے جاتے تھے اور اذفرین کو انھیں سہارا دے کر باہر لانا پڑتا تھا۔

جارج کو اٹھا کر برش کروانے کے بعد وہ نیچے آگئی تھی ساری رات تو جاگتی رہی تھی کچھ گھنٹے ہی سو سکی تھی۔ فجر کی نماز قضا ہو جانے کا الگ افسوس تھا دل میں سوچا تھا اس وقت تو روتی ہی رہی جب علیدان شکرانے کے نوافل ادا کر رہا تھا چلو فجر کی نماز کے ساتھ ہی شکرانے کے نوافل ادا کروں گی۔ پر اب دل بار بار یوں بے سدھ ہو کر سونے پر افسوس کر رہا تھا۔پر کہیں ایک میٹھی سی لہر دوڑ جاتی تھی جو لبوں پر مسکان کا موجب بن جاتی تھی کہ وہ اس کے سینے سر ٹکائے ہی سو گئی۔

www.novelsclubb.com

برسوں بعد تو ایسی نیند آئی تھی جیسی ابو سے کہانی سنتے ہوئے آجایا کرتی تھی جب وہ پانچ سال کی تھی ان کے سینے پر سر رکھے کہانی سنتے سنتے سو جایا کرتی تھی رات ویسا ہی احساس کیوں تھا۔ ویسی ہی بے لوث محبت اور چاہت جیسا احساس۔۔۔۔

مائدہ بیگم کے ساتھ چلتے ہوئے جب لاؤنج میں آئی تو ٹھٹھک کر رک گئی۔ علیدان جارج کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھا اسے دونوں بازؤں سے تھامے باتیں کرتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ ٹریک سوٹ میں ملبوس نکھرا سا ہشاش بشاش چہرہ لیے۔ علیدان کو یوں دیکھ کر دل کی دھڑکن تو تیز ہوئی ہی تھی عجیب طرح کا ایک اور انوکھا سا احساس بھی تھی بہت نایاب بہت پیارا سا احساس وہ جو سامنے کھڑا تھا اب اس کا شریک حیات تھا ابدی دنیا تک۔

علیدان جو جارج سے باتیں کرنے میں مصروف تھا جیسے ہی اذفرین اور مائدہ بیگم لاؤنج میں داخل ہوئیں ایک بھرپور نظر اذفرین پر ڈالتا اٹھ کر کھڑا ہوا۔ رات والے ہی جوڑے میں وہ بوجھل سی آنکھیں لیے دل کی تسکین بخش رہی تھی۔

"اسلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ"

www.novelsclubb.com

اذفرین پر سے نظر ہٹائے جلدی سے مؤدب انداز میں آگے بڑھ کر مائی دہ بیگم کے پاس ہوا۔لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔وہ اب لاؤنج میں لگے صوفے پر بیٹھ چکی تھیں۔

''وعلیکم سلام۔۔۔بلکل ٹھیک بیٹا آپ سناؤ ؟ ''

مائی دہ بیگم نے خوشگوار حیرت سے سوالیہ نظریں ڈالے علیدان کی طرف دیکھا اور شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔مائی دہ بیگم کی نظروں میں جھلکتا سوال بھانپ کر علیدان جلدی سے جارج کی طرف مڑا۔

جارج جاگنگ پر نہیں آرہا تھا ایک ہفتے سے تو سوچا پوچھ لوں خیریت ہے میرا مسلز ''

'' مین کیوں نہیں آرہا؟

علیدان نے جارج کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے یہاں صبح صبح آدھمکنے کا جھوٹا جواز گھڑا۔

جس پر مائی دہ بیگم محبت سے جارج کی طرف دیکھ کر مسکرا دیں۔

www.novelsclubb.com

مام آپ کی طبیعت کیسی ہے آج؟آج چلیں گا نہ دیکھیں آئی رن مین آج خود آگ ئے ''

'' ہیں؟

جارج نے نظریں گھما کر التجائی لہجے میں اذفرین کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی مائی دہ بیگم بول اٹھیں

" کیوں فری کیا ہوا طبیعت کو بھئی ؟ لے کر جاؤ نا جارج کو پارک آج "

مائی دہ بیگم نے محبت لٹاتی نظریں جارج پر جماتے ہوئے اذفرین کو کہا۔وہ اب خوشی سے سر کو ہلا رہا تھا۔علیدان نے کن اکھیوں سے اذفرین کی طرف دیکھا دفعتاً اذفرین کی پلکیں اٹھیں تو نظروں کا تصادم پورے جسم میں سوئیاں چبھو گیا۔علیدان کی آنکھوں میں بھری شریر سی محبت رات ہو جانے والے حسین سے خطا کی خماری بے تابی کیا کچھ نہیں تھا

۔

" اذفرین۔۔۔ "

مائی دہ بیگم کی آواز پر جیسے وہ ہوش میں آئی۔ خجل ہو کر نظریں جھکائیں وہ ان کے پیچھے صوفے کی پشت کو پکڑے کھڑی تھی اس لیے وہ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

" جی۔۔۔ "

جلدی سے پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہوئی۔اذفرین کے اس انداز پر علیدان نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

" حسیب تو ملک سے باہر ہے تم علیدان سے پوچھ لو اگر وقت ہے تو چلے جائے تمھارے ساتھ جارج کے ایڈمیشن کے سلسلے میں "

مائی دہ بیگم نے پر سوچ انداز میں کہتے ہوئے رخ علیدان کی طرف کیا۔جیسے اس سے تائید چاہ رہی ہوں اپنی بات کی۔اور وہاں تو جیسے کوئی دھمال ڈالنے لگا تھا ڈھول پر۔وہ ایسا تو نہ تھا جیسا وہ اب تھا صبح اٹھتے ہی اس کا چہرہ دیکھ لینے کو دل مچلنے کیوں لگا تھا اس کی آواز سننے کو کان ترسنے کیوں لگے تھے ایک بے کلی تھی جو کھینچ لائی تھی اور کتنی خوبصورتی سے جھوٹ بول گیا تھا کہ وہ جارج کے لیے آیا ہے۔

" بیٹا وقت ہے آپ کے پاس تو یہ چھوٹا سا کام کر دیں اذفرین کے ساتھ جارج کے ایڈمیشن کے لیے جانا ہے حسیب کو پتا نہیں اور کتنے دن لگیں گے "

مائی دہ بیگم نے شائستگی سے کہتے ہوئے درخواست کی تو علیدان نے جلدی سے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"جی جی کیوں نہیں وقت نکال لوں گا میں آپ بتا دیں کس دن جانا ہے"

علیدان نے اذفرین کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ انداز ایسا تھا جیسے پہلی بار وہ اذفرین کو مخاطب کیے ہوئے ہے اذفرین نے منہ کھول کر سوچنے کے انداز میں ذہن پر زور دیا۔ دل ہی اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کیا کرتی سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا پوچھ رہا ہے اسے کیا جواب دینا ہے۔ بمشکل اپنی حالت پر قابو پایا۔

"جس دن بھی آپ کے پاس وقت ہو"

دھیمی سی مدھر آواز ابھری۔ علیدان نے محبت سے دیکھا۔ وقت ہی وقت آپ کے لیے سرکار۔۔۔ نظروں نے جواب دیا لب تو خاموش تھے۔ وہ شائد نظروں کا جواب سمجھ گئی تھی اس لیے بلش ہو کر نظریں جھکا گئی۔ علیدان نے رخ جارج کی طرف موڑا

"چلو جارج پھر میں ویٹ کر رہا ہوں پارک میں جلدی آنا ہاں"

جارج کے سر پر چپت لگا کر معنی خیز جملہ اچھالا اذفرین جھینپ کر ارد گرد دیکھنے لگی جبکہ بے اختیار ہی لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔

"اوکے آنٹی اللہ حافظ"

www.novelsclubb.com

علیدان نے مسکرا کر مائی دہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ بھی جواب میں مسکرا دی تھیں نظر بھر کر ایک دفعہ پھر ازفرین کو دیکھا اور قدم بہادر ولاز کے گیٹ کی طرف بڑھا دیے۔ جبکہ وہ اب اسے دور تک جاتا دیکھ کر دل کو تسکین بخش رہی تھی۔ایسا لگنے لگا تھا جیسے ایک رات ہی میں کسی نے زمین سے اٹھا کر بخت کے تخت پر بیٹھا دیا ہو۔

****

دروازہ کھلنے کی آواز پر صندل نے چہرے کا رخ دروازے کی طرف کیا۔اوز گل دروازے میں کھڑی تھی سپاٹ چہرہ سرخ سوجی آنکھیں۔صندل کی نظر اس پر لمحہ بھر کو تھم گ ئی تھی۔وہ ساکن سی نظریں صندل پر جمائے کسی طوفان سے پہلے کی خاموشی کی علامت بنی کھڑی تھی۔وہ آج تین دن بعد کمرے سے باہر نکلی تھی۔دل اور دماغ کی جنگ ہنوز جاری تھی نا کوئی جیتا تھا اور نا کوئی ہارا تھا ابھی۔

www.novelsclubb.com

صندل نے جلدی سی نظریں چرائی یں اور بیڈ پر اس کی جگہ بنانے کو پاؤں کمبل سمیت ایک طرف کیے۔

"آؤ گل رک کیوں گ ئی ہو؟"

صندل نے مسکراتے ہوئے دروازے پر ساکت کھڑی اوز گل کی طرف دیکھتے بظاہر نارمل لہجہ اپنایا۔وہ عجیب طرح سے صندل کو دیکھ رہی تھی۔ہنوز اسی حالت میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے آئی اور صندل کے قریب بیڈ پر بیٹھ گ ئی۔وہ سر جھکائے بیڈ کی چادر کے پھول پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔دونوں طرف خاموشی تھی۔

" صندل یہ مت کہنا کہ تم کچھ نہیں جانتی تھی "

اوز گل کی دھیمی سی بھیگی آواز نے خاموشی کو ختم کیا۔صندل نے گڑبڑا کر اس کی طرف دیکھا۔اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"کیا۔۔۔کیا جانتی تھی میں؟ "

صندل نے جانتے ہوئے بھی انجان بن کر سوال کیا تو اوز گل نے سرد سی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

" یہی کہ ایمیلز مجھے ادی بھیجتا تھا علی نہیں "

اوز گل کا لہجہ سپاٹ تھا پر درد بھرا سا۔صندل نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ۔

" بولو کچھ "

صندل کے خاموش رہنے پر اوز گل نے سختی سے کہا۔صندل نے ندامت چہرے پر سجائے سر جھکا دیا

''میں تو اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں ''

صندل کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی پر اب اوز گل کی پیشانی پر تجسس کی لکیریں تھیں۔

''کیا۔۔۔؟ ''

سوال کیا اور اس کے چہرے پر نظریں گاڑیں جیسے یہیں سے جواب پڑھ لے گی۔وہ ہنوز نظریں جھکائے ہوئی تھی۔

''یہ کہ ادیان بھائی بھی تمہیں ہی چاہتے ہیں اور یقین سا ہے کہ علیدان بھائی سے کہیں زیادہ چاہتے ہیں ''

www.novelsclubb.com

وہ بول تو رہی تھی پر نظریں نہیں اٹھا رہی تھی۔بات ہی ایسی تھی نظر اٹھا بھی نہیں سکتی تھی۔اور واقعی ہی بات ایسی ہی نکلی سامنے بیٹھی اوز گل مجسم کا روپ دھار چکی تھی۔

اوز وہ ایمیلز میں ہی بھیجتا تھا منگنی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی علیدان بھائی کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔اوز گل کے ذہن میں دیواروں سے ادیان کے الفاظ ٹکرا رہے تھے۔ جھکڑ سے چلنے لگے تھے ان میں ایمیلز کے اور چیٹ کے الفاظ اڑنے لگے تھے۔

****

کار سکول کے آگے کھڑی تھی جارج کا آج سکول میں پہلا دن تھا تو اذفرین علیدان کے ساتھ ہی اسے چھوڑنے آئی تھی۔اور اب واپس آکر کار میں بیٹھے تھے دونوں۔ نکاح کو آج تیسرا دن تھا۔بس صبح پارک میں ملاقات ہو جاتی تھی۔اذفرین بس آنے والے وقت کا ہی رونا روتی رہی دو دن اور علیدان اس کے ڈر کو ختم کرنے کی ممکن کوشش کر رہا تھا۔

اسے بھی بیت احتیاط کرنی پڑ رہی تھی کیونکہ اب میر دلاور اور زیب بیگم اس کے یوں بہادر ولاز جانے کو نوٹس کر سکتے تھے۔

www.novelsclubb.com

" یہ رکھو اذفرین "

علیدان نے کار میں بیٹھتے ہی ایک طرف رکھے موبائی ل فون کو اٹھا کر اذفرین کی طرف بڑھایا اذفرین نے موبائی ل کی طرف دیکھا اور پھر زور سے نفی میں سر ہلایا۔اس نے اس

حادثے کے بعد سے کبھی موبائل استعمال نہیں کیا تھا۔ پر علیدان کے دو دن بہت مشکل سے گزرے تھے۔ یہی وجہ تھی وہ اب فون دے رہا تھا۔ کیونکہ اب وہ بار باریوں بہادر ولاز تو نہیں آسکتا تھا۔

''علیدان نہیں لے سکتی یہ میں کیا کہوں گی آنٹی سے ؟ ''

اذفرین نے سہمے سے لہجے میں کہا اور نفی میں سر ہلایا۔ علیدان نے بغور اسے دیکھا اور پھر گہری سانس لی۔ سہی کہہ رہی تھی وہ اتنا مہنگا فون وہ کیا کہتی کس نے دیا ہے۔

لب بھینچے پر سوچ انداز میں سٹیرنگ کی طرف دیکھا پھر موبائل واپس دراز میں رکھ دیا۔

'' ٹھیک ہے رات کو فون کروں گا ''

علیدان نے پر سکون لہجے میں کہا تو وہ حیرت سے پھر سے علیدان کی طرف دیکھنے لگی۔ کیا ہے ان کو بات نہیں سمجھ آئی کیا۔ وہ اب اذفرین کو ٹیکسی میں بیٹھا کر یہاں سے سیدھا آفس جانے والا تھا۔

''آپ کو کہا بھی ہے پھر بھی آپ۔۔۔۔ ''

اذفرین نے بچارگی سے دیکھا۔ علیدان نے پرسکون انداز میں کار کو سٹارٹ کیا۔ جبکہ اذفرین ابھی بھی مسلسل علیدان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

" پروسسنگ چھوڑ دو تم مسز۔ ز۔ ز۔ ز۔ ز "

علیدان نے مصنوعی گھور کر دیکھا تو وہ بس دیکھتی رہ گ ئی۔ جب کہ وہ اب آرام سے کار چلا تھا۔ پھر کچھ دور اسے ٹیکسی میں بیٹھا کر روانہ کرنے بعد وہ خود آفس کے لیے نکل گیا تھا ۔

****

" تم۔۔۔۔ "

ادیان جھٹکا کھا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اوزگل ناک پھلائے اس کے کمرے کے دروازے میں کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

" بات کرنی ہے تم سے مجھے "

اوزگل کا لہجہ سپاٹ تھا وہ بہت عجیب محسوس کر رہی تھی کل سے جب سے صندل نے یہ بتایا تھا کہ ادیان اس سے محبت کرتا ہے اور اب سے نہیں دو سال سے کرتا ہے۔

'' اوز گل پلیز مجھے معاف کر دو ''

ادیان نے گردن جھکا کر نادم سا چہرہ نیچے گرا لیا۔اوز گل نے ناگواری سے ناک چڑھایا بہت بہت غصہ تھا اسے ادیان پر وہ اسے اپنا سب سے پیارا دوست مانتی تھی۔

''تم مجھ سے سچ میں محبت کرتے ہو؟ ''

روکھے سے لہجے میں سوال کیا۔ادیان نے جھکا سر نہیں اٹھایا تھا البتہ آنکھیں زور سے میچ لی تھیں۔اوہ کتنا تکلیف دے لمحہ تھا یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ اچانک ہو جانے والی محبت یہ دن بھی دکھائے گی وہ سامنے کھڑی ہو گی محبت کا اظہار مانگے گی اور افسوس کرنے کے سوا اس محبت پر اور کچھ نا ہو گا اس کے پاس۔ادیان کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

'' بہت کرتا ہوں ''

بہت مدھم آواز تھی جو اوز گل کو بمشکل سنائی دی تھی۔اور پھر ایک زور کا تھپڑ ادیان کے گال پر پڑا تھا۔سر ہلکی سی جنبش لے کر پھر اسی جگہ پر آ گیا تھا

وہ تو جیسے اس تھپڑ کو کم سمجھ رہا تھا ویسے ہی کھڑا رہا سر جھکائے گردن گرائے۔اور مارو اوز گل اور مارو دل چیخ رہا تھا۔۔

"تو وہ جو ساری باتیں تم مجھے لکھتے تھے وہ تمھارے دل کی محسوسات تھیں بولو؟"

اوز گل کا اگلا سوال گونجا تو۔ادیان نے پھر سے آنکھوں کو بھینچ ڈالا وہ کھڑی تھی جواب کی منتظر پر جواب دینے والا کیا جواب دیتا خاموشی ہی جواب تھی۔

اوز گل کچھ دیر کھڑی رہی پھر پیشانی پر بل ڈالے ناک پھلائے باہر نکل گ ئی۔

****

"اسلام علیکم آنٹی"

علیدان کی آواز پر اذفرین کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا ہاتھ میں پکڑا ٹی وی ریموٹ بھی کانپ گیا وہ پھر سے آ گیا تھا۔اذفرین شام کے سات بجے ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی کچھ دوری پر مائی دہ بیگم بیٹھی تھیں۔جارج کتابوں پر جھکا تھا۔علیدان کی آواز پر مائی دہ بیگم بھرپور طریقے سے مسکراتی ہوئی چہرے کا رخ موڑے اب علیدان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

"وعلیکم سلام آؤ بیٹا"

مائدہ بیگم نے خوشگوار لہجے میں کہا۔علیدان ہاتھ میں گفٹ بیگ پکڑے آیا اور کوٹ کو درست کرتا ہوا صوفے پر براجمان ہوا۔وہ شائد آفس سے سیدھا ادھر آیا تھا۔اذفرین بار بار چور نظر اس پر ڈال رہی تھی۔

" آنٹی دراصل کچھ دن پہلے دبئی گیا تھا وہاں سے ایک دوست کی فیمیلی کے لیے گفٹس لیے تھے آیا تو پتا چلا وہ باہر شفٹ ہو گئے ہیں جارج کا اور آپکا کا خیال آیا تو آپ لوگوں کے لیے لے آیا "

علیدان نے مسکراتے ہوئے ایسے مؤدب لہجے میں عزر پیش کیا کہ اذفرین کا منہ حیرت سے کھلا پھر جلدی سے منہ بند کیا مبادہ مائدہ بیگم اس کو دیکھ لیں۔

" ارے بیٹا کیا ضرورت تھی "

مائدہ بیگم نے لجاجت سے کہا اور اذفرین کی طرف تائیدی نظر ڈالی۔اذفرین نے گڑ بڑا کر سر کو زور زور سے ہلایا۔

" نہیں آنٹی اب تو رشتہ داری ہو گئی ہے ایسے کیسے آپکو لینا پڑے گا "

علیدان نے معنی خیز انداز میں کہا اذفرین نے پوری آنکھیں کھولیں۔۔۔کہ کیا کہہ گئے ہیں۔پر مائی دہ بیگم نے شائی دا لفاظ پر زور نہیں دیا تھا وہ بس مسکرا رہی تھیں سر جھکا کر۔

علیدان نے موقع دیکھ کر آنکھ کا کونا شرارت سے دبایا وہ اچھل ہی تو پڑی تھی بمشکل حالت کو سنبھالا۔مائی دہ بیگم نے سر اوپر اٹھایا اور جارج جلدی سے کتابیں چھوڑ کر وہاں آگیا۔

" یہ جارج کے لیے "

علیدان نے ایک پیک ڈبہ جارج کی طرف بڑھایا جو وہ جوش میں آکر علیدان کے ہاتھ سے پکڑ چکا تھا۔پھر بھاگ کر اذفرین کی گود میں بیٹھ گیا۔

" آنٹی یہ آپکے لیے "

علیدان نے ایک گفٹ مائی دہ بیگم کی طرف بڑھایا۔مائی دہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پکڑا۔

اب علیدان تیسرا گفٹ یعنی وہی صبح والا فون نکال رہا تھا۔

" اور یہ آپ کے لیے "

www.novelsclubb.com

آخری گفٹ اذفرین کی طرف بڑھایا۔اذفرین نے دھڑکتے دل کے ساتھ آگے ہو کر فون علیدان کے ہاتھ سے لیا جواب پیک تھا۔اذفرین کو فون پکڑاتے ہی وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

" میں چلتا ہوں اب دراصل یہ گاڑی میں پڑے تھے سوچا پکڑاتا جاؤں "

علیدان جلدی سے اٹھا۔مائدہ بیگم نے فوراً سے ہاتھ ہوا میں معلق کیے روکا۔

" بیٹھو بیٹا کھانا کھا کر جانا ایسے کیسے "

انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا۔اور اذفرین کو آنکھوں میں اشارہ کیا۔اذفرین جلدی سے صوفے سے اٹھی تھی۔

نہیں آنٹی پھر کبھی سہی مما ویٹ کر رہی ہیں شائد جانا ہے کہیں میرے ساتھ میں "
" چلتا ہوں

www.novelsclubb.com

علیدان نے مسکرا کر اجازت لی اور پھر ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اذفرین کو نظر بھر کر دیکھا اور باہر نکل گیا۔اور وہ لب کو دانتوں میں دبائے فون کو دیکھ رہی تھی۔

****

'' ہیلو ''

فون کان کو لگائے آہستگی سے کہا۔ دل تو فون کے بجنے پر ہی رفتار پکڑ چکا تھا دھڑکنے کی اب تو علیدان کی آواز کانوں میں پڑ گئی تھی۔ گال گلابی ہو گئے تھے۔

'' ٹیرس پر آؤ ''

علیدان نے ہیلو کے فوراً بعد کہا۔ حکم صادر ہوا تو قدم بنا سوچے ٹیرس کی طرف چلنے لگے ۔فون کان کو لگائے ٹیرس پر پہنچی تو وہ سامنے کھڑا تھا ایک ہاتھ سے فون کان کو لگائے دوسرے ہاتھ کو نائٹ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالے لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجائے اس کو پیار سے دیکھتے ہوئے۔ بال کچھ پیشانی پر بکھرے تھے۔ آنکھیں شرارت اور محبت کا امتزاج لیے ہوئے تھیں۔

www.novelsclubb.com

''کیسی ہو؟ ''

ملائم سے لہجے میں سوال کیا۔ نظریں سامنے اذفرین پر جمی تھیں۔ سیاہ رنگ کے جوڑے میں دمکتا سا چندن روپ لیے۔ شرمائی سی لجائی سی۔ علیدان کے ایسے دیکھنے کی تاب نا لاتے ہوئے نظریں پیروں پر جمائی یں۔

" ویسی ہی جیسی دو گھنٹے پہلے چھوڑ کر گئے تھے آپ "

اذفرین نے مسکراتے ہوئے آہستگی سے جواب دیا۔اور پھر پلکیں اٹھائے سامنے دیکھا وہ ٹیرس کے جنگلے کو تھامے مسکرا رہا تھا۔

" نہیں ہر چند منٹس بعد پوچھا کروں گا کیسی ہو دو گھنٹے تو بہت لمبا وقت ہے "

علیدان نے شریر سے لہجے میں کہا۔لبوں کو آپس میں جوڑے چاند کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو دیکھو۔اذفرین نے فوراً گردن گھمائی اور چاند کو دیکھا۔

" اچھا جی۔۔۔اب میں جاؤں اندر سردی لگ رہی ہے "

اذفرین نے بازو کو سہلاتے ہوئے کہا۔ڈر تو یہ تھا یوں اشارے کرتے کوئی دیکھ نا لے۔ ابھی تو دھماکے ہونے تھے۔نکاح تو کر بیٹھے تھے۔پر آنے والے وقت کی سوچ دل دہلا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" نہیں ایسے ہی کھڑی رہو "

علیدان نے مصنوعی رعب سے کہا۔اذفرین کے منہ کھول کر حیران ہونے پر علیدان نے قہقہہ لگایا۔

" فوراً اندر جاؤ سردی نہیں لگنی چاہیے "

علیدان نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ مسکراتے ہوئی فون کان کو لگائے کمرے میں آئی۔

" ویڈیو کال پر آؤ "

اگلا حکم صادر ہوا۔ اذفرین نے فوراً گھوم کر خود کو سنگھار میز کے آئینے میں دیکھا۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 27

" ابھی ٹیرس پر بھی دیکھ ہی چکا ہوں پیاری ہی لگ رہی ہو۔ "

علیدان کے شریر سے کہے جملے پر وہ حیران سی ہوئی۔ اسے کیسے علم ہوا کہ میں خود کو آئینے میں دیکھ رہی ہے اس کی نظر سے۔ حیرت سے منہ وا ہوا تھا پر لبوں پر شریر سے مسکان در آئی دل گدگدا سا گیا تھا۔

" چلو کال بند کر رہا ہوں ویڈیو کال کرتا ہوں "

www.novelsclubb.com

اتنا کہتے ہی کال بند ہو چکی تھی اذفرین نے ابھی کان سے فون نیچے ہی کیا۔ ویڈیو کال کی رنگ ٹون علیدان کے نام سے جگمگانے لگی۔ دل عجیب طرح سے دھڑکا۔ پیار سے اس کے نام کو دیکھا جو تین دن پہلے اس کے نام سے جڑ چکا تھا۔

ایک ہاتھ سے بال درست کرتے چہرے کی خوشی کو تھوڑا سا چھپاتے ہوئے کال اٹھائی۔

علیدان نے کال اٹینڈ ہوتے ہی بے تاب سی نظر اس پر ڈالی وہ لبوں پر امڈ آنے والی دلفریب مسکراہٹ کو بار بار چھپا رہی تھی۔ کتنا دلکش تھا یہ انداز اس کا یوں پلکیں لرزاتی شرمائی سی دل کے دھڑکنے کی رفتار کو بڑھا گئی تھی۔ یہ رنگ و روپ، یہ معصومیت یہ حسن یہ مبہم سی مسکان سب اس کے لیے تھے۔

"ویڈیو کال پر اس لیے نہیں بلایا کہ تم پلکیں ہی اوپر نہ اٹھاؤ ایسا لگ رہا جیسے کوئی تصویر دیکھ رہا ہوں"

www.novelsclubb.com

علیدان نے کان کھجاتے ہوئے مسکراہٹ دبائی۔ حالت تو خود کی بھی غیر ہونے لگی تھی حق کا رشتہ بھی عجیب ہوتا ہے بے تابیوں کو کم کرنے کے بجائے بڑھا دیتا ہے یہی حال تھا

اس کا جب تک اس کی نہیں تھی اور بات تھی اب اس کی تھی ہر طرح سے تو بے چینی اور بے تابیاں بڑھ گ ئی تھیں۔

علیدان ابھی بھی ٹیرس پر ہی کھڑا تھا۔اس لیے اس کی طرف کی ویڈیو اندھیرے میں ڈوبی سی تھی۔اذفرین نے دھیرے سے پلکوں کی جھالر کو اٹھائے ہاتھ میں پکڑے موبائ ل سکرین کی طرف دیکھا علیدان اب کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

''اپنا کمرہ دیکھو گی؟ ''

علیدان نے ہنستے ہوئے اس کی جھجک ختم کرنے کے لیے پوچھا۔اذفرین نے خوشگوار انداز میں سر کو جنبش دی۔علیدان موبائ ل کا کیمرہ دوسری طرف گھما چکا تھا۔کافی بڑا کمرہ تھا وہ ٹیرس کے دروازے میں کھڑا تھا اس لیے پورے کمرے کا منظر موبائ ل سکرین پر باخوبی نظر آ رہا تھا۔کمرہ روشن تھا

ہلکے نیلے رنگ کی دیواریں تھیں جن میں ایک طرف کی دیوار لمبائی کے رخ سفید دھاریوں والی تھی۔ نفیس سادہ سا ہلکے بھورے رنگ کا فرنیچر اور دھاری والی دیوار پر لگی

www.novelsclubb.com

عجیب طرز کی کلاسک پینٹینگز اس کے اعلیٰ ذوق کا پتا دے رہی تھیں۔ وہ اب آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرہ دکھا رہا تھا۔

بیڈ پر بھی سفید اور نیلے ملاپ کی چادر کمرے کی دیوراوں کے ہم رنگ ہو کر خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی ٹیرس میں کھلتے دروازے کے بلکل ساتھ دائیں طرف بڑی سی کھڑکی کے آگے مخملی سفید پردے تھے جن پر نیلے رنگ کی دھاریاں تھیں۔ ایک طرف کتابوں کا رینک تھا جن میں بہت سی کتابیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں اور ایک طرف جدید طرز کا سٹڈی میز جس پر لیپ ٹاپ اور سٹڈی لیمپ موجود تھا۔ بیڈ کے اطراف میں لگے چھوٹے میزوں پر نفیس لیمپ موجود تھے۔

کمرے کے ایک طرف ڈریسنگ روم تھا جہاں چھت سے لے کر زمین تک لکڑی کی الماری دیوار میں نسب تھی۔ کیمرہ اب نیچے کیا تو کمرے کی سفید شفاف ٹائلز پر جناب اس وقت ننگے پاؤں کھڑے تھے۔ اذفرین کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر گئی۔

''کیسا ہے؟ ''

وہ کھوئی کھوئی سے کمرے کو دیکھ رہی تھی جب اچانک کیمرہ علیدان نے اپنی طرف موڑا ۔سمٹ کر اس کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھوں کی چمک اور لبوں پر مزین دلکش سی مسکراہٹ اس کمرے سے اس کا اچانک سے بن جانے والا تعلق باور کروا رہی تھیں۔

" بہت پیارا ہے "

مدھر سی مدھم آواز ابھری۔وہ گلابی تپتے گالوں اور اس کے یوں گہری نگاہوں سے دیکھنے کی وجہ سے بمشکل بول پا رہی تھی ایسے جیسے وہ اس وقت اس کمرے میں اس کے سامنے موجود ہو۔اسکے ایسے انداز پر علیدان نے خفیف سا قہقہ لگایا۔

" کچھ نہیں پسند ہو گا تو اپنی پسند سے تبدیل کر لینا تمھارا ہی کمرہ ہے "

علیدان نے شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جھینپ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

وہ اب بڑے آرام سے بیڈ پر لیٹ کر موبائل کو اوپر کیے بات کر رہا تھا۔سر تکیے پر دھرا تھا جس کی وجہ سے پیشانی پر آئے بال اب پیچھے کو گر گ ئے تھے۔

" تم کیا ساری رات ایسے کھڑی رہی ہو گی جا کر بیڈ پر لیٹ کر بات کرو "

علیدان کی بات پر گڑبڑا کر ارد گرد دیکھا۔دل اس کی ساری رات والی بات پر اٹک گیا۔ ساری رات کیسے بات کر سکتی تھی یوں۔دل کی دنیا تو ویسے ہی اتھل پتھل ہوئی پڑی تھی۔ اب کیا ساری رات ان نظروں سے دیکھ کر جان لینے کا ارادہ تھا محترم کا۔

"کیا ساری رات بات کرنی ہے آپکو؟"

گھٹی سی آواز میں تھوک نگل کر کہا۔انداز تھوڑا حیرت لیے ہوئے تھا۔دوسری طرف علیدان اپنے مخصوص انداز میں آبرو چڑھائے۔

"ہاں تو کیوں نیند آرہی ہے کیا؟"

ملائم سے لہجے میں اس کی حالت سے محذوز ہوتے ہوئے پوچھا۔دلچسپی سے اس کے یوں شرمانے گھبرانے کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی آرہی ہے"

اذفرین نے نظریں چراتے ہوئے جھوٹ بول کر جان چھڑانی چاہی۔ایسے دیکھنے سے ایک پل کے لیے بھی آنکھیں اٹھ نہیں پا رہی تھیں۔

"تو ایک کام کرو خود لیٹ جاؤ اور سامنے موبائل کو اس طرح سے سیٹ کرو کہ تمھارا چہرہ دیکھ سکوں پھر بھلے سو جانا"

علیدان نے مصنوعی سنجیدگی سجا کر کہا۔ اذفرین نے حیرت سے دیکھا۔ وہ سوچ رہی تھی ابھی کہیں گے ٹھیک ہے سو جاؤ کل بات کریں گے پر یہاں تو اور پھنس کر رہ گئی تھی۔ وہ بھرپور طریقے سے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"علیدان یہ کیا بات ہوئی"

خفگی سے کہا۔ پر وہاں کوئی اثر نہیں تھا چہرہ ویسے ہی سنجیدہ تھا اور مخمور آنکھیں منتظر تھیں۔ انداز ایسا تھا جیسے اس کی حالت پر کوئی ترس نہیں جناب کو۔

"یہی بات ہوئی نا کرو ایسا شاباش میں پھر سے کال کرتا ہوں تب تک"

علیدان نے حکم دیا اور پھر کال بند کر دی۔ اذفرین نے حیرت سے ارد گرد دیکھا۔ یہ عجیب دھونس ہوئی اب۔ پر حکم تھا کہ ٹالا نہیں گیا۔

پھر بیڈ پر ایک تکیے کے ساتھ موبائل کو چہرے کے سامنے ٹکا کر وہ کروٹ لیے لیٹ چکی تھی ابھی تکیے پر سر رکھا ہی تھا جب پھر سے کال آنے لگی۔ ہاتھ بڑھا کر کال کا بٹن دبایا

www.novelsclubb.com

تو وہ بھی اسی انداز میں موبائل سیٹ کیے کروٹ پر لیٹا تھا۔ایک ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے۔محبت بھری دلکش سی مسکراہٹ دونوں طرف بکھر گئی۔اذفرین کبھی پلکیں اٹھا کر دیکھتی اور پھر مسکراتے ہوئے جھکا دیتی۔

ابھی بات کیوں نہیں کر رہے۔تکیے پر رکھے ہاتھ سے دھیرے سے تکیے کے کونے کو پکڑا۔ اور نظریں اٹھائی یں وہاں وہ محبت بھری نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھا ایک پل کو ایسا لگا جیسے وہ یہیں ساتھ لیٹا ہو۔اندر سب کچھ سمٹ سا گیا۔

" بابا آسٹریلیا جانے نہیں دے رہے میں بھرپور کوشش کر رہا ہوں "

علیدان نے سنجیدہ سے لہجے میں کہتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔وہ اذفرین سے سعد کا نمبر اور گھر کا پتہ لے چکا تھا پر بات فون پر کرنے والی ہرگز نہیں تھی۔اس لیے وہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ آسٹریلیا جائے۔اور سعد کو اعتماد لے پر اس وقت گھر میں بہت سرد مہری چل رہی تھی۔میر دلاور نے اس سے بول چال بند کر رکھی تھی۔

" مجھے بہت ڈر لگتا ہے سب کیسے ٹھیک ہو گا "

اذفرین کے گلابی گال ایک پل میں ہی زرد پڑے تھے۔علیدان کی محبت کچھ پل کے سب کچھ پسِ پشت ڈال تو دیتی تھی پر اچانک یاد آجانے پر سب کچھ خوف کے سایے پھیلانے لگتا تھا۔عیلدان نے اس کے چہرے پر پھیلتے اندھیرے کو دیکھا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا اسکو یوں پریشان ہی تو دیکھا نہیں جاتا تھا اس سے۔

"ہو جائے گا تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکل آج کے بعد کبھی ایسا اداس چہرہ نا دیکھوں میں"

علیدان کے رعب دار لہجے میں کہے گئے حکم پر جیسے اندر تک سکون اتر گیا تھا۔مسکرا کر علیدان کی طرف دیکھا۔

"سنو"

علیدان نے آنکھ کے اوپر انگلی پھیرتے ہوئے مصنوعی پریشانی چہرے پر طاری کی جبکہ لبوں میں چھپی مسکراہٹ شرارت کا پتہ دے رہی تھی۔

"جی"

علیدان کے یوں بھیگے سے لہجے میں پکارنے پر دل کی ٹرین پھر سے پٹڑی پر چڑھ گئی تھی

۔

" کندھے کا زخم ٹھیک ہے اب؟ "

محبت سے پوچھا۔ اذفرین نے بغور علیدان کے انداز کو بھانپا آنکھوں کی شرارت چہرے کی سنجیدگی کا ساتھ بلکل نہیں دے رہی تھی۔

" جی ٹھیک ہے بلکل "

اذفرین نے آہستگی سے جواب دیا۔ ہتھیلی علیدان کے اس طرح دیکھنے پر بھیگنے لگی تھیں۔

" دکھاؤ تو پھر، مجھے یقین نہیں تمھاری بات کا "

علیدان کی بے خود سی آواز پر اذفرین کے دل نے جگہ چھوڑ کر ڈبکیاں لگانا شروع کر دی تھیں۔ پلکیں من من بھاری ہو گئی تھیں تو کان کی لو تک گرم ہونے لگی۔

www.novelsclubb.com

" سو جائیں اب صبح جاگنگ کے لیے جانا ہے آپکو "

جلدی سے بات بدلی اور لہجہ اسطرح نارمل کیا جیسے کچھ سنا ہی نا ہو کیا کہا۔ پر چہرے کے رنگ اور پلکوں کے لرزنے سے اندر کی حالت چھپی ہوئی نہیں تھی۔

" خبردار جو کال بند کی "

علیدان نے خفگی سے اس کے کال بند کرتے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا۔ اذفرین نے جھجک کر پلکیں اوپر اٹھائی یں تو مخمور نگاہیں جذبات کی رو میں بہہ چکی تھیں۔

" علیدان یہ کیا بات ہوئی "

گھبرائی سی آواز میں بمشکل کہا۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی تھی۔

" یہی بات ہوئی جو کہہ رہا ہوں وہ کرو، زخم دکھاؤ "

وہاں تو وہ ڈھیٹ ہو چلا تھا۔ اذفرین نے خفگی سے گھورا۔ اور اس کی آنکھوں کی تاب نالاتے ہوئے فوراً کال بند کر دی۔ دونوں طرف کروٹ سیدھی ہو گئی تھی۔ دونوں کی آنکھیں اب چھت پر جمی تھیں۔ دونوں طرف ہی لبوں پر نرم سی دلکش مسکراہٹ تھی۔ اور سانسیں تیز چل رہی تھیں۔

دیکھ کر تم کو یقیں ہوتا ہے

www.novelsclubb.com

کوئی اتنا بھی حسین ہوتا ہے

دیکھ پاتے ہیں کہاں ہم تم کو

دل کہیں ہوش کہیں ہوتا ہے

جب سامنے تم آجاتے ہو۔۔۔

ناجانئی یے کا ہو جاتا ہے

کچھ مل جاتا ہے کچھ کھو جاتا ہے

ناجانئی یے کیا ہو جاتا ہے

****

علیدان کے قدم صندل کے کمرے کے باہر تھم گئے تھے۔ کمرے کے دروازے سے باہر سنائی دینے والی سرگوشی تھی ہی ایسی کہ کسی کے بھی قدم جم جاتے۔

علیدان صندل کی چوٹ کا پوچھنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف آیا تھا جب دروازے کھولنے سے پہلے ہی اندر سے صندل اور ادیان کی باتوں کی آواز نے قدموں کو تھمنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اب خاموشی سے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

" بھائی شکر کریں آپکو تھپڑ مارا علیدان بھائی کو کچھ نہیں پتا چلا "

صندل نے ادیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ پریشان حال سا صندل کے سامنے کھڑا اوز گل کے رد عمل کے بارے میں بتا رہا تھا۔ دو دن سے دل پر ایک بوجھ سا بن گیا تھا۔

" میں کیا کروں مجھے شرمندگی ہوتی ہے وہ کیا سوچتی ہو گی کہ اس سے محبت کرنے والا، اس کو ایمیلز بھیجنے والا میں ہوں علیدان بھائی نہیں "

ادیان نے سر جھکائے کہا اور پھر بے چینی سے ارد گرد دیکھا۔ سامنے کھڑی صندل اس کی تکلیف کو باخوبی سمجھ سکتی تھی۔ ایک وہی تو تھی اس کی غمگسار۔

" صندل وہ بہت ٹوٹ گ ئی ہے پھر سے ٹوٹ گ ئی ہے، اور مجھ سے یوں اسے ٹوٹا بکھرا ہوا نہیں دیکھا جاتا جو بھی ہے میں اس سے محبت کرنا نہیں چھوڑ پا رہا "

آواز میں دکھ بھی تھا پر محبت اور چاہت کا کرب شامل تھا۔

مجبوری اور بے بسی اس کے لہجے سے جھلک رہی تھی۔

" ادیان بھائی آپ اب پریشان ہونا چھوڑ دیں ان کے لیے پلیز، دیکھیے گا علیدان بھائی سے شادی ہونے کے بعد وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی "

صندل نے منت سماجت کے انداز میں کہا۔ باہر کھڑا علیدان حیران تھا۔ وہ تو کل رات ہی سوتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اسے اب اوزگل سے بات کرنی ہے۔ پر یہاں تو سب کچھ بدل گیا تھا۔ اسے اب کچھ اور سوچنا تھا۔ اوزگل سے بات کرنا ضروری ہو گیا تھا پر ابھی بھی ایک کشمکش تھی جس کے لیے ہمت بن بن کر ٹوٹ جاتی تھی کہ اوزگل اس سے محبت کرتی ہے اور وہ بکھر جائے گی۔

علیدان نے گہری سانس لی اور بوجھل سے قدم واپسی کے لیے بڑھائے۔

www.novelsclubb.com

****

ڈوبتے سورج کی شربتی سی روشنی کمرے کی کھڑکی سے چھن کر کمرے کے سفید فرش پر لکریں بنا رہی تھی۔ جیسے جیسے شام ہو رہی تھی خنکی بڑھ رہی تھی اوزگل بیڈ پر اوندھے منہ

لیٹی سامنے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمائے ہوئی تھی۔آنکھوں میں عجیب سی اداسی کا بسیرا تھا۔ہلکی سی نم آنکھیں جہاں لفظوں کے عکس اس نمی میں تیرنے لگے تھے۔

جو ہے قبلہ گاہِ نگاہ و دل،اسی سنگِ در کی تلاش ہے

جو ترے حضور جھکا رہے،مجھے ایسے سر کی تلاش ہے

اسی کشمکش میں ہے زندگی،اسی ردو کد میں ہے آدمی

کبھی دردِ دل کی ہے آرزو، کبھی چارہ گر کی تلاش ہے

www.novelsclubb.com

ترے حسن سے جو طلوع ہو، ترے نور سے جو شروع ہو

مجھے ایسی ضو کی ہے جستجو، مجھے اس سحر کی تلاش ہے

یہ ہوائے شام و سحر کہین ہمیں اور سمت نہ لے اڑے

تری رہگزر کی ہیں خاک ہم، تری رہگزر کی تلاش ہے

جو حسیں بھی پردہ نشیں بھی ہو، مری آرزو کا امیں بھی ہو

مجھے ڈھونڈنا ہے کہیں بھی ہو، مجھے اس کے در کی تلاش ہے

جسے دیکھنے کی طلب رہی، کبھی میری جس نے خبر نہ لی

مرے دل کا چین تو ہے وہی، اسی بے خبر کی تلاش ہے

www.novelsclubb.com

کہیں اور اپنا گزر نہیں، کہیں اور جائیں نصیر کیوں

وہی ایک در ہے نگاہ میں، اسی ایک در کی تلاش ہے

لیپ ٹاپ سکرین پر نگاہیں بار بار ادیان کی سال پہلے بھیجی گ ئی نظم پر مرکوز تھیں۔ وہ یہ نظم پڑھ ہی کہاں رہی تھی، وہ بیٹھا سنا رہا تھا سامنے، مسکرا رہا تھا، زخمی سی مسکراہٹ دل کی تکلیف کو ظاہر کرتی مسکراہٹ۔

تو ادیان تم تھے وہ جو مجھ سے محبت کرتے تھے۔ میرے دل میں محبت کا بیج بونے والے، مجھے اس انوکھے سے احساس سے روشناس کروانے والے، میری کتابوں میں چوری چھپے پھول رکھ دینے والے اور میں نے بنا جانے بنا پہچانے خود سے ہی یہ سوچ لیا کہ وہ علیدان ہے۔

مجھے علیدان سے تو شائد کبھی محبت تھی ہی نہیں۔۔۔ مجھے تو ان ایمیلز بھیجنے والے، کتابوں میں چوری چھپے پھول رکھ دینے والے سے محبت ہوئی تھی۔ تمھاری طرف پہلا خیال گیا ہی نہیں کبھی، تم تو ہر وقت لڑتے جھگڑتے بچوں کی طرح دوستوں کی طرح تھے جان ہی نا سکی کہ یہ جذبات تمھارے ہیں میرے لیے۔

پر اب جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے عجیب سی بے کلی ہے۔ دن رات تمھاری باتوں کو تمھارے چہرے کے عکس سے پڑھتی رہتی ہوں۔ وہ سارے لفظ جو علیدان کو خیالوں میں

www.novelsclubb.com

لالا کر پڑھا کرتی تھی اب اگر کوشش بھی کروں وہ نہیں آتا تخیل میں بناتی ہوں۔۔۔۔۔ بہت بار اسے بناتی ہوں۔۔۔۔بنا کر سامنے بیٹھاتی ہوں، پر جیسے ہی سوچنے کا سلسلہ شروع کرتی ہوں وہاں چھن سے تم چلے آتے ہو۔

وہ بے ربط سوچے ہی جا رہی تھی اور یہ حال پچھلے تین ہفتوں سے تھا اس کا۔اس کے گال پر تو بے اختیار خود سے ہو جانے والی محبت طمانچہ رسید کر آئی تھی پر خود سی نظریں نہیں ملا پا رہی تھی سوتی تھی تو خوابوں میں ادیان تھا۔اٹھتی تھی باہر نکلتی تھی وہ کہیں ٹکرا جاتا تھا۔ نظریں جھکا کر ایسے بھاگ جاتا جیسے وہ اتنی مقدس ہو کہ اس کے سامنے سے بھی گزر جانے سے کوئی گناہ سرزرد ہو جائے گا۔

اللہ نے عجیب ہی مخلوق بنایا ہے عورت کو پیار کی بھوکی توجہ کی بھوکی بس فقط یہی تو چاہیے ہوتا اسے۔اس کا بھی کچھ یہی حال تھا آجکل جب سے پتا چلا کہ سب ادیان کر رہا تھا ذہن پتا نہیں کیوں ہر بات مثبت لینے لگا تھا۔ہر لمحہ ہر پل یاد آنے لگا تھا ادیان ہی تو تھا اس کے ساتھ ہر پرانی یاد میں۔

اس کی ہر خوشی ہر غم میں اس کے قہقہوں پر رقص کنعاں اور اس کے آنسوؤں پر ماتم کنعاں صرف ایک ہی شخص کو پایا اس نے اپنے ارد گرد بے لوث محبتیں لٹاتے دیکھا۔

وہ ادیان دلاور تھا ہمیشہ ادیان دلاور۔۔۔علیدان دلاور تو کبھی نہیں تھا کہیں بھی، کبھی بھی نہیں تھا۔۔۔دور دور تک یاد نہیں پڑتا علیدان نے کبھی اس سے ڈھنگ سے بات بھی کی ہو۔اچانک موبائل پر رنگ بجنے پر وہ جیسے خیالوں سے باہر آئی سنبل کی کال تھی۔

اوہ میرے خدا میں یہ کیا سوچ جا رہی تھی۔عجیب سا احساس ہو شادی علیدان سے ہونے والی تھی اور وہ یوں اب جا کر ادیان سے محبت کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔جلدی سے سر کو جھٹکا پر دل تو وہیں جم کر کھڑا تھا ٹس سے مس نہ ہوا۔پہلے مسکرایا اور پھر قہقہے لگانے لگا زور زور کے قہقہے بہت زور زور کے اور وہ سر جھکائے کھڑی تھی بے بس لاچار۔۔۔

****

www.novelsclubb.com

" رونا بند کرو اذفرین "

علیدان یہ فقرہ اب تیسری بار دھرا رہا تھا۔ وہ آفس میں بیٹھا تھا اور کرسی سے پشت ٹکائے دھیرے دھیرے جھول رہا تھا۔ لبوں پر اس کی اس پریشانی پر بھی مسکراہٹ تھی۔ جب سے نکاح ہوا تھا وہ بہت سی باتوں پر حق جتانے لگی تھی۔

دس منٹ سے مسلسل فون کان کو لگائے وہ اذفرین کی سسکیاں سن رہا تھا۔ کل رات شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔ اس کا رو رو کر برا حال تھا۔ جبکہ علیدان پر سکون تھا۔

شادی کو اب دو ماہ ہی تو رہ گئے تھے شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ وہ رات بھر بھی یوں ہی روتی رہی تھی۔

گو کہ نجف کی طرف سے ابھی کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ وہ پہنچ پائے گا کہ نہیں پر مائی دہ بیگم پر یقین تھیں کہ وہ آجائے گا اس لیے تین جوڑوں کی شادی کے دن رکھ دیے گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"علیدان کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا"

پھر سے ہچکی بندھ گئی۔ بیڈ کی چادر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا۔

وہ کیوں اتنا پر سکون تھا۔ نکاح کو ہوئے ایک ماہ کا وقت پر لگا کر اُڑ گیا تھا۔ علیدان کی محبت کی سرشاری میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ پر آج جب شادی کی تاریخ طے ہوئی تھی تو وہ پھر سے خوف کے حصار میں آچکی تھی۔

سعد بھائی بھی چھٹی کے لیے اپلائی کر چکے تھے۔ اذفرین کو تو سوچ سوچ کر سانس خشک ہو رہا تھا۔

" میں تمہیں بتا تو چکا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو گا میں سب سیٹ کر دوں گا "

علیدان کی پر سکون سی آواز فون میں سے ابھری۔ جس پر وہ چڑ گئی۔ روہانسی صورت بنائے لبوں کو کچلا۔

" تاریخ رکھ دی ہے شادی کی اور آپ کہہ رہے ہیں کچھ نہیں ہوا مجھے تو لگتا ہے آپ گل سے بھی شادی کر لیں گے "

www.novelsclubb.com

اذفرین نے روتے ہوئے مگر غصے کی حالت میں کہا پر دوسری طرف تو اس بات پر وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔ اس کا یوں حسد کرنا اندر تک سکون اتار گیا تھا

تو تم، خود بھی تو یہی کہتی تھی پہلے کہ میں شادی کر لوں اوزگل سے اب کیا مس ئی لہ "

ہے "

علیدان نے شریر لہجے کو چھپاتے ہوئے بظاہر سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔علیدان کے بات پر تو جیسے اس کے آنسوؤں کو بریک لگ گ ئی۔ وہ تو اب بھی ہنس رہا تھا۔

اذفرین نے فون کو بند کیے زور سے بیڈ پر پٹخ دیا۔ فون اچھلتا ہوا ایک طرف جا گرا۔اب اس پر بار بار بل بج رہی تھی۔ پر وہ فون نا اٹھانے کا تہیہ کر چکی تھی۔

****

کمرے کی کھڑکی کے پردے پیچھے کرتے اوزگل کے ہاتھ رک گ ئے تھے۔ نظریں بے اختیار تھم گ ئی تھیں۔دل کے دھڑکنے کا انداز بدلہ تھا

www.novelsclubb.com

ادیان لان میں جارج کے ساتھ بیڈ منٹن کھیل رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہلکی سی شیو بڑھا رکھی تھیں۔ وہ آج کتنے دن بعد اسے دیکھ رہی تھی۔اس کا ہر انداز دل کو بھانے لگا تھا۔ وہ جارج کی کسی بات پر ہنس پڑا تھا۔

کتنے مضبوط ہوتے ہیں یہ لڑکے جتنا بھی ٹوٹ جائیں بکھر جائیں اپنے اندر کے حالات دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور ایک ہم لڑکیاں ہیں۔ جو بکھر جائیں تو انگ انگ چیخ چیخ کر داستاں سنانے لگتا ہے۔ آنکھیں یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔ اور دماغ سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

کل شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی۔ پر اس کے اندر سورج طلوع ہو چکا تھا۔ ایسی سرمئی اداسی میں ڈوبی شام ہوئی تھی جس کی کوئی سحر نہیں ہوتی۔

سنبل تو اسے بار بار کہہ چکی تھی کہ وہ علیدان سے بات کرے اسے کہہ دے کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی وہ ادیان سے محبت کرنے لگی ہے اور ادیان اس سے محبت کرتا ہے اسے جیسا ہمسفر چاہیے وہ ادیان ہے وہ نہیں پر ہمت نہیں ہوتی تھی۔ سارا سارا دن وہ کمرے میں بند رہتی تھی۔ الجھی رہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

دل تھا کہ جو کہتا تھا جائے اور ادیان کو جھنجوڑ کر کہہ دے وہ اس سے محبت کرنے لگی ہے ۔۔۔ نہیں نہیں بلکہ وہ تو کرتی ہی اس سے تھی محبت پر کیسے کہے اور باقی سب کیا سوچیں گے

افف خدایا کیا ہو گیا ہے مجھے اپنی سوچوں پر سر پکڑے وہ جلدی سے پردے کو چھوڑ کر ایک طرف آکر بیڈ پر ڈھنے کے انداز میں بیٹھ گ ئی۔ سوچوں پر اختیار کیوں نہیں رہا تھا۔

****

جارج کو سلانے کے بعد وہ گردن کے پیچھے ہاتھ رکھے اُسے دباتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ علیدان سے ناراضگی میں اپنے ہی اعصاب شل کیے ہوئے تھی۔ وہ آج صبح سے اوزگل والی بات کے بعد سے علیدان کا فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

ابھی اپنے کمرے کے پاس ہی پہنچی تھی کہ پیچھے سے کسی کے قدموں کی آواز پر بدک کر مڑی علیدان کو دیکھ کر بمشکل چیخ پر قابو پایا جو بے ساختہ نکلنے والی تھی۔

وہ پر سکون سے انداز میں کھڑا تھا۔ اذفرین نے سینے پر ہاتھ رکھے سانس کو بحال کیا اور بھنوں کے درمیان پیشانی پر خفگی کے شکن نمایاں ک ئے۔

www.novelsclubb.com

"علیدان جائیں پلیز آپ نے کہا تھا میں اب کبھی ایسے نہیں آؤں گا"

خفگی کے ساتھ ساتھ گھبراہٹ بھی شامل تھی۔ نکاح کے بعد وہ یوں پہلی دفعہ علیدان سے خفا ہوئی تھی۔ بات ہی ایسی تھی وہ کیوں بات کو لٹکائے ہوئے تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

" فون نہیں اٹھاؤ گی تو کیا کروں بولو "

علیدان نے اس کی خفگی اور گھبراہٹ کو یکسر نظرانداز کیا اور قدم کمرے کی طرف بڑھا دیے۔اذفرین نے چور سی نظر ارد گرد ڈالی اور پیچھے ہی کمرے کا رخ کیا۔

" فون کیوں نہیں اٹھا رہی "

محبت سے اذفرین کی خفا سی صورت دیکھی۔وہ کمرے میں آکر پیشانی پر بل ڈالے چہرے کا رخ موڑے کھڑی تھی۔

" آپ کو یاد نہیں کیا کہا آج صبح آپ نے "

اذفرین نے خفگی سے جواب دیا۔ نظریں کھڑکی پر لگے پردوں کے بلوں پر ٹکائے ہوئی تھی

۔

www.novelsclubb.com

تو ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا دیکھو نہ ایک شادی تم سے کروں گا اپنی مرضی سے،ایک "
" شادی گھر والوں کی مرضی سے کرنی پڑے گی

مصنوعی سنجیدگی کی انتہا کو چھوتے ہوئے ایسے کہا کہ اذفرین کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔ وہ جو صبح والی بات کو فقط ایک مزاق سمجھے نخرے دکھا رہی تھی وہ مزاق نہیں نکلی تھی دل ایک دم ڈوب ہی گیا تھا۔ کانوں کو اس کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔

آنکھوں سے بھل بھل آنسو ٹپک پڑے۔ وہ جو اس کے فون نا اٹھانے پر اسے تنگ کرنے کا پر گروام بنا کر آیا تھا اذفرین کے یوں رونے پر بوکھلا کر آگے بڑھا۔

"مزاق کر رہا ہوں پاگل۔۔۔۔"

اس کے رونے کا انداز ہی ایسا تھا کہ بے ساختہ وہ اسے باہوں کے حصار میں لے چکا تھا۔ تھوڑی محبت سے اس کے جھکے سر پر ٹکا دی۔ پر وہاں تو جیسے کوئی اثر ہی نہیں تھا۔ وہ ہنوز اس کے سینے میں چہرہ چھپائے روئے جا رہی تھی۔

بھلا کوئی ایسا بھی جان لیوا مزاق کرتا ہے کیا۔ پتا نہیں کیسا احساس تھا پر اس شخص کو وہ کسی سے بانٹنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی اب اس کی شرٹ کو آنسوؤں سے بھگوتی وہ پورے حق سے اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔

"تم صرف تم۔۔نہ تم سے پہلے کوئی تھی اور نہ تمھارے بعد کوئی ہو گی۔جنت میں میری زوجین کے لگائے گے تخت پر ملکہ بن کر صرف تم ہی بیٹھی ہو گی"

علیدان اب تھوڑا سا چہرہ جھکائے اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔ازفرین کا رونا اب ہلکی ہلکی سسکیوں میں بدل چکا تھا۔گرم سی سرگوشی دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہی تھی تو اس کی محبت کی چاشنی میں ڈوبی آواز اور قربت روح کو سکون بخش رہی تھی۔

وہ اب مکمل پر سکون ہو گئی تھی پر چہرہ ہنوز چھپائے ہوئے تھی۔علیدان کے چہرے پر پھر سے شریر سی مسکراہٹ امڈ آئی۔

"ہاں یہاں تو دل پر پتھر رکھ کر صرف ایک تمہیں برداشت کروں گا پر وہاں پھر ستر حوریں تمہیں برداشت کرنی ہوں گی"

شریر سے لہجے میں کی گئی سرگوشی پر ازفرین نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اور پھر مکوں کی بارش تھی جو علیدان کے سینے پر ہو رہی تھی۔

"ارے ارے۔۔۔بس بس یار عجیب بیوی ہو حوریں بھی برداشت نہیں"

علیدان نے بمشکل اس کی کلائی یاں تھام کر اسے روکا۔آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں اور چہرہ خفا سا تھا۔پر لب اب مسکرا رہے تھے۔ایسے جیسے بارش کے بعد ہلکی ہلکی باد نسیم ہو۔

''ادیان اوز گل سے محبت کرتا ہے''

آہستگی سے کہے فقرے پر اذفرین نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی یں۔علیدان نے دھیرے سے لب بھینچے سر کو اثبات میں ہلا کر اس کی حیرت کا جواب دیا۔

''پر اس سے کیا ہو گا گل تو شائی د۔۔۔''

اذفرین نے بھیگی سی آواز پر کہا۔اور دل اوز گل کے لیے پھر سے اداس ہوا۔اس کی اس بات پر علیدان بھی سوچ میں پڑ گیا تھا۔دھیرے سے اس کی کلائی یوں پر گرفت ختم کی۔

''اچھا میں جاتا ہوں فون اٹھاؤ اب''

www.novelsclubb.com

ہلکے سے مسکرا کر اس کے گال تھپتھپائے اور قدم پیچھے لیے۔اذفرین کی بات پر ساری شوخی ہوا ہو چکی تھی۔بوجھل سے قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

اور وہ اداس پریشان حال وہیں کھڑی تھی۔

****

" چلی جاؤ نافری تم بھی دیکھ لینا کچھ اپنے ل ئ ے "

مائدہ بیگم نے اذفرین کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا صندل نے تائیدی انداز میں زور زور سے سر ہلایا،

سامنے بیٹھی صندل بضد تھی کہ اذفرین اس کے اور اوزگل کے ساتھ برائیڈل ڈریس پسند کرنے کے لیے چلے جبکہ وہ تو عجیب کشمکش میں مبتلا ہو چکی تھی۔

" آنٹی وہ میں۔۔۔۔ "

اذفرین کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا بہانہ بنائے۔

اذفرین کے یوں جھجکنے پر صندل نے بچوں کی طرح خفا ہو کر اذفرین کی طرف دیکھا اور پھر رخ حسیب کی طرف موڑا۔

www.novelsclubb.com

" حسیب دیکھیں نا میں اپنی بھابھی صاحبہ کو لے آئی ہوں آپ بھی اپنی بھابھی صاحبہ کو راضی کریں بس "

صندل نے لاڈ سے حسیب سے کہتے ہوئے اوز گل کی طرف دیکھا۔اوز گل نے اداس سے آنکھیں اٹھائی یں اور زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔

وہ بھی کہاں آنا چاہ رہی تھی صندل سے صاف کہہ دیا کہ تمہیں جو بھی پسند آئے وہ میرے لیے کر دینا آرڈر۔کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جو بھی ہو رہا تھا۔

'' کیوں نہیں۔۔۔جارج چلو بھ ئی اپنی مام کو تیار کرو بلکہ تم بھی چلو ساتھ ''

حسیب نے گود میں بیٹھے جارج کا کندھا تھپک کر اسے اذفرین کی طرف بھیجا۔اذفرین جارج کے یوں بھاگ کر آ کر ساتھ لگنے اور معصومیت سے دیکھنے پر گڑبڑا سی گ ئی۔

''ٹھیک ہے میں آتی ہوں بیٹھیں آپ لوگ ''

خجل سے انداز میں کانوں کے پیچھے بالوں کو اڑاتی وہ وہاں سے تیز تیز قدم اٹھاتی اوپر کمرے میں آئی اور لبوں کو بے چینی سے کچلتے ہوئے علیدان کو فون ملایا۔علیدان کے فون اٹھاتے ہی عجلت میں کہا۔

'' ہیلو علیدان ''

آواز میں پریشانی جھلک رہی تھی جو علیدان سے چھپی نا رہ سکی۔ وہ اس وقت کار میں بیٹھا تھا اذفرین کی پریشان حال آواز پر بھنویں سکڑ گئی یں۔ ہاتھوں کی گرفت بھی سٹیرنگ پر ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

''اوہو۔۔ کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہو؟ ''

تجسس سے پوچھا۔ دوسری طرف تو وہ جیسے تیار ہی بیٹھی تھی۔ ابھی رات والی پریشانی ختم نہیں ہوئی تھی کہ صبح ایک اور آفت آگئی تھی۔

علیدان صندل اور گل آئی بیٹھی ہیں وہ لہنگا آرڈر کرنے جا رہی ہیں حسیب کے ساتھ، ''

'' مجھے بھی بھیج رہی ہیں آنٹی کہ اپنا بھی پسند کر لو

حواس باختہ سا انداز تھا سانس بھی چڑھا ہوا تھا۔ علیدان نے اس کی بات پر سکھ کا سانس لیا وہ تو ڈر گیا تھا پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ایسا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے۔

'' ہاں تو کرو نا جاؤ نا ان کے ساتھ، رخصتی تو تمھاری بھی ہے نہ ''

علیدان نے نرمی سے نارمل لہجے میں کہا جبکہ اس کی بات پر اذفرین نے خفا سی صورت بنائی

۔

" علیدان مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں، بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے "

پریشانی سے کہا۔ اور انگلیوں کی پوروں کو جوڑے نگاہیں ہاتھوں پر مرکوز کیے دل برداشتہ لہجہ اپنایا

کوئی ضرورت نہیں ہے گھبرانے کی بلکہ میں بھی آرہا ہوں وہاں تمھارے برائیڈل " ڈریس کی پے منٹ میں کروں گا تم جو بھی پسند کرو گی "

علیدان نے دوٹوک لہجے میں کہا۔ پیشانی پر پر سوچ لکریں تھیں۔ اذفرین نے پریشانی اور حیرت کے ملے جلے اثرات کے زیر اثر منہ کھولا۔

"پر وہ کیسے؟ "

حیرانگی سے سوال کیا۔ جبکہ دوسری طرف تو مکمل سکون تھا۔

www.novelsclubb.com

" وہ سوچنا تمھارا کام نہیں، چلو جاؤ ان کے ساتھ "

علیدان نے پچکارتے ہوئے کہا تو اذفرین گہری سانس خارج کرتی ہوئی سر کو اثبات میں ہلانے لگی۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 28

اذفرین فون کان کو لگائے کمرے کے دروازے کو آہستگی سے بند کرتی پلٹی تھی اور پھر بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی۔جارج کو سلانے کے بعد واپس آئی تو موبائل بج رہا تھا۔اور اب دوسری طرف سے علیدان کی پوچھی گئی بات پر دھیرے سے مسکرائی۔

"ہاں بہت پسند آیا تھا وہ پر علیدان وہ بہت مہنگا تھا"

الجھے سے لہجے میں جواب دیا پریشانی سے بھنویں سکڑ گئی تھیں۔علیدان ان کے پیچھے ہی صندل سے پوچھ کر ڈیزائنر کے پاس پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہاں اذفرین کی نظر بار بار ڈیپ سرخ اور گرے ملاپ کے بیش قیمت لہنگے پر اٹھ رہی تھی ۔اس کی پسندیدگی کی یہ نظر علیدان باخوبی بھانپ چکا تھا۔بظاہر تو وہ پوری شاپنگ کے

دوران اذفرین سے بے نیازی برتتا رہا پر وہ اس کی نظروں کے تعاقب میں آئی ہر چیز کو ذہن میں نقش کر رہا تھا۔

اور اب اذفرین کو یہی بتا رہا تھا کہ ان کے جانے کے بعد پھر سے ڈیزائنر کے پاس گیا تھا اور اذفرین کے لہنگے کا آرڈر اس ڈیپ ریڈ اور گرے رنگ کے لہنگے میں تبدیل کروا دیا ہے، ایڈوانس قیمت بھی ادا کر دی تھی۔

" تمہیں پسند تھا بس ٹھیک ہے بل وغیرہ میں نے لے لیے ہیں حسیب سے تو بعد میں پوری پے منٹ میں کر دوں گا "

علیدان نے نارمل سے لہجے میں جواب دیا۔ تکیے پر سر رکھے آہستگی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ حسیب سے سارے بل لے چکا تھا کہ ایک ساتھ ہی کہ لہنگے تیار ہونے کے بعد وہ اذفرین سے پیسے لے کر پورے بل کی ادائیگی کر دے گا۔

اذفرین نے لب بھینچ کر سر ہلایا ایسے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہو۔ کتنا پیارا سا احساس تھا۔ برسوں خواہشوں کو مار مار کر جینا پڑا تھا اور اب کوئی ایسا تھا جو اس کی نظروں کے زاویے سے ہی اس کی پسندیدگی اور خواہش کو جانچ لیتا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

سوچتے سوچتے اچانک ذہن اوز گل کی طرف گیا تو لبوں پر بکھری مسکان فوراً روٹھ کر پیشانی پر پریشانی کے شکن نمودار کر گئی۔

'' آپ اوز کے ساتھ کس دن بات کریں گے ''

پیشانی پر الجھی سی لکریں ڈالتے ہوئے دھیمی سی آواز میں پوچھا۔ آج اوز گل کا یوں گم سم سا بیٹھے رہنا عجیب سا لگ رہا تھا۔ وہ اور اس کا اداس چہرہ دل میں ٹیس اٹھا رہا تھا۔ یقیناً وہ علیدان کی توجہ کی طلبگار ہو گی، جس کے نا ملنے پر یوں اداس تھی۔ اور ادیان والا سارا قصہ بھی علیدان اسے بتا چکا تھا۔

جو بھی تھا اس کے دل ٹوٹنے کا دکھ دل کو پریشان کیے ہوئے تھا۔ وہ اور علیدان ہر روز رات کو یہی باتیں کرتے سو جاتے تھے۔ علیدان کو تھا کہ وہ کچھ ایسا کرے کہ بس اوز گل کا دل نا ٹوٹے۔ اور اوز گل بات سمجھ جائے کے وہ بہت مجبور ہے اس نے بہت کوشش کی تھی شروع سے کہ بات اتنی آگے نا بڑھے پر کل کل کرتے یہ دن آگیا تھا

www.novelsclubb.com

"میں۔۔۔چاہتا تو یہ تھا کہ پہلے سعد بھائی سے بات ہو جاتی پتہ نہیں گل کا ریکشن کیا ہو گا،اس سب کو لے کر اور گھر میں ایک طوفان آئے گا پھر صندل اور حسیب کا بھی سوچتا ہوں پہلے حسیب کو اعتماد میں لوں،ابھی کوئی سرا ہاتھ نہیں لگ رہا"

علیدان نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔وہ خود الجھا ہوا تھا۔بالوں کو ہاتھوں سے جکڑا ۔گہری آنکھیں چھت پر مرکوز تھیں جو حل تلاش کر رہی تھیں۔

"تو۔۔۔۔"

اذفرین نے الجھے سے انداز میں بات آگے بڑھائی۔وہ علیدان سے زیادہ الجھی ہوئی اور بے حال تھی۔علیدان کی زبردستی پر دل وجان سے نکاح پر مان تو گئی تھی پر آگے اب کچھ بھی سجھائی دینا علیدان کو بھی کیوں بند ہو گیا تھا۔اذفرین بے دردی سے نچلے لب کو کچل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ کہ اب کروں گا موقع کی تلاش میں ہوں جیسے ہی ملا بس انہی دو تین دن میں اوزگل سے تو بات کر ہی لوں گا اور ادیان سے شادی کروا دوں گی اس کی"

علیدان نے پرسوچ انداز میں جواب دیا۔اذفرین نے بچارگی سے سر کو گھمایا۔اچانک کمرے میں پڑی بل ٹون کی آواز گونجنے پر حیرت سے بیڈ کے ایک طرفہ چھوٹے میز پر پڑی بل کو دیکھا جو مائدہ بیگم کے کمرے میں پڑی بل سے ملحقہ تھی وہ اذفرین کو بلانے کے لیے یہی بجاتی تھیں۔

" علیدان لگتا ہے آنٹی بلا رہی ہیں مجھے نیچے میں آتی ہوں "

اذفرین نے بل کی آواز پر پریشان سے لہجے میں بتایا۔پہلے کبھی یوں ہوا نہیں تھا کہ آنٹی رات کو یوں اسے اپنے کمرے میں بلائیں۔

اذفرین نے عجلت میں فون بند کیا بیڈ پر پڑے دوپٹے کو اچھال کر کندھے پر لیتی تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر نیچے مائدہ بیگم کے کمرے میں آئی۔

دروازہ کھولا تو سامنے بیڈ پر مائدہ بیگم پریشان سی صورت بنائے آنکھوں میں آنسو لیے بیٹھی تھیں۔اذفرین ان کو اس حالت میں دیکھ کر الجھی سی آگے بڑھی۔

" آنٹی کیا ہوا اس طرح کیوں رو رہی ہیں "

پریشان سے حیرت میں ڈوبے لہجے میں کہتی وہ ان کے پاس بیڈ پر بیٹھ گ ئی۔ دل انجان سی پریشانی پر دھڑکنے لگا تھا۔ وہ کیوں اس طرح بیٹھی تھیں گود میں فون دھرا تھا جن پر ان کا ہلکا سا جھری دار ہاتھ کپکپا رہا تھا۔

" ایمیلی کیس جیت گ ئی ہے جارج کی کسٹڈی کے لیے، جارج کو بھیجنا ہے اب آسٹریلیا واپس، ابھی نجف کا فون آیا ہے "

مائدہ بیگم نے بھیگے سے لہجے اور کانپتی آواز میں بتا کر اس کی حیرت کو ختم کیا۔ وہ ضبط کے آخری دہانے پر تھیں شائد، بات ختم ہوتے ہی گال پر آنسو لڑھک گ ئے۔

"کیا۔۔۔ "

اذفرین کو بھی حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ کا جھٹکا لگا۔ جارج سے محبت کا ایسا رشتہ بن گیا تھا کہ اس بات سے دل عجیب سے دکھ اور اداسی میں گھر گیا۔

" ہاں دوسرے شوہر سے بھی علیحدگی اختیار کر لی ہے اس کلموہی نے اس لے جارج کی کسٹڈی اسے مل گ ئی ہے، نجف سے زیادہ انکم ہے اس کی اور نیشنلٹی بھی ہے پاس، اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے عدالت نے "

مائی دہ بیگم نے آنسوؤں سے بھاری ہوتی آواز میں بمشکل اپنی بات مکمل کی جبکہ اذفرین دم سادھے ان کو سن رہی تھی۔

جارج سے مائی دہ بیگم بے پناہ محبت کرتی تھیں۔

وہ تو اسی کیس کے نتیجے کے انتظار میں تھیں کہ نجف کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا تو وہ اپنے پوتے کا اسلامی نام اپنی پسند سے رکھیں گی۔ پر یہاں تو سب کچھ الٹ ہو گیا تھا۔

"نجف بہت زیادہ اپ سیٹ ہے پاکستان آ رہا ہے اگلے ہفتے، جارج کی پیکنگ کر دینا ساری پرسوں کی سیٹس ہو گئی ہیں حسیب لے کر جائے گا اسے"

مائی دہ بیگم نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تھی۔ پر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اذفرین ان کی حالت دیکھ کر جلدی سے ان کے گلے لگی تھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ان کا یوں رونا اور جارج سے جدائی کا دکھ اس کی آنکھوں میں بھی موجود آنسوؤں کی رفتار کو بڑھا چکا تھا۔ کچھ دیر یوں ہی ان کے ساتھ لگ کے رونے کے بعد جب وہ چپ ہوئی یں تو اذفرین آہستگی سے ان سے الگ ہوئی۔

"اٹھو ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں رہا "

مائی دہ بیگم نے آنسو صاف کیے بھاری سی آواز میں اس کو اور خود کو حوصلہ دیا تھا۔ اذفرین کچھ دیر بیٹھی ان کو یونہی دیکھتی رہی پھر ان کے ہاتھ تھپکتی دھیرے سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گ ئی۔ قدم جارج کے کمرے کی طرف اٹھ رہے تھے۔

وہ معصوم سویا ہوا تھا۔ اپنی قسمت کے فیصلے سے بلکل بے خبر اذفرین نے اس کے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرا تو ملائی م سے بال اوپر کو اٹھ کر پھر سے پیشانی پر گرگ ئے تھے۔

جارج کو یوں دیکھتے دیکھتے خبر ہی نا ہوئی کب وہ اس کے پاس سر رکھے گہری نیند میں چلی گ ئی۔

****

کار سست روی سے سڑک پر چل رہی تھی۔ ادیان بمشکل خود کو سنبھالے دم سادھے کار چلا رہا تھا وجہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اوز گل تھی۔ وہ سنبل کے گھر گ ئی تھی جہاں سے واپسی پر میر دلاور نے علیدان کو اسے لانے کا حکم دیا تھا اور علیدان یہ کام آگے اس کے کندھوں پر منتقل کر چکا تھا۔

دونوں طرف ایک جیسا ہی حال تھا اوزگل بھی بار بار ہاتھوں کو انگلیوں کو آپس میں پھنسا کر لب کچل رہی تھی۔ اس دن کے بعد آج تو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ یوں بیٹھے تھے۔

سنبل نے اوزگل کی اچھی خاصی برین واشنگ کی تھی کہ وہ اپنے لیے سٹینڈ لے اگر وہ ادیان سے محبت کرتی ہے تو بات کرے گھر میں کسی سے پر وہ کسی سے بات کرنے کے بجائے ادیان سے بات کرنے کی ہمت بندھانے لگی تھی۔ کیونکہ پورے گھر میں ایک واحد وہ ہی تو تھا جس سے اسے بات کرنے پر سوچنا نہیں پڑتا تھا۔

چور سی نظر ساتھ بیٹھے ادیان پر ڈالی وہ سنجیدگی کی انتہاؤں کا چھوتا کار ڈرائیو کرنے میں مصروف تھے۔ اذفرین نے سانس اندر کھینچ کر خود کو حوصلہ دیا۔

"ادی مجھے بات کرنی ہے تم سے"

سر جھکا کر مدھم سی آواز میں ادیان کو مخاطب کیا۔ وہ اس طرح اوزگل کے اچانک بات کرنے پر گڑبڑا سا گیا۔ چونک کر اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچا۔ انداز ایسا تھا جیسے یقین نا ہو کہ اس نے بات کی ہے اس کے ساتھ۔

"ہاں کچھ بات کرنی ہے کسی پر سکون جگہ پر لے چلو"

اوز گل نے ہاتھوں پر سے نظر ہٹا کر اس کے آنکھوں سے پوچھے گئے سوال کا جواب دیا ادیان اب خاموشی سے نظر جھکائے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ پھر کار کو ایک قریبی ہوٹل کے سامنے روک دیا۔

وہ کار سے اترا تو اوز گل خاموشی سے اتر کر اس کے ہمراہ ہو گئی۔ ہوٹل کا ماحول واقعی بہت پر سکون تھا مدھم سی موسیقی کی آواز اور اس وقت بہت کم لوگ وہاں موجود تھے۔ ادیان نے لب بھینچ کر اوز گل کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے ایک طرف لگی میز کی طرف اشارہ کیا۔

ہوٹل میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تو ادیان پریشانی سے نظریں چرا رہا تھا۔ دل میں عجیب سے وہم آ رہے تھے اوز کو کیا بات کرنی ہو گی مجھ سے

www.novelsclubb.com

"مجھ سے محبت کب ہوئی تھی؟"

اوز گل کے عجیب سے سوال پر ادیان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ کیسا سوال کر رہی تھی۔ لگتا تھا اس کی سزا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"اوز۔۔۔ یہ سب باتیں۔۔۔"

گھٹی سی شرمندہ آوز میں بات شروع ہی کی تھی کہ اوز گل نے تنک کر اس کی بات کاٹ دی۔ عجیب سی ہمت آگ ئی تھی اوز گل میں شائی داس کی وجہ سامنے اپنے عشق میں ڈوبے انسان پر یقین کی تھی یا پھر خود اس کی محبت میں گرفتار ہونے کی تھی۔

ادیان ہنوز خاموش الجھا سا بیٹھا اب اسے دیکھ رہا تھا۔ دل اس کے یوں بات کاٹنے پر اور ڈر گیا تھا۔

"میں نے پوچھا ہے مجھ سے محبت کب ہوئی تھی؟"

اوز گل نے اب کی بار ادیان کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ دونوں طرف دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔ نظروں کا تصادم ہی ایسا تھا۔ ادیان اس کی نظروں میں موجود عجیب سے رنگ کو دیکھ کر ہل گیا۔ بمشکل بولنے کی خاطر لب واک ئے

"پتا نہیں چلا اوز، شائی دہمیشہ سے تھی، جب تمہیں پہلی ایمیل سنڈ کی تھی اس سے پہلے خود سے لڑتے ایک سال ہو چکا تھا مجھے"

ادیان نے بات کرتے ہوئے نظریں جھکا دی تھیں۔ اس کی آواز سامنے بیٹھی اوز گل کے اندر سکون اتار رہی تھی۔ کتنا انوکھا احساس ہوتا ہے نا جب کوئی انسان آپ سے محبت کا

اظہار کر دے ایسی شدید محبت جو آپ کی روح سے ہو ایسا ہی کچھ احساس اس وقت اوز گل کو ہو رہا تھا۔ سامنے بیٹھا یہ پیارا سا انسان اس سے سچی محبت کرتا تھا۔

" پر اب یقین جانو۔۔ "

ادیان نے اچانک اوپر دیکھا تو اوز گل کے لبوں پر موجود معنی خیز مبہم سی مسکراہٹ دیکھ کر ساکن ہو کر بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔

" مطلب اب نہیں کرتے تم مجھ سے محبت؟ "

اوز گل نے مسکراہٹ کو گہرا کئے سوال کیا تو وہ الجھ سا گیا۔ نا سمجھی سے اوز گل کی طرف دیکھا۔ وہ ایسے کیوں دیکھ رہی تھی لبوں پر موجود مسکراہٹ کا کیا مطلب تھا وہ الجھا سا حیران سا بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

" دیکھو مجھ سے جھوٹ مت بولنا "

اوز گل نے پھر سے سرگوشی کی۔ اب کی بار لہجہ محبت سے لبریز تھی۔ وہ حیران و پریشان دنگ بیٹھا تھا۔

" کرتا ہوں پر۔۔۔ "

آہستگی سے کہا۔پر وہاں تو اوز گل کے گال گلال ہو چلے تھے۔حیرانگی کے سمندر میں غرق اس کی طرف دیکھا۔

" میں بھی تم سے ہی محبت کرتی ہوں "

اوز گل نے بے تابی سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی محبت کا اظہار کیا،ادیان کو تو جیسے کسی نے سکتے میں دھکیل دیا تھا۔

" کیا۔۔۔ "

ادیان کی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔اوز گل نے دلکش مسکراہٹ سجائے پلکیں گرائی یں۔

" ہاں ہمیشہ سے تم سے ہی تھی مجھے محبت،ان لفظوں سے تھی جو میرے لیے تھے صرف میرے لیے "

www.novelsclubb.com

وہ اب یونہی شرمائی سی لجائی سی بولے جا رہی تھی اور سامنے بیٹھے ادیان کی حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"علیدان سے صرف ذہن کو لگاؤ تھا وہ بھی غلط فہمی کی وجہ سے ،دل کو تو ہمیشہ سے ان لفظوں کو لکھنے والے سے تھی محبت"

وہ کیا بول رہی تھی کانوں کو خود پر یقین نہیں تھا۔کیسے کرتا یقین کہاں تھا خود کی قسمت پر اتنا بھروسہ اور نا اپنی لگن پر یقین تھا۔

"ایسے کیوں بیٹھے ہو کچھ تو بولو میں سچ کہہ رہی ہوں یقین کرو"

اوزگل نے بے چین سی صورت بنائے سوال کیا۔وہ اب بھی سپاٹ چہرے سے اسے یک ٹک تکے جا رہا تھا۔دل کو اس کی بات پر یقین آیا تو دماغ نے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔

"اوز۔۔۔پر"

پھیکی سی آواز نکلی اور دونوں کی آنکھیں ملتے ہی دل بنا بولے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"ادیان پلیز تم بات کرو تایا بابا سے تائی امی سے کسی سے بھی مجھے علیدان سے نہیں کرنی شادی"

اوز گل کی آواز گلے میں پھنستے گولے کے باعث بھاری سی ہوئی تو ادیان نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا۔

''مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں اس لمحے پر اوز، علیدان بھائی۔۔۔ ''

ادیان نے بے چارگی سے کہا اور بے بس انداز میں اس کی طرف دیکھا کتنی عجیب بات تھی سامنے بیٹھی اس کی محبت اگر اس کے بھائی کی محبت نا ہوتی تو شائد وہ آج اس کے یوں اظہار پر اس شخص سے لڑ کر بھی اسے چھین کر لے آتا پر قسمت نے کتنا ستم کیا تھا اس پر اس کا رقیب اس کا اپنا بھائی تھا۔

'' میں کچھ نہیں جانتی ''

اوز گل نے روہانسے لہجے میں کہا اور پر شکوہ نگاہ ایسی ڈالی کے ادیان سوچ میں پڑ گیا۔ ایک طرف محبت تھی تو دوسری طرف بڑا بھائی۔

'' اچھا پریشان نا ہو میں۔۔۔ میں کچھ سوچتا ہوں صندل سے بات کرتا ہوں ''

ادیان نے اس کے یوں رونے پر بے چینی سے کہا۔ وہ اب باقاعدہ بچوں کی طرح رونے لگی تھی۔ اظہار کے بعد سب کچھ کتنا ہلکا پھلکا لگنے لگا تھا ایسا لگا جیسے سارا بوجھ ادیان نے اپنے کندھوں پر لے لیا ہو۔

" رونا بند کرو، یہ نہیں دیکھ سکتا میں ان آنکھوں میں "

آہستگی سے گھمبیر لہجے میں کہا تو اوزگل دھیرے سے محبت بھری مسکان لبوں پر سجا گئی

۔

****

جارج الجھا سا اذفرین کے پاس کھڑا اس کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اذفرین بار بار آنسو پونچھتے ہوئے اس کے بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھی۔ جارج سے جدائی تو طے تھی پھر بھی دل اس کے یوں چلے جانے پر پھٹ رہا تھا۔

" مام کیوں پیکنگ کر رہی ہیں؟ "

www.novelsclubb.com

وہ اب یہ سوال تیسری دفعہ پوچھ رہا تھا۔ اذفرین نے بیگ کی زپ بند کی اور غور سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں معصومیت کے ساتھ اس پیکنگ کی وجہ جان لینے کی بے چینی تھی۔

اذفرین نے بیگ کو ایک طرف کرتے ہوئے جگہ بنائی اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کے دونوں بازؤں کو تھام کر اپنے قریب کیا۔ وہ اسی طرح اذفرین پر نظریں گاڑے سوالیہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ اذفرین کے چہرے پر موجود دکھ اور اداسی اس کے ننھے سے ذہن کو الجھائے ہوئی تھی۔

" مما یاد آتی ہیں آپکو؟ "

اذفرین نے پیار سے اس کی گال پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ قریب کرتے ہوئے مدھم سی آواز میں پوچھا۔ جارج کے چہرے پر ایک دم سے ایک رنگ لہرا گیا تھا۔ کتنی عجیب بات تھی جس ماں کے نقش کو اس کے ذہن سے مٹانے کی سال بھر کوشش کی تھی آج اُسی ماں کو وہ یاد کرنے کا کہہ رہی تھی۔

" پہلے بہت آتی تھیں، اب کبھی کبھی آتی ہیں "

جارج نے معصومیت سے جواب دیا اس کی آنکھوں میں موجود الجھن بڑھ چکی تھی۔ماں باپ کے الگ ہونے کے بعد ٹوٹے ہوئے بچے عام بچوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں۔

جارج بھی بلکل ایسا تھا وہ اذفرین کے چہرے پر موجود اداسی کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔

"تو مما سے ملنے کو دل کرتا ہے نہ آپکا؟"

اذفرین نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اگلا سوال داغا تو جارج سوچ میں پڑ گیا۔اس کی ننھی سی پیشانی پر شکن نمودار ہوئے۔

کتنی ظالم ہوتی ہے ایسی ماں پہلے خود ہی اسے چھوڑ کر چل دی اس کے ننھے سے ذہن سے اس کی محبت اور یادوں کو باقی لوگوں نے کھرچ دیا تو وہ واپس آگئی۔اسے جارج کا دکھ اپنے اندر محسوس ہو رہا تھا۔

کہیں نا کہیں اسے جارج خود جیسا لگ رہا تھا ایک کھلونا۔جسے جب دل چاہا پھینک دیا جب دل چاہا حق جتانا شروع کر دیا۔

جارج نے دھیرے سے سر کو اثبات میں ہلایا وہ ابھی بھی نا سمجھی کی کیفیت میں کھڑا تھا۔ پر تین سال کا تھا وہ جب اس کی ماں اس کو چھوڑ کر گئی تھی اس لیے وہ بھولا نہیں تھا اپنی ماں کو۔

" گڈ تو ایسا ہے کہ حسیب انکل کے ساتھ آپ مما سے ملنے جا رہے ہو آسٹریلیا "

اذفرین نے زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے کندھوں کو پر جوش انداز میں ہلا کر اسے خوش کرنے کی ناکام کوشش کی پر وہاں کچھ بھی نہیں تھا وہ حیران سا کھڑا تھا۔ خوشی کی ہلکی سی جھلک بھی نا تھی اس کے چہرے پر۔

"آپ بھی ساتھ چلیں گی نا آسٹریلیا؟ "

اس کے اگلے سوال پر جیسے اذفرین کا ضبط ختم ہونے پر آیا جلدی سے اسے کھینچ کر خود کے ساتھ بھینچ ڈالا۔ کچھ لمحے یوں ہی گزر گئے۔ بمشکل خود پر قابو پایا چوری سے آنسو صاف کیے اور آہستگی سے اس سے علیحدہ ہوئی۔

" میں بعد میں آؤں گی "

مسکرا کر نم آنکھوں سے اس کے گال کو تھپکا۔ پر وہاں ابھی بھی الجھن تھی بے یقینی تھی۔

اذفرین نے اس سے نظریں چرائی یں۔

"پرامس؟"

جارج نے میٹھی سی آواز میں پوچھا۔ اذفرین نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے جارہا تھا۔ کوئی بھی جواب دیے بنا اذفرین لب بھینچے سر کو ہلا گئی اور اسے پھر سے خود کے ساتھ لگالیا۔

****

چولہے پر رکھی چائے پک رہی تھی۔ پتی اچھل اچھل کر اوپر کو پہاڑ میں سے نکلتے لاوے جیسی شکل بنا رہی تھی۔ اذفرین چائے کے ابال پر نظریں گاڑے اداس سی کھڑی تھی۔

جارج کو گئے ایک ہفتہ ہو چلا تھا۔

www.novelsclubb.com

اچانک پیچھے سے نجف کی آواز سنائی دی تو وہ خیالات سے باہر آئی۔ وہ دو دن سے پاکستان آیا ہوا تھا۔ سارا سارا دن کمرے میں بند رہتا تھا۔ مائی دہ بیگم الگ پریشان سی روتی رہتی تھیں۔ آج تیسرے دن وہ کمرے سے باہر نظر آ رہا تھا۔

" سنو "

نجف کی بھاری سی آواز کے تعاقب میں اس نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا وہ پیشانی پر ہاتھ رکھے سر کو ہلکے ہلکے دبا رہا تھا۔ شیو بڑھا رکھی تھی چہرہ پریشان حال تھا۔ وہ کیس پر بہت پیسہ لگانے کے بعد بھی کیس ہار چکا تھا۔ غم اور پریشانی سے چور کمزور اور نڈھال لگ رہا تھا۔

" جی "

اذفرین نے آہستگی سے پوچھا اور بغور نجف کی طرف دیکھا ایسا کونسا کام تھا جو اسے کچن تک لے آیا تھا

www.novelsclubb.com

" ایک کپ چائے کے ساتھ سر درد کی گولی بھی میرے کمرے لے آنا "

نجف نے آہستگی سے کہا۔ اور پلٹ گیا۔ اذفرین کو کچھ دیر پہلے ہی مائی دہ بیگم نے چائے کا کہا تھا۔ اور اب وہ کچن میں سر درد کی گولی کا کہہ کر چلا گیا تھا۔

اذفرین نے چائے کو کپوں میں ڈالا اس کے باقی کے لوزامات کھانے کی میز پر سجائے۔ایک طرف رکھے باکس میں سے سر درد کی گولی بھی ساتھ رکھی اور کھانے کی ٹرالی کو گھسیٹتی ہو پہلے مائی دہ بیگم کے کمرے میں آئی ان کو چائے دینے کے بعد نجف کے موجودہ کمرے کی طرف چل دی۔وہ مائی دہ بیگم کے کمرے سے کچھ دوری پر موجود کمرے میں رہ رہا تھا دو دن سے۔

ٹرالی کو کمرے کے آگے روکنے کے بعد دروازے پر آہستگی سے دستک دی۔اور پھر جوابی انتظار کیے بنا ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو ٹھٹک کر نا صرف رکی بلکہ گندی سی بدبو کے بھبھکے کے ناک کے نتھنوں میں گھسنے کی وجہ سے جلدی سے ہاتھ کی پشت کو ناک کے آگے دھرا۔

نجف سامنے بے حال سا بیٹھا۔بیڈ سے کچھ دوری پر لگے صوفے پر وہ بیٹھا تھا اور سامنے پڑی بوتل اور گلاس کو دیکھ کر اذفرین کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

نجف کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی وہ بد حواس سا آگے بڑھا اپنی طرف سے وہ دروازے کو لاک کیے بیٹھا تھا پر شائد دروازہ لاک نہیں ہوا تھا جو اذفرین اس وقت یوں آنکھیں پھاڑے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"نجف یہ۔۔۔ "

وہ ہونق بنی بمشکل صرف اتنا ہی کہہ پائی۔ نجف اب بوکھلاہٹ میں اٹھ کر پاس آچکا تھا۔ فوراً انگلی کو اپنے منہ پر دھرا، اس کی آنکھیں نشے سے عجیب طرح سے ڈھلی ہوئی تھیں۔

"ش۔ شش۔۔ ش۔ چپ چپ ف۔ ری امی کو۔۔۔ مت "

وہ بات بھی مکمل نہیں کر پا رہا تھا۔ اذفرین نے برا سا چہرہ بنا کر بوتل کو گھورا۔ بدبو ابکائی کا موجب بن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن نجف یہ سب "

اذفرین خوف کے زیر اثر آنکھیں پھیلا کر کہا پر بات مکمل کیے بنا ہی رک گئی وہ کون ہوتی تھی اس کو یوں سمجھانے والی۔

اچھا تو وہ آج باہر اسی چکر میں گیا تھا۔اس کے پینے کے انداز سے وہ باخوبی یہ اندازہ لگا چکی تھی وہ یہ سب پہلی دفعہ نہیں کر رہا تھا۔وہ یقیناً آسٹریلیا میں بھی یہ سب کچھ کرتا رہا ہوگا۔

اسی سوچ کی وجہ سے اعصاب تن رہے تھے۔پر دل شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ علیدان کے نکاح میں تھی اس گناہ گار شخص سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

" یار بہت۔۔۔ب۔ہت۔۔۔تکلیف میں ہوں مجھے چھ۔۔چھوڑ گ ئی

نجف اس کے چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر روہانسی آواز میں بے ربط بول رہا تھا۔

اذفرین نے نفرت بھری نظر نجف پر ڈالی۔

" پھ۔پھر بچہ بھی۔۔۔لے۔۔۔گیا۔۔۔کچھ نہیں کیا تھا میں نے اس کے۔۔۔لیے
"

www.novelsclubb.com

وہ ہوش میں نہیں تھا الفاظ نامکمل ادا ہو رہے تھے۔اذفرین نے چائے کے کپ اور سر درد کی گولی کو تیزی سے بیڈ کے اطراف پر لگے میز پر رکھا اور ٹرالی کو دھکیلتی ہوئی آگے بڑھی۔اس کا اب یہاں مزید رکنا محال ہو رہا تھا ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی جب اچانک نجف نے اس کے بازو کو دبوچا وہ بدک کر رکی۔

''امی کو مت بتانا ف۔۔ری۔۔۔ ''

وہ دھیرے سے انگلی کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔اذفرین نے پیشانی پر بل ڈالے زور سے بازو اس کی گرفت سے چھڑوایا اور تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گ ئی پیشانی پر بل تھے اور سانس خوف سے تیز تیز چل رہی تھی۔

****

علیدان نے بے چینی سے ٹائی کو دائیں بائیں گھمایا۔سامنے بیٹھے نجف کی بار بار اذفرین پر اٹھتی نگاہ سیدھی اس کے دل میں چبھ رہی تھی۔بس نہیں چل رہا تھا اٹھے اور نجف کی آنکھوں پر پٹی باندھ دے یا اذفرین کو لے کر یہاں سے بھاگ جائے۔

ان کے گھر میں آج حسیب اور اس کی ساری فیمیلی کو دعوت دی گ ئی تھی۔جس میں نجف،مائی دہ اور اذفرین بھی شامل تھے۔نجف کو پاکستان آئے پانچ دن ہو چکے تھے۔ کھانے کے بعد اب دلاور ولاز کے وسیع لاؤنج میں سب بیٹھے گپوں میں مصروف تھے۔

اذفرین گہرے سبز رنگ کے لباس کو زیب تن ک ئے دل موہ لینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی سنہری رنگ کی چھوٹی سی جھمکیاں کانوں میں لٹکائے اور ہلکا سا جاذب نظر میک

اپ کیے وہ اتنا تیار صرف علیدان کے لیے ہو کر آئی تھی پر یہاں اس کی اس تیاری کو نجف اپنے لیے سمجھتا ہوا اسے بار بار بے تاب نگاہوں سے دیکھ کر آنکھیں سیک رہا تھا۔

آج سے پہلے اذفرین کو اس نظر سے دیکھا نہیں تھا یا پھر وہ ایسے تیار نہیں ہوئی تھی۔

اذفرین انتہائی حسین لڑکیوں میں شمار ہوتی تھی نجف کا دل آج ہمک ہمک کر اس بات کی تصدیق کر رہا تھا۔

دل مچلے جا رہا تھا اور نظر بے سبب بار بار اذفرین پر اٹھ رہی تھی وہ شرمائی سی نظریں جھکائے بیٹھی نجف کو ہواؤں میں اڑا رہی تھی کہ وہ اس کی ہونے والی بیوی ہے۔

گود میں دھرے موبائل پر بجتی پیغام کی بیپ پر اذفرین نے الٹا موبائل سیدھا کیا۔ علیدان کا نام جگمگا رہا تھا۔ ارد گرد چور سی نظر ڈالتے ہوئے پیغام کو کھولا۔ اس کے دائیں طرف اوز گل بیٹھی تھی۔ اس سے چھپاتے ہوئے موبائل کو نیچے کیے پیغام کو کھولا

" اٹھو اور جاؤ یہاں سے فوراً "

علیدان کے پیغام پر حیرت سے نظر اٹھا کر چور سی نظر علیدان پر ڈالی جو سرخ چہرہ لیے ضبط کی آخری سیڑھی پر بیٹھ تھا۔ لب بھینچے ہوئے تھے اور پیشانی پر شکن بھی موجود تھے۔

"علیدان ایسے سب میں سے اٹھ کر کیسے جاؤں۔۔ کیا ہوا ہے؟ "

اذفرین نے پریشان سی صورت بنائے پیغام ٹائپ کیا۔اور پھر جلدی سے سنڈ کیا۔الجھی سی نگاہ پھر علیدان پر ڈالی گہرے گرے رنگ کے کوٹ پینٹ میں ملبوس وہ کچھ دیر پہلے ہی آفس سے واپس آیا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا وہ بار بار تمہاری طرف دیکھ رہا ہے خون کھول رہا میرا "

کچھ دیر کے انتظار کے بعد ہی علیدان کا جوابی پیغام سکرین پر تھا۔اذفرین نے گھبرا کر نجف کی طرف دیکھا تو وہ واقعی ہی گہری مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔اذفرین کا دل ڈوب گیا نجف کی ایسی نظریں آج سے پہلے اس نے نہیں دیکھی تھیں۔

"آپ اگنور کریں نا "

تھوک نگل کر جوابی پیغام بھیجا۔اور ارد گرد زبردستی کی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا، بڑے سب کسی بات پر قہقہ لگا رہا تھے۔

"نہیں کر سکتا میرا دماغ خراب ہو رہا ہے جاؤ یہاں سے اوپر جاؤ صندل کے کمرے میں "

علیدان کے غصے میں بھیجے گ ئے جوابی پیغام پر وہ لرز ہی تو گ ئی، فوراً وہاں سے اٹھی اور پھر اوز گل کو اشارے سے بلاتی ایک طرف چل دی۔

اذ فرین کے جانے کے بعد علیدان نے کوٹ کو پر سکون انداز میں درست کیا اور گھور کر نجف کو دیکھا جواب جاتی ہوئی اذ فرین کو دیکھ رہا تھا۔ دل چاہ آج اذ فرین کو گھر نا جانے دے۔ عجیب طرح کی وحشت سی ہونے لگی تھی۔

" شادی پھر سب کی جلدی رکھ دیتے ہیں تیاری تو مکمل ہی ہے کیا خیال ہے آپکا دلاور صاحب "

حسیب کے والد خالد صاحب کی بات پر دھیان جاتے ہی جیسے علیدان نے چونک کر سب کی طرف دیکھا۔ شادی کی تاریخ دو ماہ بعد کی پہلے بھی صرف نجف کی وجہ سے رکھی گ ئی تھی اب اس کے یوں اچانک آجانے پر حسیب کے والد شادی جلدی کرنے کا کہہ رہے تھے۔

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ابھی کارڈ وغیرہ نہیں پبلش ہوئے تھے تو خیر ہے ڈیٹ آگے یا پیچھے ہو "

میر دلاور نے شائستگی سے جواب دیا۔ سب بڑے اب سر ہلا ہلا کر بات کی تائید کر رہے تھے۔ علیدان کا سانس اٹک گیا تھا

"تو ٹھیک ہے پھر اس ماہ کی ہی چھبیس تاریخ رکھ لیتے ہیں "

عامر صاحب نے بات مکمل کرنے کے بعد سب کی طرف تائید یدی نظر گھمائی۔ اور پھر مسکراتے ہوئے نجف کی طرف دیکھا

"کیوں بیٹا نجف آپکو کوئی اعتراض تو نہیں "

عامر صاحب کے اچانک پوچھے گ ئے سوال پر نجف بڑے انداز سے مسکرا دیا۔ علیدان کے تن بدن میں آگ لگ گ ئی تھی۔

" نہیں کوئی اعتراض نہیں جیسے آپکی مرضی خالو "

www.novelsclubb.com

بڑے مؤدب لہجے میں کہتے ہوئے وہ اب سر جھکائے ہوا تھا۔ علیدان کا وہاں بیٹھنا اب مشکل ہو رہا تھا۔ بے چین سا ہو کر ایکسکیوز می کہتا ہوا وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ جبکہ میر دلاور اب اس کی پشت کو تیکھی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

****

دروازے پر دستک ہونے پر اذفرین نے کمبل کو ایک ہاتھ سے اٹھاتے ہوئے خود پر سے اتارا وہ بیڈ پر لیٹی علیدان کی کال کا انتظار کر رہی تھی۔

پر جناب کو تو پتہ نہیں آج کس بات کا غصہ تھا۔دلاور ولاز سے واپس آئے تین گھنٹے ہو چلے تھے اب رات کے بارہ بج رہے تھے۔پر وہ کال نہیں کر رہا تھا۔اسے کیا پتا تھا کہ اس کی یہ تیاری علیدان کو خوش کرنے کے بجائے اسے غصہ دلا دے گی۔

پتا نہیں کیوں دروازے کی دستک پر اچانک پہلا خیال علیدان کی طرف گیا سانس خشک ہوئی وہ کیوں آج آگئے۔اب نجف بھی ہے گھر میں تو کوئی بات نا بن جائے اسی خیال کے آتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھی اور جلدی سے بنا پوچھے دروازہ کھول دیا۔پر سامنے بے حال سے کھڑے نجف کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

وہ نشے میں دھت ادھ کھلی آنکھیں اور عجیب سی مسکراہٹ لیے کھڑا تھا۔اذفرین کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئی۔ بمشکل خوف کو چھپا کر چہرے پر سختی سجائی آنکھیں سکیڑ کر نجف کو گھورا۔دروازہ بند کر نہیں سکتی تھی وہ اب دروازے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

" آپ کو کچھ چاہیے کیا؟ "

لہجہ کھردرا سارکھے آنکھیں سکوڑے سپاٹ چہرے سے سوال پوچھا۔ نجف بے تکلفی سے مسکراتا ہوا کمرے میں آچکا تھا۔ اذفرین نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔

" نہ۔۔۔ نہیں کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔ بس کچھ۔۔۔ دیر۔۔۔۔۔ ادھر تمھارے پاس بیٹھ جاؤں "

نجف دروازے کے بلکل سامنے اس کے رستے میں حائل کھڑا مدہوش سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ اذفرین نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا اور پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے آگے ہوئی ۔

" نجف رات بہت ہو گئی ہے آپ۔۔۔ آپ اپنے کمرے میں جائیں پلیز "

دروازے کی طرف بازو لمبا کیے اشارہ کیا چہرے پر ناگواری تھی۔ نجف اس کی بات پر عجیب طرح سے ہنسا اور پھر دروازے کو پاؤں مارتا ہوا آگے بڑھا۔ دروازہ دھماکے سے بند ہوا۔ اذفرین نے پھٹی سی نظروں سے پہلے دروازے کو پھر نجف کی طرف دیکھا۔

" یار عجیب باتیں کر رہی ہو۔۔۔ دس بارہ دن۔۔۔ تو رہ گئے ہیں ہماری شادی کو "

وہ مدھوش سا بمشکل فقرہ پورا کر رہا تھا۔پر اب اس کی آنکھوں میں موجود عجیب سی بے باکی اذفرین کے رونگٹے کھڑے کر چکی تھی۔

"تو۔۔ابھی آپ جائی یں پلیز اپنے کمرے میں"

اذفرین نے سخت لہجے میں آواز اونچی کی کہ شائی دوہ ڈر جائے۔پر وہ تو آگے بڑھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں کوئی خوف نہیں تھا۔وہ تو شیر تھا کہ وہ اس وقت مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر ہے۔

"نہیں آج یہیں تمھارے پاس بیٹھوں گا ساری رات۔۔تم بس یہ بتادو۔۔۔۔تم تو نہیں۔۔۔کروگی نا ایمیلی کیا طرح مجھ سے"

نجف نے اذفرین کے قریب آکر اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھا۔اذفرین نے ناگواری سے اس کے سینے پر ہاتھ دھرے اسے دور کیا۔اذفرین کا رنگ وروپ تو آج ویسے ہی اس کے سر پر سوار تھا اور اب پینے کے بعد شیطان پوری طرح سے ذہن کو جکڑ چکا تھا سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم تھی۔عجیب سا ہیجان بدن میں سرائیت کر رہا تھا۔

"نہ۔۔۔نجف پیچھے رہ کر بات کریں اور نکلیں یہاں سے"

اذفرین غصے سے کہتی ہوئی اس کے بغل سے گزرنے لگی جب نجف نے سختی سے بازو دبوچ کر اتنی زور کا جھٹکا دیا کہ وہ بری طرح اس سے ٹکرا گئی۔ سر اس کے سینے سے اتنی زور سے ٹکرایا کہ گھوم گیا۔اذفرین خوف سے کانپ گئی۔اس کی گرفت عجیب طرح کی سختی لیے ہوئے تھی۔

" گھبرا کیوں رہی ہو اتنا۔۔۔بس سکون چاہتا ہوں۔۔۔ تھوڑا سا بہت ٹوٹا ہوا ہوں "

اذفرین کا بازو دبوچے وہ حواسوں کو خیر باد کہے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے بول رہا تھا۔اس کی گرفت کی شیطانی طاقت اس کے منہ سے اٹھتے بدبو کے بھبکے اس کے ارادوں کا پتا دے رہے تھے۔

اذفرین نے زور سے جھٹکا دے کر بازو چھڑوانا چاہا پر بے سدھ تھا سب، نظر چرا کر بیڈ پر ڈالی موبائل بیڈ پر تکیے کے پاس پڑا تھا جس پر اب روشنی جل اور بجھ رہی تھی مطلب علیدان کا فون آ رہا تھا۔فون سائیلنٹ موڈ پر ہونے کی وجہ سے نجف کا دھیان اس طرف نہیں گیا۔

" نجف پلیز۔۔۔آپ جائیں اپنے کمرے میں "

اذفرین نے پوری قوت سے اسے دھکادے کر اتنی اونچی آواز میں کہا کہ وہ لڑکھڑا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی دروازے کی طرف وہ فوراً وحشی جانور کی طرح اذفرین پر لپکا۔

اذفرین کو اتنی زور سے دھکادیا کہ وہ ایک جست میں ہی بیڈ پر گری نجف ایک پل کی دیر کیے بنا اسے دبوچ چکا تھا۔

"کیا ہے۔۔۔کس بات پر اکڑ رہی ہو ہاں۔۔۔شادی ہو رہی ہے نا دس دن بعد تو کیا ہے اس میں"

نجف کی باتیں اور اس کی گرفت نے اذفرین کی روح تک جھنجوڑ دی۔اس کی اس بات پر بے ساختہ اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور نجف کے گال پر زوردار آواز سے پڑا تھا۔

"تھپڑ کیوں مارا مجھے۔۔۔تم کیا سمجھتی ہو خود کو"

نجف نے کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں۔ناک کے نتھنے پھول گئے تھے۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 29

نجف کی کنپٹی کی رگیں تن گ ئی تھیں۔ تھپڑ کے درد سے زیادہ اسے اپنی یوں تذلیل کے احساس نے پاگل کر دیا تھا۔پتا نہیں کیوں اسے اذفرین کا چہرہ کبھی ایمیلی کا چہرہ لگ رہا تھا اور کبھی اذفرین کا چہرہ لگ رہا تھا۔لبوں کو سختی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کیے، اذفرین کی دونوں کلائی یوں پر گرفت مضبوط کیے اس کے بازو اوپر کرنے کی کوشش میں وہ اپنی پوری قوت لگا رہا تھا۔

" چھوڑیں مجھے آپ ہوش میں نہیں ہیں چھوڑیں۔ں۔ں۔ں۔ں "

اذفرین پوری قوت سے چیخی تھی نجف کا بھاری بھر کم وجود اور شیطانی قوت کی گرفت اس کے نازک سے وجود کی ہر سعی کو ناکام بنا رہا تھی،اپنی نازک سی کلائی یوں کو مڑوڑ کر اس کی گرفت کو ختم کرنے کی سعی میں اذفرین کا چہرہ سرخ پڑ گیا آنکھوں کی پتلیوں میں آنسو کی تہہ ابھرنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

نجف میں تو جیسے شیطان سما گیا تھا اس کے بازو وہ بیڈ پر اوپر کے رخ اس طرح سیدھے کر چکا تھا کہ بمشکل وہ کلائی یوں کی گرفت سے اوپر اپنے ہاتھ کی انگلیاں ہلا پا رہی تھی۔ہاتھ

سے کچھ دوری پر ہی تکیے کے اوپر پڑے موبائل کی سکرین پر مدھم سی روشنی بار بار جل بجھ رہی تھی۔

"دیکھ رہا ہوں اس دن سے میں۔۔۔ میری۔۔۔ میرری۔۔۔ طرف دیکھتی تک"

"نہیں۔۔ تم۔۔۔ بھی ایمیلی ہو چھوڑ دو گی مجھے پر آج میں ساری اکڑ ختم۔۔۔ کر دوں گا"

نجف اب اپنے چہرے کو قریب کیے نفرت آمیز لہجے میں بے ربط لفظ ادا کر رہا تھا۔ اذفرین لگاتار ہتھیلیوں کو ہلاتے ہوئے اسکی کلائیوں پر سے گرفت ختم کرنے کی سعی میں تھی۔ تکیے کے پاس پڑے موبائل پر پھر سے بل بج رہی تھی علیدان کا نام جگمگا رہا تھا۔ ہاتھوں کے بار بار ہلنے کی بدولت موبائل سرکتا ہوا تکیے سے نیچے گر کر اذفرین کے ہاتھ کے پاس آگیا تھا۔

اذفرین کی مسلسل ہلتے ہاتھوں کی وجہ سے انگلیوں کی جنبش موبائل سکرین پر موجود سبز نشان کو چھو گئی تھیں۔

"چھوڑیں مجھے آنٹی۔۔۔۔ آنٹی۔۔۔"

نجف کی بے باک گرفت کی وجہ سے اس کے حلق سے خوف نما چیخیں آوازیں بر آمد ہو رہی تھیں۔ سمجھ سے باہر تھا کیا کرے پر اس وقت اذفرین کی تھوڑا سا بھی خوف اور ڈھیل اسے اور موقع دے سکتی تھی۔

پتا تھا یہاں اب مدد کے لیے کوئی نہیں آنے والا آنٹی سو رہی ہوں گی۔علیدان سمجھ رہا ہو گا میں سو گئی ہوں اس لیے فون نہیں اٹھا پائی اور وہ نجف کی وجہ سے آج یہاں آئے گا بھی نہیں۔آنسو اب آنکھ کے کونوں سے نکل کر گالوں پر لکیر بنانے لگے تھے

"کچھ نہیں ہو گا آرام سے لیٹی رہو۔۔۔میں کہہ رہا ہوں نا کچھ نہیں ہو گا بس چپ اب"

اذفرین کی اوپر کو اٹھنے کی کوشش کو سختی سے ناکام بناتا وہ خمار آلودہ لہجے میں بول رہا تھا۔اس کے منہ سے اٹھتی بدبو اور گھن زدہ جنبش خوف کے اثر کو بڑھاوا دے رہی تھی۔اذفرین کے منہ سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں لیکن کوئی سننے والا نہیں تھا۔

"نہیں۔۔۔چیخو مت دیکھو ہونے والا سہی۔۔۔پر شوہر ہوں تمھارا، نہیں خاموش رہو بس"

ٹوٹی پھوٹی بے ربط آواز میں کہتا وہ جھکتا جا رہا تھا۔

اس کے چہرے کو پاس آتا دیکھ کر اذفرین کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھیں۔

"اگر اس لڑکی نے بائی یر سے بچایا تھا آئرن مین کو تو وہ کون تھی وہ ونڈر ویمن ہو گی

ہے نا؟"

جارج کی بازگشت کانوں میں گونج رہی تھی۔ دانش نے اس کی کلائی تھام رکھی تھی اور کار میں بیٹھنے کو کہہ رہا تھا۔ اذفرین کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی سنسناہٹ ہوئی۔

"اذفرین فائی رڈیمڈ۔۔۔۔"

علیدان خون میں ڈوبا درد سے چیخ رہا تھا ریچھ اسے نوچ رہا تھا۔ ذہن میں کتنے ہی لمحے ایک فلم کی طرح چلنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

نجف اب ڈھلکتی آنکھیں لیے جھک رہا تھا۔ وہ ریچھ تھا۔۔۔۔ وہ سانپ بن گیا تھا سبز رنگ کا سانپ اس کی گردن کے اس حصے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں وہ پہلے بھی ڈس چکا تھا۔ نجف دلدل بن گیا تھا۔ وہ دلدل سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ علیدان کا وجود ہر لمحے سے مٹ رہا تھا۔ وہ اکیلی تھی ہر۔۔ ہر۔۔۔۔ ہر جگہ پر

نجف جیسے ہی اوپر جھکا اذفرین نے پوری ہمت سے گردن کو اٹھا کر اپنے دانت اس کی گال پر گاڑ کر اپنی پوری قوت دانتوں پر لگا دی۔ وہ نہیں جانتی تھی اتنی طاقت اس میں کہاں سے آئی تھی پر اس کے دانت آنکھ سے کچھ دوری پر ہی نجف کے گال کی جلد میں پیوست ہو گئے تھے۔

نجف بلبلا اٹھا جیسے ہی وہ تکلیف کی وجہ سے تڑپ کر تھوڑا سا ڈھیلا پڑا اذفرین نے اگلا وار پوری قوت سے اپنی دائیں ٹانگ کو اٹھا کر اس کے پیٹ پر مار کر کیا۔ پھر تو اس کی رہی سہی جان پر بھی بن پڑی۔

''آہ۔۔۔آہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ ''

وہ تکلیف کے اثر سے چیخ پڑا اذفرین کو مکمل طور پر چھوڑ کر ایک دم سے ایک طرف ڈھ گیا۔ اذفرین برق رفتاری سے بیڈ پر سے اٹھی وہ لوٹ پوٹ ہو کر اب خود کو سنبھال کر اٹھ رہا تھا ۔

'' یو۔۔۔بچ۔۔۔ابھی بتاتا ہوں تمہیں ''

تکلیف کے اثر سے اس کی آواز بھی کانپ رہی تھی۔اذفرین نے تیزی سے دوپٹہ کھینچ کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔

****

" ادی کیا کہتی صندل؟ "

اوزگل نے پریشان سے لہجے میں پوچھتے ہوئے سامنے کھڑے ادیان کی طرف دیکھا۔وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے اپنے پیروں پر نظریں جمائے ہوا مایوس سا کھڑا تھا۔ صندل سامنے جھولے پر بیٹھی تھی۔ مضطرب چہرہ ادیان کی مایوسی دیکھ کر اور رو ہنسا ہو چلا تھا۔

ادیان کچھ دیر پہلے ہی صندل سے ساری بات کرنے کے بعد اب چھت پر آیا تھا۔وہ دونوں بہت دن سے یوں چھت پر بیٹھ کر ڈھیروں باتیں کرتے تھے۔محبت میں پڑ جانے والی گتھیاں بیٹھ کر سلجھاتے تھے اور کبھی مایوس ہو کر آنسو بہانے لگتے تھے۔

نئے نئے اظہار نے دونوں طرف محبت کو عروج دے رکھا تھا کہ کچھ دکھائی نہیں پڑتا تھا،ایک دوسرے کے سوا۔ایک طرف اگر دونوں ایک دوسرے کے اظہار اور بے پناہ

محبت سے سرشار تھے تو دوسری طرف آج شادی کی تاریخ پیچھے ہونے پر دل برداشتہ ہو گئے تھے۔

" وہ کہہ رہی ہے علیدان بھائی سے بات کرتے ہیں ہم دونوں "

ادیان نے سر اٹھا کر اس کے پریشان سے چہرے کی طرف دیکھا اور جیبوں سے ہاتھ نکال کر بوجھل سے قدم اٹھاتا اس کے ساتھ آ کر جھولے پر بیٹھ گیا۔

" پلیز ادی کچھ کرو۔۔۔ "

اوزگل چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیے بے اختیار رو دی تھی۔ ادیان کی جگہ اب علیدان کو دینا سوہان روح تھا اس کے لیے۔ محبت کے بڑھتے طوفان نے دل کے اندر دبی خود غرضی کو ہوا دے دی تھی۔

دل اب کسی صورت علیدان کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ پر میر دلاور کا رعب، گھر کی عزت اور علیدان کا مان سب کچھ مجبور کیے ہوئے تھا۔ دونوں کے پاس گھٹ گھٹ کے رونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

ادیان نے نرمی سے اس کے ہاتھوں کو تھام کر چہرے پر سے ہٹایا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ کر گالوں کو بھگوئے ہوئے تھے۔ چھت پر روشن لائٹس میں وہ اس کا چہرہ باخوبی دیکھ پا رہا تھا۔اس کی یہ حالت دل کو مٹھی میں لے کر دبوچ رہی تھی۔

" اوزرو نہیں پلیز میں بھی بہت پیار کرتا ہوں تم سے بہت زیادہ پر کیا ہے نا کہ بھائی ---"

ادیان اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے شائستگی سے اپنی بات سمجھا رہا تھا کہ سامنے چھت کے دروازے پر حواس باختہ سے علیدان کو دیکھ کر دونوں جھٹکا کھا کر جھولے پر سے اٹھے تھے۔دل اور آنکھیں دونوں پھٹنے پر آگئی تھیں۔علیدان کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اگر وہ یوں حیرت اور خوف سے علیدان کی طرف دیکھ رہے تھے تو ادھر علیدان کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہوا تھا ایک پل کے لیے۔

www.novelsclubb.com

" بھائی "

ادیان کی گھٹی سی آواز نکلی جو بمشکل ساتھ کھڑی اوزگل ہی سن سکی ادیان کا دل کیا اسے آسمان نگل لے یا زمین پھٹ کر اپنے اندر کہیں سمو لے، سر جھکایا کہ اب علیدان اس کی طرف آئے گا۔

پر یہ کیا۔۔۔۔علیدان ایک سرسری سی پریشان نظر ان پر ڈالے، بنار کے بھاگتا ہوا بہادر والا ز کے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ اذفرین کو لگاتار فون کر رہا تھا اس کے کمرے کی جلتی روشنی بے چین کر رہی تھی اگر اس کی آنکھ لگ بھی گ ئی ہو گی تو شائ د کھل جائے اسی خیال سے وہ مسلسل اذفرین کو کال کرتا جا رہا تھا پر پانچویں دفعہ کی کال پر فون اٹھانے کے بعد اذفرین کی چیخوں اور نجف کی آواز نے پیروں کے نیچے سے زمین کو کھسکا دیا۔ایک سکینڈ کے بارویں حصے میں اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ بے سر و پا موبائ ل کو پھینک کر بھاگا تھا۔

www.novelsclubb.com

علیدان نے جلدی سے بہادر ولاز کے دروازے کو مطلوبہ چابی سے کھولا اور دروازے کھولتے ہی اندھا دھند زینے کی طرف بھاگا۔

" ایک منٹ بھائی یہاں کہاں جا رہے ہیں "

ادیان نے تجسس اور حیرت سے جھکا سر اٹھا کر آنکھیں پھیلائے ساتھ کھڑی اوز گل کو دیکھا اس کی حالت بھی یہی تھی۔ادیان اوز گل کو وہیں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بہادر ولاز کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نجف کے بیڈ پر سے اٹھنے سے پہلے وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر کی طرف دوڑی تھی ابھی نیچے اترتی سیڑھیوں کے پاس پہنچی تھی کہ بری طرح پھولی سانسوں سے بھاگ کر سامنے سے آتے علیدان پر نظر پڑتے ہی تڑپ کر اس کے سینے سے جا لگی۔

" علیدان۔۔۔۔ "

وہ بلک بلک کر رو رہی تھی جسم کانپ رہا تھا بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں سرخ اور گال آنسوؤں سے تر تھے۔ نجف جو گال اور ٹانگ کی مارنے کی تکلیف کو برداشت کرتا غصے سے اس کے پیچھے کمرے سے باہر نکلا تھا سامنے یوں علیدان کو دیکھ کر ٹھٹک کر وہیں رکا۔

وہ خود کو بار بار آنکھیں جھپک کر سر کو جھٹک جھٹک کر سامنے کے منظر کو سچا ہونے کی تصدیق کروا رہا تھا۔اسے یوں سامنے علیدان کے سینے سے لگی اذفرین کو دیکھ کر بے پناہ حیرت ہو رہی تھی۔

علیدان نے سامنے کھڑے نجف پر قہر آلودہ نظر ڈالی۔ نجف کی حالت نے دماغ میں ہتھوڑے چلا دیے تھے سینے سے لگی اذفرین کو ایک طرف کرتا تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

نجف ابھی بھی حیرت میں ڈوبا کھڑا تھا جب اچانک علیدان اس پر جھپٹ پڑا۔اس کے اچانک یوں مکوں اور ٹانگوں کی برسات پر وہ بدحواسی کا شکار ہو گیا۔دماغ تو ابھی اس کی موجودگی پر حیران تھا کہ اب اس کے یوں تابڑ توڑ حملے نے ہوش ہی اڑا دیے۔

" کیوں مار رہا ہے مجھے ابے تو کہاں سے آیا میرے گھر ہے کون؟ "

نجف نے گرتے پڑتے خود کو سنبھال کر چیختے ہوا پوچھا پر وہاں تو کوئی اثر ہی نہیں تھا جواب کے بجائے نجف کے ناک پر ایسا مکا پڑا کہ وہ لڑھک کر پہلی سیڑھی پر کھڑی اذفرین کے پیروں میں گرا۔

www.novelsclubb.com

ادیان کے بھاگتے قدم اذفرین کے پاس آ کر رکے تھے۔اور پھر حیرت در حیرت کا سفر اس کی آنکھوں کا حجم بڑھا رہا تھا۔اسی طرح کی حالت میں مبتلا اوزگل بھی اب وہاں آ چکی تھی۔

نجف کے اونچا اونچا چیخنے اور اذفرین کے رونے کی آواز سن کر مائی دہ بیگم بھی نیند سے بوجھل آنکھیں لیے کمرے سے باہر آئی تھیں۔اور گردن اونچا کر کے سامنے دیکھا۔

اور سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بھی ادیان اور اوزگل کی طرح جامد رہ گئی یں۔علیدان بری طرح نجف کو مار رہا تھا نجف کے ناک سے خون نکل رہا تھا گال پر دانتوں کے نشان تھے۔

وہ اب سیڑھیوں پر لڑھکتا نیچے گر رہا تھا اور علیدان سپاٹ سرخ چہرہ لئے پیچھے اتر رہا تھا۔

نجف نے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا اور باقی کی سیڑھیاں اتر کر بھاگتا ہوا ششد حیران سی شکل بنائی مائی دہ بیگم کے پاس پہنچا۔

"امی۔ی۔ی۔ی کون۔۔۔۔ہے۔۔۔کہاں سے آیا یہ؟"

نجف نے دہاڑتے ہوئے مائی دہ بیگم سے پوچھا اور اوپر اذفرین کے پاس کھڑے ادیان اور اوزگل کو دیکھ کر آنکھیں مزید سکوڑیں جبکہ منہ اور کھل گیا۔

علیدان نے مائی دہ بیگم کی طرف دیکھا جو ابھی بھی نا سمجھی کی حالت میں کھڑی تھیں۔

سب سب کھل گیا تھا اذفرین نے ہاتھ کی پشت سے گال رگڑے تیزی سے سیڑھیاں اترتی آکر علیدان کے پیچھے کھڑی ہوئی۔

علیدان نے ایک خونخوار نگاہ، مار سے بے حال ہوئے نجف پر ڈالی اور اذفرین کا ہاتھ تھاما۔

"چلو اذفرین"

سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا ابھی وہ ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا جب مائدہ بیگم نے چیخ کر پیچھے سے آواز دی۔

"رکو تم اس وقت کیا کر رہے ہو یہاں اور کہاں لے کر جا رہے ہو فری کو؟"

مائدہ بیگم کی آواز ضبط کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔ وہ کبھی آنسوؤں سے تر چہرہ لیے علیدان کے ساتھ لگی کھڑی اذفرین کو دیکھ رہی تھیں تو کبھی خون آلودہ چہرہ لیے نشے میں ڈوبے نڈھال سے نجف کو دیکھ رہی تھیں۔ آنکھیں پھٹی تھیں عقل دنگ تھی آخر کو یہ سارا ماجرا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ممایہ۔۔۔کیسے ہے رات کے اس وقت گھر میں یہ کیا چل رہا ہے سب کوئی بتائے گا مجھے؟"

نجف نے چیخ کر ہاتھ ہوا میں اٹھاتے ہوئے مائدہ بیگم سے پوچھا۔ اور پھر بپھر کر اذفرین اور علیدان کی طرف بڑھا۔

"چھوڑو۔۔۔اس کا ہاتھ یہ میری ہونے والی بیوی ہے میں کچھ بھی کروں اس کے ساتھ تم کون ہوتے ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو دفعہ ہو جاؤ میرے گھر سے"

نجف چیختا ہوا آگے بڑھا اور اذفرین کا بازو پکڑنے کو ہاتھ آگے بڑھایا جسے علیدان نے پکڑ کر ہوا میں ہی معلق رہنے پر مجبور کر دیا۔جبڑے بھینچ کر نجف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"تمھاری ہونے والی تھی۔۔۔میری بیوی ہے"

غرا کر کہا اور پوری قوت سے نجف کے ہاتھ کو نیچے کی طرف اس طرح جھٹکا کہ وہ ہل کر رہ گیا۔وہاں موجود تمام نفوس کے منہ ایک ساتھ کھلے تھے آنکھیں حیرت سے مزید کھل گئی تھیں۔

"اذفرین ایک ماہ سے میرے نکاح میں ہے میں لے کر جا رہا ہوں اپنی بیوی کو میں کوئی آگے بڑھا ہاتھ توڑ دوں گا اس کا"

علیدان نے اونچی آواز میں مائی دہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ادیان جیسے ایک دم سے ہوش میں آیا تھا بھاگتا ہوا چھت کے دروازے کی طرف لپکا۔ نجف حیرت اور پریشانی کے ملے جلے اثرات لیے ابھی بھی ساکن کھڑا تھا۔اس کی بات ہی ایسی تھی۔

"چلو اذفرین "

علیدان نے مڑ کر اذفرین کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور وہ مجسمے کی طرح ساتھ چل دی۔علیدان اذفرین کا ہاتھ تھامے اب سیڑھیاں چڑھ رہا تھا جہاں اوزگل پھٹی آنکھوں سمیت کھڑی تھی۔ جیسے ہی علیدان اور اذفرین پاس سے گزرے وہ بھی حیران پریشان سی ان دونوں کے پیچھے چل دی۔

****

دلاور ولاز کی چھت کا دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترتے علیدان،اذفرین اور اوزگل کے قدم ٹھٹک کر تھمے تھے سیڑھیوں سے نیچے لاؤنج میں میر دلاور، زیب بیگم، صندل اور ادیان کھڑے تھے انداز ایسا تھا کہ اگر وہ ابھی نہ پہنچتے تو وہ سب چھت کے رستے سے بہادر

ولاز میں آنے والے تھے جہاں کچھ دیر پہلے ایک طوفان برپا تھا۔چند سکینڈ کے لیے عجیب جان لیوا سی خاموشی چھائی سب کے سانس خشک ہو چلے تھے۔

" میں پوچھ سکتا ہوں کیا؟ یہ کیا تماشہ ہے "

میر دلاور کی گرج دار آواز نے چھائے ہوئے سکوت کو توڑا تو اذفرین نے سہم کر آنکھیں بند کیں۔علیدان کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ سمٹ گیا تھا۔تو آج آہی گیا وہ دن۔۔۔افرین کا دل خوف سے لرز گیا۔

میر دلاور غصے میں بھرے پیشانی پر شکن ڈالے اب سامنے خاموش کھڑے علیدان کو گھور رہے تھے۔ضبط کا یہ عالم تھا کہ ماتھے کی اوپری رگ تک ابھری ہوئی تھی اور سفید چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

علیدان نے اذفرین کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی اور سیڑھیاں اتر کر میر دلاور کے بلکل سامنے آکر کھڑا ہوا گردن جھکی ہوئی تھی۔میر دلاور بلکل خاموش کھڑے تھے لیکن ان کی سانسوں کی رفتار ان کے اندر کے ابال کا پتا دے رہی تھی۔

" بابا اذفرین میرے نکاح میں ہے "

علیدان کے آہستگی سے کہے گئے الفاظ تھے جس پر سب کی آنکھیں باہر کو آئی تھیں

میر دلاور کی پیشانی پر موجود شکن میں مزید اضافہ ہوا۔اور پھر ایک زوردار تھپڑ تھا جو علیدان کے گال پر پڑا۔

اذفرین کا پورا جسم کانپ گیا۔باقی سب کا حال بھی کچھ اسطرح ہی تھا علیدان کے چہرے کا رخ ایک طرف کو ہوا۔

" شرم نہیں آئی تمہیں یوں چھپ کر نکاح کرتے ہوئے؟ تمہیں میں نے اور تمھاری مما نے صاف صاف منع کیا تھا، بات سمجھ کیوں نہیں آئی تھی؟ "

میر دلاور دہاڑ رہے تھے اور ان کی آواز کی گرج اور رعب سے سب کی گردنیں جھک گئی تھیں۔

" ساری عزت اتنے سالوں کی محنت خاک میں ملا کر آج کھڑے ہو میرے سامنے "

میر دلاور نے حقارت سے کہتے ہوئے علیدان کو اوپر سے نیچے دیکھا۔علیدان کا سر تھا کہ اٹھ نہیں رہا تھا۔

" لے جاؤ اس لڑکی کو اسی وقت طلاق دو اور واپس چھوڑ کر آؤ ان کے گھر "

میر دلاور نے غصے سے ہاتھ لمبا کیے بہادر ولاز کی طرف اشارہ کیا۔اب کی بار علیدان کا سر جھکا نہیں رہا تھا۔

" نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گا بابا "

علیدان نے دوٹوک لہجے میں مگر آواز کو حد درجے مؤدب رکھتے ہوئے جواب دیا۔میر دلاور نے آنکھوں کو سکوڑ کر گھورا۔

" میری بات سننا ہوگی آپکو،آپکو پتا ہے یہ لڑکی کون ہے،اگر یہ لڑکی نا ہوتی تو میں آج آپ سب کے سامنے زندہ سلامت نا کھڑا ہوتا "

علیدان نے اذفرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سب کی طرف بغور دیکھا آواز میں ٹھہراؤ تھا ارادے کی پختگی تھی۔

" یہ تھی وہ جس نے مجھے جنگل میں موت کے منہ سے بچایا،یہی تھی وہ دوسرا حوصلہ بابا جس کا بتاتے ہوئے میں رک گیا تھا اس دن ہوٹل میں "

علیدان نے پرسکون لہجے میں اذفرین کی وکالت کی اذفرین کی گال پر پھر سے آنسو بہنے لگے ۔وہ ڈٹ گیا تھا سب کے سامنے اس کے لیے،وہ کتنی خوش قسمت تھی۔

"میں آپ سب سے بہت محبت کرتا ہوں پر میں بے بس ہوں میں اس لڑکی سے بھی شدید محبت کرتا ہوں میں اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا"

علیدان نے پر عزم لہجے میں کہتے ہوئے اذفرین کے ہاتھ پر گرفت کو مضبوط کیا۔اذفرین نے زور سے آنکھیں بند کیں تو ٹھہرے آنسو بھی گال پر لڑھک گئے

"اب رہی بات میرے نکاح کرنے کی تو بابا۔۔۔میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا آپ لوگوں پر اور اس پر اپنی سچی محبت ثابت کرنے کا"

علیدان نے بات مکمل کرنے کے بعد ہونق بنی کھڑی زیب کی طرف دیکھا۔میر دلاور جو ضبط کی آخری سیڑھی پر تھے ایک دم سے چیخے۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔محبت محبت لگا رکھی ہے، تمھارے نام سے جڑی یہ بچی اسکا کیا قصور ہے بولو"

www.novelsclubb.com

میر دلاور نے اشارہ اوز گل کی طرف کیا۔اوز گل نے سہم کر علیدان کی طرف دیکھا اب کی بار ادیان کی گردن جھک گئی تھی۔اوز گل نے گڑبڑا کر صندل کی طرف دیکھا۔

"وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی ہے"

علیدان نے تر کی باتر کی جواب دیا تو میر دلاور کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں چونک کر سر جھکائے کھڑی اوز گل کی طرف دیکھا۔

"کیا۔۔۔۔؟"

میر دلاور نے حیرت سے سوال کیا۔علیدان نے ایک نظر کچھ دور کھڑے ادیان کی طرف دیکھا۔اور پھر گہری سانس خارج کیا۔

"ہاں وہ مجھ سے نہیں ادیان سے محبت کرتی ہے، یہ ایک اور ظلم آپ ڈھانے والے تھے اس سے میری شادی کروا کر، میں نے اسے ہمیشہ صندل کی طرح چھوٹی بہن سمجھا، آپ نے پکڑ کر مجھ سے بنا پوچھے اس سے بنا پوچھے ہمارا رشتہ طے کر دیا"

علیدان آواز کو آہستہ رکھے ہوئے تھا لیکن پر شکوہ لہجہ صاف عیاں تھا۔میر دلاور نے بے یقینی سے مٹھیاں بند کیں۔ان کا غرور ان کا بیٹا آج ان کے سامنے تنا کھڑا تھا۔

"واٹ ربش۔ش۔ش۔ش"

اونچی آواز کی گرج تھی۔میر دلاور نے غصے سے ادیان اور پھر اوز گل کے جھکے سر کو گھورا یہ سب کیا تھا ان کی سمجھ سے یکسر باہر تھا۔

"گل کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ "

میر دلاور کی آواز میں اتنی سختی تھی کہ اوز گل کا باقاعدہ پورا وجود ہل گیا۔ مضطرب نظریں ارد گرد گھمائی یں اور مدد طلب نظروں سے صندل کی طرف دیکھا۔ پھر ہمت جمع کی ئے سر کو جھکا کر خاموشی کو توڑا

"جی۔۔۔تا بابا "

ندامت میں ڈوبے لہجے میں وہ علیدان کی بات کی تصدیق کیے سر کو اور جھکا گ ئی۔ صندل نے اوز گل کی حالت دیکھی تو جلدی سے تھوک نگل کر آگے بڑھی۔

" بابا علیدان بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں، گل اور ادیان ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، بس آپ کے ڈر سے۔۔۔۔"

صندل نے تیزی سے آگے بڑھ کر ادیان اور اوز گل کے حق میں آواز اٹھائی تو زیب بیگم جو کب سے چپ کھڑی تھیں تنک کر آگے ہوئی یں اور صندل کی بات کاٹ دی۔

" گل ہی نہیں اس تماشے سے تمھاری بھی شادی کو خاطرہ ہے "

زیب بیگم کا لہجہ کاٹ دار تھا۔ وہ صندل کو گھور رہی تھیں۔ جو یوں وکالت کرنے آگے ہو کر بابا کے اعتاب کا نشانہ بننے کے لیے خود کو پیش کر رہی تھی۔

"حسیب کی ہونے والی بھابھی کو بھگا لایا ہے تو کیا وہ لوگ اب اس گھر میں رشتہ کریں گے بھلا"

زیب بیگم نے طنزیہ لہجہ اپنایا۔ صندل نے افسوس سے سر کو ہلا کر ان کی بات کی تردید کی۔

"مما اگر وہ رشتہ نہیں کریں گے اور حسیب راضی ہوا اس بات پر تو یقین جانیں، مجھے خوشی ہو گی میری شادی وہاں نہیں ہو رہی"

صندل نے پر سکون لہجے میں کہتے ہوئے تن کر زیب بیگم کی طرف دیکھا اور پھر پر سوچ نگاہوں سے دیکھتے میر دلاور کے پاس ہوئی۔

"بابا حسیب اگر مجھ سے محبت کرتا ہوا تو کبھی اس بات کی وجہ سے مجھے نہیں چھوڑے گا، اگر چھوڑے گا تو مجھے بھی ایسے شخص سے شادی نہیں کرنی جو مجھ سے محبت نہیں کرتا"

صندل نے سینے پر ہاتھ باندھے اپنی بات مکمل کی۔ میر دلاور مضطرب چہرے کے ساتھ پیچھے مڑے اور پاس پڑے صوفے پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھتے ہی سر کو دونوں

ہاتھوں میں تھام لیا۔علیدان نے اذفرین کے ہاتھ کو چھوڑا اور تیزی سے آگے بڑھ کر نیچے بیٹھ کر میر دلاور کے گھٹنے تھام لیے۔

وہ ہنوز سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے گردن کو جھکائے بیٹھے تھے۔

"بابا بچپن سے میں نے دیکھا میں گر جاتا تھا،آپ کہتے تھے نہیں اٹھانا خود اٹھو، مجھے کوئی مس ئی لہ ہوتا تھا،آپ کہتے تھے خود حل کرو"

میر دلاور نے بے رخی سے چہرے کو موڑا تو علیدان اور تڑپ گیا۔اب سب دم سادھے علیدان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ایسا کھانا ہے،ایسا پینا ہے،ایسا پڑھنا ہے،آپ نے ہمیشہ ہی ایسا کیا میرے ساتھ، میں چپ رہا ہمیشہ بابا جو کہا وہ کیا"

www.novelsclubb.com

علیدان نے بے چارگی سے ان کے رخ موڑے چہرے کی طرف دیکھا۔وہ بول رہا تھا اور میر دلاور کا دل پسیج رہا تھا۔وہ حرف با حرف سچ بول رہا تھا۔

"پر آج مجھے آپ کا ساتھ چاہیے بابا،اذفرین میری خوشی ہے، میری واحد چاہت"

ازفرین کے گلے میں آنسو اٹک گ ئے تھے۔اپنے ہاتھوں کو آپس میں جوڑ کر خود کو خود کا سہارا دیا۔

"مجھے میری چاہت کے حصول کے لیے آپکو میرے ساتھ کھڑے دیکھنا ہے، کیا آپ یہ کریں گے میرے لیے؟"

علیدان نے التجا کی اوران کے گھٹنوں پر رکھے اپنے ہاتھوں کے دباؤ میں اضافہ کیا۔میر دلاور کی رگوں کا تناؤ کم ہوا تھا۔چہرے پر اب پہلے جیسی سختی نہیں رہی تھی۔

"اگر آپ سوچیں دل سے تو میں نے آپ کا سر جھکایا نہیں ہے بابا،ازفرین ایک یتیم بے سہارا، شادی شدہ بہن بھائی یوں کے ہاتھ کھلونا بنی ہوئی ایک مظلوم لڑکی ہے،اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر آپ کا سر جھکے گا نہیں فخر سے بلند ہو گا"

علیدان دھیرے سے پرسکون لہجے میں اپنی بات ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا جب ایک جھٹکے سے میر دلاور اپنی جگہ سے اٹھے اور رخ دوسری طرف موڑا۔

"بابا۔۔۔"

علیدان نے پیچھے سے انہیں ایسے پکارا کہ میر دلاور کے قدم تھم گ ۓ۔ پھر وہ آہستگی سے مڑے اور کچھ قدم آگے بڑھ کر اذفرین کے بلکل سامنے آ کھڑے ہوۓ۔اذفرین کی جھکی پلکیں لرزنے لگی تھیں۔ میر دلاور نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر آہستگی سے اذفرین کے جھکے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

" صندل اسے لے کر جاؤ کمرے میں رات بہت ہو گ ئی ہے آرام کرے "

شفقت بھرے لہجے میں کہا تو علیدان نے تیزی سے آگے بڑھ کر میر دلاور کے گرد اپنے بازو حائل کیے ان کے سینے سے سر ٹکا دیا۔زیب بیگم کے علاوہ سب نم آنکھوں سمیت مسکرا دیے تھے۔

" بابا۔۔۔۔۔ "

علیدان نے پرجوش ہو کر بازوؤں کی گرفت میر دلاور کے گرد مضبوط کی۔ میر دلاور نے مسکراتے ہوۓ اپنے بازو علیدان کے گرد گھما دیے۔

****

علیدان صندل کے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو صندل نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا۔ اذفرین گھٹنوں میں منہ دیے رو رہی تھی۔ صندل اس کے پاس بیٹھی اس کی پشت سہلا رہی تھی۔ جیسے ہی علیدان آگے بڑھا، صندل اپنے موبائل پر بجتی بل کو دیکھ کر بیڈ سے اٹھی۔

" بھائی رؤے جا رہی ہے چپ نہیں ہو رہی چپ کروائیں اپنی بیوی کو "

صندل نے علیدان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور فون کو کان سے لگائے کمرے سے باہر نکل گئی رات کے دو بج رہے تھے وہ زیب بیگم اور میر دلاور کے کمرے سے ابھی اٹھ کر آیا تھا۔

بڑی مشکل سے وہ زیب بیگم کو سمجھا کر ان کو سونے کا کہہ کر اب اذفرین کو دیکھنے آیا تھا۔ صندل شائد حسیب سے بات کرنے کی غرض سے کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

علیدان آہستگی سے بیڈ پر بیٹھا۔ اذفرین ہنوز گھٹنوں میں منہ دیے سسک رہی تھی۔

" اذفرین "

علیدان نے چہرے کو قریب کیے محبت سے پکارا اذفرین نے تڑپ کر چہرہ اوپر اٹھایا اسکا رو رو کر برا حال تھا۔ آنکھیں ناک سرخ ہو رہے تھے۔ گال بھیگے ہوئے تھے۔

" علیدان۔۔۔ سعد بھائی "

آنسوؤں میں رندھی بھاری سی آواز میں بمشکل الفاظ ادا کیے۔ علیدان نے گہری سانس لی اور کھسک کر اور قریب ہو۔

" کچھ نہیں ہو گا، سعد بھائی تمھارے بھائی ہیں دشمن نہیں "

محبت سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تسلی دی۔ اذفرین نے نفی میں دھیرے سے سر ہلایا۔

علیدان آپ نہیں جانتے حسیب نے اور ہی کہانی ڈال دی ہو گی سعد بھائی کے سامنے "

www.novelsclubb.com

" وہ ٹوٹ جائیں گے

اذفرین نے سر کو افسوس سے ہوا میں مارتے ہوئے اپنی پریشانی بتائی اسے سعد کے اعتماد کے ٹوٹنے کا دکھ تھا، علیدان نے پیشانی پر بل ڈالے۔

تو۔۔اس سے کیا ہو گا، کیوں ڈر رہی ہو، ان سب باتوں کی وجہ سے ہی میں نے "

" زبردستی تم سے نکاح کیا تھا، مجھے پتا تھا تم ہر ہر لمحے پر کمزور پڑ کر میرا ہاتھ جھٹکو گی

علیدان اب تھوڑا سختی سے کہہ رہا تھا۔ اذفرین کے آنسو تھم گئے تھے۔ وہ سہی کہہ رہا تھا اگر آج نکاح نا ہوا ہوتا تو شائید وہ اس سب سے دل برداشتہ ہو کر خود ہی واپس نجف کے پاس چلی جاتی۔

تم میری بیوی ہو جس طرح آج بابا کے سامنے ڈھال بنا اس طرح ہر شخص کے سامنے " بن جاؤں گا، سمجھی تم، تم سے نکاح کے بعد سے ایک چیز مانگی صرف کہ تم سوچو گی نہیں

" اور اب آنسو نہیں بہاؤ گی

علیدان کا چہرہ سپاٹ تھا وہ خفا سا لگ رہا تھا۔ اذفرین کو اس کی باتوں سے جیسے حوصلہ ہوا۔ سر کو اثبات میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

" آنسو صاف کرو اور سو جاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا "

علیدان نے محبت سے اس کی گال پر بہتے آنسوؤں کو دیکھ کر آواز میں نرمی پیدا کی تو وہ فوراً بچوں کی طرح ہاتھ کی پشت سے گال صاف کرنے لگی۔

'' یہاں نیند آجائے گی یا اپنے کمرے میں لے چلوں ''

علیدان نے مسکراتے ہوئے شریر لہجے میں سرگوشی کی تو وہ بے ساختہ مسکراتے ہوئے سمٹ گئی۔علیدان نے دلچسپی سے اس کے چہرے پر طاری ہوتے سکون کو دیکھا۔

'' شکر ہے مسکرائی تو ''

علیدان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور آہستگی سے اس کے گال کے ایک طرف بہتے آنسو کو انگوٹھے سے صاف کیا۔ہاتھ ابھی بھی اس کے نرم سے گال کو دھیرے سے سہلا رہا تھا۔

'' آئی لو یو ''

علیدان نے لہجے میں جزبات کی گرماہٹ لیے کہا۔اذفرین کی پلکیں کپکپا گئی یں اور لب مسکرا دیے۔علیدان نے چہرہ اسکی گال کے ساتھ لگا کر کان کے قریب ہونٹ کیے

www.novelsclubb.com

''جواب بھی ہوتا ہے اسکا؟ ''

گرم سی مدھم سرگوشی کان کی لو جلاتی تن بدن کے سارے تار چھیڑ گئی۔اذفرین کا چہرہ پل بھر میں ہی گلال ہوا۔

" ٹو "

آہستگی سے بمشکل آواز کو حلق سے برآمد کیا۔علیدان نے پیچھے ہوتے ہوئے خفگی سے گھورا۔

" پورا بولو بھئی یہ ٹو شو کیا ہوتا ہے "

علیدان کی خفت بھری آواز پر اذفرین نے مسکراتے ہوئے پلکیں اوپر اٹھائی یں۔کتنا پیارا تھا سامنے بیٹھا یہ شخص۔ مصنوعی خفگی سجائے اذفرین کے دل میں اتر رہا تھا۔

" ابھی نہیں "

ناک کو چڑھاتے ہوئے نخرے سے کہا۔علیدان اس کی ادا پر بے ساختہ ہنس دیا۔کتنی دلکش لگی تھی وہ یوں ناک چڑھا کر نخرہ دکھاتی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

" پھر کب؟ "

علیدان نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔چہرہ پھر سے بے تابی سے اس کے چہرے کے قریب کیا

۔

" آپ کے کمرے میں جب آؤں گی تب "

اذفرین نے نظریں چرا کر شرارت سے جواب دیا۔اور ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے اسے دور کیا ۔

" ہائے۔۔۔بس رہ گئے ہیں چند دن پھر یہ آنسو انگلی کی پور سے نہیں چنوں گا "

علیدان کے لہجے میں اس کے سارے جزبات جھلک رہے تھے۔

اذفرین سے اب اس کے بھیگے لہجے اور مخمور آنکھوں کی تاب لانا مشکل ہو رہا تھا۔

" جائیں ناصندل آجائے گی "

خفت سے کہتے ہوئے ہلکا سا دھکا دیا اور پلکیں اوپر اٹھا کر آنکھوں میں دیکھا۔علیدان پر سکون انداز میں مسکرا دیا اور پھر اشارے سے اسے رونے سے منع کرتا بیڈ سے اٹھا۔بار بار اسے پیچھے مڑ کر دیکھتا باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے جاتے ہی پریشانی کی لکریں پھر سے چہرے پر امڈنے لگی تھیں۔کیا کرتی وہ ایسی ہی تھی۔

****

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 30 (2nd last)

حسیب کمرے کا دروازہ آہستگی سے بند کرتے ہوئے پلٹا تو صوفیہ بیگم ناک منہ پھلائے خالد صاحب کے بغل میں کھڑی تھیں۔

نجف اور مائی دہ بیگم بہادر ولاز چھوڑ کر صبح ہی ان کے گھر آ پہنچے تھے۔ اور اب ایک طوفان تھا جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ گو کہ اسے صندل رات ہی ساری بات سے آگاہی دے چکی تھی اس لیے وہ سارا معاملہ جانتا تھا کہ کیا ہوا تھا سب، صوفیہ بیگم کے بدلتے تیور دیکھ کر وہ ان دونوں کو مائی دہ بیگم اور نجف سے الگ کرتا ہوا دوسرے کمرے میں لے آیا تھا۔

''اب تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم ان کے بیچ میں سے اٹھا کر ہمیں یہاں لے آئے ہو؟''

صوفیہ بیگم نے پیشانی پر شکن نمودار کیے تلخ لہجے میں پوچھا۔ بہن اور بھانجے کی یہ تذلیل ان کے اندر بھی آگ بڑھکائے ہوئے تھی۔

"مما میں صندل سے ہی شادی کروں گا آپ اس سب میں میرا رشتہ خراب نہیں کریں گی، ہماری شادی خالہ کے یہاں آنے سے پہلے کی طے تھی"

حسیب نے سر جھکاتے ہوئے دوٹوک بات کی۔ باہر مائدہ بیگم اور نجف کے بڑھکانے پر اسے اپنا رشتہ خطرے میں نظر آرہا تھا جس کی وجہ سے وہ صوفیہ بیگم اور خالد صاحب کو لے کر الگ کمرے میں آگیا تھا۔

"تمھارا دماغ ٹھیک ہے اس کے بھائی نے اتنا بڑا گناہ کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو میں ان کے گھر رشتہ جوڑ لوں، اپنی بہن کے سامنے نادم ہو جاؤں کہ جس گھر نے ان کی عزت کو رول دیا میں نے وہیں رشتہ جوڑ لیا"

صوفیہ بیگم تنک کر گویا ہوئی یں لہجے میں حد درجہ ناگواری سموئے وہ سرخ چہرے کے ساتھ کھڑی تھیں۔ مطلب وہ دل میں تہیہ کر چکی تھیں کہ وہ اب حسیب کا رشتہ بھی وہاں ختم کر دیں گی۔

"مما عجیب بات کرتی ہیں آپ میری نظر میں یہ کوئی گناہ نہیں تھا وہ علیدان بھائی کو پہلے سے جانتی تھیں، وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں"

حسیب نے پیشانی کو مسلتے ہوئے ان کی بے تکی بات کی تردید کی پر وہاں تو جیسے ان کی بہن ان کو مکمل طور پر بھر چکی تھیں

تو جانتی تھی، لیکن کیا اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اب کسی اور کے نام سے منسوب ہے، " شرم نہیں آئی اسے اس طرح چھپ چھپا کر نکاح کرتے ہوئے اور وہ صندل کا بھائی، اچھا ہے شادی سے پہلے ان لوگوں کی حقیقت کھل کر سامنے آگ ئی، ویسے نہیں ہیں وہ لوگ " جیسے ہم سمجھتے رہے ان کو

صوفیہ بیگم نے تیوری چڑھائے ہتک آمیز لہجہ اپنایا۔ حسیب نے خنک سانس بھری اور پھر سینے پر بازو باندھے غیر مرئی نقطے پر نگاہیں منجمند کیں۔

"تو کیا نجف بھائی کو شرم آئی، شادی سے پہلے ہی۔۔۔ "

بات کو نامکمل چھوڑا، اسکے لہجے میں تلخی بھرا طنز تھا جس پر صوفیہ بیگم کے جبڑے یکا یک باہر کو ابھرے

"اچھا بس بس۔۔۔ "

صوفیہ بیگم نے ہاتھ کو ہوا میں معلق کیے اپنے ارادے کی پختگی سامنے کھڑے حسیب پر ظاہر کی۔ حسیب نے ان سے مایوسی سمیٹ کر رخ ابھی تک ہمہ تن گوش کھڑے خالد صاحب کی طرف کیا۔

" بابا مما کی لاجک میری سمجھ سے باہر ہے، میں صرف اور صرف صندل سے شادی کروں گا، میں ان کے گھر جا رہا ہوں کیا آپ میرے ساتھ چلیں گے ؟ "

حسیب نے وثوق سے اپنی بات ان کے سامنے رکھی جس پر اب صوفیہ بیگم منہ کھولے کبھی حسیب کو تو کبھی خالد عامر کو دیکھ رہی تھی۔ خالد صاحب نے کھسیانی سی نظر صوفیہ بیگم پر ڈالی جو یونہی تیوری چڑھائے کھڑی تھیں۔

" اگر آپ بھی نہیں چلیں گے تو یہ جان لیں میں صندل کے علاوہ کسی سے بھی شادی نہیں کروں گا "

www.novelsclubb.com

حسیب نے پھر سے اپنا تیر اچھالا تھا جو اس دفعہ سید ھا نشانے پر لگا تھا۔ خالد صاحب نے صوفیہ بیگم پر سے نظریں ہٹا کر حسیب کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چلو میں جا رہا ہوں تمہارے ساتھ"

حسیب نے ان کی بات پر فوراً اُن کو بغل گیر کیا۔ صوفیہ بیگم بس حیرت سے کھڑی ہی رہ گ ئی یں

****

سر جھکائے جھجکتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ کھانے کے میز تک آئی تھی۔ دلاور ولاز کے سبھی مکیں رات کے کھانے کے لیے میز پر موجود تھے۔ میز کھانوں سے لدی ہوئی تھی آج میر دلاور نے خاص اہتمام کا حکم دیا تھا۔

وہ سر جھکائے ہوئی تھی سب کے چہروں پر بکھری دلکش مسکراہٹ سے یکسر بے خبر، صندل اسے میر دلاور کے حکم پر کمرے سے باہر لائی تھی وہ کل رات سے صندل کے کمرے میں بند تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر پہلے حسیب اور خالد صاحب کے جانے کے بعد ماحول میں موجود باقی تلخی بھی دم توڑ چکی تھی۔ جس کی وجہ سے زیب بیگم کے ساتھ ساتھ سب لوگ ہلکے پھلکے ہو چکے تھے اور قسمت کے لکھے کو دل سے قبول کر چکے تھے۔

یہی وجہ تھی جب میر دلاور نے اذفرین کے کھانے کو اوپر کمرے میں جاتے دیکھا تو فوراً واصف کو ایسا کرنے سے منع کیا اور صندل کو اذفرین کو نیچے لانے کا حکم صادر کیا۔

اذفرین کو آتا دیکھ کر میر دلاور نے سر اوپر اٹھایا۔اذفرین اب کھانے کے میز کے بلکل پاس آکر کھڑی تھی۔ سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

" بیٹے آپ اس گھر کی بڑی بہو ہیں، یہاں سب کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھائی یں گی آپ "

میر دلاور نے کھانے کی میز کی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملائم لہجے میں کہا۔

علیدان پیشانی پر پر شوق افقی لکیریں ڈالے اس سارے لمحے سے محذوز ہو رہا تھا۔سارے خواب ایک خوشگوار حقیقت میں تبدیل ہو چکے تھے۔

"جی۔۔ "

www.novelsclubb.com

بڑی مدھم سی آواز تھی جس پر تمام نفوس مسکرا دیے تھے۔اذفرین نے دھیرے سے پاس پڑی کرسی کو تھام کر پیچھے کیا اور علیدان کی شوخ نگاہوں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے بلکل سامنے کھانے کے میز پر براجمان ہوئی

اوز گل اور صندل اس کے سامنے کھانا لگا رہی تھیں۔ سب لوگوں کی محبت نے بے چین سے روح اور تھکے ہوئے اعصابوں کو تسکین دی تھی۔

کھانا ختم ہونے کے بعد وہ صندل اور اوز گل کے ہمراہ جانے کے لیے اٹھی تو زیب بیگم کے مخاطب کرنے پر قدم تھم گ ئے۔

"اذفرین میرے ساتھ چلو"

وہ شائستگی سے اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہتی ہوئی یں آگے چل دیں۔ اذفرین نے صندل اور اوز گل کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کر رہی تھیں۔ اذفرین نے زیب بیگم کی پیروی میں قدم بڑھا دیے۔

زیب بیگم اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے آئی تھیں۔ وہ جا کر سامنے لگے صوفے پر بیٹھیں اور اذفرین کو بھی پاس آ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اذفرین سر جھکائے ان کے سامنے آ کر صوفے پر براجمان ہوئی۔ زیب بیگم نے گود میں دھرے اس کے دونوں ہاتھوں کو محبت سے اپنے ہاتھوں میں تھاما۔ اور اس کے جھکے سر کو بغور دیکھا بلاشبہ ان کے بیٹے کی پسند بہت اچھی تھی۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا۔۔۔ "

نادم سی آواز ابھری تو اذفرین نے چونک کر ان پر نگاہ ڈالی وہ شرمندہ سی بیٹھی تھیں۔پر کیوں وہ کیوں شرمندہ ہو رہی تھیں۔اسے یہ سب ایک خواب سا لگنے لگا تھا۔

صندل کی وجہ سے میں خود غرض ہو گئی تھی اور تمہیں اس دن علیدان سے دور "

" رہنے کا کہہ بیٹھی،اپنے بیٹے کا اور تمھارا ساتھ نہیں دیا

وہ سر جھکائے اپنی غلطی تسلیم کر رہی تھیں۔جو ایک اولاد کے لیے دوسری اولاد کی خوشیاں تیاغنے کی تھی۔اذفرین کو ان کا یوں نادم ہو جانا تکلیف دے رہا تھا۔

" آنٹی آپ ٹھیک تھیں اپنی جگہ مجھے شرمندہ مت کریں "

محبت سے ان کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کو رکھا،زیب بیگم نے لب بھینچ کر اس کی طرف دیکھا جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں احترام اور محبت سموئے بیٹھی تھی۔

نہیں میں ٹھیک نہیں تھی بیٹا،علیدان اور تمھاری محبت کے بارے میں بہت پہلے "

" سے جانتی تھی پر مجھے لگتا تھا یہ سب ایک وقتی سحر ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گی

زیب بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اس کا چہرہ تھام کر کہا۔اذفرین نے مسکرا کر ان کی بات کی تائی ید کی

"پر میں غلط تھی۔۔۔۔"

وہ مسکرا رہی تھیں۔اور اذفرین پر سکون ہو رہی تھی۔اسے وہ سب رشتے ملنے والے تھے جنہیں وہ بہت پہلے کھو چکی تھی۔اپنوں کی سفاکی پر یہ ساری محبتیں مرہم ثابت ہو رہی تھیں۔

"میرے دل میں اب تمہیں لے کر کوئی ایسی بات نہیں تم بھی اپنا دل صاف رکھو گی اب"

زیب بیگم نے سر کو ہلاتے ہوئے اذفرین سے بھی اپنی بات کی تائی ید چاہی۔اذفرین نے خوشی کے بے ساختہ امڈ آنے والے آنسو چھپاتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا تو انہوں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

وہ یونہی زیب بیگم کے ساتھ لگی ہوئی تھی جب دروازہ ہلکی سی دستک کے بعد کھلا۔زیب بیگم کے ساتھ ہی اذفرین نے بھی پیچھے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"

شوخ سے لہجے میں کہتا علیدان اندر داخل ہو چکا تھا۔ لبوں پر فاتحانہ مسکان تھی تو آنکھیں سرشاری سے اذفرین کو تک رہی تھیں۔

"آؤ۔۔۔آؤ۔۔۔۔"

زیب بیگم نے خوشگوار لہجے میں اسے اندر آنے کو کہا تو وہ مسکراتا ہوا آکر زیب بیگم کے پیچھے ان کے کندھے پر سر رکھے ان کی کمر کے گرد بازو حائل کیے لاڈ سے بیٹھ گیا جبکہ نظریں اذفرین پر جمی تھیں۔ جواب شرما کر پلکیں گرائے ہوئی تھی۔

"اذفرین یہ ہیں میری مما اور مما یہ ہے میری۔۔۔"

علیدان نے شرارت سے کہتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑا تو اذفرین نے جھینپ کر سر کو مزید جھکا دیا جبکہ زیب بیگم اب اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے ہنس رہی تھیں۔

"صرف تمھاری مما نہیں ہوں اب سے اذفرین کی بھی ہوں"

زیب بیگم نے علیدان کے سر پر ہاتھ رکھے محبت سے سامنے بیٹھی اذفرین کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"واہ واہ۔۔۔کیا جادو کر دیا ایک دن میں ہی"

علیدان نے شوخ سے لہجے میں کہتے ہوئے زیب بیگم کو ہلایا۔وہ ان کے گرد بازو حائل کیے ان کو جھولا رہا تھا اور محبت سے لبریز نگاہیں سامنے بیٹھی اذفرین پر ٹکی تھیں۔

"ہے ہی اتنی پیاری جادو کیا کرے گی"

زیب بیگم نے محبت سے سامنے بیٹھی اذفرین کے چہرے کو ہاتھ کے ساتھ سہلایا۔اذفرین نے چور سی نظر علیدان پر ڈالی جو موقع پا کر شرارت سے آنکھ کا کونا دبائے اس کو دھڑکا گیا تھا۔

****

دلاور ولاز میں داخل ہوتے ہی سعد حیرت سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔یہ گھر یہ شان و شوکت کسی گرے پڑے خاندان کی تو ہرگز نہیں ہو سکتی تھی۔جس طرح کا خاکہ مائدہ بیگم اور نجف کھینچ چکے تھے۔

وہ آج صبح ہی آسٹریلیا سے پاکستان پہنچے تھے۔ تین دن پہلے نجف اور مائی دہ بیگم کی خبر نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اذفرین نے چھپ کر کسی لڑکے سے نکاح کر لیا ہے اور اس کے ساتھ گھر سے بھاگ گ ئی ہے۔ خبر تھی یا اس کی عزت کا جنازہ

اور اب راستے میں فروا نے اس پر یہ حقیقت آشکار کی تھی کہ یہ وہی لڑکا تھا جس کے ساتھ اذفرین جنگل میں تھی۔ فروا سے بھی آنکھ ملانے کے قابل نہیں رہا تھا وہ۔ دل پر پتھر رکھے فروا کے کے کہنے پر وہ آج یہاں اذفرین کو آئینہ دکھانے آیا تھا جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔

گارڈ انہیں پورچ سے لاؤنج کے داخلی دروازے تک لایا تھا اور وہاں موجود ملازمہ اب ان کو ایک وسیع عریض مہمان خانے میں چھوڑ کر اذفرین کو بلانے گ ئی تھی۔

بیش قیمت آرائیش کی چیزوں سے سجا خوبصورت مہمان خانہ سعد کے ساتھ ساتھ فروا کو بھی حیرت میں مبتلا کر چکا تھا۔ فروا تیکھی نگاہوں سے ارد گرد جائی زہ لے رہی تھی تو سعد الجھا سا کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

اذفرین اور علیدان جیسے ہی ڈرائی ینگ روم میں آئے سامنے آگ بگولا ہوئے کھڑی فروا تیر کی سی تیزی سے اس تک پہنچ کر اب تن کر اس کے سامنے کھڑی تھی جبکہ سعد اذفرین کے ساتھ داخل ہونے والے نفس کی شخصیت کو دیکھ کر حیران تھا۔

اذفرین کے ساتھ داخل ہونے والا وہ لڑکا اپنے حلیے سے کہیں سے بھی کسی لڑکی کو بھگا کر نکاح کرنے والا اور ورغلانے والا نہیں لگ رہا تھا۔وہ الجھ گیا تھا۔سامنے کھڑا خوبرو لڑکا نجف سے کتنے درجے بہتر تھا۔

"یہی بس رہ گیا تھا نا بولو؟"

فروا کا لب ولہجہ اس کے چہرے کی تلخی سے کم نہ تھا۔اذفرین اس کے یوں دہاڑنے پر ہلکا سا لرز گئی تھی۔سعد وہیں علیدان کو یک ٹک گھورتا ہوا کھڑا تھا۔اذفرین نے فروا سے بے نیازی برتتے ہوئے چور سی نظر کچھ دور کھڑے سعد پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"کہیں کا نہیں چھوڑا تم نے ہمیں"

فروا چیخ رہی تھی۔اذفرین اس کے پاس سے گزرتی آگے بڑھی۔قدم سعد کی طرف تھے۔آنکھیں نم تھیں تو دل عجیب طرح سے لرز رہا تھا۔

''بھائی۔۔۔۔ ''

ندامت اور کرب میں لپٹی آواز تھی جو سعد کے کانوں میں پڑتے ہی سعد نے علیدان پر سے نظر ہٹا کر اذفرین کی طرف دیکھا۔ وہی معصومیت، وہی سادہ لوحی، وہی آنکھوں کی پاکیزگی وہ تو کہیں سے ایسی لڑکی نہیں لگ رہی تھی جو کسی کے نام پر منسوب ہوتے ہوئے بھی چھپ کر نکاح کرنے کی ہمت کرتی۔ ایکدم سے جیسے سعد کے اعصاب تن گئے تھے۔

'' چلو میرے ساتھ ''

سعد نے آگے بڑھتے ہوئے اذفرین کے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ آواز میں سوچوں کے بلکل برعکس رعب اور دبدبا تھا۔ علیدان گڑبڑا کر آگے بڑھا۔ حسیب اسے سعد اور فروا کے آنے کی خبر دے چکا تھا یہی وجہ تھی وہ آفس سے فوراً گھر پہنچا تھا۔

'' یہ اپنے شوہر کے گھر میں ہے سعد بھائی، آپ کیسے لے جا سکتے ہیں اسے؟ ''

www.novelsclubb.com

آواز کو دھیما رکھے وہ حد درجہ تحمل سے کہتا ہوا اب سعد کے بلکل سامنے اذفرین کے بغل میں کھڑا تھا۔ پتا تھا اذفرین سب کچھ ہینڈل نہیں کر پائے گی اور ایسا نا ہو کہ سعد اسے زبردستی اپنے ساتھ لے جائے۔

سعد نے ضبط کرتے ہوئے علیدان کو دیکھا۔ تھوڑی دیر پہلے کے متاثر کن اثرات پر غصہ حاوی ہو چکا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ، میں جانتا ہوں میری بہن بہت بھولی ہے اس کو صرف تم نے ورغلایا ہے"

سعد نے انگلی کو علیدان کی آنکھوں کے سامنے اکڑاتے ہوئے متنبہ کیا۔ علیدان استہزایہ مسکرایا اور ایک نظر اذفرین پر ڈالی

"بھولی تو یہ واقعی بہت ہے سعد بھائی جو اتنے سال اپنی مرضی اپنی خوشی کا گالا گھونٹے کبھی کہیں کبھی کہیں بھٹک رہی تھی"

علیدان نے سعد کی کھڑی انگلی پر نظریں جمائے سپاٹ لہجے میں کہا تو سعد کی پیشانی پر موجود ناگواری کے شکن اور نمایاں ہوئے۔

"کیا مطلب ہے تمھارا؟"

لہجہ کاٹ دار تھا۔علیدان کا یوں آئینہ دکھانا بے چین کر گیا تھا۔

"مطلب یہ کہ آپ نے کبھی اس سے پوچھا؟،وہ کیا چاہتی ہے کیا نہیں،بنا کسی رشتے آپ نے اپنی بیوی کے بھائی کے گھر اسے بھیج دیا"

علیدان نے لگی لپٹی کے بنا سیدھی بات منہ پر ماری تو ساتھ کھڑی فروا کا منہ کھل گیا۔

دانتوں کو آپس میں جوڑتے جواب دینے کو آگے ہوئی علیدان نے فوراً چہرے کا رخ فروا کی طرف کیا اور بولنے سے روک دیا

"اور معاف کریے گا بھابھی آپ اسے تو کہہ رہی ہیں کہ اس نے آپکو کہیں کا نہیں چھوڑا،اگر اس دن وہ آپ کے بھائی کے حوس کا نشانہ بن جاتی تو کیا وہ کہیں کی رہتی"

علیدان کے لہجے میں اب سختی در آئی تھی۔علیدان کی بات پر سعد نے چونک کر اذفرین کی طرف دیکھا جس سے یہ باخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ نجف اسے جھوٹی داستان سنا چکا ہے ۔اور اپنے کیے پر پردہ ڈال چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

"جی پوچھیں اس سے کھڑی ہے آپ کے سامنے آپ کی چھوٹی بہن ہے سعد بھائی، کوئی لاوارث تو نہیں کہ نجف جیسا انسان شراب کے نشے میں دھت ہو کر نکاح سے پہلے ہی اسے تعلق قائم کرنے پر مجبور کرتا پھرے"

علیدان نے ہاتھ کا اشارہ پاس کھڑی اذفرین کی طرف کرتے ہوئے سعد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ سعد کی نظریں اذفرین پر تھیں جو ہمت جتانے میں کوشاں تھی۔

ہاں اسے اب علیدان کا ہاتھ نہیں جھٹکنا تھا یہ اس کی لڑائی تھی۔ اسے آگے آنا تھا اور بتانا تھا وہ سب جو اس کے دل میں دفن تھا۔

"سعد بھائی میں۔۔۔۔ میں نجف سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی"

اذفرین نے نظریں جھکائے گھٹی سی آواز میں بات شروع کی تو فروا کے تو تن بدن میں آگ لگی تنک کر آگے ہوئی۔ وہ تو علیدان کی باتوں کو برداشت کیے ہوئے تھی پر اس کی بارعب شخصیت کے آگے منہ نہیں کھول پائی پر اذفرین کے بولتے ہی اس پر حق سمجھ کر لپکی تھی

۔

" تو بی بی تمہیں کسی نے فورس بھی نہیں کیا تھا اس سب کے لیے تم خود راضی ہوئی تھی
، اتنے دن میرے بھائی کے گھر عیش کرتی رہی اور۔۔۔۔ "

فروا نے ناگواری سے ہاتھ اٹھائے نفرت آمیز لہجے میں جتایا۔ لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے وہ پھر اذفرین کو دبانے اور شرمسار کرنے کے لیے تیار تھی۔

اذفرین نے مٹھیاں بھینچیں تھیں۔ اب وہ بھائی کے رحم و کرم پر نہیں تھی، اس بھائی کے، جو بیوی کا زر خرید غلام بن کر اپنے سارے فرائض پس پشت ڈالے ہوئے تھا۔

اذفرین کا چہرہ ضبط کی عکاسی کرتے ہوئے سرخ ہوا۔

"ہاں ہوئی تھی راضی۔۔۔ "

چیخ کر فروا کی بات کاٹ کر جواب دیا تو فروا اس کے انداز پر ٹھٹک کر رکی۔ اذفرین آنکھیں پھاڑے فروا کو گھور رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" ہوئی تھی میں راضی، اس بھری دنیا میں کوئی نہیں تھا میرا اپنا، بہن کے پاس جاتی تو وہ اپنے ذہنی مریض دیور سے شادی کروا کر احسان کا نام دیتی تو بھائی کے پاس آتی تھی تو وہ اپنے سالے کے احسانات کے نیچے دبا ہوا تھا "

ازفرین پھٹ پڑی تھی فروا نے آج سے پہلے ازفرین کا یہ باہمت روپ کبھی نا دیکھا تھا اس لیے اس کا یوں یک ٹک اسے دیکھنا حیرانگی کی بات نہیں تھی۔لگ بھگ فروا جیسا ہی حال سعد کا تھا۔پر علیدان پر سکون سا ہو کر سینے پر ہاتھ باندھ چکا تھا

" آپکو پتا ہے مجھے کس نے احساس دلایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں،میں صرف یتیم ہوئی ہوں مری نہیں ہوں،میری بھی کوئی اہمیت ہے،میرے لیے بھی کوئی جان کی باز لگا سکتا ہے،مجھے بچانے کے لیے خود کو خطرے میں ڈال سکتا ہے "

ازفرین اب دانت پیسے کبھی فروا کو دیکھ رہی تھی تو کبھی سعد کی طرف۔سعد اب دم سادھے اسے سن رہا تھا جو آج بول پڑی تھی وہ بڑی ہو گئی تھی۔باہمت تھی۔سہمی ہوئی نہیں تھی ایسا ہی تو دیکھنا چاہتا تھا وہ اس کو

" یہ ہے دنیا میں وہ واحد میرا جس کی محبت میرے لیے بے لوث ہے،جو اپنوں کے احسانوں کو پس پشت ڈال کر مجھے اپنائے ہوئے ہے،میرے آنسو پونچھنے والا میرے رونے پر تڑپ جانے والا "

اذفرین نے نظر اٹھا کر فخر سے علیدان کی طرف دیکھا۔اذفرین اب سعد کے بلکل سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔

"بابا کے بعد جس اپنائی یت کا احساس مجھے آپ سے ہونا چاہیے تھا سعد بھائی،افسوس ہے مجھے کہ وہ کبھی مجھے آپ سے نہیں ملا،پتا ہے آپکو وہ احساس کس نے دیا مجھے میرے شوہر نے "

اذفرین سرد سے لہجے میں کہتے ہوئے سعد کی روح تک کو جھنجوڑ گئی تھی۔اذفرین اب پھر فروا کی طرف پلٹی تھی۔

"آپکے شریف النفس بھائی کو جب لگا کہ میری ضرورت ہے تو آگے آیا اور شادی کے لیے تیار ہو گیا،آپکو ڈر تھا اولاد نہیں ہے تو بھائی کو مجبور کر دوں اس کو اپنے بھائی سے بیاہ کر "

فروا نے اس کی باتیں سن کر حیرت سے منہ کھولے سعد کی طرف دیکھا پر سعد پہلے ہی نظریں چرائے سر جھکائے کھڑا تھا۔

" آپ کیا سمجھتی تھیں مجھے کچھ نہیں پتا مجھے سب پتا تھا، پر میں صرف آپ کے لیے
آپ کی عزت کے لیے آپ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتی رہی "

فروا نے سر جھکائے نظریں چرائی یں۔ اذفرین اب سعد کے سامنے کھڑی تھی۔

" سعد بھائی میں شر مسار ہوں اپنے کی ئے پر اور تیار ہوں اپنی سزا کے لیے، آپ اور
آپی مجھ سے ہر طرح کا تعلق ختم کر دیں گے جانتی ہوں "

اذفرین کے لہجے سے تلخی اب غائ ب تھی۔ وہ تھک گ ئی تھی احساسات پال پال کر خود کو کھو چکی تھی سفاک رشتوں کے احساسوں کو سنبھال سنبھال کر

" پر بھائی یہ تعلق تو بہت سالوں سے ہوتے ہوئے بھی میں اس سے محروم ہی تھی،
بس میرا خدا مجھے اس کے لیے معاف کر دے جو میں نے کیا تھا، یہ میرے شوہر کا گھر ہے
میرا گھر ہے میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی، اللہ حافظ "

اذفرین تیزی سے رخ موڑے آگے بڑھی پر سعد کی آواز پر قدم رک گ ئے تھے۔

" اذفرین تمھاری شادی تک میری رہائی ش کہاں ہو گی؟ "

سعد کی بات پر حیرت سے غور کرتی وہ پیچھے پلٹی تو سعد نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا رہا تھا۔ آنکھیں کھل گ ئی تھیں۔ آئی ینہ اس کو دکھانے آیا تھا پر نظر تو اپنا بھیانک روپ آ گیا تھا ۔شرم کے گڑھے میں اسے گاڑنے آیا تھا شرم کے گڑے میں تو خود دھنس کر رہ گیا تھا۔

"بھائی۔۔۔"

اذفرین نے بمشکل بھیگے سے لہجے میں الفاظ ادا کیے اور پھر سعد کے بازو پھیلانے پر وہ تیزی سے اپنا اور سعد کا فاصلہ ختم کرتی سعد کے سینے سے جا لگی۔ سعد بار بار اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بوسے دے رہا تھا۔ علیدان اب مسرور سا ان کو دیکھ رہا تھا۔

" سعد۔۔۔"

فروا کی حیرت میں ڈوبی آواز پر سعد نے سامنے کھڑی فروا کو دیکھا۔ جو سعد کے یوں اچانک سے سب بھلا کر اذفرین کو گلے لگا لینے پر ششدر کھڑی تھی۔

" پرسوں میری بہن کی رخصتی ہے، امید کرتا ہوں تم میرے ساتھ شرکت کرو گی "

رعب دار لہجے میں حکم دیا نجف اسے بتا چکا تھا کہ حسیب کی شادی سے ایک دن پہلے اذفرین کی شادی ہے، مسکرا کر علیدان کی طرف بازو کیا جو پاس آکر اب سعد کے دوسرے بازو سے ان کے گلے لگ چکا تھا اور فروا حیرت میں ڈوبی کھڑی رہ گئی۔

****

نجف دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا اور غصے میں بھرا تیز تیز چلتا سنگھار میز کے سامنے کھڑی فروا کے پاس آیا۔ وہ زرق برق لباس میں ملبوس کانوں میں جھمکے ڈال رہی تھی۔

" تم جاؤ گی شادی پر ؟، میری انسلٹ ہے یہ "

نجف نے دانت پیس کر پوچھا وہ اب فروا کے سر پر کھڑا تھا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا ۔آج علیدان اور اذفرین کی مہندی تھی۔ اور فروا اس کے لیے ہی تیار ہو رہی تھی۔

" تو میں کیا کروں میرے شوہر کا حکم ہے تمھاری خاطر اپنا گھر خراب کر لوں کیا؟، اور ویسے بھی وہ اب پاکستان رہنے کا فیصلہ کر چکا ہے "

فروا نے سنگھار میز پر ہاتھ دھرے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ سعد کا مزاج یکسر بدل چکا تھا۔ علیدان اسے اپنے بزنس میں شامل ہونے کے دعوت دے چکا تھا۔ وہ اس دن سے وہیں اذفرین کے ہمراہ بہادر ولاز میں رہائش پذیر تھا۔

مہرین بھی اپنے بچوں سمیت وہاں پہنچ چکی تھی اب اذفرین کی رخصتی بہادر ولاز سے دلاور ولاز میں ہونی تھی۔

بس فروا یہاں اپنی خالہ کی طرف تھی۔ کیونکہ علیدان کے ولیمے کے روز حسیب کی بارات کی تقریب رکھی گ ئی تھی۔

''کیا۔۔۔ ''

نجف نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر منہ کھولا۔

''ہاں اذفرین کے سسرال والے اتنے دولت مند ہیں، علیدان سعد کو پاکستان میں رہ کر بزنس کرنے کا مشورہ دے چکا ہے ''

فروا نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنا دوپٹہ درست کیا۔ سعد کے بدلتے ہی وہ تو جیسے بھیگی بلی بن گ ئی تھی۔ اذفرین سے اپنی ساری کوتاہیوں کی معافی مانگی۔

وہی اذفرین جسے وہ ایک پل کے لیے اپنے گھر میں برداشت نہیں کرتی تھی۔اس کا رشتہ آج اس کے ہاتھ میں تھا۔

"تو تم اب یہاں رہو گی سعد کے ساتھ؟"

نجف نے انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصے سے سوال کیا۔اسے تو مائی دہ بیگم کی پریشانی لاحق ہوئی تھی سوچا تھا اب شادی تو ہو نہیں سکی تو اب مائی دہ بیگم کو فروا کے حوالے کرے گا پر یہاں تو سب کچھ اس کی سوچ کے بالاتر تھا۔

"ہاں اور تم فکر نا کرو،امی کو ساتھ رکھنے کا میں کہہ چکی ہوں سعد سے،سعد مان گ ئے ہیں"

فروا نے ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے اسے جتایا تھا۔ نجف نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے پر کمرے میں آتی صوفیہ بیگم کو دیکھ کر چپ ہو گیا وہ بھی ذرق برق لباس میں ملبوس تھیں۔

"فروا تم تیار ہو چلیں؟"

فروا کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے سوال کیا تو فروا مسکراتی ہوئی چند قدم آگے بڑھی۔

چند سال پہلے اس نے مائدہ بیگم اور فروا کو خود غرضی دکھائی تھی آج یہ سب شائی داسی کا نتیجہ تھا

" جی آنٹی چلیں، امی تیار ہو گئی ہیں کیا؟ "

وہ اب اپنے بیگ کو اٹھائے مصروف سے انداز میں پوچھ رہی تھی جس پر نجف تنک کر گویا ہوا۔

"کیا کہا تم نے؟، امی بھی جا رہی ہیں کیا؟ "

نجف کا حلق تک کڑوا ہوا۔ مطلب اس کی ذلت اور رسوائی کی کسی کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

" ہاں جا رہی ہیں سعد سے معافی مانگ چکی ہیں اب اذفرین سے مانگنی ہے "

www.novelsclubb.com

فروا نے تیزی سے روکھے سے لہجے میں جواب دیا اور صوفیہ بیگم کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ نجف ہکا بکا سا وہیں کھڑا ان کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

****

"گجرے۔۔۔"

ادیان نے سنگھار میز سے کمر ٹکائے گجرے اوز گل کی طرف بڑھائے جب کے نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ وہ صندل اور اذفرین کی مہندی کے لیے پورے اہتمام سے تیار ہوئی تھی۔ اور اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

"تھنکیو"

گلال ہوتے ہوئے ادیان کے ہاتھ سے گجرے تھامے۔ اس کے یوں دیکھنے سے دل دھڑکنے لگا تھا۔ سب کچھ خود بخود سمٹ کر قدموں میں آگیا تھا۔ سامنے کھڑا شخص ہمیشہ سے اس کا تھا اور اس کو مل گیا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

اوز گل نے مصنوعی خفت سے پوچھا۔ ادیان مسکراہٹ دبا گیا پھر سیدھا ہوتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"پڑ گئی دُور سے تھی جی میں دھڑک تو لیکن

"ہم نے دیکھا اُسے رکھ کر دلِ بیتاب پہ ہاتھ

ادیان نے محبت بھرے لہجے میں شعر پڑھا تو اوز گل اس کے لہجے کی مٹھاس میں گھل کر پلکیں جھکا گ ئی۔

"سوچ رہا ہوں شادی کے لیے اب پورا ایک سال انتظار کرنا ہو گا"

شریر سے لہجے میں کہا تو اوز گل جھینپ گ ئی۔ جلدی سے اپنے ہاتھ چھڑا کر دروازے کی طرف بھاگی۔ اور وہ سنگھار میز سے ہاتھ ٹکائے بھرپور طریقے سے ہنس دیا

****

بہادر ولاز اور دلاور ولاز کی مشترکہ چھت آج برقی قمقموں اور ہر طرز کے پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔ جھولے کو پھولوں سے سجایا گیا تھا جو آبشار کے ایک طرف رکھا ہوا تھا۔

پیلے رنگ کے لمبے گھٹنوں تک آتے فراک میں وہ کندن کے زیور سے مزین خوبصورتی کی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔ پر سکون سی مسکان تھی جو لبوں پر گھر ک ئے ہوئے تھی۔

موسیقی کے جلترنگ ارد گرد قہقوں کی گونج اور لوگوں کے چہکنے کی آوازیں سب کی محبتیں لٹاتی نظریں اسے اندر تک سرشار کیے ہوئے تھیں۔

وہ یونہی مسکراتی ہوئی ارد گرد دیکھ رہی تھی جب علیدان سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ہلکے سبز رنگ کے پوتھ کے کرتے کو زیب تن کیے آستینوں کو تھوڑا سا فولڈ کیے وہ کچھ لوگوں کو اب کوئی ہدایات دے رہا تھا۔

وہ مصروف تھا صندل کی بھی مہندی تھی اس لیے تقریب کے انتظامات کو بھی دیکھ رہا تھا۔

اذفرین کو یوں اپنی طرف دیکھتے پا کر کان کھجاتے ہوئے چور سی نظر اس پر ڈالی۔

موہے پیا ملن کی آس

قلم از ہما وقاص

قسط نمبر 31 (آخری قسط)

اذفرین نے جھینپ کر نظریں چرائی یں۔ اوز گل اور ادیان اب صندل کو پھولوں اور کلیوں کی بنی ہوئی چادر کے چھاؤ ں میں لا رہے تھے۔ وہ ہلکے سبز اور جامنی رنگ کے کلیوں والے فراک میں خوب بچ رہی تھی۔ ماتھے پر اذفرین کی ہی طرح کندن جڑی ماتھا پٹی تھی

۔

www.novelsclubb.com

ایک جھولے پر صندل اور حسیب کو بٹھایا گیا تھا اور ایک جھولے پر وہ علیدان کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ہر طرف مسکراہٹوں اور قہقہوں کا راج تھا۔

سعد کے بعد اذفرین نے امبرین کو بھی کہاں بخشا تھا اس سے بھی سارے گلے شکوے کر ڈالے۔ بعض اوقات اپنوں کو ان کی کوتاہیاں اور بے اعتنائی یاں یاد کروانے کا مطلب ان کو نادم کرنا ہر گز نہیں ہوتا بلکہ ان کو احساس دلانا ہوتا کہ ہر رشتہ لین دین کا محتاج ہوتا ہے۔

کسی بھی رشتے کو پنپنے کے لیے سنگت کی ضرورت ہوتی ہے اور سنگت میں دنوں طرف سے ایک جیسا احساس ہونا ضروری ہوتا ہے ورنہ سنگت کی ڈور ٹوٹنے سے خونی رشتے بھی سرخ سے سفید پڑ جایا کرتے ہیں۔

رسم شروع ہو چکی تھی۔ لوگ اب باری باری جھولے پر ساتھ آکر بیٹھ رہے تھے اور حنا کو ان کے ہتھیلیوں پر پڑے پان پتوں پر رکھتے ہوئے رسومات پوری کر رہے تھے۔

اذفرین پر سکون مسکان لبوں پر سجائے کبھی سامنے چھکتے خوش چہروں کو دیکھ رہی تھی اور کبھی علیدان کو جو اس کے بلکل بغل میں کسی فاتح کی طرح بیٹھا تھا۔ اس کی مسکراہٹ اسکی آنکھوں کی چمک اذفرین کی روح کو اندر تک سرشار کر تھی۔

سعد سامنے میر دلاور کے بغل میں بیٹھا کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ فروا اور مہرین ہر کام میں پیش پیش تھیں۔

اور پھر کہیں سامنے خلا میں اس کے امی ابو کھڑے مسکرا رہے تھے۔ ان کے چہرے خوش تھے کیونکہ ساتھ بیٹھا یہ شخص اس کی زندگی میں ایک خوشگوار پھوار کی طرح تھا جس نے زیست کی بنجر زمین کو سیراب کر دیا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

علیدان نے اسے یوں یک ٹک خود پر نظریں جمائے دیکھا تو قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کی وہ دھیرے سے مسکرا کر سر جھکا گئی پھر ہتھیلی کے اوپر سجے پان پتے پر پڑی حنا پر نظریں جمائے گویا ہوئی۔

"اپنی قسمت پر رشک کر رہی ہوں، دیکھ کہاں رہی ہوں"

مدھر سی لہجے میں دیا گیا اس کا جواب اس کے قلبی طمانت کی عکاسی کر رہا تھا۔

علیدان نے محبت سے اس کی طرف دیکھا جو اب نگاہیں اٹھائے ہوئی تھی۔ کندن جڑے ماتھا پٹی اور اس کے نیچے گھنی پلکوں کی اوٹ سے جھلکتی ہوش ربا آنکھیں عجیب سی چمک لیے ہوئی تھیں۔

" اچھا قسمت پر رشک تو مجھے ہونا چاہیے نا، جس کو مانگا جسے چاہا اسے پالیا "

اذفرین کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے محبت سے لبریز الفاظ ادا کیے۔ اور پھر نگاہیں آنکھوں سے سفر کرتی اس کے ہونٹوں پر امڈ آنے والی پر سکون مسکان پر ٹھہر گئی یں۔

" تو میں نے بھی تو جسے چاہا، جسے مانگا، اسے پایا ہے "

وہ آج تر کی باتر کی اظہار کر رہی تھی۔ وہ بدلی بدلی اس کو مطمئن کر گئی تھی۔

سامنے اب ادیان اور کچھ اور کزن کوئی بھنگڑا ڈال رہے تھے اور سب لوگ ان پر پر شوق نگاہیں جمائے، تالیاں پیٹ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

" میں نے تو آپ سے اور بہت کچھ پایا ہے، ہمت، بہادری اور اچھا گماں "

اذفرین نے گہری ہوتی مسکان کے ساتھ کہا تو علیدان نے نا سمجھی میں ہنس کر اس کی طرف دیکھا

"اچھا گماں۔۔۔؟ "

آنکھوں میں سوال لیے وہ پیشانی پر افقی لکیریں ابھارے دیکھ رہا تھا۔اذفرین اس کے یوں حیران ہونے پر ہنس دی۔ پھر ہلکی سی سانس کو باہر انڈیلتی گویا ہوئی

"ہاں اچھا گماں، جنگل میں ان لوگوں سے بچ کر بھاگنے سے لے کر نکاح کی رات تک

" آپ کے اللہ سے اچھے گماں کو کبھی ڈگمگاتے نہیں دیکھا میں نے

وہ آج بہت پر اعتماد لگ رہی تھی،ڈری سہمی ہر مصیبت پر آنسو بہانے والی اذفرین کہیں غائب تھی۔

" میں نے بھی بہت کچھ سیکھا ہے تم سے "

علیدان نے اُسی طرح بغور اسے دیکھتے ہوئے پورے جذب سے کہا تو وہ اب جواب کی منتظر نظر آئی، بنا بولے آنکھوں سے سوال کیا۔۔۔ کیا سیکھا آپ نے مجھ سے ؟

" محبت کرنا، احساس کرنا اور۔۔۔ "

علیدان آخری لفظ پر شرارت سے مسکرایا اذفرین نے تجسس بھری نگاہیں علیدان پر مرکوز کیں۔ خوشی کی چھب لیے بڑی بڑی آنکھیں علیدان کے چہرے کو جانچ رہی تھیں

"اور۔۔؟؟ "

علیدان کی شرارت کو بھانپتے ہوئے آبرؤ اچکائے سوال کیا۔ جس پر وہ بھرپور انداز میں ہنستے ہوئے قریب ہوا۔ شوخ سا انداز کچھ دیر پہلے کے اعتماد کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

"اور بات بہ بات رونے لگ جانا۔۔۔ "

علیدان نے شریر سے لہجے میں جملا اچھالا جو اذفرین کے چہرے پر مصنوعی خفت کا سبب بن گیا۔اس کا یہ خفگی سے پھولا منہ علیدان کی شوخی کو ہوا دے رہا تھا۔

"اچھا تو رونا سیکھا ہے آپ نے مجھ سے آپ تو کبھی نہیں رونے نہیں بیٹھے کسی بھی بات پر "

اذفرین نے خفت سے سوال کیا تو وہ بمشکل اپنی ہنسی روک کر سنجیدہ ہوا۔ چہرہ پھر اس کی طرف موڑا

www.novelsclubb.com

"اب کل سے آپ کا رونا ختم ہے میرا ہی تو سٹارٹ ہونے والا ہے "

مصنوعی سنجیدگی سے کہے گ ئے جملے کا ساتھ شوخ آنکھیں ہر گز نہیں دے رہی تھیں ۔اذفرین نے آنکھیں سکوڑ کر خفگی سے منہ کھولا۔

"بتاؤں آپکو؟ "

چھوٹی سی ناک بھی پھول گ ئی تھی۔بے ساختہ بولنے کے لیے لب کھولے

" کل۔۔۔۔کل بتانا ہاں، کہا تو ہے کل سے میرا رونا دھونا سٹارٹ ہے "

علیدان نے ہنستے ہوئے ایسے کہا جیسے وہ اس بات پر اسے مارنے والی ہو۔اب کی بار وہ بھی ہنس دی تھی۔ادیان کے ساتھ اب دوسرے لڑکے علیدان کو بھنگڑے کے لیے زبردستی اٹھا رہے تھے۔اور وہ نہیں نہیں کرتا سب کو گھور رہا تھا۔

****

سفید اور ہلکے گلابی رنگ کے پھولوں سے سجی مسہری اور اس کے مرکز میں وہ لہنگا پھیلا کر سر جھکائے بیٹھی کسی اور ہی دنیا کا منظر پیش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سیاہ رنگ کی شیروانی میں ملبوس وہ مبہوت سا آگے بڑھا اور مسہری کی جھولتی لڑیوں کو ایک ہاتھ سے دور کر کے راستہ بناتا بلکل اذفرین کے سامنے بیڈ پر براجمان ہوا۔

پوری تقریب میں تو چاہ کر بھی اسے نظر بھر کر نہیں دیکھ سکا تھا اسی لیے اب آنکھیں دیدار سے سیر ہو رہی تھیں۔ وہ جو پہلے ہی پلکیں گرا چکی تھی اب اس کے یوں بس خاموشی سے دیکھنے پر پلکیں لرزانے لگی تھی۔

"زیادہ شعر و شاعری تو آتی نہیں پر آج ایک گانا گونج رہا ذہن میں بار بار"

نرمی سے اذفرین کے گود میں دھرے مہندی کے نقش و نگار والے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ گہرے سرخ رنگ کے بھاری بھر کم لہنگے میں وہ روایتی دلہنوں کی سجاوٹ لیے اس کے حواسوں پر طلسم پھونک رہی تھی۔

وہ اور صندل بلکل روایتی طرز پر تیار ہوئی تھیں ماتھے پر بڑا سا ٹیکا اور ناک میں راجھستانی چوڑی دار نتھ جازب نظر سنگھار ایسا تھا کہ کوئی بھی دیکھے بے ساختہ سراہا دے۔

علیدان کی بات پر اذفرین نے نظریں اوپر اٹھائی یں۔ محفلوں میں ہلچل مچا دینے والا آج اس کے سامنے حجلہ عروسی کا حق دار بنا بیٹھا تھا۔

"کون سا گا کر سنائی یں"

www.novelsclubb.com

اذفرین نے مسکراہٹ دباتے ہوئے شوخ سے لہجے میں کہا تو علیدان نے بے ساختہ گردن کو پر سوچ سے انداز میں کھجایا۔ فرمائش آئی تھی پر جس شوخی سے آئی تھی انکار ممکن نا تھا۔

"گا کر۔۔۔"

مسکرایا پھر سیدھا ہوتے ہوئے کھسک کے کر اس کے اور قریب ہوا۔ نظریں اس کے چہرے پر جمائے پورے دل سے گانے کے سُر ملائے

"ایسا دیکھا نہیں خوبصورت کوئی۔۔ چہرہ جیسے ہے کھلتا ہوا کنول، چہرہ مہتاب سا، چہرہ جیسے ہی کسی شاعر کی غزل۔۔۔ اذفریں اذفریں۔۔۔ اذفریں"

علیدان مبہوت سا ہنستے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جمائے گا رہا تھا اور وہ گانے کی تبدیلی پر ہنس ہنس کر بے حال تھی۔

www.novelsclubb.com

"اذفرین نہیں، آفرین ہے۔۔۔"

ہنسی کو بریک لگائے لاڈ سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر درستگی کرنی چاہی تو علیدان نے فوراً نفی میں سر ہلایا

''نہیں اذ فرین ہے اب سے ''

محبت سے اس کے ہاتھوں پر گرفت کا دباؤ بڑھایا جس پر اسکی آنکھیں جھکنے پر مجبور ہوئی یں۔علیدان نے ہاتھوں کو چھوڑا اور تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے۔بیڈ کے اطراف میں لگے ڈرا کو کھولا پھر ایک مخملی ڈبیا کو ہاتھ میں پکڑے سیدھا ہوا۔

ڈبی کو کھول کر باریک سی سنہری سونے کی مالا کو ہاتھوں کی انگلیوں میں پھنسا کر اٹھایا۔

چین ہاتھوں میں جھولی تو نیچے چھوٹا سا ملحقہ ہیرا پوری آب وتاب سے جگمانے لگا۔اذ فرین نے ہیرے پر سے نگاہیں اٹھائے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جس کا ساتھ ہر قیمتی تحفے سے زیادہ عزیز تھا۔

''م ئے آئی۔۔۔ ''

www.novelsclubb.com

چاشنی میں گھلا لہجہ تھا۔گلے کی نازک سے مالا کے دنوں اطراف کو ہاتھوں میں تھامے علیدان آگے ہوا۔اذ فرین نے پلکیں گرا کر اقرار کیا تو مالا کو اس کی گردن کے گرد گھما کر بند کرنے لگا۔شیر اونی سے اٹھتی مہک نے سانس اندر انڈیلنے پر مجبور کیا

مالا کا لاک بند کرنے کے بعد پیچھے ہوا تو وہ آنکھوں میں بے پناہ خوشی سمائے گردن پر چمکتے ہیرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرائی۔

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔آپکے لیے بھی کچھ ہے "

نظریں ملائے محبت سے کہا۔اور تکیے کے نیچے سے مخمل کی ڈبیا نکالی علیدان نے خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوتے ہوئے ڈبی تھام کر تجسس سے کھولی اور پھر اس میں پڑے سوکھے گلاب پر نظر پڑتے ہی مسکان گہری ہوئی۔

"یہ وہی پھول ہے؟ "

خوشگوار لہجے میں ہنستے ہوئے پوچھا تو وہ لبوں کو ملائے سر کو اثبات میں ہلا گئی۔اس کو خوش دیکھ کر سانس اٹکا پھر بحال ہوا

"پتا ہے کیا تمھارے پاس کم از کم یہ ایک پھول تو تھا نا جب میں یاد آتا ہوں گا تم اس کو دیکھتی ہو گی چھو لیتی ہو گی، مگر میرے پاس تمھاری یادوں کے سوا کچھ نہیں تھی "

علیدان نے پھول کو تکتے پر سوچ لہجے میں کہا۔اذفرین نے محبت سے ایک نظر پھول پر اور پھر علیدان کی طرف ڈالی جواب مخمل کی ڈبی کو احتیاط سے بند کر رہا تھا۔

کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر ہم وہیں واپسی پر مل جاتے تو شائد میں اپنی زندگی "

" میں ایک بہت اہم بات کی اہمیت نا جان پاتا

علیدان اب مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جو اس کو مسرور سی سن رہی تھی۔ کمرے میں ہر سو پھیلا سکون گلاب اور کلون کی بھینی بھینی سی خوشبو اور اس منظر کا سب سے حسین حصہ وہ شخص تھا جو بول رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔

" کیا بات ؟ "

اذفرین نے نظروں سے صدقہ اتارتے ہوئے پوچھا۔ تو وہ کھو سا گیا۔ پھر مسکرا کر سیدھا ہوا

" وہ یہ کہ جستجو اور سچی لگن کسی چیز کے حصول کے لیے کافی نہیں ہوتی "

پاس ہوتے ہوئے اس کی ماتھے پر دمکتے ماتھا ٹکا کو ہاتھوں سے درست کیا ٹکے کے نیچے لگے باریک سے موتی ماتھے پر ٹپ ٹپا گ ئے۔ پلکوں کی جھالر سو من بھاری ہوئی پر اس کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

" اس جستجو اور سچی لگن کو اگر اکیلے تھام کر تم آگے بڑھنا چاہو گے تو بری طرح ٹوٹ جاؤ گے جب تک ایک تیسری کڑی ساتھ نا ملے گی "

پیار سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو اذفرین نظریں جھکا کر اپنے حنا سے بھرے ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں میں دیکھنے لگی۔اور پھر نظر اٹھا کر آنکھوں میں دیکھا جہاں بے پناہ چاہت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"کون سی تیسری کڑی۔۔۔ "

شائستگی اور بھول پن سے سوال کیا۔ جس پر وہ دلچسپی سے جواب دینے پر آمادہ ہوا۔

" دعا۔۔۔التجا۔۔۔مانگنا۔۔۔انسانوں سے نہیں صرف اس ذات سے جو آپ کے دل میں یہ جستجو یہ سچی لگن پیدا کرتا ہے "

www.novelsclubb.com

علیدان اس کو وہ ساری بات سمجھا رہا تھا جو اس نے نا صرف سنی تھی بلکہ سچ ہوتے دیکھی تھی۔ سہی ہی تو کہہ رہا تھا وہ، اکثر پوری لگن اور جستجو سے تلاش کی ہوئی چیز تب تک نہیں ملتی جب تک دل سے یہ نہیں نکلتا۔۔۔اے اللہ مل جائے نا۔۔۔

جستجو اور لگن تمھارے ملن کے لیے بہت تھی مجھے پر جب تک خدا سے مانگا نہیں تھا، "
میں مایوسی کے دلدل میں غرق ہوتا گیا، اور جب ان دو کے ساتھ تیسری اور اہم کڑی ملی تو
" تم خود بخود چل کر میرے پاس آگ ئی

محبت سے اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا۔ تو چہرے پر حیا رنگ لہراتے ہی پلکیں پھر سے جھکیں۔

میرا دعا پر، اللہ سے مانگنے پر یقین پختہ ہو گیا، تم میری زندگی کا وہ اہم حصہ ہو جس کے "
" ملن کے حصول نے مجھے میرے اللہ کے قریب کر دیا

وہ اب اس کے چہرے کو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں تھامے ہوئے تھا۔ اذفرین کی آنکھوں میں پھر سے نمی اتر رہی تھی۔ علیدان نے ہتھیلیوں کے حصار میں لیا چہرہ اوپر اٹھایا تو بے ساختہ اٹھتی اس کی نگاہوں میں چمکتا پانی چھپا نہیں رہ سکا۔

" رونے لگی ہو؟ "

علیدان نے خفگی سے گھورا۔ اور پھر اس کا چہرہ چھوڑ کر اپنا چہرہ قریب کیا۔

" رونا نہیں ہے اب سے رولانا ہے صرف "

آہستگی سے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرادی۔اس کو مسکراتا دیکھ کر وہ ہنستے ہوئے پیچھے ہوا۔

"چلو ملن کا سفر پورا کریں"

شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے علیدان نے ہاتھ سے کان کے جھمکے کو ہلایا جبکہ لب اسی طرز کی مسکراہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"ملن کا سفر۔۔۔"

اذفرین نے الجھ کر پوچھا سفید پتلیوں میں ناسمجھی جھلکی تو علیدان جھینپ کر سیدھا ہوا پھر ارد گرد دیکھتے ہوئے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ گالوں کے انیس پٹھے کھنچے وہ اس کی معصومیت پر ہنس رہا تھا۔

"ہاں ملن کا سفر، تین سٹیجز ہیں اس کی بھی"

مصنوعی سنجیدگی سے اسکے معصوم سے چہرے پر نگاہیں جمائے کہا جو غور سے سن رہی تھی۔علیدان کی لاجکس بھی اسی کی طرح نرالی تھیں۔

"پہلی سٹیج دلوں کا ملن جو ان دونوں میں ہوا جنگل میں"

علیدان نے آہستگی سے اس کے ناک کو چھوا تو چٹکی میں اٹکی چوڑی نتھ نیچے ڈھلک گئی۔

اذفرین نے ہاتھ اوپر اٹھائے جنہیں دھیرے سے نیچے کرتا ہوا اب وہ نتھ کا بالوں سے ملحقہ حصہ الگ کر رہا تھا۔ جب کے لب اس کے کانوں کے قریب سرگوشی کر رہے تھے۔

"پھر روحوں کا ملن جو اس ایک سال میں ہوا"

علیدان نے ناک سے اتاری چوڑی کو پیار سے ہتھیلی پر رکھ کر بیڈ کے سائیڈ میز پر رکھا۔ بالوں سے پن نکلاتے ہوئے جھمکا بھی کھل گیا تھا۔ اذفرین نے کانوں کے جھمکے پر ہاتھ رکھے تو وہ سیدھا ہوا نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو نیچے کیا۔

"مئے آئی۔۔۔۔۔"

آواز جتنی آہستہ ہو رہی تھی اتنی بھاری، جھمکے کو محبت سے ہاتھوں میں تھامے خمار آلودہ سرگوشی کی جس پر وہ بس پلکیں کپکپا کر اقرار کر سکی۔

www.novelsclubb.com

****

وہ سڈنی یونورسٹی کے وسیع عریض گیٹ سے باہر نکلی تو علیدان کو روز کی طرح کار سے کچھ ہی دوری پر منتظر پاکر مسکراہٹ بکھر گ ئی۔ اذفرین کو دیکھتے ہی علیدان نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ ٹکایا اور قدم کار کی طرف بڑھا دیے۔

وہ اپنا پروجیکٹ تو مکمل کر چکا تھا اب صرف اذفرین کی تعلیم پورا ہونے تک یہاں سڈنی میں ہی ایک کمپنی میں ملازمت کر رہا تھا۔

میر دلاور نے خود اپنی خوشی سے علیدان کو اجازت دی تھی کہ وہ جائے اور اپنا ہر خواب پورا کرے جو وہ چاہتا ہے وہ پڑھے۔ ان کو سڈنی آئے پانچ ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا جس میں وہ اپنا ادھورا پروجیکٹ پورا کر چکا تھا۔

وہ کار کا دروازہ کھول رہا تھا جب اذفرین نے چہکتے ہوئے فرمائش کی۔ بلیک فلیپر جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے پر اعتماد سی اذفرین آج سے کچھ سال پہلے والی اذفرین سے یکسر مختلف تھی۔

" علیدان آج بس سے چلتے ہیں "

وہ بچوں کے طرح بس سٹینڈ کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں کچھ دیر پہلے ہی بس آکر سٹینڈ پر لگی تھی۔علیدان نے تیوری چڑھائے گردن کو اس کی نظروں کے تعاقب میں خم دیا۔ مسافر نیلے رنگ کی ڈبل ڈیکر بس میں سوار ہو رہے تھے۔

" ہیں یہ کیا بات ہوئی "

علیدان نے تیزی سے چشمہ اتارا حیرت سے اس کی عجیب سی فرمائش پر اسے دیکھا۔وہ اپنی ساری اوٹ پٹانگ خواہشیں جو بچپن میں پوری نہیں کر پائی تھی شادی کے ان سات ماہ میں اس کے ساتھ پورا کر چکی تھی۔

" چلیں نا، ویسے ہی بس سے چلیں نا "

اذفرین نے بچوں کی طرح پرجوش ہوتے ہوئے ضد کی علیدان نے افسوس سے سر ہلایا۔ آج پھر پاگل پن کا دورہ پڑچکا تھا زوجہ محترمہ کو۔

" توبہ کرو مجھے تو اس حادثے کے بعد سے بس فوبیا ہو گیا ہے "

www.novelsclubb.com

علیدان نے ہنستے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگائے تو وہ کمر پر ہاتھ دھرے خفگی سے گھورنے لگی۔

پر وہ سر جھکائے مسلسل نفی میں گردن ہلا رہا تھا۔ پتہ تھا اس کی طرف دیکھا تو اس کے معصوم سے چہرے پر التجا دیکھ کر رک نہیں پائے گا۔

گاڑی ہوتے ہوئے بھی بس سے چلیں عجیب منطق تھی اس کی۔

" ارے بھ ئی مذاق مت کریں چلیں نا، بس نکل جائے گی "

اذفرین نے علیدان کا بازو کھینچتے ہوئے ضد کی تو وہ چاروناچار گاڑی کی چابی جیب میں رکھ کر سیدھا ہوا۔

" آہ۔۔۔۔ چلیں جی "

ہاتھ کے اشارے سے اسے قدم بڑھانے کا کہتے ہوئے خود ساتھ قدم ملا دیے۔ ڈبل ڈیکر بس میں سوار ہوتے ہی وہ ساری سیٹس چھوڑتی ہوئی اسی سیٹ پر آ کر رکی۔ جس پر حادثے کے دوران وہ دونوں بیٹھے تھے۔

" اس طرف "

www.novelsclubb.com

بائی یں طرف اشارہ کیا اور خود آگے ہوتے ہوئی کھڑکی کے طرف بیٹھ گ ئی۔ چہرے پر عجیب سی خو شی تھی۔

" وہی ساری فیلنگز دے رہی ہو بھ ئی خیر ہے "

علیدان نے جیبوں سے ہاتھ نکالے اور ڈرانے جیسے لہجے میں اسے کہا تو وہ کندھے پر ہلکی سی چپت لگاتی بازو سے سر ٹکا گ ئی

" مجھے کوئی ڈر نہیں آپ ساتھ ہیں "

اپنے بازو کو محبت سے علیدان کے بازو کے گرد حائی ل کیا۔ ان کے بلکل ساتھ ایک پانچ سالہ بچی اور ایک چار سال کا بچہ بیٹھا تھا۔

" ہم۔ م۔ م۔ جنگل میں ہنی مون یاد ہے کتنا تنگ کیا تھا؟ "

www.novelsclubb.com

علیدان نے جتاتے ہوئے بازو کو جھٹکا دیا تو اس کا سر اوپر اٹھا۔ اور پھر وہ لاڈ سے منہ بناتی سیدھی ہوئی۔

کوئی تنگ و نگ نہیں کیا تھا، آپ ہر چیز میں سہولت گھسیڑ رہے تھے، مجھے سب ویسا " ہی چاہیے تھا "

اذفرین نے خلا میں نظریں گھمائے کھوئے سے لہجے میں کہا۔علیدان بے ساختہ ہنس دیا۔ جنگل میں سپیشل ہٹ ریزرو کروا کر وہ اذفرین کی شدید خواہش پر ہی پورے نو دن کا ہارر ہنی مون منا کر آئے تھے۔ گو کہ جنگل وہ والا جنگل نہیں تھا پر اذفرین نے اس سے وہ سارے کارنامے کروائے تھے۔ درختوں پر چڑھنا۔اسے گود میں اٹھانا، ندی میں نہانا، پھل توڑ کر لانا

"واہ واہ۔۔۔ویسا ہی کچھ لگتی جب لائی ٹر تھا سب تھا پھر بھی پتھروں سے آگ جلانے کی فرمائی ش، کیا کہنے آپ کے"

علیدان نے مصنوعی خفگی سے گھورا پر وہ تو سامنے بیٹھی بچی کو دیکھ رہی تھی جو اپنے بھائی کو کہانی سنا رہی تھی۔

"پھر ونڈر ویمن فائی ر کرتی ہے اور ب ئی یر مر جاتا ہے"

بچی نے پرجوش انداز میں ہاتھوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا تو پاس بیٹھے بچے کا منہ کھلا

"آئی رن مین بچا کہ نہیں"

www.novelsclubb.com

وہ تجسس میں پوچھ رہا تھا۔اذ فرین کی آنکھیں پھیل رہی تھیں یہ کہانی تو صرف اس نے جارج کو سنائی تھی۔ایک سنسناہٹ تھی جو پورے بدن میں دوڑ گئی تھی۔

" لسن۔۔ کہاں سے سنی، مطلب کس نے سنائی یہ کہانی آپکو؟ "

بے چینی سے آگے ہوتے ہوئے بچی سے پوچھا۔جو کچھ دیر خاموشی سے اس کو دیکھتی رہی پھر خاموشی کو ختم کیا

" میرے کلاس فیلو جارج نے "

بچی نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا تو اذ فرین کا چہرہ خوشی کے ہر رنگ سے نہا گیا۔

****

"مام۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

www.novelsclubb.com

جارج سکول کے گیٹ کے سامنے اس کو دیکھ کر بھاگتا ہوا آیا تھا۔وہ واقعی اس کو نہیں بھولا تھا جو یوں اس کو دیکھتے ہی ایک نظر میں پہچان کر اس کی طرف بھاگا تھا۔

ایمیلی اس کے پیچھے اس کا بیگ تھامے حیرت سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ جارج اذفرین کی ٹانگوں سے چپک گیا تھا اذفرین نے جھک کر اسے اپنے سینے سے لگا کر بھینچ ڈالا۔ وہ چہک رہا تھا۔

"مجھے معلوم تھا، میں نے مما کو بولا تھا ام مجھے ملنے آئی یں گی "

اسکی باریک سی آواز میں جوش تھا خوشی تھی۔ اذفرین اسے گود میں اٹھائے سیدھی ہوئی تو ایمیلی نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ہیلو۔۔۔اذفرین۔۔۔؟ "

وہ مسکرا رہی تھی۔ اذفرین نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھاما۔ علیدان جو کار میں فون سن رہا تھا باہر آیا۔ جارج کی نظر علیدان پر پڑی تو خوشی کی انتہا نہیں رہی

"مما یہ ہے وہ آئی رن مین، "

www.novelsclubb.com

جارج خوشی سے چیخا اور اذفرین کی گود سے اترتا علیدان کی پھیلی باہوں میں سمٹ گیا۔

ایمیلی نے سوالیہ سی نظروں سے علیدان کی طرف دیکھا۔

"مائی ہیز بینڈ "

اذفرین نے مسکراتے ہوئے اس کی الجھن کو دور کیا۔ایمیلی جارج کو خوش دیکھ کر مسرور سی ہوئی

" بہت خوشی ہوئی مل کر جارج اکثر بہت سے باتیں کرتا ہے پاکستان وزٹ کی "

ایمیلی شائی سنگی سے کہتی ہوئی اسے بغور دیکھ رہی تھی۔اذفرین نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا۔

" پتا چلا تھا مجھے کہ نجف سے تمھاری شادی نہیں ہوئی ہے "

آہستگی سے کہتی ہوئی۔وہ اب سر جھکا گئی تھی۔

" ہو بھی نہیں سکتی تھی "

اذفرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ایمیلی نے بھی مسکراتے ہوئے سر اوپر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ تم اس کو پیار کرتی تھی رائیٹ؟ "

ایمیلی نے سر کی جنبش سے علیدان کی طرف اشارہ کیا جو اب جارج کو اپنے مسلز دکھا رہا تھا

۔

" نہیں۔۔۔کیونکہ نجف صرف آپ سے پیار کرتا ہے "

ازفرین نے فوراً جواب دیا اور پھر اسے حیران کھڑا چھوڑ کر علیدان اور جارج کی طرف بڑھ گئی۔

****

ختم شد

www.novelsclubb.com